

پیش کیا ہر مسجد بیٹھ مین انہوں نے کوئی علت بیان کی اوس کو مین نے نکال ڈالا اور جس حدیث کو انہوں نے کہا کہ صحیح ہے اور اوس مین کوئی علت نہیں ہے اوس کو مین نے داخل کیا اس روایت کو خطیب بغدادی نے اپنی سند سے روایت کیا ہے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ سند امام مسلم کی وہ ہے جس میں سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک چار واسطوں اور چیسو امام بخاری کے ثلاثیات میں یعنی تین واسطوں کی حدیثیں وہ صحیح مسلم میں نہیں ہیں امام نووی نے کہا مسلم نے علم حدیث میں کئی کتابیں لکھیں ہیں سب میں مشہور صحیح ہے اور یہ کتاب بتواتر مسلم سے نقل کی گئی ہے اس طرح کہ اس کتاب کو مسلم کی تصنیف یقیناً کہہ سکتے ہیں اور باسناد متصل مسلم تک روایت کی گئی ہے اور ایک فائدہ خاص اس کتاب میں ہے وہ یہ ہے کہ مسلم نے ہر ایک حدیث کو لیے ایک خاص مقام جو مناسب تھا مقرر کیا ہے اور وہ مین اوس حدیث کو تمام طریقوں کو جمع کر دیا ہے اور اس کے مختلف الفاظ کو ایک ہی مقام پر بیان کیا ہے تاکہ ناظر کو آسانی ہووے اور تمام طریقوں پر وہ فائدہ اٹھاوے اور یہ بات صحیح بخاری میں نہیں ہے امام حافظ عبد الرحمن بن علی عینی نے چند اشعار صحیح مسلم کی تشریف میں کہے ہیں جبکہ مضمون یہ ہے کہ اسے پڑھو والے صحیح مسلم علم کر دیا ہے جس میں ہانے ہننے کے رستے نہیں ہیں (یعنی سب باہنی ایک ہی جگہ موجود ہے اور مسلم کی روایتوں کا ذخیرہ بخاری کی مگر روایتوں سے زیادہ فراوان ہے حافظ ابن الصلاح نے کہا مسلم کی شرط یہ ہے کہ حدیث متصل اسناد ہوا دل سے لیکر اخیر تک ایک ثقہ دوسرے ثقہ سے نقل کرتا ہو اور اس میں کسی تنہم کا خدو ذبا علت نہ ہو سیوطی نے کہا ثقہ سے مراد یہ ہے کہ وہ راوی مسلم کے نزدیک ثقہ ہو اگرچہ اور دن کے نزدیک نہ ثقہ نہ ہو اور اس پر جو صحیح مسلم نے چہ سو پندرہ ایسے لوگوں کو روایت کی ہے جن سے بخاری نے روایت نہیں کی اسی طرح بخاری نے چار سو چوبیس ایسے شخصوں کو روایت کی ہے جن سے مسلم نے نہیں کی تو کتنی حدیثیں ایسی نکلیں گی جو مسلم کی شرط پر صحیح ہیں اور بخاری کی شرط پر صحیح نہیں اس لیے کہ مسلم کے نزدیک اسکو راویوں میں وہ شبہ طریق باہنی جاتی ہیں جو صحت حدیث کے لیے ضروری ہیں مگر بخاری کے نزدیک نہیں باہنی جاتیں ہر مسلم علیہ الرحمۃ اپنی کتاب میں ایک ایسے راوی پر چلے ہیں کہ اسکی وجہ ہوا وہ ان کی کتاب کے صحیح بخاری پر فضیلت دی گئی ہے وہ یہ کہ امام مسلم علیہ الرحمۃ حدیث کو تمام

مثنون کو اوس کے سب طریقوں کے ساتھ ایک ہی مقام میں جمع کر دیتے ہیں اور اسکو مختلف بابوں میں جدا جدا نہیں لاتے اور پوری عبارت اوس کی بیان کرتے ہیں اور باب کو ترجموں کے میں اوس کے ٹکڑے ٹکڑے نہیں کرتے اور حتی المقدور الفاظ کی رعایت کرتے ہیں اور نقل بالمعنی نہیں کرتے یہاں تک کہ اگر ایک راوی نے دوسرے راوی سے ایک لفظ میں بھی اختلاف کیا ہو اور معنی دونوں لفظوں کے ایک ہو تو تب بھی مسلم ہر ایک راوی کے لفظ کو بیان کر دیتے ہیں یہاں تک احتیاط ہو کہ اگر ایک راوی نے حدیث کہا ہو اور دوسرے نے خبرنا تو وہ لکھتے ہیں کہ فلان راوی نے حدیث کہا اور فلان نے خبرنا اور حدیث کے ساتھ اصحابہ کو اقوال اور تابعین وغیرہ کے اقوال اور باب اور ترجموں کو نہیں ملاتے اس لیے کہ انکو جس تہی اس بات کی کہ حدیث میں اور کوئی چیز ملے نہ پاوی تو بعد مقدمے کی اس کتاب میں اور کچھ نہیں ہے سو حدیث کو ابن الصلاح نے کہا وہ سب حدیثیں جنکی صحت کا حکم کیا مسلم نے اس کتاب میں یقیناً صحیح ہیں اور ابی ہی وہ حدیثیں جنکو بخاری نے صحیح کہا ہے اس لیے کہ امت محمدی نے علماء نے ان دونوں کتابوں کی حدیثیں کو قبول کیا ہے اور جو کسی ایک آئے شخص نے اس میں خلاف کیا ہے اوسکو خلاف اعتبار نہیں امام آخرین نے کہا اگر کوئی شخص قسم کہا ہو کہ اپنی عورت کی طلاق پر کہ بخاری اور مسلم کی جو حدیثیں صحیح ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقل میں تو اسکی عورت پر طلاق نہ پڑے گا کیونکہ حقیقت میں ان دونوں کتابوں کی حدیثیں صحیح ہیں اور علماء نے اجماع کیا ہے ان کی صحت پر اور تمامی امت محمدی نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ جس حدیث کی صحت پر بخاری اور مسلم دونوں کا اتفاق ہے وہ صحیح ہے ابن الصلاح نے کہا مسلم ابو ذر کے پاس آئے اور ایک ساعت تک بیٹھ کر اور باتیں کرتے رہے جب اٹھی تو کہنے لگا انہوں نے چار ہزار حدیثیں اپنی صحیح میں جمع کیں ہیں ابو ذر نے کہا ہر باتی حدیثیں کس کے لیے چھوڑ دیں شیخ نے کہا ہر امام شخص کی یہ تھی کہ صحیح مسلم میں اصل چار ہزار حدیثیں ہیں سو اکمرات کو اور مکررات کو ملا کر سا نہ اردو سو پچھتر حدیثیں ہیں۔ امام مسلم نے اس کتاب کو ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا ہے اور وہ حقیقت میں باب باب پر مرتب ہے پر باب کو ترجموں کو اوس نے متن کتاب میں داخل نہیں کیا تاکہ کتاب کا حجم نہ بڑھے یا اور کسی غرض سے امام نووی نے کہا لوگوں نے مسلم کے ابواب کا ترجمہ کیا ہے بعض

چہی میں انہیں اس وجہ سے کہ ترجمی کی عبارت میں تصور ہے یا الفاظ اور سکر یکساں ہیں اور میں اپنی
 مشہد میں ان ترجموں کو مناسب عبارتوں کے ساتھ بیان کر دیں گا سیوطی نے کہا کہ یہ جو صحیح مسلم کے
 ایک نسخہ میں بالوں کے ترجمی پائے جاتے ہیں تو یہ مسلم کے بنائے ہوئے نہیں بلکہ لوگوں نے ان کو
 معبد بنادیا ہے میں اور ان میں اسے بڑے سب میں جیسو نووی نے کہا ہے اور ان لوگوں کی غرض
 یہ تھی کہ حاشیہ نکالنے والے کو آسانی ہو ورنہ لیکن بہتر یہی ہے کہ باب کو ترجمے کی کتاب میں نہ لکھو
 طاری میں چھپے پرانے نسخوں میں نہیں لکھے ہیں اور جن بالوں کی وجہ سے مسلم کی کتاب بخاری سے
 کتاب سے ممتاز ہو ان میں سے ایک بات یہی ہے کہ مسلم نے تعلیقات دینے بے اسناد و اثبتین بہت
 تم بیان کی ہیں سو چند مقاموں کے برخلاف بخاری کے کہ انہی کتاب میں تعلیقات بہت ہیں اور
 نے کہا مسلم نے اپنی کتاب میں عمدہ راہوں کو اختیار کیا ہے نہایت احتیاط اور مضبوطی اور معرفت
 کے ساتھ اور اس میں کمال و روع اور نہایت علم اور انتہائی تحقیق اور علوشان و مستند ہے
 اور مسلم نے اپنے مقدمہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے حدیث کی تین قسمیں کی ہیں ایک تو وہ جو کتب
 بڑے عمدہ حافظوں نے روایت کیا ہو دوسرے وہ جو متوسط لوگوں نے خباکس و ضعیف روایت کیا ہو
 روایت کیا ہو۔ تیسرے وہ جو ضعیف اور متروک لوگوں نے روایت کیا ہو تو مسلم پہلے قسم
 کی حدیثوں کو فارغ ہوتے ہیں تو دوسرے قسم کی حدیثوں کو لاتے ہیں لیکن تیسرے قسم کی
 حدیثوں کو بالکل نہیں لاتے علمائے اختلاف کیا ہے کہ اس قسم کو کیا راہ اور حاکم اور بیہقی نے
 کہا کہ مسلم دوسرے قسم کی حدیثوں کو بیان کرنا چاہتے تھے مگر اس سے پہلے ناگہانی موت آگئی اور
 فقط پہلی قسم کی حدیثیں اذکی کتاب میں ہیں قاضی عیاض نے کہا غور سے بات صحیح معلوم نہیں
 ہوتی اور اس نے اپنی کتاب میں تینوں طرح کی حدیثوں کو بیان کیا ہے ابن عساکر نے کہا کہ مسلم نے
 اپنی کتاب کو دو قسموں کی حدیثوں پر مرتب کرنا چاہا ایک قسم میں تو عمدہ عمدہ حافظ اور ثقہ لوگوں کی
 روایتیں اور دوسرے قسم میں ستور اور سچی متوسطین لوگوں کی روایتیں مگر ان کو موت آگئی اور
 یہ آئندہ دوسری نہیں ہوتی اور کتاب کی ترتیب تراجم اور ابواب کے ساتھ رہ گئی باوجود اس کے اذکی کتاب
 مشہور اور مقبول ہوئی اور تیسرے قسم کی حدیثوں کو انہوں نے بالکل بیان نہیں کیا پھر مسلم کے بعد
 اور لوگوں نے کسی ایک کتاب میں مسلم کے صحیح کی طرح لکھیں اور عالمی سندوں کو حاصل کیا

اور ان میں سے بعضوں نے مسلم کے مشائخ کو پایا اور مسلم کی احادیث کو اپنی کتابوں میں نکالا شیخ
 ابو عمر نے کہا یہ جو کتابیں صحیح مسلم کے طور پر لکھی گئی ہیں اگرچہ اور ان میں صحت کی ایک نشانی ہے مگر
 تمام باتوں میں وہ صحیح مسلم کے برابر نہیں ہو سکتیں۔ صحیح مسلم پر علماء نے بہت سی شرحیں لکھی ہیں۔
 میں شہور وہ شرح ہے جسکو امام حافظ ابو ذر یامحی الدین نووی شافعی نے تالیف کیا اور وہی شرح
 شائع اور مشہور ہے اور صحیح مسلم کے ساتھ ہندوستان میں طبع ہو گئی ہے اور ایک اس شرح کا خلا
 ہے جسکو شیخ الدین محمد بن یوسف قزوینی نے مرتب کیا اور ایک شرح ہے قاضی عیاض مالکی کی جسکا
 نام الکمال المعلم ہے شرح صحیح مسلم ہے اور ایک شرح ہے ابو العباس احمد بن عمر بن ابی اسیم قرطبی کی اور
 یہ مقدم ہے نووی سے بھی اور ایک شرح ہے امام عبداللہ محمد بن خلیفہ مالکی کی چار جلدوں میں اور ایک
 شرح ہے ابو عبداللہ محمد بن علی مازری کی جسکا نام مسلم لفظا دید کتاب مسلم ہے اور ایک شرح ہے عماد
 الدین عبد الرحمن بن عبد الحلیم مصری کی اور ایک شرح ہے غرائب مسلم کی عبدالغافر بن اسماعیل فارسی
 کی جسکا نام مفہم فی شرح غریب مسلم ہے اور ایک شرح ہے سبط ابن الجوزی کی اور ایک شرح ہے ابو
 الفرج عیسیٰ بن سعید زوادی کی پانچ جلدوں میں اور ایک شرح ہے قاضی زین الدین نسکہ یابن محمد
 الفارسی کی اور ایک شرح ہے مختصر شرح جلال الدین سیوطی کی جسکا نام دیباج علی صحیح مسلم ہے
 اور ایک شرح ہے قدام الدین ابوالقاسم اسماعیل بن محمد اصفہانی کی اور ایک شرح ہے رفی الدین
 شافعی کی اور ایک شرح ہے تطلانی کی اسکا نام منہاج الدیباج ہے اور ایک شرح ہے ملا علی قاری کی چار
 جلدوں میں صحیح مسلم کی مختصر لکھی بہت ہیں ایک مختصر ہے ابو عبداللہ شرف الدین محمد بن عبداللہ مصری کا اور ایک مختصر
 ہے زواید مسلم کا بخاری پر حافظ مسراج الدین عمر بن علی ملقن شافعی کا اور ایک مختصر ہے حافظ زکی الدین
 منذری کا اور اس مختصر کی شرحیں بھی بہت ہیں اور سب کے عمدہ شرح اسکی سرچہ الیوم ہے جو ہمارے
 زمانے میں جناب مولانا سید محمد صدیق حسن صاحب بہادر کی تصنیفات میں چھپ چکی ہیں اور اس ترجمہ میں
 اس شرح کو بہت فوائد منقول ہیں امام مسلم کا حال جو اس کتاب کو تالیف میں نام اسکا مسلم بن الحجاج
 بن مسلم القشیری بن ارد بن کرشاد فیساوری ہے امام حافظ بن علی علم حدیث کو اور سفر کیا انہوں نے حجاز اور
 شام اور عراق اور مصر کا حدیث حاصل کرنے کے لیے اور شہور مشائخ ان کے یہ لوگ ہیں تیجہ بن یحییٰ
 امام احمد بن حنبل اسحاق بن راہویہ عبداللہ بن سلمہ قصبی قتیبہ بن سعید ابوبکر بن ابی شیبہ محمد بن

نیشابور محمد بن ابی ثنی وغیرہم کسی بار بعد اومین آئے اور اہل بعد ان کے اور نہایت کی سبب آخر وہ بغداد
 میں قتل ہوئے چیری میں تشریف لائے ترمذی نے ان کی روایت کی ہے خطیب نے اسی نے کہا مسلم بخاری کی
 بن کر گئے تھے اور لوگوں کے اعتراضوں کو ان کے اور پسو دفع کرتے تھے یہاں تک کہ ادن میں اور ذہلی
 میں اس پر کسی رنجش نہ گئی حافظ محمد بن یعقوب نے کہا بخاری صاحب نیشابور میں آئے تو مسلم ادن کو
 پاس بہت آتے جاتے تھے بعد اوس کو بخاری اور ذہلی میں ایک سکو پر نزل ہوا اور ذہلی نے لوگوں کو منع
 کیا بخاری پاس جانے سے لیکن مسلم نے نانا جب ذہلی کو اس کی خبر ہوئی وہ غصہ ہوا مسلم مجلس کے اہل
 اور جو کچھ ذہلی سے حدیثیں ملتی تھیں وہ اوس کے پاس واپس کر دین اس پر ذہلی سے ترک ملاقات
 ہو گئی پھر طائفہ اسلام علماء اعلام میں سوہین حرثیہ کہ اور حافظ اور امام اور مقتدیہ میں اس فن
 کے شکوہ امام اہل حدیث نے مسلم کیا ہے اور طلب حدیث کو لیے دنیا کے اطراف اور اکثاف یز
 پھرے اور محمد بن مہران اور ابو عثمان اور عمر بن سواد اور جزیہ بن تکیہ اور سعید بن منصور اور
 ابو حنیفہ بن سنان اور ان کی روایت کیا ایک جماعت نے علماء اور حفاظ کے جیسے ابو جعفر رازی
 اور موسیٰ بن مارون اور احمد بن سلمہ اور ابو بکر بن خریبہ اور بہت لوگوں نے خباکشا شمار و تلواری
 ابو عمر بن احمد بن حمدان نے کہا میں نے ابو العباس بن عقیقہ کو پوچھا کہ بخاری اور مسلم میں کون
 بڑھ کر ہے انہوں نے کہا دونوں عالم ہیں میں نے پھر پوچھا انہوں نے کہا اے ابا عمر بخاری
 سے کبھی غلطی ہوتی ہے اہل تہن کہ ایک جگہ کسی کی کنیت بیان کرتے ہیں اور دوسری
 جگہ اس کا نام تو خیال ہوتا ہے کہ یہ دو آدمی ہیں اور مسلم سے بہت کم غلطی ہوتی ہے خطیب نے اسی
 نے کہا مسلم نے بیرونی کی ہے بخاری کی اور وہ چلے ہیں بخاری کی راہ پر دارقطنی نے کہا اگر
 بخاری نہ ہو تو کو مسلم کو بھی یہ راہ نہ ملتی غرض مسلم نے بخاری سے بہت فائدہ اٹھایا ہے
 ابو احمد شیخ حاکم نیا پوری نے کہا کہ مسلم نے اپنی کتاب میں بہت سی متفرق حدیثیں
 بخاری کی کتاب سے لیں ہیں مگر ان کو بخاری کی طرف نسبت نہیں دی اور نہ اپنی صحیح میں
 بخاری سے روایت کی ہے مسلم نے سوا اس صحیح کو اور ہی کتابیں لکھی ہیں جیسے مسند کبیر
 جامع کبیر کتاب العلل کتاب الطبقات کتاب اوامہ محدثین کتاب التمیز کتاب فن الیس لہ الارادہ
 واحد کتاب اوامہ محضرین کتاب الاسامی و الاسماء کتاب الوجدان کتاب حدیث عمر بن شعیبہ بن عیینہ

کتاب مشائخ مالک کتاب مشائخ ثواری اور سلم کے عجیب حالوں میں سے یہ ہے کہ انہوں نے تمام عمر کسی کی غیبت نہیں کی اور نہ کسی کو مارا اور نہ کسی کو گالی دی اور حدیث کے کہوٹے گھر کے بچانے میں اپنے زمانہ میں سب پر مقدم تھے یہاں تک کہ بعضی امور میں بخاری پر بھی انکو فضیلت دی گئی ہے جیسے اوپر گذر آئے۔ ہجری میں پیدا ہوئے اور وفات پائی التواتر کی شام کو جب کے بچپیدین تاریخ ۱۱۳۰ ہجری میں عمر اذکر بجز برس کی ہتی اور دو شنبہ کے روز دفن ہوئے اون کی وفات کا مقدمہ یوں کہہا ہے کہ مجلس میں لوگوں نے اون سے ایک حدیث پوچھی انکو معلوم نہ ہوئی وہ گھر میں آن کر سب کتابوں میں ڈھونڈنے لگے۔ اور ایک ٹوکرا آخری کا اون کے سامنے رکھا تا ایک ایک حزا کہاتے جاتے تھے یہاں تک کہ ٹوکرا تمام ہو گیا اور حدیث کی تلاش میں ایسا استغراق ہوا کہ انکو خبر نہ ہوئی اور اسی وجہ سے سر گئے ابو حاتم رازی نے سلم کو مرنے کے بعد حواثبت دیکھا اون کا حال پوچھا انہوں نے کہا عبدالجل شانہ نے حبت کو میرے لیے سپرد کر دیا ہے جہاں چاہوں رہوں سند مولف ترجمہ کی امام مسلم تک اجازت دی مجھ کو صحیح مسلم شریف کی میرے شیخ عالم علامہ شیخ احمد بن ابراہیم بن عیسیٰ شریقی حنبلی نے اون کو اجازت دیا شیخ عبدالرحمن بن جن نے اونکو اجازت دی شیخ حسن قمیسی نے اونکو اجازت دی شیخ سلیمان بجیری نے اونکو اجازت دی شیخ محمد عثمانی نے اونکو اجازت دی شیخ ابو الغریبی نے اونکو اجازت دی شیخ محمد زوہری نے اونکو اجازت دی محمد ربی نے انہوں کو شائخ الاسلام زکریا انصاری سے انہوں کو امام حافظ ابن حجر عسقلانی سے پہر حافظ ابن حجر روایت کرتے ہیں اس کتاب کو صلاح بن ابی عمرو مقدسی سو اور وہ علی بن احمد بخاری سو اور وہ توفیق طوسی سو اور وہ عبد اللہ فردوسی سے اور وہ عبد اللہ الخافری فارسی سو اور وہ ابی احمد محمد بن عیسیٰ طبرستانی سو اور وہ ابی اسحاق ابراہیم بن محمد سو اور وہ امام حافظ سلم بن الحجاج قشیری سو اور وہ ابن اسحاق صہب ک رہتی ہو اللہ تعالیٰ ان سب بزرگوں کو اور انکی طفیل کو مغفرت کر کہ میری اور میری والدین اور بہائین اور سب مومنین کی ہو مترجم کتاب سو امام مسلم تک سولہ دہ طری ہیں اور امام مسلم کے دہ طری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک باقی حدیث میں چار ہیں اس حساب سے مترجم سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک الیس دہ طری ہو گئے

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ ذَٰلِكَ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا جَدِيدًا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مَشْرُوعِ کاتبوں میں عبدالجل جلالہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحمہ منے والا الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقِيَّينَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلَىٰ جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ
 سب تعریف لائق ہے اسی پروردگار کی جو پالتا ہے سارے جہان کو اور بہتر انجام اور ہی لوگوں کا ہے
 جو پرہیزگار ہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور مہربانی سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام پیغمبروں کے ختم کرنے
 والے ہیں (یعنی نبوت کے سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات پر ختم کر دیا اب دنیا میں آپ کو بعد کوئی پیغمبر
 نہیں نکلے گا لیکن آویگا) اور تمام نبیوں اور پیغمبروں پر (جو ہمارے پیغمبر سے پہلے گزرے ہیں) صلی اللہ علیہ وسلم
 اور حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ علیہم السلام) اِنَّا لَعَدُوُّ فَاسِقِيكَ يَحْكُمُ
 اللَّهُ بَيْنَ فِرْقٍ خَالَفَكَ ذَكَرْتَ اَنْتَ هَمَمْتَ بِاِخْتِصَارِ عَنْكَ تَعَرَّبْتَ مِنْهُ اَلَا خَبَارُ الْمُنَافِقِ
 عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ النَّبِيِّينَ وَالْحُكَّامِ وَمَا كَانَ مِنْهَا فِي الثَّوَابِ
 وَالْعِقَابِ وَالْغَنِيِّ وَالْفَقِيرِ وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنْ صُورَتِ الْكَشْيَافِ الْكَاسِبِ الْيَدِ الْيَقِي
 بِهَا أَفْضَلَتْ وَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَكُونَ أَهْلَ الْعِلْمِ فَلْيَتَّقِ اللَّهَ لِيَتَّقِ لِيَتَّقِ لِيَتَّقِ لِيَتَّقِ لِيَتَّقِ لِيَتَّقِ
 اپنے پروردگار کی توفیق سے ذکر کیا تھا (یہ امام مسلم کسی اور کو فرماتے ہیں) کہ تیرا قصہ یہ ہے کہ
 تلاش کرے اور ان سب حدیثوں کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہیں دین کے
 طریقوں اور حکموں میں (یعنی مسائل کی حدیثیں جو فقہ سے متعلق ہیں) اور ان حدیثوں کو جو ثواب
 اور عقاب اور خوشخبری اور ڈرانے کے لیے ہیں (یعنی فضائل اور ملامت کی حدیثیں) اور ان
 کے سوا اور باتوں کی سندوں کے ساتھ جن کے رو سے وہ حدیثیں نقل کی گئی ہیں اور جنکو علماء
 حدیث (جاری رکھا ہے اپنے میں) (یعنی مشہور اور معروف سندیں) فَأَرَدْتُ أَنْ سَدِّدَ
 اللَّهُ أَنْ تَوْفَّقَ عَلَى حُجَّتِهِمْ مَوْفِقَةً مُخَصَّصَةً لِيَتَّقِ لِيَتَّقِ لِيَتَّقِ لِيَتَّقِ لِيَتَّقِ لِيَتَّقِ
 سب حدیثوں پر واقف ہو جاوے اس طرح سے کہ وہ سب حدیثیں ایک جگہ جمع ہوں و سَأَلْتُ حَتَّى
 أَنْ أُخَصِّصَ لَكَ فِي التَّلَافُيفِ بِلَا تَكْرَارٍ تَكْلُفٍ فَإِنَّ ذَلِكَ نِعْمَتٌ رَحِمَ اللَّهُ عَلَيْكَ عَمَّا لَكَ قَصْدٌ
 مِنَ التَّفْهِيمِ قَبْهًا وَكَامِنًا طَيِّبًا اور تو نے یہ سوال کیا تھا کہ میں ان سب حدیثوں کو مختصراً
 کے ساتھ تیرے لیے جمع کروں اور اس میں تکرار نہ ہو کیونکہ اگر تکرار ہوگی (اور طول ہوگا) تو تیرا
 مقصد جو حدیثوں کو سمجھنا اور ان میں غور کرنا ہے اور ان سے مسائل نکالنا ہے وہ جانا ہے
 كَاللَّذِي سَأَلَكَ أَنْ تَكُنْ حِينَ رَجَعْتُ إِلَى ذِكْرِي وَمَا بَقِيَ بِي مِنَ الْحَالِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ

نَحَالِ عَاقِبَةُ مُحَمَّدٍ وَصَفْعَةُ مَوْجٍ كَذَا اور تو نے جس بات کا سوال کیا خدا تجھ کو عت دیو
 جب میں نے اس میں غور کیا اور اس کو انجام کو دیکھا تو خدا چاہا ہے اور اس کا انجام اچھا ہوگا اور بالفعل ہی
 اس میں فائدہ ہے (یعنی حال اور مال دونوں کے فائدے کی بات ہے) وَظَنَنْتُ حِينَ سَأَلْتُ
 جَنَّتُمْ ذَلِكَ أَنْ لَوْ عَزَمْتُ عَلَى عَدِيهِ وَقَضَيْتُ لِي لَمَّا مَنَّهُ كَانَ أَقْوَى مَنْ يُصِيبُهُ نَفْعُ ذَلِكَ
 رِأْيَايَ خَاصَّةً قَبْلَ غَيْرِي مِنَ النَّاسِ لَا سَبَابَ كَثِيرٌ يَطُولُ بِذِكْرِهَا الْوَضْعُ لَا
 أَنْ جُمِلَ ذَلِكَ أَنْ صَبَطَ الْقَلِيلُ مِنْ هَذَا الشَّانِ وَاتَّقَاهُ أَسِيرٌ عَلَى الْمُسْئِرِ مِنْ مَعَالِجَةِ
 الْكَثِيرِ مِنْهُ وَلَا يَسْتَأْذِنُ عِنْدَكَ مِنَ الْعَوَاقِرِ إِلَّا بِأَنْ يُؤَوِّفَهُ عَلَى التَّمْيِيزِ
 عَذْبُكَ اور میں نے یہ خیال کیا جب تو نے مجھ کو اس بات کی تکلیف دی کہ اگر یہ کام مجھ سے ہو جاوے
 تو سب سے پہلے دوسروں کو توخیر مجھے خود ہی فائدہ ہوگا کسی سیون سے جب کا بیان کرنا طول ہے مگر خلاصہ
 یہ ہے کہ اس طور سے تہوڑی حدیثوں کو یاد رکھنا مضبوطی اور صحت کو ساتھ آسان ہے آدمی بہت
 سے حدیثوں کو روایت کرنے سے (بغیر ضبط اور اتقان کے) کیونکہ اس میں ایک طرح کا خلجان پیدا
 ہوتا ہے (خاص کر عوام کو بڑا فائدہ ہوگا جس کو تیز نہیں ہونے کہوٹی کہہ رہی حدیث کی بے دوسرے
 کے بتلائے ہوئے فَادَاكَ اَنَّ اَلْمُسْئِرَ فِي هَذَا كَمَا وَصَفْنَا فَالْقَصْدُ مِنْهُ اِلَى الصَّحَابِ الْقَلِيلِ
 اَنْ لَوْ بَصُرْتُمْ مِنْ اَزْدِيَادِ السَّقِيمِ وَانَّمَا يُرْجَى بَعْضُ الْمُنْفَعَةِ فِي الِاسْتِغْنَاءِ مِنْ هَذَا الشَّانِ
 وَجَمْعُ الْمَكْنِ اَنْتَ مِنْهُ لِخَاصَّةٍ مِنَ النَّاسِ مِمَّنْ تُرْزَقُ فِيهِ بَعْضُ التَّيَقُّظِ وَالْمَعْرِفَةِ
 بِاسْتِغْنَاءِهِ وَعَلَيْهِ فَذَلِكَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ يُجْعَلُ لِيَا اَوْفَى مِنْ ذَلِكَ عَلَى الْفَائِدَةِ فِي لَا اِسْتِغْنَاءَ
 مِنْ جَمْعِهِ تَرْجِبُ حَالِ اِسْيَا هُوَ اِجْمَاعِيٌّ اَوْ بِرِجَانِ كَمَا تَوْهَرُ صَحِيحِ حَدِيثِ كَا بَيَانِ كَرْنَا اَنْ
 لِيْهِ بَہْتِ بَہْتِ صَنِيعِ حَدِيثِ مِنْ اَوْ بَہْتِ سِیْ حَدِیْثِ بَیَانِ كَرْنَا اَوْ مَکْرَرَاتِ كَوْجَمِ كَرْنَا خَاصِرِ
 خَاصِ اَوْ مِیونِ كَوْفَا دَہِ دِیَا ہِے جَنكُو عِلْمِ حَدِیْثِ مِیْنِ كَچِ اَوْ اَقْنِیْتِ ہِے اَوْ حَدِیْثِ كَوْ اَسَابَابِ اَوْ عَلْتُونِ كَوْ
 دَہِ ہِچَا تَتَہِے ہِیْنِ اِیَا شَخْصِ اَلْبَہِہِ رُجْہِ اَبْنِیْ اَوْ اَقْنِیْتِ اَوْ مَعْرِفَتِ كَے بَہْتِ حَدِیْثُونِ كَے جَمْعِ كَرْنِے سَے
 فَا دَہِ اَوَّہَا كَے كَا فَامَّا عَوَاثِرُ النَّاسِ الَّذِیْنَ هُمْ بِخِلَافِ مَعَانِیِ الْخَاصِّ مِنْ اَهْلِ التَّيَقُّظِ
 وَالْمَعْرِفَةِ فَلَا مَعْنٰی لَہُمْ فِی طَلَبِ الْكَثْرِ وَكَدِّ عَجَلٍ نَاعَنَ مَعْرِفَةِ الْقَلِيلِ لِكِنْ عَامِ
 لَوْ كَوْ بَرِّ خِلَافِ مِیْنِ خَاصِ لَوْ كَرْنِ كَے جَوْ صَا حَبِ اَقْنِیْتِ اَوْ مَعْرِفَتِ مِیْنِ اَوْ كَوْ كَچِ حَاصِلِ نَہِیْنِ بَہْتِ

حدیثوں کے طلب کرنے میں جب کہ وہ تہوڑی حدیثوں کے پہچاننے سے عاجز ہیں (یعنی جہاد کرم چیشیر
 انہوں نے دیکھی ہیں اونہی کے پہچاننے کی اور صحیح کو ضعیف سے تمیز کرنے کی استعداد اولین میں نہیں تو
 بہت حدیثوں سے وہ کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں کُنْہُ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مُبْدِلُوْنَہٗ فِیْ خَرَجٍ وَّحَسَالَتٍ
 عَنْہٗ وَ نَالِیْہِ عَلٰی شَرْطِیۃٍ سَوَافْ اَذْکُرْ ہَا لَکَ وَ ہُوَا نَا اَعْمَلُ اِلٰی جُلْدَہٗ مَا اُسْنَدُ مِنْ
 الْاَخْبَارِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَتَقَسَّیْہَا عَلٰی ثَلَاثَ اَنْسَامٍ مِّنْ تَلَکَ ثِ کُفَاۃٍ
 مِّنَ النَّاسِ عَلٰی غَیْرِہُمْ کَمَا یَاۤیَا اَنْ یَّاتِیَ مَوْضِعٌ لَا یُسْتَعْنٰی فِیْہِ عَنْ تَرْکِ حَدِیْثٍ فِیْہِ
 زَیَادَۃٌ مُّعْنٰی وَاِسْنَادٌ یَّقْبَحُ اِلٰی جَنْبِ اِسْنَادٍ لَّیْلَہٗ تَکُوْنُ ہَا لَکَ اَنَّ الْمَعْنٰی اَلَا یَکُوْنُ
 الْحَدِیْثُ اِلْحْتِاجَ اِلَیْہِ یَقُوْمُ مَقَامُ حَدِیْثٍ نَّامٍ فَلَا بُدَّ مِنْ اِعَادَۃِ الْحَدِیْثِ الَّذِیْ فِیْہِ
 مَا وَصَفْنَا مِنْ اَلَّذِیْ یَاۤیَا اَوْ اَنْ تُفَصِّلَ ذٰلَکَ الْمَعْنٰی مِنْ جُلْدَہٗ الْحَدِیْثِ عَلٰی اِخْتِصَارِہٖ اِذَا
 اَمْکُنْ وَلٰکِنْ تَقْصِیْہُ لِرُتْبَاعِہٖ مِنْ جُمْلَہٖ فَاِعَادَۃُہٗ بِیَقِیْدَہٖ اِذَا ضَاقَ ذٰلَکَ اَسْلَمُ
 نَا مَا وَجَدْنَا بَکَ اَمِنْ اِعَادَۃِہٖ بِجُلْدَہٖ مِنْ غَیْرِ حَاجَۃٍ مِّثْلَ اِلَیْہِ فَلَا تَسْأَلُ وَغَلْہُ اِنْ
 شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی پھر اگر خدا چاہے تو ہم اون حدیثوں کے بیان کرنے میں مشکوٰۃ کے لئے فرمائش
 کی ہے ایک شرط پر چلیں گے جو بیان کرتے ہیں وہ شرط یہ ہے کہ ہم اُن سب حدیثوں کو طریف مقصد
 کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُند (یعنی متصل) ایک راوی نے دوسرے سے
 سنا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تا کہ روایت کی گئی ہیں (سب حدیثوں سے مراد اکثر حدیثیں ہیں
 اس لیے کہ سب مسند حدیثیں اس کتاب میں نہیں ہیں) پھر انکو تقسیم کرتے ہیں تین قسموں پر اور
 راویوں کے تین طبقوں پر (پہلا طبقہ تو حافظہ اور ثقہ لوگوں کی روایتوں کا دوسرا متوسط طبقین کا تیسرا
 ضعیف اور متردکین کا مگر مصنف نے اس کتاب میں پہلی قسم کے بعد دوسری قسم کی حدیثوں کو بیان
 کیا ہے پر تیسری قسم کو مطلق ذکر نہیں کیا اور حاکم اور بیہقی نے کہا کہ اس کتاب میں سب پہلی قسم کی
 حدیثیں ہیں اور دوسرے قسم کی حدیثیں بیان کرنے سے پہلے مسلم لگے) بغیر تکرار کے مگر جب کوئی
 ایسا مقام ہو جہاں دوبارہ حدیث کا لانا ضرور ہوا سو جہ سے کہ اس میں کوئی دوسری بات زیادہ ہو
 یا کوئی ایسا سند ہو جو دوسرے اسناد کے پہلو میں واقع ہو کسی علت کی وجہ سے تو دہران تکرار
 کرتے ہیں (یعنی دوبارہ اس حدیث کو نقل کرتے ہیں) اس لیے کہ جب کوئی بات زیادہ ہوئی

حدیث خشکی احتیاج ہے تو وہ مثل ایک پوری حدیث کر ہے پھر ضرور ہے اس سب حدیث کا ذکر کرنا جس
 میں وہ بات زیادہ ہے یا ہم اس یاد دل کو جدا کر لیں گے پوری حدیث سے اختصار کے ساتھ اگر ممکن ہو
 (یعنی ایک حدیث میں ایک جہز زیادہ ہے جس سے کوئی بات کام کی نکلتی ہے اور وہ جملہ جہز ہو سکتا
 ہے تو صرف اس جملہ کو دوسرا اسناد بیان کر کے نقل کر دین گے اور ساری حدیث دوبارہ نہ لاد
 مگر ایسا جب کرینگے کہ اس جملہ کا علیحدہ کرنا حدیث سے ممکن ہو (نوی) نے کہا کہ اس سلسلہ میں علمائے
 حدیث کا اختلاف ہے یعنی حدیث کا ایک ٹکڑا علیحدہ روایت کرنے میں بعضوں کے نزدیک مطلقاً منع
 ہے کیونکہ روایت بالمعنی اذن کے نزدیک جائز نہیں بلکہ حدیث کو لفظ بلفظ نقل کرنا چاہیے اور بعضوں
 کے نزدیک اگرچہ روایت بالمعنی جائز ہے مگر حدیث کا ایک ٹکڑا علیحدہ روایت کرنا اسی صورت پر
 درست ہے جب پہلے پوری حدیث کو روایت کر لیں اور بعضوں کے نزدیک مطلقاً جائز ہے اور قاضی عیاض
 نے کہا کہ مسلم کا یہی قول ہے اور صحیح یہ ہے کہ علماء اور اہل معرفت کو یہ بات درست ہے بشرطیکہ معنی
 میں خلل واقع نہ ہو) لیکن جب جدا کرنا اس جملہ کا دشوار ہو تو پوری حدیث اپنی خاص وضع سے بیان
 کرنا بہتر ہے اور جس حدیث کو دوبارہ بیان کرنے کی ہموک حاجت نہ ہو (یعنی اس میں کوئی ایسی بات نہ ہو
 نہ جس کی احتیاج ہے) تو اس کو ہم دوبارہ بیان نہ کریں گے اگر خدا چاہے فَأَمَّا الْفَتْهُمْ الْأَوَّلُ فَأَمَّا
 تَنْتَحَى أَنْ تَقْدِمَ الْأَخْبَارَ الَّتِي هِيَ أَسْمَى مِنَ الْجُزْءِ مِنْ غَيْرِهَا وَأَلْفِي مِنْ أَنْ يَكُونَ نَافِعًا
 أَهْلَ سِتْقَامَةٍ فِي الْحَدِيثِ وَاتِّقَانٍ لِمَا تَقُولُوا لَمْ يَجِدْ فِي رِوَايَتِهِمْ اخْتِلَافٌ شَدِيدٌ
 وَكَأَنَّهُمْ لَمْ يَخْلُطُوا فَاحْشَ كَمَا قَدْ عُنِيَ فِيهِ عَلَى كَثَرِ قَوْلِ الْحَدِيثَيْنِ وَأَنَّ ذَلِكَ فِي حَيْثُ يَجْزِي
 پہلی قسم کی حدیثوں میں ہم اذن حدیثوں کو پہلے بیان کرتے ہیں جو عیبوں سے پاک اور صاف ہیں
 اس وجہ سے کہ اذن کے روایت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو صاحب استقامت اور اتقان (یعنی
 مضبوطی اور حفظ) ہیں اپنی روایات میں نہ اونکی روایت میں سخت اختلاف ہو اور نہ خلط و طبع
 (اس لیے کہ جو راوی اور ثقہ لوگوں سے بہت اختلاف کیا کرے یا راویوں میں بہت خلط و طبع
 وہ قابل اعتبار کے نہیں رہتا) جیسے بعض محدثین کی کیفیت معلوم ہو گئی ہے اور انکی حدیث میں یہ
 بات کہل گئی ہے فَإِذَا خَرَجْنَا تَقْصِيْنَا أَخْبَارَ هَذِهِ الصِّفَةِ مِنَ النَّكَاسِ اتَّبَعْنَا هَآءِذَا أَخْبَارَ اتَّبَعْنَا
 فِي أَسَاوِيدِهَا بَعْضٌ مَنْ لَيْسَ بِالْمَوْصُوفِ بِالْحِفْظِ وَالْإِتْقَانِ كَالصِّفَةِ الْمُقَدَّرَةِ قَبْلَهُ

عَلَى أَنَّهُمْ إِنْ كَانُوا بِمَا وَصَفُوا دُونَ هَؤُلَاءِ فَإِنَّهُمْ الْمُسْتَحْسِنُونَ وَالصِّدِّيقُ وَكَعْظَا الْعِلْمِ
 كَيْفَ كَانَتْ هَؤُلَاءِ بِحَسَبِ بَيَانِ كَرِهَتْ بَيْنَ اسْمِ قَسَمِ كَرِهَتْ بَيْنَ اسْمِ قَسَمِ كَرِهَتْ بَيْنَ اسْمِ قَسَمِ كَرِهَتْ بَيْنَ اسْمِ قَسَمِ
 حَفْظَ اَوْضَاطٍ اَوْ اِتِّفَاقٍ (کے) تو اوس کے بعد وہ حدیثیں لاتے ہیں جنکے اسناد میں وہ لوگ ہیں جنہیں
 اوتنا حفظ اور اتقان نہیں جیسا پہلے قسم کے راویوں میں تھا اور یہ لوگ اگرچہ پہلے قسم کے راویوں
 سے درجہ میں کم ہیں مگر اون کا عیب بڑھکا ہوا ہے اور سچائی اور حدیث کی روایت میں وہ بھی مل
 ہیں (یعنی دوسرے درجے کے راوی بھی سچے اور ٹھیک ہیں اور جو کچھ اون میں عیب تھا وہ چھپا یا
 گیا ہوا ہے) حدیث نے انکو مستہم نہیں کیا ہے کذب سے نہ اون سے روایت ترک کی ہے (کَعْظَا بَيْنَ
 السَّائِبِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ ابْنِ أَبِي جَدْرٍ وَكَيْفَ تَبَيَّنَ ابْنُ أَبِي سَلِيمٍ جَيْسَ عَطَا بِنِ السَّائِبِ اَوْ رِزِيدِ بْنِ ابْنِ زِيَادٍ
 اور لیث بن ابی سلیم **ف** یہ بیون راوی دوسرے درجے کے ہیں جو حفظ اور اتفاق میں اعلیٰ
 نہیں ہیں مگر اونکی سچائی میں شک نہیں عطاء بن السائب کی کثرت ابوالسائب ہی یا ابو یزید یا ابو محمد
 یا ابو زید وہ ثقہ ہیں مگر اخیر عمر میں انکے حافظہ میں فتور آگیا تھا بہر حال لوگوں نے اون سے اختلاف
 کے پہلے سنا ہوا سچی روایت صحیح ہے اور جنہوں نے بعد سنا ہوا البتہ انکی حدیث مضطرب ہے
 سفیان ثوری اور شعبہ نے اون سے اختلاف کے پہلے سنا ہے اور جریر اور خالد بن عبد اللہ اور اسمعیل
 اور علی بن عاصم نے بعد اختلاف کے سنا ہے ایسا ہی کہا احمد بن حنبل نے اور یحییٰ بن معین نے
 کہا کہ عطاء سے سب اختلاف کے بعد روایت کی ہے مگر شعبہ اور سفیان نے اور ابو عوانہ نے عطاء
 سے صحت اوسم اختلاف دونوں حالت میں سنا ہے تو انکی روایت کا ہی اعتبار نہیں یزید بن ابی
 زیاد یا یزید بن زیاد قرشی و ثقیفی حفاظ حدیث اور اسکو ضعیف کیا ہے ابن نمیر اور یحییٰ بن معین
 نے کہا وہ کچھ نہیں اور ابو حاتم نے کہا ضعیف ہے اور نسائی نے کہا مترک الحدیث ہے اور ترمذی نے
 کہا ضعیف ہے لیث بن ابی سلیم کو جبہور نے ضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ مختلط ہو گیا تھا اور اسکی
 روایتیں مضطرب ہیں لیکن اسکی حدیث کبھی جاوگی احمد بن حنبل نے کہا وہ مضطرب الحدیث ہے
 لیکن لوگوں نے اون سے روایت کی ہے دارقطنی اور ابن عثمدی نے کہا اسکی حدیث کبھی جاو
 گی اور اکثر لوگوں نے کہا اسکی روایت کبھی کے لائق نہیں (نوی) وَأَصْحَابُ بَعْضِهِمْ مِنْ حُجَّالِ
 الْأَثَرِ وَنَسَّالِ الْأَخْبَارِ فَهَؤُلَاءِ إِنْ كَانُوا بِمَا وَصَفُوا مِنَ الْعِلْمِ وَالسُّنَنِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

اتقان میں سب سے بڑھ کر ہیں اس لیے کہ اس نے ان کا نام پہلے رکھا عبد الرحمن بن ہمدانی سے کہا کہ منصور
 سب کو نور الدون میں زیادہ نفع میں دے فی فضل مجزئی ہو گا اگر ادا کرتے ہیں کہ قرآن کا تین
 عوں کا ایوب السخنی مع عوف بن ابی جمیلہ واستغاثا الحمرانی و هما صاحب الکفر
 و ابن سیرین کما ابن عوف کا ایوب صاحب ہما کہ ان البوت بینہما و بین ہذین
 دینک مال الفضل و صحیحہ النقل و ان کان عوف و استغاثا غیر من قو عین عن حذی
 فی امانہ عند اهل العلم و الکی الحال ما وصفنا من المنزلة عند اهل العلم اور اسی ہی کیفیت
 ہے جب تو موازنہ کرے (یعنی تو لے ایک کو دوسرے کے ساتھ) ہم مصرون کو حبیر ابن عون اور ایوب سختیا
 کو عوف بن ابی جمیلہ اور شعث حمرانی کے ساتھ اور یہ دونوں مصاحب ہیں ابن سیرین اور حسن بصری کے
 (جو مشہور تابعین میں سے ہیں) حبیر ابن عون اور ایوب ان کے مصاحب ہیں مگر ان دونوں اور
 ان دونوں میں بڑا فرق ہے (یعنی ابن عون اور ایوب کا درجہ بہت بڑا ہے) کمال فضل اور صحت
 روایت میں اگرچہ عوف اور شعث ہی سچے اور امانت دار ہیں (امام احمد نے کہا عوف نفع میں صالح
 الحدیث اور یحییٰ بن معین نے بھی کہا وہ نفع ہے اسی طرح اشعث حمرانی کو دارقطنی نے کہا وہ نفع
 ہے) اہل علم کے نزدیک مگر اصل حال وہ ہی درجہ کا اہل علم کے نزدیک جو ہم نے بیان کیا یا انما مثلنا
 ھو لک فی التیمیۃ لیکرن تمثیلہم سمة تصد عنہم من عی علی طریقی اھل
 العلم و ترتیب اھلہ فیہ فلا یفصل بالرجل العالی القدر عن درجۃ و لا یرفع موضع
 القدر فی العلم فوق منزلتہ و یعطی کل ذی حق فیہ حقہ و ینزل منزلة و اور ہم نے
 مثال کے طور پر بیان کیا ان لوگوں کا نام بیکر تاکہ انکی مثال ایک نشانی ہو اور فرحت بادری اسکو سمجھ
 وہ شخص جس پر چاہا ہو اسے اسے علم و الدون کا اہل علم کی ترتیب میں تو کہ نہ کیا جاوے بلند درجہ والا انھیں
 اپنے درجہ سے اور بلند کیا جاوے کم درجہ والا اپنے درجہ پر اور ہر ایک کو اس کا حق دیا جاوے اور اپنا درجہ
 قد ذکر عن عائشۃ رضی اللہ عنہا اقصا قالت امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
 نؤمن ان الناس منازلہم مع ما نطق بہ القرآن من قول اللہ عزوجل و فوق کل ذی علم
 علیہم اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کو کو حکم کیا ہر ایک آدمی کو اسکو
 مرتبے پر کہنیکا اور قرآن سے یہی بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہر علم والے سے بڑھ کر دوسرا علم والا ہے

(تو یہیث اور قرآن دونوں سے اہل علم کے تفاوت درجات کا ثبوت ہوا) ﴿۱﴾ امام مسلم نے اس حدیث کو معلقاً اپنے بڑا اسناد ذکر کیا اور معانی حدیثین مسلم کی کتاب میں بہت کم ہیں ایک انہیں سے یہ حدیث بھی ہے جسکی صحت میں علماء کا اختلاف ہی حاکم ابو عبد اللہ حافظ نے اپنی کتاب معرفۃ علوم الحدیث میں اسکو صحیح بتلایا ہے اور ابوداؤد نے اپنی سنن میں اسکو روایت کیا میمون بن سبتیب سے اسنے عائشہ رضی اللہ عنہا سے لیا میمون نے عائشہ سے نہیں سنا تو یہ حدیث منقطع ہوئی حالانکہ مسلم نے شرط کی کہ حدیث متصل اور سند ہو چکا جواب یون دیا ہے کہ میمون نے سفیر بن شعبہ کو پایا اور سفیر حضرت عائشہ سے پہلو مرے ہیں اور شرط مسلم کی یہ ہے کہ ہم عصری ہو اور ملاقات ممکن ہو تو روایت حدیث کی ملاقات پر دلیل ہے البتہ اگر میمون یہ کہتا کہ میں عائشہ سے نہیں ملا تو اعتراض درست ہوتا سو اسکو نذر کرنے اپنی سند میں اسحدیث کو روایت کیا ہے اور کہا کہ مروغایہ حدیث اسی طرح مروی ہے لیکن موقوفاً اور طریقوں سے بھی روایت کی گئی ہے واللہ اعلم فعَلَىٰ خَيْرٍ مَا كَذَّبُوا مِنَ الرُّجُوعِ كَوَيْفَ مَا سَأَلْتُمَنِ الْأَحْبَابَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا كَانَ مِنْهَا عَن قَوْمِهِمْ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ أَمْ تَقُولُونَ أَوْعَيْنِدُكَ كَذِبًا وَمِنْهُمْ فَلَسْنَا أَنْتُمْ غُلٌّ خَيْرٌ حَدِيثُهُمْ تَوْصِيهِمْ وَبَرِّهِمْ لَعَلَّكُمْ يَكْفُرُونَ بِمَا كُنْتُمْ تَصِفُونَ لَهُمْ وَلَكُمْ فِي الْقَوْلِ حِكْمَةٌ لَّا تُدْرِكُون

کود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کانٹے سوال کیا اب جو حدیثیں ایسے لوگوں سے مروی ہیں جن پر سب اہل حدیث و کذب کی نسبت کی ہے یا اکثر اہل حدیث نے تو انکو ہم نہیں روایت کرتے کعب بن اللہ بن مسعود بن ابی جعفر المدائنی رحمہ اللہ ابن خالد بن عبداللہ بن الدؤاس الشاشی و محمد بن سعید المصلوبی غیاث بن ابراہیم و سکبان بن عمرو و داؤد النحوی و اشباہہم قصص التمام جو ضعیف الاحادیث و کولید الاشبہاء عبد اللہ بن سور بن ابی جعفر مدائنی اور عمر بن خالد اور عبد اللہ بن شامی (جو روایت کرتا ہے عمر بن ادعطاسی عمرو بن علی فلاس نے کہا کہ اتفاق کیا اہل علم نے اسکی حدیث کے ترک پر) اور محمد بن عصب برملوب ﴿۲﴾ دمشق جس کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی یا ابو عبد اللہ یا ابو قیس او سکے نسب اور نام میں بڑا اختلاف ہو حافظ عبد الغنی نے کہا وہ اپنا نام کو سوطرح پر بدلتا ہے ابو حامد نے کہا متروک الحدیث اور قتل کیا گیا اور رسولی دیا گیا میدینی کی وجہ سے محمد بن طیل نے کہا ابو جعفر نے اسکو قتل کیا زندگی ہوئی وجہ سے اسکی حدیث موضوع ہو اور خالد بن زید نے کہا میں نے اس سے سنا، کوہتا تھا جب میں کوٹھی عمدہ بات سنوں تو اسکی سناؤ بناؤ زمین کچھ باحث نہیں احمد بن صالح نے کہا اسکی بارگاہ

حدیثین بنائیں (۱) اور غیاث بن ابراہیم اور سلیمان بن عمرو اور ابو داؤد بخاری اور ان کی مانند
 لوگ جن سے حدیث بنائیں اور خبریں پرستی کی نسبت کی گئی ہے (یعنی یہ سب کچھ وضاع اور کذاب تھے)
 الحدیث تہذیب اور لوگوں کی دو تہیں میں نے بالکل نہیں سمجھیں (۲) کذا لک من الغالی علی حدیثہ
 المنکر اور الغلط امسکت انصاعن حدیثہ (۳) یا غلط ہوتی ہے (۴) وعلمہ المنکر فی حدیثہ المنکر
 جبکہ حدیث اکثر منکر (یعنی ثقافت و خلاف) یا غلط ہوتی ہے (۵) وعلمہ المنکر فی حدیثہ المنکر
 اذما عارضت روایتہ للحدیث علی روایتہ علیہ من اہل الحفظ والرضا (۶) خالف
 روایتہ روایتہم اولم تکنوا فیہم اذاکان الکلب من حدیثہ کذا لک کان محبوب الخ
 غیر مقبولہ ولا مستعملہ اور منکر کی نشانِ محدث کی حدیث میں یہ کہ جب کسی روایت کا مقابلہ کیا
 دوسرے لوگوں کی روایت سے جو اچھی اور فاضلہ والی ہیں تو اس کی روایت اُنھی روایت کے خلاف پڑے بالکل
 کچھ موافق ہو اور اگر خلاف جب کسی راوی کی اکثر اس قسم کی روایتیں ہوں تو وہ مجھ را حدیث کا بغیر اور
 روایت مقبول اور متعمل ہوگی (۷) تو منکر کے معنی یہی ہے کہ جو روایت اور ثقہ لوگوں کی روایت کے
 خلاف ہو تو منکر مردود بھی کہتے ہیں اور ایک منکر اس کو بھی کہتے ہیں جس کا ایک ہی ثقہ شخص نے روایت
 کیا ہو مگر مردود نہیں ہے جب وہ ثقہ ضابط اور متقن ہو (نودی) فمن ہذا الضرب من
 الحدیث بن عبد اللہ بن محمد بن یحییٰ بن ابی النیسۃ والبرکات بن المہمال ابو العطاء
 وعباد بن کثیر وحمید بن عبد اللہ بن حمید وحمید بن ضہبان ومن سواہم من
 روایت المنکر من الحدیث فلما تفرج علی حدیثہم ولا تشغل بہ لان حکم اہل
 العلم والذی یفرق من ہذا ہبہم فی قبل ما یفرق ذبہ الحدیث من الحدیث ان یسکون
 قد شارک التقات من اہل الحفظ وبعضہم رووا او اوعن فی ذلک علی انما فقتہم لہم نادر واحد
 ذلک ثم واد بعد ذلک شیئا لیس عند اصحابہ قبلیت زیادۃ فاما من رآہ یحییٰ بن یحییٰ
 فی جلالہ وکثرۃ اصحابہ الحافظ التوفیق بن الحدیثہ اوحد بن عبد اللہ بن ہشام بن
 ریحانہما عند اہل العلم مبسوط مسترک قد نقل اصحابہما حدیثہما علی التوافق منہم
 فی اکثر ذبہ روایہما عن احدہما الحدیث فلا یعرف احد من اصحابہما وکیس
 من قد شارکھم فی الصحیحہ ما عندہم فغیر جابر فی قول حدیث ہذا الضرب من الناس واللہ اعلم

[illegible]

منا من بین جہان وہ حدیثیں آدین کی جن میں کچھ عین ہیں اور منافسون میں جہان شمر کرنا اور واضح
بیان کرنا مناسب ہوگا وَتَعْبُدُ بِرَحْمَةِ اللَّهِ فَلَكَ اللَّهُ الَّذِي رَأَيْنَا مِنْ سُوءِ صَنِيعٍ كَثِيرٍ مِمَّنْ فَتَنَ نَفْسَهُ
مُحَمَّدٌ نَأْمُ بِأَيِّكُمْ مِنْهُمْ مِنْ طَرَحِ الْكِبَارِ مِنْهَا الصَّغِيرَةُ وَالْزُّبَابُ ابْنُ الْمُنْكَرَةِ وَبَرَكَةُ الْأَقْصَارِ
عَلَى الْكُفَّارِ الصَّغِيرَةِ الشَّهْوَةِ فَإِنَّ قُلَّةَ الْإِثْقَانِ الْمَعْرِفُونَ بِالْصِدْقِ وَالْأَمَانَةِ بَعْدَ مَعْرِفَتِهِمْ
وَأَقْرَابِهِمْ بِالْإِسْتِغْنَاءِ كَثِيرٌ لَا يُقَدَّرُ قُوَّتُ بِهِ إِلَى الْأَعْيَادِ مِنَ النَّاسِ هُوَ مُسْتَكْرَرٌ
وَمَقْبُولٌ عَنْ قَوْمٍ عَلَيْهِمْ مَضِيئٌ مِنْ ذَمِّ الزُّوْاِيَةِ عَنْهُمْ أَمَّا أَهْلُ الْحَدِيثِ فَمِنْ مَالِكِ
بْنِ الْأَسَدِ وَتُعْبَذُ بِنِ الْحَاجِّ وَتُسْقِيَانِ بَرَكِيَّةَ وَتَحْيَى بِنِ سَعِيدِ الْقَطَّانِ وَعَبْدُ اللَّهِ الرَّحْمَنِ
بِرِ مَهْدِيٍّ وَتَعْبَذُ مِنْهُمْ كَالْأَمَةِ كَمَا سَأَلَ عَلَيْكَ الْأَصْحَابُ سَأَلْتُ مِنَ الْقَمِيذِ وَالْقَصِيصِ
وَلَكِنْ تَرَى أَجَلِي مَا أَعْلَمُكَ مِنْ نَشْرِ الْقَوْمِ الْأَخْبَارِ الْمَدْكُورَةِ بِالْأَسَانِدِ الصَّغِيرَةِ وَالْمَحْذُورَةِ
وَقَدْ فَرَمَ بَعْدَ إِلَى الْعَوَامِّ الَّذِينَ يُكْفَرُونَ عِيُونَِي أَحَقَّ عَلَى قُلُوبِنَا إِبْرَاهِيمُ الْمَسْأَلَةِ
بعد ان سب باتوں کے جواب پر گذر میں خدا تعالیٰ رحم کرے اگر ہم نہ دیکھتے تو برا کام جو کر رہے تھے مخفی رہنے انہی
تین میں محدث بنایا ہوا یعنی لازم ہر ایسے شخص کو کہ ضعیف حدیثوں اور منکر روایتوں کو نقل کرے اور صرف
اونہی حدیثوں کو روایت کرے جو صحیح اور مشہور ہیں جنگ و فتنہ لوگوں نے جنگی سبابی اور امانت مشہور ہے نقل کیا
ہے اور وہ جانتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ بہت سی حدیثیں جنگ و فتنہ عام لوگوں کو سنا تاہم منکر میں اور ان لوگوں
کو مروی ہیں جسکی روایت حدیث کے اماموں نے کی ہے جیسے مالک بن انس اور شعبہ بن حجاج اور سفیان بن عیینہ
اور یحییٰ بن سعید القطان اور عبد الرحمن بن مہدی وغیرہم نے (یہ سب صحیح کڑی امام اور پیشوا ہیں)
البتہ ہر کو یہ تکلیف اٹھانا تیری خواہش کے موافق جو تو نے صحیح حدیثوں کو ہر ارنیکے کی تھی دشوار ہوتی کہ تو
جب سب لوگ یہی عادت کرتے کہ صرف صحیح حدیثیں نقل کیا کرتے تو عوام کے دھوکا کھانیکا ڈر نہ ہوتا اور صحیح
حدیثوں کے جدار شکنی ضرورت ہی نہ پڑتی) لیکن اسی وجہ سے جو سمجھی بیان کی کہ لوگ منکر حدیثوں کو ضعیف اور منکر
سند و کتب بیان کیا کرتے ہیں اور عوام کو سنا دیتے ہیں جنگ و فتنوں کے پہچاننے کی لیاقت نہیں تیری خواہش کا
قبول کرنا ہم پر آسان ہو گیا اس لیے کہ جس کام کی ضرورت ہوتی ہے اسکا کرنا آسان ہوتا ہے) **باب**
وَجَوَابُ الزُّوْاِيَةِ عَنِ الْإِثْقَانِ وَزَكَاةِ الْكَافِرِينَ اس باب میں یہ بیان ہے کہ ہمیشہ فتنہ اور معتبر لوگوں سے
رد ہوتے کرنا چاہیو اور جن لوگوں کا جھوٹ ثابت ہو اور ان سے روایت نہ کرنا چاہیو اَعْلَمُ وَفَقَّكَ اللَّهُ اَنَّ

الرَّاجِبِ عَلَى كُلِّ أَحَدٍ عَرَفَ الْمُتَّبِعِينَ صَحِيحَ الرِّوَايَاتِ وَصَحِيحَ الْفَقَائِلِ لَهَا
 مِنَ الْمُتَّبِعِينَ أَنْ لَا يَرَوِيَ مِنْهَا إِلَّا مَا عَرَفَ حَقَّقَهُ فَخَارِجُهُ السَّنَادُ فِي نَاقِلِيهِ وَأَنْ يَتَّقِيَ
 مِنْهَا مَا كَانَ مِنْهَا عَلَى أَهْلِ الثَّقَمَةِ وَالْعَادِلِينَ مِنْ أَهْلِ الْبَيْعِ مَرَّجَمَهُ جَانِ تَوْخِذِ تَجْمُكِهِ تَوْفِيرَ
 دِيُونِ جَوْشَنِ صَحِيحٍ أَوْ ضَعِيفٍ حَدِيثٍ مِمَّنْ كَرَسَ لِي قَدَرَتِ رُكَّتَاهُ أَوْ رُفْعَةُ (مُعْتَبِرٍ) أَوْ تَحْتَمُّ (حَبْنِ) تَحْتِ
 لُكِّي هُوَ كَذِبٌ غَيْرُهُ كِي) رَاوِيُونِ كُو سَيَا تَا هُوَ أَوْ سَيَا حَسْبُ هُوَ كَرَسَ رُوَايَتِ كَرِي مَلِكُ أَوْ سَ حَدِيثُ كُو حَسْبُ كِي اَصْلُ
 كِي صَحِيحٌ هُوَ أَوْ رَا سَكِي نَقْلُ كَرَسِيَوَا لِي وَهَ لُوكُ هُوَنِ جَبَا عَيْتِ فَا شِ نَهْ هُوَ أَوْ رَا سَكِي اَوْنِ لُوكُونِ كِي رُوَايَتِ
 سَ جَنْ بِرْ تَهْتِ لُكَا كِي كِي سَ بَا جَوْ عِنَاوَرِ كِي مِمَّنْ بِرْ تَهْتِ **ف** نُوَوِي لِي كَمَا كِي عِلْمَانِي اَلْفَا قُ كِيَا هُوَ
 كِي جَوْ بِرْ تَهْتِ اِيَا هُوَ جَسْ كِي بِرْ تَهْتِ (اَو سَكُو كَفَرَاتُكُ بِهِيُوَ جَا دِيَا هُوَ اَو سَكِي رُوَايَتِ تُوَا لُفَا قُ مُقْبُولُ نَهْنِ اَو جَسْ
 كِي بِرْ تَهْتِ كَفَرَاتُكُ نَهْنِ بِهِيُوَ جَسْ اَو سَكِي رُوَايَتِ مُقْبُولُ كَرَسِيَمِ اَخْتِلَافُ هُوَ لِي كِي صَحِيحُ قَوْلُ بِهِيُوَ كِي اَو سَكِي
 رُوَايَتِ مُقْبُولُ هُوَ بِرْ تَهْتِ كِي دِهَ رُوَايَتِ اَو سَكِي بِرْ تَهْتِ كِي تَا يَدِ مِيَنِ هُوَ اَو رَا سَكِي مِيَنِ وَغَيْرُهُ مِيَنِ بِرْ تَهْتِ سَيَا
 اَوْنِ لُوكُونِ هُوَ مُنْقُولُ مِمَّنْ جَوْ بِرْ تَهْتِ مِمَّنْ كَرَسَتِي عِنَاوَرِ كَرَسَا هُوَ لِي عَيْتِ نَقَصِبُ كِي
 جَهْوِي رُوَايَتِ اِيَا تَا يَدِ كِي لِي نَقْلُ كَرَسَا جَا زَرِ كِي جِي سَ رُوَايَتِ مِمَّنْ سَ اِيَا فَرْقُهُ خَطَابِيَرِ جُو اِيَا قَوْمِ
 كِي فَا نَدِ سَ كِي بِرْ جَهْوِي كُو اِيَا دِيَا جَا زَرِ كَرَسَا هُوَ اَو سَكِي رُوَايَتِ مُقْبُولُ نَهْنِ هُوَ اَو رَا جَوْ بِرْ تَهْتِ سَيَا هُوَ اَو
 اَو سَكِي عِدَالَتِ رُوَايَتِ مِمَّنْ مَعْلُومُ هُوَ اَو سَكِي حَدِيثُ مُقْبُولُ كِي جَاوِي كِي **ف** اَلَّذِي لِي عَلَى اَنْ اَلَّذِي سَ
 قُلْنَا مِنْ هَذِهِ اَهُوَ اَلَّذِي رَدُّوْكَ خَالَفَهُ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ذِكْرُهُ لِيَا كِي هَا اَلَّذِيْنَ اَمْنُوْا اِنْ
 جَاءَكَ مِنْهُمْ نُبَاٌ فِتْنَبُوْا اَنْ تُصِيبُوا مِنْهُمَا كَلِمَةً تَصْحَحُ عَلٰى مَا تَحْكُمُ نَادِمِيْنِ وَقَالَ
 جَلَّ تَنَالُوْهُ اَمْ مِمَّنْ تَوْصُوْكَ اَمِنْ الشَّهَادَةِ وَقَالَ رَا شَهَادُ وَاَذُوْى عَدُوْى مِمَّنْ كَرَسَا
 بِمَا ذَكَرْنَا مِنْ هَذِهِ اَلَا كِي اَنْ خَبَرَ اَلْفَا سِي سَا قَطْعُهُ غَيْرُ مُقْبُولٍ اَنْ شَهَادَةُ غَيْرِ اَلْعَدُوْى
 مَرْدُوْدَةٌ اَو رَا دِلِ اِسْرَ جَوْ مِمَّنْ كَرَسَا هُوَ كِي اَصْلُ جَلَّ اَلْبَالِ لِي فَرَا يَا اِيَا اِيَا اَو a
 كُوِي نَاسِقُ خَبَرِ لِي كَرَسَا اَو سَكِي تُوَا شِيَا رِ هُوَ جَاوِيَا نَهْ هُوَ كِي جَاوِيَا كُوِي قَوْمِ بِرْ نَادَانِي سَ بِرْ كَلِ كُو بِرْ تَهْتِ اَو
 اِيَا كِي هُوَ سَ **ف** اِيَا شَخْصُ كُو حَضْرَتِ لِي بِرْ تَهْتِ اِيَا قَوْمِ بِرْ زَوْكَةُ لِي كُو وَهَ لُوكُو اِسْ كِي مُقْبُولُ
 كُو اِسْلَامِ سَ بِرْ تَهْتِ اُسْ قَوْمِ مِمَّنْ اَو رَا اُسْ قَوْمِ مِمَّنْ بِرْ تَهْتِ اِيَا دِيَا كَرَسَا مِمَّنْ كَرَسَا اَوْنِ اِيَا دِيَا كَرَسَا مِمَّنْ كَرَسَا
 مُشْهُوَرُ كُو دِيَا كُو اَلْفَا نِي قَوْمِ مَرْدُوْدَةُ هُوَ كِي حَضْرَتِ اَنَبِ فَوْجِ بِرْ تَهْتِ مِمَّنْ اِسْ سَ مَعْلُومُ هُوَ اَو كَرَسَا شَهَادَتِ نَاسِقُ كِي مُقْبُولُ

نہیں (۱۷) دوسرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور گواہ کرو دو مردوں کو یا ایک مرد اور دو عورتوں کو جبکہ تم
 پسند کرتے ہو (گواہی کے لیے بغیر جو بھی اور نیک معلوم ہوں) اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے گواہ کرو دو شخصوں
 کو جو عادل ہوں تو ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ فاسق کی بات بڑا اعتبار ہے اور قبول کے لائق نہیں
 اور جو شخص عادل نہ ہو اسکی گواہی مردود ہے وَالْخَبْرَانِ فَإِنْ كَانَ مَعَهُمَا مَعْصِيَتِي الشَّهَادَةِ فِي بَعْضِ
 الْأُمُورِ فَقَدْ نَجَّيْتُمَا فِي اعْتِمَادِ مَعْلُومَتِهِمَا إِذَا كَانَ خَبْرُ الْفَاسِقِ غَيْرَ مَقْبُولٍ عِنْدَ أَهْلِ الْحَقِّ
 كَمَا أَنَّ شَهَادَتَهُ مَرْدُودَةٌ عِنْدَ مُتَّبِعِي حَقِّهِمْ اور حدیث بیان کرنے اور گواہی دینے میں اگرچہ
 فرق ہے مگر وہ دونوں شراب میں ایک بڑے مطلب میں جب حدیث فاسق کی مقبول نہیں علماء کرام نزدیک
 جیسے گواہی فاسق کی مردود ہے کے نزدیک (۱۸) یہ جواب ہے ایک اعتراض کا کہ جو آیتیں اور بیان
 ہو میں ان سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ فاسق کی گواہی مقبول نہیں پر حدیث اسکی مردود ہونا ان
 سے نہیں ثابت ہوتا جو اب یہ ہے کہ حدیث اور گواہی دونوں درحقیقت ایک ہیں اگرچہ بعضی باتوں میں
 کچھ فرق ہے وہ فرق یہ ہے کہ گواہی میں آزادی اور مرویت اور عدد (یعنی دو گواہ) شرط ہے اور حدیث
 میں یہ شرط نہیں تو مقبول ہے حدیث غلام اور عورت اور ایک شخص کی پر دونوں میں یہ ضرور ہے کہ اسلام
 ہو عقل ہو بلوغ ہو عدالت ہو مروت ہو ضبط اور حفظ ہو تحمل اور ادار کے وقت (تحمل وہ وقت جب حدیث
 سنو یا دیکھو اور ادار وہ وقت جب اسکو بیان کرے کسی سے اسی طرح گواہی میں ایک تحمل کا وقت ہے یعنی
 جب واقعہ دیکھو یا سنو اور ایک ادار کا یعنی جب فاضی کے سامنے گواہی دیوے) اندر کی گواہی میں اختلاف
 ہے امام شافعی اور ایک جماعت علماء کے نزدیک طائز نہیں اور امام مالک اور ایک جماعت کے نزدیک طائز ہے
 اور حدیث ایسی بالاتفاق مقبول ہے اس طرح بلوغ کی شرط حدیث کے ادار کے وقت ہو نہ تحمل کے وقت تو اگر کبر
 میں اور جس سن اور بلوغ کے وقت بیان کرے تو اسکی روایت مقبول ہے اور یہی قول ہے اکثر علماء کا مگر
 بعضوں کا یہ مذہب ہے کہ تحمل کے وقت ہی بلوغ ضرور ہے اور بعضوں کا یہ قول ہے کہ بلوغ نہ تحمل کے وقت شرط
 ہے نہ ادار کے وقت اور یہ دونوں مذہب شاذ اور جہوہ علماء کے خلاف ہیں (نوی) وَدَلَّيْنَا السَّادَّةَ
 عَلَى كَيْفِهِ رَوَايَةِ الْمُسْكِرِ مِنَ الْأَخْبَارِ كُنْزُ دَلَالَةِ الْقُرْآنِ عَلَى نَفْيِ خَبَرِ الْفَاسِقِ وَهُوَ الْأَكْثَرُ
 الْمَشْهُورُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ حَدِيثُ يَزِيدِ كَذِبٌ وَهُوَ
 أَحَدُ الْكَافِرِينَ مِمَّنْ جَمِعَ اسِيْطَرُ حَدِيثِ سَوِيْهِ يَبَاتُ مَعْلُومٌ هُوَ يَبَاتُ مَعْلُومٌ هُوَ يَبَاتُ مَعْلُومٌ هُوَ يَبَاتُ مَعْلُومٌ
 کہنا۔

(جسکے غلط ہونیکا احتمال ہو) درست نہیں جیسو قرآن کو معلوم ہوتی ہے اور وہ حدیث ہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہ شہرت منقول ہو کہ فرمایا آپ نے جو شخص مجھ سے حدیث نقل کرے اور وہ خیال کرے کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ خود جھوٹا ہے **ف** یعنی گو اوس نے جھوٹ نہیں بنایا پر جب اسکو خیال ہو کہ حدیث کی صحت کا یقین نہیں ہو سکتا تو اسکا بیان کرنا کیا ضرور ہو اگر اس پر ہی بیان کیا اور اسکا عیب ظاہر کیا تو جھوٹوں میں وہ بھی شریک ہو گیا یعنی اوس پر ہی اتنا ہی وبال ہوگا جتنا جھوٹی حدیث بنانیاو اسے پرانے مسلم نے اس حدیث کو مشہور کہا کیونکہ یہ حدیث مختلف الفاظ سے متعدد صحابہ کی مروی ہے ہزار نے اپنی سند میں بیان کیا کہ چالیس صحابیوں کی یہ حدیث اُس نے روایت کی ہے اور ابو بکر صیرفی نے کہا ہے کہ وہ ساٹھ صحابیوں سے مروی ہے اور ابن مسندہ نے کہا کہ ساٹھ صحابیوں سے اور بعضوں نے کہا بائیس صحابیوں سے اور بعضوں نے کہا بائیس صحابیوں سے اور بخاری اور مسلم دونوں نے نقل کیا اس حدیث کو۔ اس حدیث سے کوئی باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے جسے آگے کی روایتوں میں ہے کہ جو ایسا کرے گا اوس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیا تو معلوم ہوا کہ وہ ضرور جہنم میں جاوے گا۔ پھر اگر مومن ہے تو جہنم سے نکلے گا کیونکہ اہلسنت کا اتفاق ہے کہ وہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا اگرچہ کتنا ہی گنہگار ہو دو مہرے

یہ کہ جس حدیث کو جھوٹ ہونیکا ظن ہو اسکو نقل کرنا بھی درست نہیں پر جب اوسکو ساتھ یہ بات بھی کہہ دیا کہ یہ حدیث منکر ہے یا ضعیف ہے یا اس میں یعلت ہے تو درست ہے اور جائز ہے محدثین کے نزدیک اس لیے کہ محدثین نے اپنی کتابوں میں تمام قسم کی حدیثوں کو بیان کیا ہے یہاں تک کہ موضوعات کو بھی تیسرے یہ کہ اگر نقل کرنے والے کو خیال میں غلطی ہوئے وہ جھوٹی حدیث کو صحیح سمجھ کر بیان کرے تو اس پر گناہ نہیں جیسے حاکم اور ابن ماجہ نے بعضی حدیثوں کو صحیح خیال کر کے روایت کیا ہے جو تہی بہرشم کی حدیث خواہ احکام میں ہو خواہ فضائل یا اخلاق میں سب میں ہی حکم ہے اور کہ امید کے نزدیک فضائل و اخلاق میں حدیث بنالینا درست ہے اور یہ ادنیٰ انتہا ہے جہالت ہے (نور دمی مع زیادہ) **باب**

تَحْلِیْظُ الْكَذِبِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ

باندھنا کتاباً بڑا گناہ ہے **عَنْ الْمُخَذَّجِ بْنِ شُعْبَةَ وَنُصْرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ**
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ ترجمہ امام مسلم نے اپنی اسناد سے روایت کیا سمرہ بن جندب اور مغیرہ بن شعبہ
 سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا (یعنی وہی حدیث جو اوپر گندزی کہ جو شخص مجھ سے حدیث نقل کرے
 اور وہ سمجھتا ہو کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ جھوٹا ہے **عَنْ رُبْعِيِّ بْنِ عُرْشَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا يَخْطُبُ**
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبُوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ يَكْذِبُ عَلَيَّ يَكْذِبُ عَلَى الْمَنَارِ ترجمہ
 ربعی بن عرشہ سے روایت ہے اس نے سنا حضرت علی سے وہ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ تیرے تھے فرمایا رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے سنا جھوٹا ہے باندھو میرے اوپر جو کوئی میرے اوپر جھوٹا ہے باندھو گناہ جہنم میں جاویگا **ف**
 یعنی لائق ہو گیا جہنم میں جانے کے اب اگر خدا سماعت کر دیوے تو جہنم سے چھٹکارا ہو سکتا ہے جس سے سب کبیرہ
 گناہوں میں ہے بعضوں نے کہا یہ بدو دعا ہے جھوٹی حدیث بنانیوالے کر لیے یعنی خدا اس کو جہنم میں داخل
 کرے **عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّهُ لَيَمْنَعُنِي أَنْ أَحَدًا يَكْذِبَ عَلَيَّ كَذِبًا كَذَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا مجھ پر بہت حدیثیں بیان کرنے سے یہی بات روکتی ہے جو رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمائی جو شخص مجھ پر جھوٹا جھوٹا کہتا ہے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے **عَنْ أَبِي**
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعِدًّا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدًا
مِنَ النَّارِ ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر جھوٹا جھوٹا
 بنا دے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے **عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الْوَالِئِيِّ قَالَ أَتَيْتُ الْمَسْجِدَ وَ**
الْمُعَذِّبُ أَقْبَرُ الْكُوفِ كَذَبَ قَالَ فَقَالَ الْمُخَذَّجُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
إِنْ كَذَبَ عَلَى الْكَافِرِ كَذَبَ عَلَى أَحَدٍ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى الْمُتَعِدِّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدًا مِنَ النَّارِ
 ترجمہ علی بن ربیعہ والبی سے روایت ہے انہوں نے کہا میں مسجد میں آیا اور اون دنوں مغیرہ بن شعبہ کوئی
 کے حاکم تھے تو مغیرہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میرے اوپر جھوٹ
 باندھنا ایسا نہیں ہے جیسو اور کسی پر جھوٹ باندھنا کیونکہ اور کسی پر جھوٹ باندھنا سے جھوٹ بولنا والو
 کا نقصان ہوگا یا جس پر جھوٹ باندھا اس کا بھی پا اور دو تین آدمیوں کا سہی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 پر جھوٹ باندھنا سے ایک عالم گمراہ ہوگا اور دنیا نقصان پہنچے گا) پھر جو کوئی شخص مجھ پر جھوٹ باندھ دے وہ

انا نأثمنا ما نؤمن من باليد وسكنوا المغيرة بن شعبه عن النبي صلى الله عليه وسلم فثبته ولم
 يذكرا ان كذباً على ليس ككذب على احد ترجمہ من غیر بن شعبہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی
 ہے اس میں یہ نہیں ہے کہ میرے اوپر جھوٹ باندھنا ایسا نہیں ہے جیسے دوسرے کسی پر جھوٹ باندھنا۔
باب الثاني عن أحمد بن حنبل ما سمع جوابات من أوسكو كهدينا (بغیر تحقیق کیے ہوئے) منع
 عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كفى بالمرء كذباً
 أن يحدث نفسه بكلمة ما سمع ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کافی ہے آدمی کے جھوٹے ہونے کو لیے یہ بات کہ جو سنی اُسکو بیان کرے **ف** بغیر تحقیق اور تصدیق
 کے اس لیے کہ جھوٹ کہتے ہیں خلاف واقع بیان کرنے کو پھر اگر محمد ایسا امر کرے تو گنہگار ہو گا ورنہ گنہگار
 نہ ہو گا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ عادت جو سنی کھڈا لے بُری ہے بلکہ تحقیق کرنا ضرور ہے کہ یہ خبر صحیح ہے
 یا جھوٹ ہے جب سچائی کا یقین ہو اس وقت اگر موندہ ہو گا لے تو برا نہیں **عن** أبي هريرة رضي الله
 عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم فثبته ذلك ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت
 بھی ایسی ہے **عن** ابن عمر بن الخطاب رضي الله عنه جيب
 المذموم الكذب ان يحدث بكلمة ما سمع ترجمہ ابو عثمان ہندی سے روایت ہے حضرت عمر
 نے کہا کافی ہے آدمی کو اتنا جھوٹ کہ کھڈا لے جوابات من **عن** ابن وهب قال قال ابن مالك
 اعلم انه ليس بسلم رجل حدث بكلمة ما سمع ولا يكون اماماً أبداً وهو يحدث بكلمة ما
 سمع ترجمہ ابن وہب سے روایت ہے امام مالک رحمہ اللہ نے مجھ سے کہا جان تو اس بات کو جو شخص کھڈا (جو سنی
 وہ کچ نہیں سکتا) جھوٹ (جو سنی) اور کبھی وہ شخص امام (پیشوا) نہیں ہو سکتا جو بیان کرے ہر ایک بات
 کو جسکو وہ سنی **عن** عبد الله قال جيب المذموم الكذب ان يحدث بكلمة ما سمع ترجمہ
 عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے انہوں نے کہا کافی ہے آدمی کو اتنا جھوٹ کہ جو سنی وہ کہہ دے
عن عبد الرحمن بن مفضل قال لا يكون الرجل اماماً أبداً حتى يمسه
عن بعض ما سمع ترجمہ عبد الرحمن بن مفضل (جو حدیث کر بڑے امام ہیں) انہوں نے کہا آدمی
 کبھی امام نہیں ہو سکتا (یعنی اس لائق کہ لوگ اسکی پیروی کریں جب تک کہ وہ نہ کہو بعضی باتوں کو
 جنکو اُس نے سنا ہو) اس خیال سے کہ شاید یہ باتیں غلط ہوں تو میرا جھوٹ ثابت ہوگا **عن**

سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ مَعَاوِيَةَ فَقَالَ إِنِّي أَرَاكَ قَدْ كَلِمْتَ بَعْضَ الْقُرَّانِ
 نَافَرْتُ عَنْكَ شَوْكًا وَنَسِيتُهَا حَتَّى نَظَرْتُ فِيهَا عَمِلْتُ قَالَ فَعَمِلْتُ فَقَالَ لِي احْظُظْ عَلَيَّ أَقُولُ
 ذَلِكَ آيَاتُكَ وَالشُّعْلَةُ فِي الْحَدِيثِ فَإِنَّهُ قُلْتُ مَا كَلِمَتُهَا أَحَدًا ذَلَّ فِي نَفْسِهِ وَكَذَّبَ فِي
 حَدِيثِهِ ترجمہ سفیان بن عیینہ سے روایت ہے مجھے ایسا بن معاویہ نے کہا میں دیکھتا ہوں تم
 بہت محنت کرتے ہو قرآن کے حاصل کرنے میں (یعنی علم تفسیر میں) انو ایک سورت پڑھو میرے سامنے
 پھر اسکا مطلب بیان کرو تا کہ میں دیکھوں تمہارا علم سفیان نے کہا میں ایسا ہی کیا ایسا ہی کہا یاد
 رکھو جو میں کہتا ہوں تجھ سے بچ کر تو شاعت سے حدیث میں (شاعت کے معنی قباحت یعنی ایسی حدیثیں
 مست نقل کر کر لوگ نہیں براسمجھیں اور جو ٹا جانیں) کیونکہ جس نے شاعت کو اختیار کیا وہ خود بھی قابل
 ہوا اور دوسروں بھی اسکو چھٹا دیا (یعنی اسکا اعتبار جاتا رہا اب سچی بات ہی اسکی جہرٹی سمجھی
 جاتی ہے) **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ مَا نَسَخَ مُحَمَّدٌ قَوْلًا مَّا حَدَّثَنَا إِلَّا تَبْلُغُهُ عَنْ رَسُولِهِ**
إِلَّا كَانَ لِبَعْضِهِمْ فِتْنَةٌ عبداللہ بن مسعود نے کہا جب تو لوگوں سے ایسی حدیث بیان کر جو ان
 کی عقل میں نہ آوے تو بعض لوگوں کے لیے اس میں فتنہ ہوگا (یعنی وہ گمراہ ہو جاویں گے اسی
 لیے ہر شخص سے اسکی عقل کے موافق بات کرنا چاہیے) **بَابُ الدُّعَاءِ عَنِ الزَّوَايِدِ عَنْ**
الصُّعْفَاءِ لا حَتِيَا ط فِي تَحْلِيهَا ضَعِيفٌ لَوْ كُنَ سِرُّ رَوَايَتِ كَرَانَسُخِ ہے اور روایت کو تحمل کے وقت
 احتیاط کرنا چاہیے بعض نسخوں میں اس باب کو یوں لکھا ہے **بَابُ فِي الصُّعْفَاءِ وَالْكَذِّابِينَ**
وَمَنْ يَرْغُبُ عَنْ حَدِيثِ مُحَمَّدٍ يَنْفِرُ بَابُ صُعْفَاءٍ اور کذابین یعنی جو لوگوں کے بیان میں اور جو کچھ حدیث
 سے نفرت کرنا چاہیے **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ**
يَسْكُونُونَ فِي أَحْبَرِ الْأُمَمِ أَنَا سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ نَكْرُهُمَا لَمْ تَسْمَعُوا اللَّهَ وَلَا آبَاؤَكُمْ قَالُوا يَا هَؤُلَاءِ
 ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اخیر امت میں
 ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو تم سے وہ حدیثیں بیان کر نیو جنکو نہ تم نے سنا نہ تمہاری باپ دادا نے تو اولاد
 سے بچ کر رہنا (یعنی ان کے فریب میں نہ آنا اور حدیث کو اچھی طرح جانچ لینا اب اس زمانے میں بھی
 بہت سے جاہل مفتیر ادھر ادھر گھومتے ملا اپنی بات جہانے کے لیے حدیثیں بے سند نقل کرتے ہیں ان کا
 اعتبار نہ کرنا چاہیے جب تک وہ حدیث صحیح کتابوں میں نہ ملے اللہ کے فضل سے اب صحاح ستہ کا ترجمہ

قریب با تمام ہے عوام لوگوں کو یہی کہتا میں فائدہ دے سکتی ہیں (علی بن ابی ہریرہ رضی اللہ
 عنہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یكون في اخر الزمان دجالون كذابون
 يأخذونكم من احدى ثفت ماله ثم يسمعون انتم ولا اباؤكم فاما كذبوا يا اهلهم لا يضلونكم
 ولا يفتنونكم ثم رحمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخیر زمانہ
 میں دجال (یعنی جھوٹا کرسچ بنائے والے) اور کذاب یعنی جھوٹ بولنے والے پیدا ہوں گے وہ حدیثیں تم کو
 سنا دیں گے چہتہارے باب وادائے نہ سنی ہوں گی تو بچ رہنا اور ان سے ایسا نہ ہو وہ تم کو گمراہ کر دیں اور
 ائت من دالین علی عامر بن عبدک قال قال عبد اللہ ان الشیطان لیتمثل فی حق
 الرجل دیا فی القوم فیحد ثمنہ بالحدیث من الکذب فتتفرقون فیقول الرجل ملہم
 سمعت رجلاً اعرف ووجهہ ولا ادری ما سمعہ یحدث ثم رحمہ عامر بن عبدہ سے روایت
 ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا شیطان ایک مرد کے صورت بن کر لوگوں کے پاس آتا ہے
 پہر ان سے جو نئی حدیث بیان کرتا ہے جب لوگ اس جگہ سے جدا ہوجاتے ہیں تو ایک شخص اور میں سے کہتا ہے
 میں نے سنا ایک شخص سے جس کی صورت میں پہچانتا ہوں لیکن نام نہیں جانتا وہ ایسا بیان کرتا تھا
 علیہ عبد اللہ بن عمر و بن العاص رضی اللہ عنہ قال ان فی انحر لشیاطین منجوتہ انہا
 سکیان عندی شیان ان یخرج فتفر علی الناس ثم انما رحمہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت
 ہے انہوں نے کہا دریا میں لینے سمندر میں بہت شیطان ہیں جب کو قید کیا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام
 نے قریب ہے کہ وہ نکلیں اور لوگوں کو قرآن سنا دیں علی طاووس قال جاء هذا الی ابن عباس
 یعنی نبیر بن کعب فجعل یحدثہ فقال لہ ابن عباس عدا لحدیث کذا و کذا فعاد لہ
 ثم حدتہ فقال لہ عدا لحدیث کذا و کذا فقال لہ ادری اعرفت حدیثی
 کذا و انکرت هذا امر انکرت حدیثی کذا و عرفت هذا فقال لہ ابن عباس انکرت
 ثم حدت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ لم یکن یکنز علیہ فلما ركب الناس
 الصعوب الذلول ترکنا الحدیث عنہ ثم رحمہ طاووس سے روایت ہے نبیر بن کعب ابن عباس
 پاس آئے اور ان سے حدیثیں بیان کرنے لگے ابن عباس نے کہا فلاں حدیث بھر بیان کر انہوں نے
 دوبارہ بیان کی اور کہا مجھے معلوم نہیں ہوتا تم نے سب حدیثیں میری پہچانیں اور اسی کو منکر سمجھا

یا سب حدیثوں کو منکر سمجھا اور اسی حدیث کو بیچا یا ابن عباس نے اون سے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے حدیث نقل کیا کرتے تھے جب آپ پر چوٹ نہیں باندھا جاتا تھا پھر جب لوگ بری اور اچھے راہ چلو کر
 (یعنی سب قسم کی حدیثیں صحیح اور غلط نقل کرنے لگے) تو ہم نے حدیث بیان کرنا چھوڑ دیا **عَنْ**
ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ **اَنَا كُنَّا نَحْفَظُ الْحَدِيثَ وَالْحَدِيثُ يُحْفَظُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ**
وَسَلَّمَ فَأَمَّا إِذْ دُرِّبْتُمْ كُلَّ صَعْبٍ وَذُلُّوا لِفَضَائِلِكُمْ تَرَجَّحَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي رِوَايَةِ هَذِهِ الْحَدِيثِ يَدَّ
 کیا کرتے تھے اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کرنا چاہیے لیکن جب تم بری اور اچھے ہر طرح کی
 راہ چلو گئے تو اب اعتبار جاتا رہا اور دور ہو گیا **عَنْ** **عُجَاهِدٍ** قَالَ **كُنَّا نَسْتَبْرِئُ مِنْ كُتُبِ الْعَدُوِّ**
إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَعَلَ يَحْدِثُ وَيَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **فَجَعَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يَأْذُنُ لِحَدِيثِهِ وَلَا يُنْظَرُ إِلَيْهِ** فَقَالَ **بَا ابْنُ عَبَّاسٍ**
مَا لِي لَا أَدْرَاكَ تَسْمَعُ لِحَدِيثِي أَحَدًا نَكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَسْمَعُ فَقَالَ **ابْنُ**
عَبَّاسٍ **إِنَّا كُنَّا مَنْ لَا إِذَا سَمِعْنَا رَجُلًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَدَأَتْهُ**
أَنْصَارُنَا وَأَصْغَيْنَا إِلَيْهِ بَادِئِينَ فَكُنَّا نَرْكَبُ النَّاسَ الصَّعْبَةَ وَالذَّلُولَ لَمْ نَأْخُذْ مِنَ النَّاسِ إِلَّا
 مَا كُنْهُمْ تَرَجَّحَ مجاہد سے روایت ہے بشیر بن کعب عدوی ابن عباس سے آئے اور حدیث بیان کرنے لگے
 اور کہنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے
 ابن عباس نے کان نہ کہا اون کی طرف نہ دیکھا اون کو بشیر بولے اے ابن عباس تم کو کیا ہوا جو میری بات
 نہیں سنتے میں حدیث بیان کرتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تم نہیں سنتے ابن عباس نے کہا کہ ایک
 وہ وقت تھا جب ہم کسی شخص سے سنتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا تو اسی وقت اور طرف
 دیکھتے اور کان اپنے لگا دیتے پھر جب لوگ بری اور اچھے راہ چلو گئے (یعنی غلط روایتیں شروع ہوئیں
 تو ہم نے لوگوں سے سننا چھوڑ دیا مگر جس حدیث کو ہم بیچتے ہیں (اور ہم کو صحیح معلوم ہوتی ہے) تو اس کو
 سن لیتے ہیں) **عَنْ** **ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ** قَالَ **كُنْتُ أَلِيَّ ابْنِ عَبَّاسٍ** سَأَلَهُ أَنْ يَكْتُبَ لِي وَمَا بَا
وَيُحْفَظُ عَنِّي فَقَالَ **وَلَكِنَّا حَرِّمْنَا أَنْصَارَ الْأُمَمِ أَخْبَارًا وَأَوْخَفِي عَنْكَ** قَالَ **فَدَا لِقَضَائِي**
فَجَعَلَ يَكْتُبُ مِنْهُ أَشْيَاءَ لَا تَبْرُهُ الشَّيْءُ فَيَقُولُ وَاللَّهِ مَا قَضَيْ بِهَذَا عَلَيَّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ صَلَ
 ترجمہ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے میں نے ابن عباس کو لکھا کہ میرے لیے ایک کتاب لکھ دو اور جیسا کہ

(اون باتون کو جن میں کلام ہے تاکہ جھگڑا نہ ہو ابن عباس نے کہا اڑکا اچھی نصیحت کرتا ہے) یعنی ابن ابی
 ملیکہ کو کہا) میں اس کے لیے جنون گا باتونکو اور چہا لون گا (جو چہا نے کی باتیں ہیں) **ف** یہ
 ترجمہ جب ہو کہ اس روایت میں کھنی اور خفی خاے سچر سے ہو جیسا اکثر نسخوں میں ہے اور بعض
 نسخوں میں یہ دونوں لفظ حاسطی سے ہیں اور صورت میں ترجمہ یوں ہوگا کہ کم کر لین اور
 باتونکو جو کسی کے قابل ہیں یعنی بہت لمبی کتاب نہ کہیں مختصر کہیں اور ابن عباس نے بھی ایسا ہی
 کہا کہ کم کر دو نگامین یا عتی معنوں میں علی کے ہے یعنی میں نے پورا ہش کی کہ خوب اچھی طرح کہیں اور
 ابن عباس نے بھی ایسا ہی کہا کہ میں جب انتخاب کرونگا حدیثوں کو اور اچھی طرح اسکو کہوں گا **ف**
 پھر انہوں نے حضرت علی کے فیصلوں کو منگوایا اور میں سے کچھ باتیں پھرن گئے اور بعض فیصلوں کو دیکھ کر
 کہتے تھے کہ قسم خدا کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا فیصلہ نہیں کیا اگر کیا ہو تو وہ بھٹک گئی (یعنی
 اون سر غلطی ہوئی) **ف** جب حضرت علی جو غلطی اسے دین میں سے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ
 وسلم کے غریز اور اس ہی اور علم کے دیا تھے اون کے فیصلوں میں غلطی ہو تو اور عالموں اور مولویوں
 سب حکم کیونکر صحیح ہو سکتے ہیں انہوں نے کہا مطلب ابن عباس کا یہ ہے کہ روایت غلط ہے اور حضرت
 علی گمراہ نہ تھے تو انہوں نے یہ فیصلہ کیونکر کیا ہوگا **ع** **ع** کا و س قال ائی ابن عباس بکتا ب
 رَضِوَفَضْلُو عَلِي رَضِ فَحَاكَ اَلَا قَدْ رَوَا شَارَسَفِيَانُ بَنُ عُمَيْيَةَ يَزِيْدُ رَاْعِدَةً رَحْمَةً طَاوَسُ
 روایت ابن عباس اسے حضرت علی کے فیصلوں کی کتاب آئی انہوں نے اسکو سب کو سیٹ دیا مگر ایک
 ماٹہ کے برابر نہ دیا (جو فیصلہ صحیح تھا اس لیے کہ ان کو معلوم ہوا کہ روایت ان فیصلوں کی نہیں کہیں
ع **ع** ائی اِسْتَأْتَقَ قَالَ لَمَّا اَحَدُ خَوَاتِمَاتِكَ اَلْاَسْتِيَاءَ بَعْدَ عَلِي رَضِ قَالَ رَجُلٌ مِّنْ اصْحَابِ
 عَلِي رَضِ فَاتَمَّحُمُ اللّٰهُ اَيُّ عَلِيٍّ اَسْتَدُّ اَرَحْمَهُ ابُو اسحاق نے کہا جب لوگوں نے ان باتوں کو حضرت
 علی رض کے بعد نکالا (یعنی چھوٹی چھوٹی روایتیں اون سے شائع کیں) تو حضرت علی رض کے ایک رفیق جو
 خدا انکو تباہ کرے یا دنیہ لعنت کرے کیسا علم کو بگاڑا (یعنی لوگوں کو گمراہ کیا اور حدیث کو علم کو ستیا ماسر
 کیا) **ع** **ع** ائی بکیر بن عیاش قال سَمِعْتُ اَلْمُخَنِّفَ يَقُوْلُ لَمَّا بَكِرْتُ لِمَسْدُقٍ عَلِيٍّ فِي
 اَلْحَدِثِ نَيْبُ عَنْهُ اَلَا مِّنْ اصْحَابِ عَبْدِ اللّٰهِ مَسْعُوْدٍ رَّحِمَهُ ابُو بکر بن عیاش سے روایت ہے
 میں نے مسعود سے سنا وہ کہتے تھے حضرت علی سے جو لوگ روایت کرتے تھے انکی روایت نمانی جاوے

جب تک عبد اللہ بن مسعود کے ساتھی اوس کی تصدیق نہ کرتے **باب** فِي اَنَّ اَلْاِسْنَادَ مِنَ
 الدِّينِ اس باب میں یہ بیان ہے کہ سند بیان کرنا حدیث کی ضرور ہے اور وہ دین میں داخل ہے
عن مُحَمَّدِ بْنِ سَلِيمٍ قَالَ اِنَّ هَذَا الْعِلْمَ دِينٌ كَانَتْ لَهُ دَعْوَةٌ تَأْخُذُ وَدِينُهُ كَمَنْ
 محمد بن سیرین (جو مشہور تابعی ہیں) نے کہا یہ علم دین کا ہے تو کچھ کس شخص سے تم دین حاصل کرتے ہو۔
 (یعنی ہر شخص کا اس میں اعتبار نہ کرو جو سچا اور دین دار اور معتبر ہو اوس سے علم دین حاصل کرنا ضروری ہے)
عن ابْنِ سَلِيمٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ قَوْلًا لِّسَالِكِنَا عَنْ اَلْاِسْنَادِ فَلَمَّا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ قَالُوا
 سَمِعُوا كُنَّا رَجَاءَ لَكُمْ فَيَنْظُرُ اِلَى اَهْلِ السُّنَّةِ فَيُؤَخِّرُ حَدِيثَهُمْ وَيَنْظُرُ اِلَى اَهْلِ الْبِدْعِ فَلَا يُؤَخِّرُ
 حَدِيثَهُمْ ابْن سیرین نے کہا پہلے زمانے میں کوئی حدیث بیان کرنا تو اوس سے سند نہ بچتو پھر جب
 فتنہ پیدا (یعنی گمراہی شروع ہوئی اور بدعتیں بڑھنے لگیں اور خوارج اور حبشہ اور قدریہ کی شائع
 ہوئیں) تو لوگوں نے کہا اب اپنی اپنی سند بیان کر دو دیکھیں گے اگر روایت کرنے والے اہل سنت
 ہیں تو قبول کریں گے روایت انکی اور جو بدعتی ہیں تو نہ قبول کریں گے روایت ان کی **عن** سَلِيمٍ
 بْنِ مُوسَى قَالَ لَقِيتُ طَاوَسًا فَقُلْتُ حَدِّثْنِي فَلَانُ كَيْتَ وَكَيْتَ قَالَ اِنْ كَانَ مِثْلًا فَعَدْنَا
 عَنْهُ ترجمہ سلیمان بن موسیٰ نے کہا میں طائوس سے ملا اور میں نے کہا فلان شخص نے مجھ سے
 حدیث بیان کی ایسا اور ویسی انہوں نے کہا اگر وہ معتبر ہے (یعنی اسکی دیانت اور امانت پر بہرہ و
 موسکتا ہے جس پر مالدار خوش معاملہ کی بات کا اعتبار ہوتا ہے) تو اوس سے روایت کر حدیث کو **عن** سَلِيمٍ
 بْنِ مُوسَى قَالَ قُلْتُ لَطَاوِسُ اِنْ فَلَانًا حَدَّثَنِي بِكَذَا وَكَذَا فَقَالَ اِنْ كَانَ مِثْلًا
 مِثْلًا فَعَدْنَا عَنْهُ ترجمہ وہی جو گذرا **عن** أَبِي الزِّنَادِ قَالَ اَدْرَكْتُ بِالْمَدِينَةِ مِثْلًا كَثِيرًا
 مَا مَوْكًا مَا يُؤَخِّرُ عَنْهُ فَمِنْ اَلْحَدِيثِ يُقَالُ لَكَيْسٍ مِنْ اَهْلِ اَلْبَدْعِ ترجمہ ابو الزناد (جبکہ نام عبد اللہ
 بن ذکوان ہے اور وہ امام فقیر حدیث کر) نے کہا میں نے مدینہ میں سو شخصوں کو پایا سب کے سب اچھے تھے
 مگر ان سے حدیث کی روایت نہیں کرتے تھے لوگ کہتے تھے وہ اس لائق نہیں ہیں **ف** یعنی
 اگرچہ وہ لوگ دیندار تھے مگر حدیث مقبول ہونے کے لیے اور شرطیں یہی ضرور ہیں جیسے حفظ اور اتقان
 اور معرفت فقط زہد و ریاضت کافی نہیں اس لیے ان سے روایت نہیں کرتے تھے **عن** سَلِيمٍ
 بْنِ اَبِيهِمْ يَقُولُ لَا يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا اَلْثَّقَاتُ ترجمہ سعد

بن ابراہیم نے کہا نہیں حدیث قبول کی جاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر ثقہ لوگوں کی (حزب
 کی روایت پر بہرہ و سہو سکتا ہے) **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ يَقُولُ الْأَسْنَادُ مِنَ الَّذِينَ**
وَكُلُّهُ الْأَسْنَادُ لِقَالِ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ ترجمہ عبد اللہ بن مبارک کہتے تھے اسناد دین میں دخل
 ہے اور اگر اسناد نہ ہو تو ہر شخص جو چاہتا کہدالتا (اور اپنی بات چلا دیتا) **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ**
بَيِّنًا وَبَيِّنَ الْقَوْمِ الْقَوَائِمُ يُعَيِّنُ الْأَسْنَادُ ترجمہ عبد اللہ بن مبارک فرمایا ہمارے اور لوگوں کے
 درمیان باہمی بین لینے اسناد (جیسے جانور بغیر بانوں کے نہم نہیں سکتا ویسے ہی حدیث بغیر اسناد
 کے جم نہیں سکتی) **عَنْ أَبِي اسْحَاقَ ابْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ بْنِ عَيْسَى الطَّلَقَانِي قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ**
بْنِ الْمُبَارَكِ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَدِيثُ الَّذِي جَاءَنَا مِنَ الَّذِينَ يُعْبَدُ إِلَهُ إِنْ يُصَلِّي
لَا كَبِيرَ لَكَ مَعَ صَلَوَاتِكَ وَتَصُومُ لَهُمْ مَعَ صَوْمِكَ قَالَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ يَا أَبَا اسْحَاقَ
عَمَّنْ هَذَا قَالَ قُلْتُ لَهُ هَذَا مِنْ حَدِيثِ شُعْبَةَ بْنِ خُرَاشٍ قَالَ فَقَالَ ثِقَةٌ عَمَّنْ قَالَ قُلْتُ
عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ فَقَالَ ثِقَةٌ عَمَّنْ قَالَ قُلْتُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
يَا أَبَا اسْحَاقَ إِنَّ بَيْنَ الْحَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ وَبَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَاوِرَ تَنْقَطِعُ فِيهَا
أَعْنَاقُ الْمَطِيِّ وَلَكِنْ لَيْسَ فِي الصَّدَقَةِ اخْتِلَافٌ ترجمہ ابو اسحاق نے (جبکہ نام ابراہیم
 بن عیسیٰ طالقانی ہے) کہا میں نے عبد اللہ بن مبارک سے کہا اے ابو عبد الرحمن یہ حدیث کیسی ہے جو
 روایت کی گئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی کعبہ دوسری نیکی یہ ہے کہ تو نماز پڑھے اپنی ماں
 باپ کے لیے اپنی نماز کے بعد اور روزہ رکھو ان کے لیے اپنے روزے کے ساتھ انہوں نے کہا اے ابو
 اسحاق یہ حدیث کون روایت کرتا ہے میں نے شہاب بن خراش انہوں نے کہا وہ ثقہ ہے پھر انہوں
 نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے میں نے کہا حجج بن دینار سے انہوں نے کہا وہ بھی ثقہ ہے پھر انہوں
 نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے میں نے کہا وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا
 عبد اللہ نے کہا اے ابو اسحاق ابھی تو حجج سے لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اتنی بڑے بڑے
 خبیل باقی ہیں کہ ان کو طی کرنے کے لیے اونٹوں کی گردنیں تھاک جاویں البتہ صدقہ دینے میں کسی
 کا خلاف نہیں **ف** یعنی حجج تربع تابعین میں سے ہے تو ان سے درجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم تک دور آدمی اور ہونگے جبکہ پتہ نہیں پھر حدیث منقطع ہوئی اور وہ کیونکر قبول ہو سکتی

ہے بڑے بڑے جنگوں سے بھی غرض ہے کہ کئی راوی چھوٹ گئے ہیں جن کا معلوم ہونا ضروری ہے تو حدیث قابل
 اعتبار کر نہ سہری اگرچہ کجی چاہے اپنی والدین کی طرف سے خیرات کرے تو اس کا ثواب سب علماء کے نزدیک ہے
 گا کیونکہ صدقہ کا ثواب میت کو بالائے قبور پہنچتا ہے البتہ نماز روزہ اور عبادات بدنیہ میں اختلاف ہے تو سنا
 اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ ان چیزوں کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا مگر جس صورت میں میت پر رزق
 واجب ہوں اور اس کا وارث اس کی طرف سے فقار کیوں تو ادا ہو جاوے گا اور ایک قول یہ ہے کہ ادا ہو
 اور ایک جماعت علماء کا مذہب یہ ہے کہ میت کو تمام قسم کی عبادات کا ثواب پہنچ سکتا ہے جس پر نماز روزہ دعا
 تلاوت قرآن وغیرہ اور عطاء بن ابی ریحان اور اسحاق بن راہویہ کا یہی قول ہے (نوی) **باب**
 الْكَسْبُ عَنْ مَوَاتٍ دَوَاغِ الْحَدِيثِ وَفَاتِي الْأَخْبَارِ وَقَوْلِ الْأَعْقَرِ فِي ذَلِكَ : يَا بَابُ اسْ بَيَانِ
 بِنِ هِيَ كَهَدِيثِ كُرَادِيُونِ كَالْعَيْتَانِ كَرْنَا دَرَسْتَ هِرْ اَوْرُوهُ غَيْبَتِ مِیْنِ اَضْلُ نَهْنِ كِیْنِ كِهْ دِیْنِ كِیْ حَضَرَتْ
 هِیْ جَبِرْ كُوْ اِهْوَنِ كَا حَالِیْ بَيَانِ كَرْنَا دَرَسْتَ هِرْ اَوْرُو دَرَسْتَ كُرَا اَمْرُوْنِ نِیْ اِیَا كِیْ هِرْ حَسْبُ عَبْدِ اللّٰهِ بِنِ
 الْمُبَارَكِ یَقُوْلُ عَلٰی كُتُوْبِ النَّاسِ دَعُوْا حَدِیْثَ عَمْرِو بْنِ ذَرَابِثٍ فَانَّهُ كَانَ یَسْتَبِیْنُ الشَّكْفَ مَرَحْمَه
 عَبْدِ الصِّرَفِ بْنِ مَبَارَكِ اِیْ كُوْنِ كِیْ سَمْنِیْ كِهْتِیْ قَهْرُ حُجُوْرٍ دُوْرٍ رَوَا یَتِ كُرَا عَمْرِو بْنِ ذَرَابِثِیْ كِیْ كِهْ كِهْ وَهْ بَا كِهْتَا هِنَا اَكْثَرُ
 بَرْكُوْنِ كُوْ حَسْبُ عَلٰی عَقِیْلٍ صَاحِبِ بُهْمِیَّةٍ فَالْ كُنْتُ جَالَسًا عِنْدَ الْقَاسِمِ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ وَجَحْیِ
 بِنِ سَعِیْدٍ فَقَالَ جَحْیِ الْقَاسِمُ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ اِنَّهُ یَقْبَعُ عَلٰی فَوْتِكَ عَظِیْمَاتٌ تُسَالُ عَنْ نَحْوِیْ مِنْ اَمْرِ
 هَذَا الدِّیْنِ فَلَا یُحِبُّ جَدَّ عِنْدَكَ مِنْهُ عِلْمٌ وَلَا فَرْجٌ اَوْ عِلْمٌ وَلَا فَخْرٌ فَقَالَ لَهُ الْقَاسِمُ وَنَعَمْ ذَاكَ
 قَالَ لَا ذَاكَ ابْنُ اِمَامِیْ هُدٰی اَبُوْ كِیْ بَكْرٍ وَنَحْوُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ یَقُوْلُ لَهُ الْقَاسِمُ اَفَبِیْ مِنْ
 ذَاكَ عِنْدَكَ مِنْ عَقْلِ عَنِ اللّٰهِ اَنْ اَقُوْلَ بِغَیْرِ عِلْمٍ اَوْ اَحَدٌ عَنْ غَیْرِ ثِقَةٍ قَالَ فَسَكَتَ فَاجَابَ
 مَرَحْمَتِیْ اَبُو عَقِیْلٍ (یحییٰ بن متوکل ضریر مدنی) سے روایت ہے جو صاحب تھا بہیہ کا (بہیہ ایک عورت کا
 نام ہے جو حضرت عائشہ سے روایت کرتی ہے ابو عقیل اس کے مولیٰ تھے) کہ میں قاسم بن عبید اللہ بن عبد اللہ
 بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہنا ای ابو محمد تمہاری ایسے
 آدمی کے لیے یہ بات بہت بری ہے کہ تم سے دین کا مسئلہ کوئی پوچھا جاوے تو تم کو اس کا علم نہ ہو نہ اس کا
 جواب قاسم نے کہا کس وجہ سے تجھے نے کہا اس وجہ سے کہ تم بیٹے ہو دو بڑے بڑے رہنما اماموں کے یعنی ابو
 صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما کے (قاسم ابو بکر صدیق کے نواسے اور حضرت عمر کے پوتے تھے کیونکہ قاسم کی

باب
 الْكَسْبُ عَنْ مَوَاتٍ

بان ام عبد اللہ میں جو بیٹے میں قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق کی (قاسم نے کہا اس سے بھی زیادہ یہ بات
 بڑی ہے اس شخص کے نزدیک جس کو خدا نے عقل عنایت فرمائی ہے کہ میں کہوں ایک بات اور اس کا
 مجھے علم نہ ہو یا میں اس شخص سے روایت کروں جو معتبر نہ ہو یہ سن کر بھی چپ ہو رہے اور کچھ جواب نہ دیا
ف ایسی ہی سنے قاسم کو غیرت دلائی کہ تمہارے دادا اور نانا اتنے بڑے امام تھے دین کے ثم انہی کے
 نواسے اور پوتے ہو تم کو یہی چاہیے کہ علم خوب حاصل کرو اور حدیثیں بہت جمع کرو کہ ہر ایک مسئلہ کا جواب
 تمہاری پاس ہو لیکن قاسم نے وہ جواب دیا کہ مجھ کو سوائے سکوت کے کچھ نہ بن پڑا تھوڑا علم جو ضبط اور
 اتقان کے ساتھ ہو طوفانِ بے تیزی سے بہہ رہا ہے ہر ایک مسئلہ کا جواب تو کسی سے ممکن نہیں ہوا
 بڑے بڑے مجتہدین اور علمائے نہایت ہی مسائل میں سکوت کیا ہے۔ اس روایت میں بھی بن متوکل جس کی
 کنیت ابو عقیل ہے ضعیف ہے حرج کیا ہے اس پر بھی بن حسین اور علی بن مدینی اور عمرو بن علی اور
 عثمان بن سعید واری اور ابن عثام اور نسائی نے پھر مسلم نے جو اس سے روایت کیا اس کا جواب دو طرح
 پر ہے ایک یہ کہ مسلم کے نزدیک شاید یہ راوی ثقہ ہو کیونکہ جنہوں نے حرج کیا ہے وہ بہم ہے اور جب تک
 حرج کی وجہ بیان نہ کی جاوے تو وہ قبول کے لائق نہیں دوسرے یہ کہ مسلم نے اس روایت کو بطور ادا
 اور استشہاد کے بیان کیا ہے اور وہ مقصود بالذات نہیں (نوی) **عَنْ** ابی عقیل صاحب
 بَهِيمَةَ أَنَّ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ سَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ فَيَعْلَمُ فَقَالَ لَهُ يَحْيَى
 بْنُ سَعِيدٍ رَأَى اللَّهَ فِي كَعْظَمٍ أَنْ يَكُونَ مِثْلَكَ وَأَنْتَ ابْنُ إِمَامٍ أَعْلَى يَفْقَهُ مُحَمَّدًا وَابْنَ مُحَمَّدٍ
 سَأَلَ عَنْ أَمْرِ لَيْسَ عِنْدَهُ فَيَعْلَمُ فَقَالَ أَكْظَمُ مِنْ ذَلِكَ اللَّهُ عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَحَدَّثَ مَنْ
 عَقَلَ عَنِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ أَقُولَ بِخَيْرِ عِلْمٍ أَوْ أَخْبِرَ عَنْ غَيْرِ ثِقَةٍ قَالَ وَشَهِدُوا هَذَا ابْنُ عَقِيلٍ
 يَحْيَى بْنُ الْمُتَوَكِّلِ حِينَ قَالَ ذَلِكَ ثُمَّ رَجَعَهُ أَبُو عَقِيلٍ سَمِعَ رَوَيْتَ هُوَ صَاحِبُ بَهِيمَةَ كَمَا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ
 عُمَرَ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ لَمْ يَكُنْ يَكُونُ بَاتٍ يُوَحِيهِ جَوَابُ أَلَمْ يَكُنْ يَكُونُ بَاتٍ يُوَحِيهِ جَوَابُ أَلَمْ يَكُنْ يَكُونُ بَاتٍ يُوَحِيهِ جَوَابُ
 میرے پر بہت گراں گذرا کہ تمہارے ایسا شخص جو بیٹا ہے دو بڑے اماموں یعنی حضرت عمر اور عبد اللہ
 بن عمر کا اس کے کوئی بات پوچھی جاوے اور وہ بتلا نہ سکے انہوں نے کہا۔ اور اس سے پڑھ کر اللہ
 کے نزدیک اور اس کے نزدیک جو اللہ نے عقل دی ہے یہ بات ہو کہ میں کہوں اور مجھ کو علم نہ ہو یا روایت
 کروں اس شخص سے جو ثقہ نہ ہو سفیان نے کہا بھی بن متوکل یعنی ابو عقیل اس گفتگو کے وقت موجود تھے

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَأَلْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ وَشُعْبَةَ وَمَا لَكَ ابْنَ عُبَيْدَةَ عَنِ
 الرَّجُلِ لَا يَكُونُ ثَنًا فِي الْحَدِيثِ فَبَلَغَنِي الرَّجُلُ فَيَسَأَلُنِي عَنْهُ فَأَلُو أَخَذُوهُ عَنْهُ أَنَّهُ لَيْسَ بِثَنٍ
 ترجمہ یہی بن سعید نے کہا میں نے سفیان اور ثور بن عیینہ سے پوچھا (جو حدیث کو بڑے
 بڑے امام تھے) کہ اگر ایک شخص معتبر نہ ہو حدیث کی روایت میں اور کوئی اوسکا حال مجھ سے بوجھ (نومین
 اوسکا عیب بیان کر دین یا چپاؤں) اور ان سے ہوں نے کہا بیان کر دے کہ وہ شخص معتبر نہیں (اور اس میں ہار
 کرنے میں غیبت کا گناہ نہیں بلکہ اجر ہوگا کیونکہ نہایت بخیر ہے دین کی حفاظت منظور ہے نہ تو میں اس شخص
 کی) **عَنْ** النَّظَرِ بْنِ نَمِيلٍ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَدْنَانَ عَنْ حَنْبَلٍ لِّشُعْبَةَ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى
 اسْتَفْهَةِ الْبَابِ فَقَالَ اِرْثُفَرُ اِرْثُفَرُ اِنْ شَعْرًا اُرْكُوهُ قَالَ مُسْلِمُ بْنُ الْحَكْبَاجِ تَرَكُوهُ يَقُولُ
 أَخَذَتْهُ الْبَسَنَةُ النَّاسُ تَكَلَّمُوا فِيهِ ترجمہ نصر بن نمیل سے روایت ہوا ابن عدنان سے کسی نے پوچھا
 شہر بن حوشب کی حدیث کو اور وہ کہہ رہے تھے دروازے کی چو کہٹ پر تو انہوں نے کہا شہر کو لوگوں نے
 ترک کیا شہر کو لوگوں نے ترک کیا مسلم نے کہا ترک کرے سے مطلب یہ ہے کہ لوگوں نے اس میں کلام کیا اور
 اس کے حق میں جرح اور ظن کیا **ف** اگر شہر کی تائید کی ہے بہت اماںوں نے صبر احمد بن حنبل اور
 یحییٰ بن معین نے احمد بن عبد اللہ علی نے کہا وہ تابعی ہے اور ثقہ ہے اور ابو زرہ نے کہا لا باس بہ اور بخاری
 نے کہا شہر حسن الحدیث اور یعقوب بن شیبہ نے کہا شہر ثقہ ہے **عَنْ** عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ
 قُلْتُ لِسُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ اِنَّ عَتَّابَ بْنَ كَثِيرٍ مِّنْ فَخْرٍ حَالَهُ وَاِذَا حَدَّثَ جَاءَ بِأَمْرٍ عَظِيمٍ
 فَتَرَى اَنْ اَقُولَ لِلنَّاسِ لَا تَأْخُذْ وَاعْنَهُ قَالَ سُفْيَانُ بَلَى قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَكُنْتُ اِذَا كُنْتُ
 فِي مَجْلِسٍ ذَكَرْتُ فِيهِ عَتَّابًا اَتَيْتُ عَلَيْهِ فِي دِينِهِ وَاَقُولُ لَا تَأْخُذْ وَاعْنَهُ ترجمہ عبد اللہ
 بن مبارک (کہا میں نے سفیان ثوری سے پوچھا تم جانتے ہو عتباد بن کثیر کا حال جب حدیث بیان کرنا ہو
 تو ایک بلا الٹا ہے (یعنی جو ٹی حدیث روایت کرتا ہے) تو میں کہہ دوں لوگوں سے نہ روایت کرو اس کے
 سفیان نے کہا ہاں کہہ دو عبد اللہ نے کہا پھر جس مجلس میں میں ہوتا اور عتباد بن کثیر کا ذکر آتا تو میں تقریباً
 کرتا اس کی دینداری کی لیکن کہہ دیتا کہ تم روایت کرو حدیث کی اس سے **ف** یہ عتباد بن کثیر
 ثقیفی بصری ہے ترک کر دیا اہل حدیث (اوسکو امام احمد نے کہا وہ جو ٹی حدیث میں روایت کرتا ہے اگرچہ
 یہ شخص ظاہر حال میں مردود انداز میں صحیح تھا پر حدیث کی روایت کرنے میں اسی سلیقہ تھا وہ غلطی سے

ابو زرہ

شہر بن حوشب عن شعبہ و ثور بن عیینہ و غیرہ

عبد اللہ بن مبارک

عتباد بن کثیر

کو صحیح روایت سے تیز نہیں کر سکتا تھا **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ** قَالَ أَنْتَهَيْتُ إِلَى شُعْبَةَ
 فَقَالَ هَذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَثِيرٍ فَأَخَذَ دُرَّةً **رَحِمَهُ** عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَبَارَكٍ كَمَا مَرَّ فِي بَيْتِهِ
 انہوں نے کہا یہ عباد بن کثیر ہے اس سے بچو یعنی اس سے روایت کرنے سے **عَنْ الْفَضْلِ بْنِ سَهْلٍ**
 قَالَ سَأَلْتُ مُعَلَّى الرَّازِيَّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ الَّذِي رَوَى عَنْهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَثِيرٍ فَأَخْبَرَنِي
 عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ قَالَ كُنْتُ عَلَى بَابِهِ وَسُفْيَانُ عِنْدَهُ فَلَمَّا خَرَجَ سَأَلْتُهُ عَنْهُ فَأَخْبَرَنِي
 أَنَّهُ كَانَ ابْنَ **رَحِمَهُ** فَضْلِ بْنِ سَهْلٍ سے روایت ہو میں نے معلیٰ رازی سے پوچھا محمد بن سعید کا حال خبر
 سے عباد بن کثیر روایت کرتا ہے تو انہوں نے نقل کیا عیسیٰ بن یونس سے انہوں نے کہا میں عباد کے
 دروازے پر تھا اور سفیان اس کے پاس تھے جب وہ باہر نکلے تو میں نے پوچھا ان سے عباد کو سفیان
 نے کہا وہ چوٹا ہے **عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ عَنْ أَبِيهِ** قَالَ كَرِهَ الرَّاصِلُ الْحَدِيثَ
 فِي شَيْءٍ أَكْذَبَ مِنْهُمْ فِي الْحَدِيثِ قَالَ ابْنُ أَبِي عَتَابٍ فَلَقِيتُ أَنَا مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنِ
 سَعِيدٍ الْقَطَّانِ فَسَأَلْتُهُ عَنْهُ فَقَالَ عَنْ أَبِيهِ كَرِهَ أَهْلُ الْحَدِيثِ شَيْءٌ أَكْذَبَ مِنْهُمْ
 فِي الْحَدِيثِ قَالَ هَسْبُكَ يَقُولُ يَحْيَى بْنُ الْكَلْبِ عَلِيٌّ لِسَائِدِهِمْ وَلَا يَتَّخِذُونَ الْكَذِبَ **رَحِمَهُ** مُحَمَّدُ بْنُ
 یحییٰ بن سعید قطان نے اپنی باپ سے سنا (یحییٰ بن سعید قطان سے جو حدیث کر پڑے امام تھے) وہ
 کہتے تھے ہم نے نیک و میمنہ کو (یعنی درویشوں اور صوفیوں کو) اتنا چوٹا کسی چیز میں نہیں دیکھا
 جتنا چوٹا حدیث کی روایت کرنے میں دیکھا ابن ابی عتاب نے کہا میں محمد بن یحییٰ سے ملا اور ان سے یہ
 بات پوچھی انہوں نے اپنی باپ سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا تو نیک لوگوں کو اتنا چوٹا کسی بات میں نہ
 پاؤ گے جتنا حدیث کی روایت میں۔ امام مسلم نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ چوٹ حدیث ادن کی زبان
 سے نکل جاتی ہے لیکن وہ قصداً چوٹ نہیں بولتے **ف** اس لیے کہ اگر قصداً چوٹ حدیث بناؤ
 تو ادن سے بدتر کون ہوگا یہ وہ نیک کیوں رہیں گے۔ اکثر زاہد اور درویشوں کی روایت میں غلط اور
 کذب نکلے ہیں اور محدثین نے انکا اعتبار نہیں کیا اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ادن لوگوں کو عباد
 اور ستمغراق سے اتنی فرصت نہیں ہوتی تھی کہ وہ حدیث کی طوط زیادہ توجہ کریں اور اس کو جانچیں
 صحیح کو سقیم سے جدا کریں وہ لوگ نہایت بھولے سیدھے ہوتے تھے جس نے جو حدیث انکو
 سامنے بیان کی وہ اس کو سچا سمجھ کر اس کو روایت کرنا شروع کر دیتے تھے اور راویوں کے عیب اور

محمدؐ کو پہنچا دیا اور تجھے کے واسطے سے سنا پہر اسکو یاد آیا کہ میں نے محمدؐ سے خود سنا ہی بہر بہر احتمال
ہے احتمال ہے اور امیہ حدیث کو معلوم ہو گیا کہ شام نے محمدؐ سے نہیں سنا اس لیے اسکا ہوت کھل گیا
(نروی) **ع** عَدِی اللہ بن عثمان بن جبکہ یقول قُلْتُ لَعَبِی اللہ بن المبارک من
هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي رَوَيْتَ عَنْهُ حَدِيثَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فِي يَوْمِ الْفِطْرِ يَوْمَ الْجَوَائِزِ قَالَ
سَلِمَانُ بْنُ الْحَجَّاجِ أَنْظِرْ مَا وَضَعْتَ فِي يَدِكَ مِنْهُ قَالَ ابْنُ قُضْرَاذٍ وَسَمِعْتُ وَهْبَ
بْنَ ذَمْعَةَ مَوْلَى كُرْعَنَ سَفِيَانَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ قَالَ لِعَبِي ابْنِ الْمُبَارَكِ رَأَيْتُ رُوحَ
بْنِ عَطِيْفٍ صَاحِبِ الدَّمِ قَدَرِ الدِّمِ رَهِيمٍ جَلَسْتُ إِلَيْهِ مَجْلِسًا فَنَجَلْتُ أَسْحَبِي مِنْ أَعْيُنِي
أَنِّي كُفَرْتُ بِهَا لِمَا مَعَهُ كَرَاهِيَةً حَدِيثُهُ تَرْجُمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَانَ بْنِ جَبَلَةَ نَعَى عِدَّةً مِنْ
مُبَارَكٍ سَمِعَ كَاهِدًا كَوْنُ شَخْصٍ هُوَ جَسَدٌ مِنْ عِدَّةٍ مِنْ عُمَرُو كِي حَدِيثٌ رَوَيْتُ كِي عِدَّةٍ الْفِطْرَةِ وَجَوَائِزِ
كِي بَابِ مِينَ **ف** جَوَائِزِ جَعْلٍ هُوَ جَزَاهُ كِي يَفْعَلُ عَطَائِينَ أَوِ الْغَنَامَاتِ أَوِ رُوَاهُ حَدِيثٍ يَهُ هُوَ
كِي فَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى جَسَدِ الْفِطْرِ كَاوْنِ هُوَ تَابِعٌ تَوْفَرِ شَتْرٍ رَاسْتُونَ كِي نَاكُونَ
بِرَاجَاتِهِ مِينَ أَوِ كَهْتَرِ مِينَ لِي سَلَمَانُونَ جَلُوبِنِي بِرُورِ دُكَارٍ بِاسِ جَوِ رَحْمَتِ وَاللَّهِ هُوَ كَرَامَتِ
نَاكِي كَامِ كَاوْنِ بِلَدِ دِي تَابِعِ هُوَ أَسْكَ اَوَسِي حَلَمِ كِي تَمِ نَعَى رُوَاهُ أَوِ مَانَا اِنِ بِرُورِ دُكَارٍ كَاوْنِ
تَوْفِيلِ كَرُوَانِي اِنِ جَوَائِزِ يَفْعَلُ عَطَائِينَ كَوْنِ كَوْنِ جَوِ عِيدِ كِي نَاوِ رُجْرِ جَلَتِ مِينَ تَوَاكِي سَنَادِي نَدَا كَرَامَتِ
أَسْمَانِ سَوَاوِ اِنِ كَهْرُونَ كَوْنِ مَرَادِ كَرِ تَهَارِ كَوْنِ سَبَا كَاوْنِ كَبْشَرِ كِي اَوِ اَوَسِي نَاوِ يَوْمِ اَلْجَوَائِزِ كِي مِينَ
ف اِنِ هُوْنِ نَعَى كَاهِدًا سَلِمَانُ بْنُ الْحَجَّاجِ مِينَ دِي كَاهِدًا تَمِ نَعَى اَوْنِ سَعَى كِي حَاصِلِ كِي اِنِ نَعَى وَهْ عِدَّةً
شَخْصٍ تَبِعِ اَوِ رَفْتِهِ تَبِعِ يَفْعَلُ رَفْتِ هُوَ اَوْنِ اِنِ قَهْرَاوْنِ كَاهِدًا مِينَ سَنَادِ مِينَ رَمْعِهِ رُوَاهُ رَوَايَتِ كَرِ
تَبِعِ سَفِيَانَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُبَارَكٍ اِنِ كَاهِدًا مِينَ رُوحِ بِنِ عَطِيْفٍ اِنِ عَطِيْفٍ كَوْنِ دِي كَاهِدًا مِينَ
دَرَمِ كِي بَرَابَرِ خُونِ كِي حَدِيثِ رَوَايَتِ كِي هُوَ **ف** زَهْرِي سَعَى اَوَسِي اَبُو سَلَمَةَ سَعَى اَوَسِي اَبُو بَرَّةٍ سَعَى
كِي فَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى اَلْكَوْنِ لُكَ هُوَ دَرَمِ كِي بَرَابَرِ اَوِ رُوَاهُ نَاوِ رُجْرِ لِي سَعَى تَوْفَرِ كَوْنِ كَوْنِ
لُكَ دَرَمِ اِسْ حَدِيثِ كَوْنِ جَارِي سَعَى اِنِ نَاوِ رُجْرِ مِينَ ذَكَرِ كِي اَوِ رُوَاهُ حَدِيثِ بَاطِلِ اَوِ رُوَاهُ اَسْلَمِ هُوَ مَعَ تَبِعِ كِي نَزْدِيكِ
ف مِينَ اَلْكَوْنِ صَحْبَتِ مِينَ بِيْهَابِ مِينَ مَرَثَمَانِ لُكَ اِنِ دُوسْتُونَ سَمِعَ كَوْنِ كِي كَاهِدًا مِينَ جَعْلِ اَوَسِي
لُكَ مِينَ دِي كِي اَوَسِي كَرَامَتِ كَرَامَتِ مَعْلُومِ هُوَ **ف** كِي نَعَى رُوحِ بِنِ عَطِيْفٍ مَعَ

سلمان بن الجراح

روح بن عطييف

بحاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ نَفِثَ صَدُوقُ اللَّسَانِ وَ**
لَكِنَّهُ يَأْخُذُ مَنْ أَقْبَلَ وَأَذْبَحَ مَرْجَمَهُ عبد اللہ بن مبارک نے کہا بقیہ بن ولید بن صائد بن کعب کلماعی
 سچا ہے لیکن وہ روایت کرتا ہے سب قسم کے لوگوں سے (یعنی ثقہ اور ضعیف کو نہیں دیکھتا اسی وجہ
 سے اسکو ہی ضعیف کیا ہے محدثین نے **عَنْ الشَّعْبِيِّ قَوْلَ حَدَّثَنِي الْحَارِثُ الْأَعْوَرُ هُوَ**
يَتَّهَدُ أَنَّهُ أَحَدُ الْكَافِرِينَ ترجمہ عامر بن منرجیل شعبی (جو حدیث کے امام ہیں) وہ کہتا ہے کہ
 سے حدیث بیان کی حارث اعور نے اور وہ ایک ہی جہونا تھا **ف** یہ حارث بیس ہے عبد اللہ یا عبید
 اعور اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ وہ کانا تھا کنیت اسکی ابو زہیر ہے کوفے کا رہنے والا صاحب تھا حضرت
 علی کا مگر اس نے حضرت علی پر جھوٹا باندھنا شروع کیا اور بہت حدیثیں غلط سطر روایت کیں آخر اس
 کا جھوٹ کھل گیا اور محدثین نے اسکو ترک کر دیا صرف نسائی نے اس سے دو حدیثیں روایت کی ہیں یہ
 ہی کہا گیا ہے کہ یہ شخص رافضیوں کا مذہب رکھتا تھا چنانچہ آگے کی روایت سے معلوم ہوتا ہے **عَنْ**
إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَالَ عَلْقَمَةُ قَرَأْتُ الْقُرْآنَ فِي سَنَتَيْنِ فَقَالَ الْحَارِثُ الْقُرْآنَ هَذَيْنِ الْوَحْيِ
أَشَدُّ ترجمہ ابراہیم غنی کوئی (جو حدیث کے بڑے امام ہیں) روایت کرنے میں کہ علقمہ نے (جو حرمنا
 تھے عبد اللہ بن سعود کے) کہا میں نے قرآن کو دو برس میں پڑھا حارث کہہ لگا قرآن آسان ہے لیکن
 وحی مشکل ہے **ف** یہ روایت حارث کی بد مذہبی کا ثبوت ہے کیونکہ اُس نے سوا قرآن کے وحی اور
 قرار دی جیسے شیعہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی آئندہ کی باتیں اور اسرار اور مخفیات حضرت کو
 بتلائے تھیں جبکہ حضرت نے خاص علی بن ابیطالب کو بتلایا اور انہی کو اپنا وصی کیا **عَنْ** **إِبْرَاهِيمَ**
أَنَّ الْحَارِثَ قَالَ قَعَلْتُ الْقُرْآنَ فِي ثَلَاثِ سِنِينَ وَالْوَحْيُ فِي سَنَتَيْنِ أَوْ قَالَ الْوَحْيُ
فِي ثَلَاثِ سِنِينَ وَالْقُرْآنُ فِي سَنَتَيْنِ ترجمہ ابراہیم سے روایت ہے حارث نے کہا میں نے قرآن
 کو تین برس میں سیکھا اور وحی کو دو برس میں یا یوں کہا کہ وحی کو تین برس میں پڑھا اور قرآن کو دو
 برس میں **عَنْ** **إِبْرَاهِيمَ أَنَّ الْحَارِثَ أَعْلَمَ** ترجمہ ابراہیم نے کہا حارث منہم ہے (یعنی وہ
 منسوب کیا گیا ہے کذب اور بد مذہبی سے **عَنْ** **حَزْرَةَ الزِّيَّاتِ قَالَ سَمِعَ مَرْكَهَ الْحَمْدَانِي**
مِنَ الْحَارِثِ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ أَتَعْدُ بِالْبَابِ قَالَ فَدَخَلَ مَرْكَهٌ وَأَخَذَ سَيْفَهُ قَالَ فَأَحْصَى
الْحَارِثُ بِالشَّرِّ قَدْ هَبَ ترجمہ حمزہ زیات سے روایت ہے حمزہ سہدانی نے حارث سے کوئی بات سنی تو

اس سے کہاتم دروازے میں بیٹھو اور وہ اندر گئی اور تلوار اٹھائی (کہ حارث کو قتل کریں) حارث نے
 اٹھتے ہوئے کہ کچھ بفر ہوئے والا ہر وہ چلے یا حکن ابن عوف قال قال لنا ابراهیم کیا کہہ
 المصنف بن سیدید و ابا عبد الرحیم فاما حکن ابان ترجمہ ابن عوف سے روایت ہے
 ابراہیم نے کہا ہم سے کچھ تم مغیرہ بن سعید اور ابو عبد الرحیم وہ دونوں جھوٹے ہیں **ف** مسخیر
 بن سعید کوئی نساکی نے کہا کہ اب الصنفاء میں کہ یہ شخص و جال تھا جلایا گیا آل میں غمی کے زمانے میں
 اور اس نے دعویٰ کیا تھا نبوت کا ابو عبد الرحیم اسکا نام شقیق الضبی ہے جو قاضی تھا اور بعضوں
 نے کہا کہ اسکا نام سلمہ بن عبد الرحمن غمی ہے اور دونوں کی کنیت ابو عبد الرحیم ہے اور دونوں ضعیف
 ہیں (نوی) **حکن** عاصم قال کتنا فی ابا عبد الرحمن السلی و نحن غلۃ ایفا ع
 فكان یقول لنا لا کنا لسا الفصا ص غیر ذلک الا حص و ایا کہ و شقیقا قال و کان شقیق
 هذا یروی دای الخوارج و لیس بانی و ائیل ترجمہ عاصم سے روایت ہے ابو عبد الرحمن سلمیٰ امیر
 آیا جایا کرتے اور اس نام سے میں ہم جوان لڑکے تھے (یعنی کبر جوانی کے قریب) تو وہ ہم سے کہا کرتے
 مرث بیٹھا کر و قصہ خوانوں کے پاس سوا ابوالاحص کے اور کچھ تم شقیق سے اور بہشتیق خارجیوں کا سنا
 اعتقاد کرتا تھا یہ ابوداؤد اہل نہیں ہے **ف** ابوداؤد شقیق دوسرے ہیں جو سلمہ کے بیٹے ہیں اور
 وہ کہا کرتا بعین میں سے میں یہ شقیق وہی ہے ضبی کوئی جکا ذکر اور گندرا اور نائی نے اسکو ضعیف کیا
 اسکی کنیت ابو عبد الرحیم ہے جس کے ڈرایا ابراہیم نے اور بعضوں نے کہا ابراہیم نے جس کے ڈرایا
 اس کا نام سلمہ بن عبد الرحمن غمی ہے یہ ابن ابی حاتم نے ابن مدینی سے نقل کیا (نوی) -
حکن خبر یقول لکنیت جابر بن یزید الجعفی فاما اکتب عنه کان یؤمن بالرجعة خبر
 جابر سے روایت ہے میں جابر بن یزید جعفی سے ملا ہر میں نے اس سے حدیث نہیں کہی وہ یقین کرتا تھا رجعت
 کا **ف** اسید جہر محدثین نے جابر بن یزید کو ضعیف کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ رضی تھا رجعت سے مراد
 یہاں یہ ہے جو را فضیوں کا اعتقاد ہے کہ حضرت علی زندہ ہیں اور ابراہیم رہتے ہیں جب اونکی اولاد میں
 امام برحق پیدا ہوگا تو وہ انہی شیعوں کو ابراہیم سے آواز دے گا کہ اس کے ساتھ شریک ہو یہ ایسی بات
 ہے کہ جب کوئی غافل قبول نہ کرے گا **حکن** مسخیر قال اخبرنا جابر بن یزید قبل ان یحدثنا اخذ
 ترجمہ مسخیر سے روایت ہے ہم سے جابر بن یزید نے اس کے پہلے جو اس نے نئی بات

ابراہیم بن سعید

ابو عبد الرحمن

ابو عبد الرحمن

ابو عبد الرحمن

ابو عبد الرحمن

بات نکالی (یعنی بد مذہبی سے پہلے اس معلوم ہوا کہ پہلے جابر کا اعتقاد درست تھا پھر فاسد ہو گیا) **عَنْ**
 سُفْيَانَ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَخْلُقُونَ عَنْ جَابِرٍ قَبْلَ أَنْ يُظْهَرَ مَا أَظْهَرَ مَا أَظْهَرَ أَهْلَهُ
 النَّاسُ فِي حَدِيثِهِ وَتَرْكُهُ نَقَضُ النَّاسِ قَبِيلَ لَهُ وَمَا أَظْهَرَ قَالَ الْإِيمَانُ بِالْبَيْعَةِ تَرْجِمَهُ سَفِيانُ
 سے روایت ہو پہلے لوگ جابر سے حدیثیں روایت کیا کرتے تھے جب تک اس کے بد اعتقاد ہی نہیں ظاہر
 کی تھی پھر جب اس نے اپنا اعتقاد کہولا تو لوگوں نے اسکو مستحکم کیا حدیث میں اور بعضوں نے اسکو ترک
 کر دیا لوگوں نے کہا کیا بد اعتقاد ہی اسکی معلوم ہوئی سفیان نے کہا حجت پر یقین کرنا **عَنْ** جَابِرٍ
 يَقُولُ عِنْدِي سَبْعُونَ أَلْفَ حَدِيثٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ تَرْجِمُهُ
 جابر بن زید جعفری نے کہا میرے پاس ستر ہزار حدیثیں ہیں جنکو میں نے روایت کیا ہے ابو جعفر سے (یعنی
 امام محمد باقر سے) انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** پر امام محمد باقر نے رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں سنا تو یہ سب روایتیں منقطع ہوئیں دوسرے روایت کرنا والا جابر ایسا بد
 اعتقاد شخص اس لیے یقین ہوتا ہے کہ وہ سب روایتیں جھوٹی اور جابر کی تراشی ہوئی ہوگی جب کہ شیعہ
 اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے **عَنْ** زُهَيْرٍ يَقُولُ قَالَ جَابِرٌ يَقُولُ إِنَّ عِنْدِي لَخَمْسِينَ
 أَلْفَ حَدِيثٍ مَا حَدَّثْتُ مِنْهَا النَّبِيَّ قَالَ ثُمَّ حَدَّثْتُ يَوْمًا جَدِّ نَيْتٍ فَقَالَ هَذَا مِنَ الْخَمْسِينَ
 أَلْفًا تَرْجِمُهُ ذہیر سے روایت ہو جابر کہتا تھا میرے پاس بیس ہزار ایسی حدیثیں ہیں جنکو میں نے لوگوں
 بیان نہیں کیا پھر ایک روز ایک حدیث بیان کی اور کہنے لگا کہ یہ اونہی پچاس ہزار میں سے ہے **عَنْ**
 سَلَامَةَ بْنِ أَبِي مَطِيعٍ يَقُولُ سَمِعْتُ جَابِرَ الْجَعْفَرِيَّ يَقُولُ عِنْدِي خَمْسُونَ أَلْفَ حَدِيثٍ عَنِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجِمُهُ سلام بن ابی مطیع سے روایت ہو میں نے سنا جابر جعفری سے وہ کہتا تھا
 میرے پاس پچاس ہزار حدیثیں ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی **عَنْ** سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا
 سَأَلَ جَابِرًا عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَنْ أَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِي أَبِي يَخْلُفَهُ اللَّهُ لِي وَهُوَ خَيْرُ الْخَلَفَاءِ
 فَقَالَ جَابِرٌ لَمْ يَخْلُفْ نَاوِيلَ هَذِهِ قَالَ سُفْيَانٌ وَكَذَبَ فَقُلْنَا لِسُفْيَانَ وَمَا أَرَادَ بِهَذَا فَقَالَ إِنَّ
 الرَّافِضَةَ يَقُولُ إِنَّ عَلِيًّا فِي السَّمَاءِ فَلَا تَخْرُجُ مَعَهُ مِنْ حَرَجٍ مِنْ وَلَدِهِ حَتَّى يَأْذَنَ لِي مِنْهَا
 مِنَ السَّمَاءِ يَرِيدُ عَلِيًّا أَنَّهُ يَأْذَنُ أَخْرُجُوا مَعَهُ فَلَا تَقُولُ جَابِرٌ قَدْ آتَانَا وَبِذَلِكَ هَذِهِ الْأَيَّةُ وَ
 كَذَبَ كَأَنَّ فِي إِحْوَاةٍ يَوْسُفَ تَرْجِمُهُ سفیان سے روایت ہو میں نے سنا ایک شخص نے جابر

جغفی سے پوچھا اس آیت کو فتن اخرج الارض حتی یأذن لی ابی اویکم اللہ لی وہو خیر المحکمین **ف** یہ
 آیت سورہ یوسف میں ہے جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے چھوٹے بھائی کو چور ہونے کے بہانے
 سے رکبہ لیا تو بڑا بھائی جو قافلہ کے ساتھ آیا تھا بولاسین نہ سرکون گا اسمکے جب تک کہ اجازت دو مجھ کو
 میرا باپ یا فیصلہ کرے المدیرے لیے اور وہ سب سے بہتر ہے فیصلہ کرنے والا **ف** جابر نے کہا اس آیت
 کا مطلب ابھی ظاہر نہیں ہوا سفیان نے کہا جابر چوٹا تھا حمیدی نے (جو اس روایت کو سفیان سے
 نقل کرتے ہیں) کہا ہم لوگوں نے سفیان سے پوچھا جابر کی کیا غرض تھی اوہنوں نے کہا رافضی لوگ
 یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ ابرہہ بن ابی سفیان اور سم اوہی اولاد میں سے کسی کے ساتھ نہ نکلیں گے یہاں
 تک کہ آسمان سے حضرت علیؑ آواز دیں گے کہ نکلو اس شخص کے ساتھ جو جابر نے کہا کہ اس آیت کی تفسیر یہ ہے
 اور چوٹ کہا اس لیے کہ یہ آیت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے قصے میں ہے **ف** اور اس
 آیت کو اول اور آخر اوں کے بھائیوں کا قصہ ہے یہ تفسیر جو جابر نے کی عقل کے خلاف اور زری بے بنی ہے
 رافضی لوگ قرآن کی آیتوں کو اسی طرح سے بے بنی اور ہر دور ہر دور سے کہتے ہیں اور غور نہیں کرتے
 سَفِیَانُ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ
 سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ
 حلال نہیں جانتا اوں میں سے ایک حدیث بیان کر نیو اگر مجھ پر یہ اور یہ ملی (یعنی کیسی ہی دولت
 ملی پر میں اوں حدیثوں کو نقل کروں گا کیونکہ وہ سب چوٹہ نہیں) **عن** ابی عسکان محمد
 بن عمر الرازی قال سألت جابر بن عبد الحمید فقلت لک الحارث بن حصیب کفایتہ
 قال نعم سفيحاً طویل السکون کثیر علی امر عظیم ترجمہ ابی اسحاق محمد بن عمرو رازی نے
 کہا میں نے جابر بن عبد الحمید سے پوچھا تم نے حارث بن حصیب کو دیکھا ہے انہوں نے کہا ہاں ایک بڑا ہاتھ اکثر
 خاموش رہتا لیکن بہت بڑی بات پر اصرار کرتا تھا (یعنی رافضیوں کا عقیدہ رکھتا تھا اقرب میں ہے کہ
 حارث بن حصیب ہندی کی کنیت ابولغان ہے کو فتنے کا رہنے والا سچا ہے مخطا کرتا ہے اور سنت کیا گیا
 ہے طرف رض کی) **عن** حماد بن زید قال ذکرنا یوب رجلاً کثیراً فقال لہ تکین مستقیم
 اللسان قال و ذکرنا آخر فقال هو یزید فی النکمة ترجمہ حماد بن زید نے کہا یوب سختیالی ابن ابی
 شیمہ کیساں ابو بکر بصری جو ثقہ ثبت حجت فقیہ عابد شہور تھے نے کہا ایک شخص کا حال کہ اوسکی زبان

درست نہ تھی اور بدوسر کو کہا کہ وہ رقم کو بڑھا دیتا **ف** اکثر نے ایمان سودا گروں کی عادت ہوتی ہے کہ کپڑوں کے تہانون پر جو خرید کی رقم لکھی ہوتی ہے اسکو بڑھا دیتے ہیں تاکہ خریدار کو دھوکا دیکر اپنا نفع بڑھا لیں یہاں برادیر سے کہ حدیث میں زیادہ کر دینا اور بہر دونوں لفظ اشارہ ہیں کذب کے لیے یعنی دونوں جھوٹے اور کذاب تھے **عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ يَزِيدٍ قَالَ قَالَ أَيُّوبُ إِنَّهُ إِذَا انْتَهَمَ ذَكَرْتُ مَنْ فَضَّلَهُ وَ لَوْ شَقَّكَ عَنْدِي عَلَى كَثَرَتَيْنِ مَا رَأَيْتُ شَجَاةً تُجَاهِلُهُ** ترجمہ حماد بن زید سے روایت ہے ایوب نے کہا میرا ایک ہم سایہ ہے پھر بیان کی اوس کی فضیلت (یعنی اُسکی لیانت اور علم کی تعریف کی) اور کہا کہ اگر وہ میرے سامنے دو کچوروں پر گو اسی دیوے تو میں اوسکی گواہی درست رکھوں **ف** یعنی آئین بھی عیب ہے کہ جھوٹ بولتا ہے تو اس پر جو بڑے مقدسے میں بھی اوسکا اعتبار نہیں ہو سکتا **مُعْصِنٌ مَا رَأَيْتُ أَيُّوبَ اغْتَابَ أَحَدًا قَطْرًا الْأَعْبَادُ الْكِرَامُ يَقْنِي أَبَا أُمَيَّةَ فَإِنَّهُ ذَكَرَهُ فَقَالَ لَهُ كَانَ غَيْرَ نَفْسَةٍ لَقَدْ سَأَلَنِي عَنْ حَدِيثٍ لِغَيْرِكُمْ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ عِدَّةَ** ترجمہ معمر سے روایت ہے میں نے ایوب کو کسی شخص کی غیبت کرتے نہیں سنا کہ یہی مگر عبد الکرم بن ابی الخارق کی جبکی کنیت ابو اسیر ہے ذکر کیا انہوں نے اسکا اور کہا کہ خدا رحم کرے اسپر وہ ثقہ نہ تھا لیکن مجاہد سے ایک حدیث پوچھی عکر مسکی پھر کہنے لگا میں نے خود سنا ہے عکر سے **ف** مگر صرف اس بات سے اسکا ضعیف ثابت نہیں ہوتا کیونکہ شاید وہ عکر سے سن کر پہل گیا ہو پھر ایوب سے سن کر اسکو یاد آیا اور روایت کرنے لگا بدوسرے قریبوں سے اوسکا جھوٹ ثابت ہو گیا اور ضعیف کیا ہے اس عبد الکرم کو سفیان بن عیینہ اور عبد الرحمن بن مہدی اور یحییٰ بن سعید القطان اور احمد بن حنبل اور ابن عدی نے اور یعبد الکرم بصرفہ کے فاضلون اور فقہوں میں سے تھا (نووی) تقریب میں ہے کہ اسکی باپ کا نام قیس یا طارق تھا اور یہ مکے میں آنکھ رہا تھا ضعیف ہے بخاری نے اس سے ایک روایت روانہ کی ہے باب قیام السیل میں اور نسائی نے اس سے روایت کی ہے مگر ٹھوسی **عَنْ هُثَالٍ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو دَاؤُدَ الْأَكْمَحِيُّ فَجَعَلَ يَقُولُ حَكَّنَا الْإِبْرَاهِيمُ حَكَّنَا رَبِّدُونَ أَسْرَقْتُمْ وَقَدْ ذَكَرْنَا ذَلِكَ لِقِتَادَةَ فَقَالَ كَذَبَ مَا تَمْلِحُ مِنْهُمْ إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ سَائِلًا لَكُمْ كَقِفْتَ النَّاسَ زَمَانَ طَاعُونِ الْجَارِ حَتَّى تَرْجِعَ بِهِمْ بِهَامٍ** سے روایت ہے ابو داؤد اندلس (نفیع بن عارض) ہماری پاس آیا اور کہنے لگا حدیث بیان کی مجھ سے برابر بن عازب نے اور حدیث بیان کی مجھ سے زید بن ارثم نے ہم نے

مَدَامُ

[Signature]

البدواؤی

یہ قادیان سے ذکر کیا انہوں نے کہا جہوٹا ہے اس نے نہیں سنا برا اور زید سی ف اور کہتا تھا کہ میرا
 سبب انہماہ بدر کے صحابیوں سے سنا ہے یہ ابو داؤد با تفاق علماء اضعیف ہے عمر دین علی نے کہا وہ ترو
 ہے اور یحییٰ بن معین اور ابو زر عہد فرمایا وہ کچھ پس نہیں اور ابو حاتم نے کہا سنکر احمذیث ہے وہ
 ایک بہک سنگا تھا لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا تھا سخت وبا کے زمانے میں ۱۱۰ ہ وبا ایک قسم کا
 پہوڑا تھا جس میں جلن ہوتے تھے اور گردا گرد او کو سرخی یا سیاہی یا سبزی پھیل جاتی تھی اور اس کے
 ساتھ خفقان اور قے عارض ہوتی۔ علما نے اس کے زمانے میں اختلاف کیا ہے ابن عبد البر نے کہا کہ ابو ہب
 سختیانی اسی طاعون کے زمانے میں مرے ۱۱۲ ہ ہجری میں اور ابن قتیبہ نے معارف میں صمعی سے نقل
 کیا ہے کہ یہ طاعون عبد اللہ بن زبیر کے زمانے میں ہوا ۱۱۳ ہ ہجری میں اور قاضی عیاض نے کہا کہ یہ
 طاعون ۱۱۹ ہ ہجری میں ہوا اور حافظ عبد الغنی مقدسی نے کہا کہ مطرف بعد طاعون کے مرا اور طاعون
 ۱۱۳ ہ میں تھا اور احتمال ہے کہ ان سب لوگوں میں طاعون واقع ہوا ہو اور جابر اس کو لیے کہتے
 ہیں کہ جابر کو منے چھڑنیوالا اور یہ طاعون ہی لوگوں کو جھاڑ کر لے گیا یعنی بہت لوگوں کو ہلاک کیا
 ابن قتیبہ نے معارف میں صمعی سے نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے اسلام میں طاعون عمو بن شام میں واقع
 ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور اسی سے مروی عبیدہ بن الجراح اور عاذ بن جبل اور انکی بی بی اور بیٹی
 راضی ہوا اللہ اولیٰ سے پھر دوسرا طاعون جابر واقع ہوا عبد اللہ بن زبیر کے زمانے میں پھر طاعون
 فقیات کیونکہ یہ واقع ہوا جو ان عورتوں پر بصرے اور وسط اور شام اور کوفے میں اور سنہ ۱۱۵ ہ میں چلا
 ظالم واسط میں تھا عبد الملک بن مروان کی خلافت میں اور اس کو طاعون اشراق بھی کہتے ہیں کیونکہ
 شریف لوگ بہت اس طاعون سے ہلاک ہوئے پھر طاعون عدی بن ارطاة ۱۱۷ ہ میں واقع ہوا پھر طاعون
 غراب ۱۲۰ ہ ہجری میں ہوا پھر طاعون سلم بن قتیبہ ۱۲۱ ہ میں ہوا شعبان اور رمضان میں اس وقت
 ہوا سوال میں اسی میں ایوب سختیانی مرے اور مدینہ اور مکہ میں کوئی طاعون واقع نہیں ہوا یہ ابن قتیبہ
 نے کہا۔ ابو الحسن مدائنی نے کہا اسلام میں پانچ طاعون مشہور ہے ایک طاعون شیر وید جو مدائن میں ہوا رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ۱۱۳ ہ ہجری میں دوسرا طاعون عمو بن شام حضرت عمر کے زمانے
 میں شام میں واقع ہوا اس میں کچھ پچیس ہزار آدمی مرے تیسرا طاعون جابر عبد اللہ بن زبیر کے زمانے
 میں ۱۱۹ ہ میں ہوا اس میں ہر روز تیر ہزار آدمی مرے تین دن تک انس بن مالک صا کو تراستی

بیٹے یا سہیل بیٹے مر گئے اور عبدالرحمن بن ابی بکر کے چالیس بیٹے جاتے رہے جو تھا طاعون فقیات جو سوال
 ششمہ ہجری میں واقع ہوا پانچواں طاعون ۱۳۱ھ میں ہوا جب میں اور حبیب بن اوس و صنان میں کسی دن
 ایک اس طاعون میں ایک ایکھزار جنازے سکھ المریدین آتے تھے پھر سوال میں کہ ہو گیا اور ایک طاعون
 کو فہ میں ہوا ششمہ ہجری میں حبیب بن مسیرہ بن شعبہ مرے اور طاعون ہوا سہ ششمہ ہجری میں واقع ہوا
 اور ابو زرعہ نے کہا سہ میں اور عرواس ایک گائون کا نام ہے در میان ملہ اور بیت المقدس کے قوت قوادہ
 کی پیدایش ۱۳۲ھ ہجری میں ہے اور انکی وفات ایک سو سترہ میں ہوئی اس صورت میں قاضی عیاض نے
 جو اس طاعون کی تاریخ ۱۳۹ھ بیان کی ہے غلط ہوتی ہے اور پہاں ضرور دو طاعونوں میں سے ایک
 طاعون مراد ہے یا ۱۳۲ھ کا طاعون مگر اس وقت قوادہ کی عمر صرف چہلہ برس کی ہوتی ہے یا ۱۳۱ھ کا
 اور یہی ظاہر ہے (نوی) طاعون ہمیشہ کچھ ایک قسم کا نہیں ہوتا بلکہ بیماریوں کی ایک عمر ہے ہر ایک بیماری
 اپنی اپنی عمر تک قائم رہتی ہے پہلے آتے آتے نشوونما کرتی ہے پھر زور پکڑ جاتی ہے پھر گشتی گشتی
 بالکل دنیا سے مٹ جاتی ہے اگر زمانے میں طاعون بتورات اور پھوڑوں سے ہوتا تھا چچک بھی اگر عام
 ہوتا اسی قسم میں ہے پھر بخار کا طاعون ہوا اب ہمارے زمانے میں ایک سو سال سے کہ ۱۳۲ھ ہجری میں
 ہی طاعون نے اور سہیل کا ہونا ہے جسکو سینہ کہتے ہیں یہ بیماری اب زور پکڑتی جاتی ہے ولایت ہند
 اور عرب اور گرم ملکوں میں تقریباً ہر سال کچھ نہ کچھ رہتا ہے ۱۳۲ھ کے اخیر میں ولایت مصر میں بھی
 شدت ہو گئی تھی اب دیکھو اسکی عمر دنیا میں کب تک ہو سکے **عَنْ** هَمَّامٍ قَالَ دَخَلَ أَبُو دَاوُدَ كَلْبًا
 عَلَى قَتَادَةَ فَلَمَّا قَامَ قَالُوا إِنَّ هَذَا يَنْعَمُ إِنَّهُ لَكُنْى ثَمَانِيَةَ عَشَرَ بَدْرًا فَقَالَ قَتَادَةُ هَذَا
 كَانَ سَائِلًا قَبْلَ الْخَارِيفِ لَا يَخْرِفُ لَشَيْءٍ مِنْ هَذَا وَلَا يَنْتَكِمُ فِيهِ فَوَاللَّهِ مَا حَدَّثَنَا الْحَسَنُ
 عَنْ عَبْدِ رَيْثٍ مُشْتَا فَهَكَذَا وَكَأَنَّكَ سَعِيدٌ بْنُ السَّيِّبِ عَنْ رَيْثٍ مُشْتَا فَهَكَذَا الْكَعْنُ سَعِيدٌ
 بْنُ مَالِكٍ ثُمَّ جَمِعَ هَامٌ سَ رَوَايَتِ هُوَ أَبُو دَاوُدَ عَمَى قَتَادَةَ يَأْسُ آيَا حَبِ وَهُ أَتَمَّ جَلَا تَوَلُّو كُونُ نَ كَمَا
 یہ کہتا ہے کہ میں اٹھارہ اولیٰ ہیویوں سے ملا ہوں جو بدر کی لڑائی میں شریک تھے قوادہ نے کہا یہ تو
 طاعون جارف سے پہلے پہلیک تھا کرتا تھا اسکو حدیث روایت کر نیکا کب خیال تھا نہ کبھی اسے گفتگو کی
 حدیث میں قسم خدا کی جس بھری نے (جو ابو داؤد سے سن میں زیادہ اور حدیث کے عالم تھے) کوئی حدیث ہم سے
 نہیں بیان کی کسی بدری صحابی سے سکر نہ سفید بن السیب نے مگر سعد بن ابی وقاص سے **ف** توجیب

[illegible]

سے بات نکلتی ہے کہ مسلمان پر ہتیار اٹھانے والا ہم میں سے نہیں ہے نیز مسلمان نہیں ہو اور مسلمان
 ہتیار اٹھانا کبیرہ گناہ ہے تو اس سے یہ نکلا کہ کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان نہیں ہے اب کا فرضی نہیں ہے
 کچھ کیا ہوا مسلمان نہ کا فرضی عمر و بن عبد کعب کا غریب ہے۔ اور اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ انسان یا کا فرض ہے
 یا مسلمان اور کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان ہے مگر گنہگار خداوند کریم کو اختیار ہے کہ قیامت کو دن اسکا
 گناہ معاف کرے یا چند روز کے لیے جہنم کا عذاب دیوے مگر وہ ایک نضر و حبیب سے نکلا کہ حبیب میں جاوے
 گا اس لیے کہ ایمان اور کافرانہ ہر دوہے ضائع نہ جاوے گا اور آگے کتاب الایمان میں انشاء اللہ تعالیٰ
 بہت سی حدیثیں بیان ہو چکی ہیں۔ معتزلہ کا مذہب رد ہوتا ہے اور اس حدیث کا مطلب ہے کہ جس
 شخص نے مسلمان پر ہتیار اٹھا کر وہ ہمارے طریق پر نہیں ہے اور ہماری راہ پر نہیں ہے جس پر باب ابو شکر
 نازان بیٹے کو عذہ ہو کر رہتا ہے تو میرا نہیں ہے اس طرح حدیث صوفی تشدد اور سختی منظور ہے اور مقصود
 ہے کہ لوگ مسلمان پر ہتیار اٹھانے سے بچیں اور نظیر اس کے دوسری حدیثوں میں بھی موجود ہے جیسو
 مَنْ غَشَّ ذَنْبًا مِّثْلَ نَجْوٍ خَرِيدٍ أَوْ فُرْدَةٍ مِنْ دَهْرٍ كَادِيَةٍ فَهِيَ فِيهِمْ مِنْهُمْ لَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُقَاتَلَ
 سَحْلُ حَكَّارٍ زَيْنُ دَيْدٍ قَالَ كَانَ كَجُلٍّ قَدْ لَزِمَ الْيُؤُوبَ وَسَمِعَ مِنْهُ فَفَقَدَ الْيُؤُوبَ فَقَالَ
 يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّهُ قَدْ لَزِمَ عَمْرُو بْنَ عَبِيدٍ قَالَ حَكَّارٌ كَبِينَا أَنْابُوا مَا فَتَحَ الْيُؤُوبَ وَقَدْ بَكَتْ نَارُ الْ
 الشَّوْقِ فَاسْتَقْبَلَهُ الرَّجُلُ فَسَأَلَ عَلَيْهِ الْيُؤُوبَ وَسَأَلَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ الْيُؤُوبُ بَلَّغْنِي أَنَّكَ
 لَزِمْتَ ذَلِكَ الرَّجُلَ قَالَ حَكَّارٌ سَمِعْتُكَ يَقُولُ قَالَ فَقَصَّ بَابَ ابْنِ بَكْرٍ إِنَّهُ يَجِيئُ بَابَ أَشْيَاءِ
 عَرَابٍ قَالَ يَقُولُ لَهُ الْيُؤُوبُ إِنَّمَا كُنْتُ أَوْفَعْتُ مِنْ ذَلِكَ الْعَرَابِ مَرَجِبُ حَمَادٍ مِنْ زَيْنِ
 رد امین ہے ایک شخص ہمیشہ ایوب سختیانی کی صحبت میں رہتا اور ان سے حدیثیں سنتا ایک مرتبہ ایوب
 نے اسکو نہ پایا تو لوگوں نے کہا اے ابوبکر (یکسیت ہے ابوب سختیانی کی) وہ شخص اب عمر و بن عبید کی صحبت
 میں رہتا ہے حماد نے کہا ایک ذہین ایوب کو ساتھ سویرے بازار کو جاتا تھا اتنے میں وہ شخص سامنے
 سے آیا ایوب اسکو سلام کیا اور حال پوچھا پھر اس سے کہا میں نے سنا ہے تم اس شخص کے پاس رہتے ہو
 (عمر و بن عبید کا نام لیا وہ بولا ہاں) اے ابوبکر کیونکہ وہ ہم کو عجیب باتیں سناتا ہے ایوب نے کہا ہم
 تو ایسے ہی عجیب باتوں سے بہا گئے ہیں **۵** یعنی نادرا اور غریب بیٹوں سے جبکو اور لوگ نہیں
 پہنچ سکتے اور عمر و بن عبید اونکو روایت کرتا ہے اس لیے کہ وہ جوڑے ہیں اور عمر و بن عبید کا اعتبار

۱۰۰

اوسکی لڑائی جاکر بنی مرہ کی ایک عورت کو آؤ لڑو کیا تھا۔ صالح مری کی حکایتیں صوفیوں میں بہت مشہور
 ہیں آؤ انکی نہایت عمدہ ہی قرآن پڑی خوش آؤ ازی سے پڑھتی تھی یہاں تک کہ بعض لوگ انکا قرآن
 سنا خوف کو مارے سرگئے ہیں یہ خود ہی بہت صالح اسم بھی اور خدا ترس تھی انتر خدا کے خوف سر رویا
 کرتے مگر حدیث کی روایت میں انکا اعتبار نہیں جیسے اور گزرجکا کہ درویشی اور چیز ہے اور حدیث کی روایت
 اور چیز ہے۔ **ابن داؤد** قَالَ قَالَ لِي شُعْبَةُ اَنَّ جَدَّيْ بَنَ حَازِمَ فَقُلْتُ لَكَ لَا يَحِلُّ لَكَ اَنْ
 تَرَوِي عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُمَارَةَ فَانَّهُ يَكْذِبُ قَالَ ابْنُ دَاوُدَ قُلْتُ لَشُعْبَةَ وَكَيْفَ ذَاكَ قَالَ
 حَدَّثَنَا عَنِ الْحَكَمِ بْنِ شَيْبَةَ كَمَا رَجَدُ هَا اَصْلًا قَالَ قُلْتُ لَهُ يَا اَيُّ شَيْءٍ قَالَ قُلْتُ لِلْحَكَمِ اَصْلَ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَتْلِ اَحَدٍ فَقَالَ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ عَنْ اَبِي
 عَنِ مَقْسَمٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَيْهِمْ وَدَفَنَهُمْ
 قُلْتُ لِلْحَكَمِ مَا تَقُولُ فِي اَوْلَادِ الرِّثَا قَالَ يُصَلِّي عَلَيْهِمْ قُلْتُ مِنْ حَدِيثٍ مِنْ يَرْوِي قَالَ
 يَرْوِي عَنْ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْخَزَّازِ
 عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَرْجَمَهُ ابُو دَاوُدَ رَوَيْتُ هُوَ مُجْهَدٌ عَنْ شُعْبَةَ نَعَى كَمَا تَوَجَّرُ بِنَ حَازِمَ بَابِ
 جَاوِدَ كَمَا تَجَرُّهُ كَوْدُ رَسْتِ نَبِيْنِ جَنِّ بَنِ عَمَارَةَ رَوَيْتُ كَرْنَا كِيُوْنَكَ وَهَبُوْثُ بُوْتَا هُوَ ابُو دَاوُدَ نَعَى كَمَا
 مِيْنُ شُعْبَةَ يُوْجِبَا كِيُوْنَكَ مَعْلُوْمُ هُوَا كَمَا وَهَبُوْثُ بُوْتَا هُوَ شُعْبَةَ نَعَى كَمَا اسُوْجِبُ يُوْجِبُ كَمَا حَسَنُ بَنِ عَمَارَةَ حَكَمُ
 جَزِيْرَةُ شَيْبَةَ نَعَى كَمَا مِيْنُ جَنِّ بَنِ اَصْلَ مِيْنُ نَعَى كَمَا يُوْجِبُ مِيْنُ نَعَى كَمَا وَهَبُوْثُ بُوْتَا هُوَ شُعْبَةَ نَعَى كَمَا
 مِيْنُ نَعَى كَمَا يُوْجِبُ مِيْنُ جَنِّ بَنِ اَصْلَ مِيْنُ نَعَى كَمَا وَهَبُوْثُ بُوْتَا هُوَ شُعْبَةَ نَعَى كَمَا حَسَنُ بَنِ عَمَارَةَ حَكَمُ
 كَمَا نَبِيْنِ جَنِّ بَنِ عَمَارَةَ نَعَى كَمَا رَوَيْتُ كَرْنَا كِيُوْنَكَ وَهَبُوْثُ بُوْتَا هُوَ ابُو دَاوُدَ نَعَى كَمَا
 مِيْنُ شُعْبَةَ يُوْجِبَا كِيُوْنَكَ مَعْلُوْمُ هُوَا كَمَا وَهَبُوْثُ بُوْتَا هُوَ شُعْبَةَ نَعَى كَمَا اسُوْجِبُ يُوْجِبُ كَمَا حَسَنُ بَنِ عَمَارَةَ حَكَمُ
 جَزِيْرَةُ شَيْبَةَ نَعَى كَمَا مِيْنُ جَنِّ بَنِ اَصْلَ مِيْنُ نَعَى كَمَا يُوْجِبُ مِيْنُ نَعَى كَمَا وَهَبُوْثُ بُوْتَا هُوَ شُعْبَةَ نَعَى كَمَا
 مِيْنُ نَعَى كَمَا يُوْجِبُ مِيْنُ جَنِّ بَنِ اَصْلَ مِيْنُ نَعَى كَمَا وَهَبُوْثُ بُوْتَا هُوَ ابُو دَاوُدَ نَعَى كَمَا
 كَمَا نَبِيْنِ جَنِّ بَنِ عَمَارَةَ نَعَى كَمَا رَوَيْتُ كَرْنَا كِيُوْنَكَ وَهَبُوْثُ بُوْتَا هُوَ ابُو دَاوُدَ نَعَى كَمَا
 مِيْنُ شُعْبَةَ يُوْجِبَا كِيُوْنَكَ مَعْلُوْمُ هُوَا كَمَا وَهَبُوْثُ بُوْتَا هُوَ شُعْبَةَ نَعَى كَمَا اسُوْجِبُ يُوْجِبُ كَمَا حَسَنُ بَنِ عَمَارَةَ حَكَمُ
 جَزِيْرَةُ شَيْبَةَ نَعَى كَمَا مِيْنُ جَنِّ بَنِ اَصْلَ مِيْنُ نَعَى كَمَا يُوْجِبُ مِيْنُ نَعَى كَمَا وَهَبُوْثُ بُوْتَا هُوَ ابُو دَاوُدَ نَعَى كَمَا
 مِيْنُ نَعَى كَمَا يُوْجِبُ مِيْنُ جَنِّ بَنِ اَصْلَ مِيْنُ نَعَى كَمَا وَهَبُوْثُ بُوْتَا هُوَ ابُو دَاوُدَ نَعَى كَمَا

عبد القدوس

مہدی بن ہلال

تو کیا سبب ہے تم نے وہ حدیث نہیں سنی عطاء عورت کی جو روایت کی نظر نہیں لیا ہمارے لیے
وہ عطاء کی حدیث یہ ہے کہ ایک عورت خنی مدینہ میں عطار لے جاتا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم پاس آئی تو حضرت عائشہ سے بی اور اپنے خاوند کا حال بیان کیا آپؐ فائدہ کی بزرگی ان بنی امیہ
حدیث بہت طول ہے اور صحیح نہیں ہے۔ ابن مناج نے اسکو پورا نقل کیا ہے روایت کیا ہے اس حدیث
کو زیادہ بن میمون نے اس سے **ت** انہوں نے کہا جب پرہ میں اور عبد الرحمن بن مہدی دونوں زیاد
بن میمون سے ملے اور اس سے پوچھا اور حدیثوں کو جو وہ روایت کیا ہے اس سے وہ بولا تم دونوں کیا سمجھتے
ہو اگر کوئی شخص گناہ کرے پھر توبہ کرے تو کیا اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا عبد الرحمن نے کہا البتہ
معاف کرے گا زیادہ نے کہا میں نے اس سے کچھ نہیں سنا بہت کم اگر لوگ اس بات کو نہیں جانتے تو کیا
تم بھی نہیں جانتے (یعنی علم تو جانتے ہو) میں نے اس سے ملا تک نہیں۔ ابو داؤد نے کہا پھر ہر کوئی
پوچھنی کہ زیادہ روایت کرتا ہے اس سے میں اور عبد الرحمن پھر گئے اس نے کہا میں توبہ کرتا ہوں پھر وہ بعد
اسکو روایت کرنے لگا آخر میں نے اسکو ترک کیا (یعنی اس سے روایت چھوڑ دی کیونکہ وہ جو ہاں تکھا اور جو
ہی کیا کہ توبہ کا بھی خیال اس سے چھوڑ دیا) **عن** شہابہ قال کان عبد القدوس یحییٰ
فیقول سونید بن عقیلہ قال شہابہ وسمعت عبد القدوس یقول فیہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ان یحییٰ الروح عرصۃ قال فقیل لہ ائی مئی ھذا قال یحییٰ یحییٰ کو
وہاں تھو لید خلی علیہ الرحمۃ قال وسمعت عبد القدوس یقول الفواریری یقول
سمعت حماد بن زید یقول ارجل بعد ما جئک مفیدی بن ہلال یاکا ہر ما ھلن
العین انما ھذا الی تبعث فیکفر قال کھربا ابنا اسمعیل ترجمہ شہابہ بن سواد مدنی سے
روایت ہے عبد القدوس سے حدیث بیان کرتا تھا تو کہتا تھا سوید بن غنہ اور کہتا تھا منع کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے روح لینے ہوا کو عرض میں لینے سے لوگوں نے کہا اسکا مطلب کیا ہے وہ بولا
یہ ہے کہ دیوار میں ایک سوراخ کر کے ہوا آنے کے لیے **یوف** یہ عبد القدوس کی تصحیف اور غلط فہمی ہے
اسکو غلطی کی حدیث کی اسناد اور متن دونوں میں اسناد کی غلطی تو یہ ہے کہ اوی کا نام سوید بن
غنہ ہے غنن اس نے نہ عقلہ علین اور قاتن اور متن کی غلطی یہ ہے کہ روح بنیم را ہے مغیر جان نہ
روح بنیم را جبکہ مغیر ہوا کے ہیں اور غرض علین سے ہے نہ غرض علین سے اور اصل معنی حدیث کی یہ

میں کہ آپ نے منع کیا جاندار کو نشانہ بنا کر مارنے سے جو حکیم عبد القدوس نے اولٹ پلٹ کر کہہ دیا کہ ہر کر دیا۔
فت امام مسلم فرماتے ہیں میں نے سنا عبد اللہ بن عمرو قزوینی سے اور انہوں نے سنا حماد بن زید سے کہ انہوں
 نے کہا کہ شخص سے جب مہدی بن ہلال کی دن تک بیٹھایا کہ اس کی چشمہ ہے جو پہرہ ہمارے طرف
 شخص بن لانا ان اے ابی اسماعیل **ف** ابو اسماعیل کہتے ہیں حماد بن زید کی کہارچی بکر سے اونچی غرض مہدی
 بن ہلال کو صنف کرنا تھا اور اتفاق کیا جو محمد بن نے اس کے صنف پر نہائی نے کہا وہ بھڑکا رہا نہ ہو
 ہے اور متروک ہی روایت کرتا ہے داؤد بن ابی ہند اور یونس بن عبدیہ سے (نودی) **ع** ابی
 عواکہ قال ما بلغنی عن الحسن بن علی الا انکیت یہ ابان بن ابی عیاش فقرا لاک علی
 ترجمہ ابو عوانہ سے روایت ہے مجھ سے کوئی روایت نہیں پہنچی مگر میں نے پوچھا اسکو ابان بن ابی عیاش
 سے اس نے پڑھا اسکو میرے سامنے **ف** ابی عیاش ابان کا یہ حال تھا کہ جرات اس سے بڑھتے وہ اسکو ریت
 کرتا جس سے اور یہ دلیل ہے اسکو کہ کذب اور چوٹ کی تقریب میں اسکو کہ ابان بن ابی عیاش اسکی کہتے
 ابو اسماعیل عبدیہ سے اور یہ متروک ہے **عن** علی بن یونس قال سمعت ابان بن ابی عیاش قال سمعت
 من ابان بن ابی عیاش نحو من الف حدیث قال علی بن یونس حدیث حدیث فاکتبر فی آئہ
 وادی النبوی صلی اللہ علیہ وسلم فی الماکم فعرص علیہ وما سمع من ابان فما عرف
 منها الا شئنا کیسیرا حسنة او مستکتر ترجمہ علی بن سہر سے روایت ہے میں نے اور حمزہ زہیات
 نے ابان بن ابی عیاش سے قریب ایک ہزار حدیثوں کے سنیں علی نے کہا پہر میں حمزہ سے ملا انہوں نے
 بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور جو کچھ ابان سے سنا تھا وہ آپ کو
 سنا یا آپ کو پہنچانا اور حدیثوں کو مگر تھوڑی سی حدیثیں قبول کیں یا پھر یا چہ **ف** نودی نے
 کہا کہ مقصود اس روایت کو لانے سے تا یہ ہے اس امر کی جو اوپر ثابت ہو چکا کہ ابان بن ابی عیاش ضعیف
 ہے نہ یہ بات کہ خواب سے کوئی امر یقیناً ثابت ہو سکتا ہے یا خواب سے کوئی سنت جو ثابت ہو گئی ہے
 باطل ہو سکتی ہے یا جو باطل ہو گئی ہے وہ ثابت ہو سکتی ہے اور اس پر علماء کا اجماع ہے کہ خواب کوئی
 دلیل شرعی نہیں ایسا ہی کہا قاضی عیاض نے اور ہمارے صحابہ ہی کہا ہے اور اتفاق کیا ہے اس
 بات پر کہ خواب سے کوئی بات شرعی کی بل نہیں سکتی اور یہ امر اس حدیث کے خلاف نہیں ہے کہ جس نے مجھ
 خواب میں دیکھا اس نے مکر دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت بن نہیں سکتا اسلیو کہ حدیث کا مطلب یہ ہے

مہدی بن ہلال

ابان بن ابی عیاش

کہ آپ کو خواب میں دیکھا جیسم ہے اور مثل اور شیطان پریشان خیالات کہ نہیں ہر مگر حدیث سے یہ بات کہان ہو
ہے کہ خواب میں میں جو کہوں وہ ایک شرعی حکم ہے اور خواب کی حالت غفلت کی حالت ہے نہ مضبوط اور تحقیق کی
اور اتفاق کیا ہے علمائے کہ روایت اور شہادت قبول کر نیکی لیے ضرور ہے کہ راوی اور شاہد بیدار اور
ہوش یا صحیح یا غلط یا غلط ہو اور جو شخص سو رہا ہے اس میں یہ کوئی صفت نہیں بھراو سکی روایت کی
مقبول ہوگی مگر یہ سب بیان ہوا اس صورت میں ہے کہ خواب میں کوئی ایسی بات سنی یا دیکھی جو شرعاً مفید
کے خلاف ہو یا اگر وہ بات سنی یا دیکھی جو شرعاً مفید کر دے یا جائز یا ثواب ہو یا آپ کو منہ کرتے دیکھو اس
کام سے جو شرعاً مفید کر دے یا منع ہو یا اس کو کوئی دنیا کا کام ہو جہین کوئی مصلحت ہو تو بالاتفاق اور خواب
پر عمل کرنا مستحب ہے کیونکہ یہ حکم خواب سے ثابت نہیں ہوا وہ تو پہلے ہی سے ثابت ہو چکا ہے (انتہی) مترجم کہتا ہے
کہ اگر خواب کی باتوں کو ایک دلیل شرعی قرار دیا جاوے تو بڑی قباحت پیدا ہوتی ہے وہ یہ کہ ہر شخص دعویٰ کرے گا
کہ میں نے خواب میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں سنا ہے ہر اسکی تصدیق دشوار ہوگی اور اس میں شک نہیں کہ
جو لوگ صالح اور دیندار اور خدا پرست عاشق رسول ہیں انہی خواب اکثر صحیح ہوتی ہیں پر انہی کو صحت سے ہر
سے معلوم ہو سکتی ہے نہ شرح کی صحت خواب **عَنْ ذَكَرَ يَابْنَ عَدْنٍ قَالَ قَالَ لِي أَبُو اسْحَابَ**
الْفَرَزْدِيُّ اَكْتُبْ عَنْ بَيْتِكَ مَا رَأَى عَنِ الْمَعْرُوفِيِّنَ وَكَانَتْ كَتَبَ عَنْهُ مَا رَأَى عَنِ الْمَعْرُوفِيِّنَ
وَلَا تَكْتُبْ عَنْ اِسْمَاعِيلَ بْنِ عِيَاذٍ مَا رَأَى عَنِ الْمَعْرُوفِيِّنَ وَلَا عَنْ عَدِيٍّ هَمَّ رَجُلًا يَزُو
عَدِيٍّ نَعَى كَمَا يَجْهَسُ كَمَا ابُو اسْحَابَ فَرَزْدِيُّ (ابو اسْحَاب بن محمد بن حارث بن اسحاق بن خارجہ کوئی) نے (جو حدیث کہ
ٹرے امام اور فقہ اور فاضل تھے) لکھ کے تو بقیہ (بن ولید) کی وہ حدیث ہے جو روایت کرے وہ مشہور
لوگوں سے اور یہ لکھ اس حدیث کو جو روایت کرے وہ چھوٹے لوگوں سے اور یہ لکھ تو اسماعیل بن عیاض کی حدیث
ہے اگرچہ وہ روایت کرے مشہور لوگوں سے ہی (ف) نووی نے کہا یہ قول ابو اسحاق کا اسماعیل بن عیاض کے
حق میں خلاف ہے اور یہ حدیث کہ اس نے کہا میں نے یحییٰ بن معین سے سنا وہ کہتے تھے اسماعیل بن عیاض فقہ
ہے اور شام والوں کے نزدیک بقیہ بہتر تھا ابن ابی شیبہ نے کہا میں نے یحییٰ بن معین سے سنا وہ کہتے تھے
اسماعیل بن عیاض فقہ ہے اور عراق کے اہل جہانم تھے اسکی روایت کو اور بخاری نے کہا اسماعیل بن عیاض
کی روایت شام کے لوگوں سے صحیح ہے عمرو بن علی نے کہا جب یہ اپنی شہر والوں سے روایت کرے تو اسکی حدیث
صحیح ہے اور جب اہل مدینہ سے جیسے ہشام بن عروہ اور یحییٰ بن سعید اور اسماعیل بن ابی صالح سے روایت کرے

ابو اسحاق
فہرست
ابو اسحاق

تو وہ کہ نہیں اور یعقوب بن یسحاق کہ میں اپنے یاروں کے ساتھ تہہ شام کا علم سمعیل بن عیاض
 کے پاس ہے یعقوب کہ بعض لوگوں نے سمعیل کے حق میں کلام کیا ہے اور وہ فقہی عادل ہر سب زیادہ جا
 ہے شام والوں کی حدیث کو اور اکثر اس کو حق میں یہ کلام کیا ہے کہ وہ غریب نہیں روایت کرتا ہر کے اور مدینہ
 کے فقہ لوگوں کو یحییٰ بن معین کہ سمعیل فقہ ہے شام والوں کی روایت کرنے میں اہل حجاز سے اس کی روایت
 مستقیم نہیں کیونکہ اس کے کتاب تلف ہو گئی تھی اور محمد کا حافظہ خراب ہو گیا تھا ابو حاتم نے کہا وہ ضعیف ہے مگر
 اس کی روایت بھی جاوگی اور میں نہیں جانتا کہ کوئی بازرہا ہو اس کی روایت سے سوا ابو اسحق خزازی کے۔ ثریزی
 نے کہا وہ یقیناً سہتر ہے اور یقینی کی بہت حدیثیں منکر ہیں احمد بن ابی الجاری نے کہا وہ کعب نے جہس کہ ہاتھ
 بیان لوگ روایت کرتے ہیں سمعیل بن عیاض سے میں نے کہا ہاں ولید اور مروان تو اس کی روایت کرتے
 ہیں ابوشیم اور محمد بن ایاس روایت نہیں کرتے انہوں نے کہا شیم اور محمد بن ایاس کیا ہیں شہر والے تو ولید
 اور مروان ہیں (یعنی ولید اور مروان ہی مشہور ہیں اور جب یہ روایت کرتے ہیں تو کافی ہے (نووی)
عن عبد اللہ بن المبارک قال دفعہ الرجل بقیۃ لولا انہ لیکفی الاسامی و لیستی
الکفی کان دھراً یجد ثنائی سعید الوحاظی فظننا کاذاً اھو عبد القدوس ترجمہ
 عبد اللہ بن مبارک نے کہا بقیہ بن الولید اچھا آدمی تھا اگر وہ ناموں کو کنیت سے بیان نہ کرتا اور کنیت کو
 ناموں سے دینے لقیہ کی یہ عادت خراب ہے کہ تدیس اور تمیس کرتا ہے راویوں کا عیب چھپانے کے لیے نام کو
 کنیت سے بدل دیتا ہے اور کنیت کو نام سے تو لوگ پہچانے نہیں) ایک مدت تک ہر حدیث بیان کرتا تھا
 ابو سعید و حاضی سے جب ہم نے غور کیا (کہ دحاضی کون شخص ہے) تو معلوم ہوا کہ وہ عبد القدوس ہے
 یعنی عبد القدوس بن جبیب کلاعی ابو سعید شامی جب بیان اور گزرا اس کا نام مشہور ہو گیا اس کی مشہور
 نہ تھی تو بقیہ اس کو کنیت سے ذکر کرنا شروع کیا تاکہ لوگ پہچانیں نہیں **عن عبد القدوس قال قال حدثننا**
ابن المبارک یقولہ کذا اب الا عبد القدوس فانی سمعہ یقولہ کذا اب
 ترجمہ عبد الرزاق کی روایت ہے عبد اللہ بن مبارک کو میں نے نہیں سنا کسی کو صاف چوٹا کہتے ہو مگر عبد
 القدوس کو وہ کہتے چوٹا ہے **عن ابی نعیم و ذکر المجلی بن عرقان فقال قال حدثننا**
ابو اسحاق قال خرج عینا بن مسعود یصغرین فقال ابو نعیم انراک بعثت بعد الموت
 ابو نعیم نے ذکر کیا معلی بن عیاض کا تو کہا کہ منکر نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی ابو اسحاق نے کہنے سے سامع عبد

عبد القدوس

محمی بن عوفان

بن مسعود صفین میں ابو نعیم نے کہا شاید میرے بہتر نمبر سے اور بہتر نمبر **ف** مقصود اس کے متعلق کا جو روایت ظاہر کرتا ہے ابو اہل پر یہ ہے کہ عبدالعزیز بن مسعود نے وفات پائی ۳۲ یا ۳۳ ہجری میں حضرت عثمان کی وفات کے تین برس پہلے اور صفین کی جنگ حضرت علی کی خلافت کے دو برس بعد ہوئی تو ابن مسعود اس میں کسی نہ لگ سکتے ہیں مگر اس طرح کہ بہتر جی اور بہتر ہون اور ابو اہل فقہ اور فاضل میں ابن اہل سے یہ جو روایت صادر نہیں ہو سکتا تو ضرور ہے کہ متعلق نے جو روایت باندا ہو یہ متعلق بن عرفان اسدی کوئی ہے جو بالاتفاق ضعیف ہے بخاری نے تاریخ میں کہا کہ وہ مستحکم الحدیث ہے اور اس میں ہے یہ ایک ضعیف کیا صفین ایک قمار کا نام ہے جہاں حضرت علی رضی اور معاویہ میں جنگ عظیم واقع ہوئی تھی **عن ع** عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عُمَيْرٍ لَمَّا خَلَّتْ رَجُلٌ عَنْ رَجُلٍ فَقُلْتُ اِنَّ هَذَا لَيْسَ بِبَشَرٍ قَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ اَعْتَبْتَهُ فَقَالَ اَتَعْبَهُ مَا اَعْتَابَهُ وَلَكِنَّهُ حَكَمٌ اِنَّهُ لَيْسَ بِبَشَرٍ ترجمہ عثمان بن مسلم سے روایت ہے ہم اس میں سمیع بن علیہ کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص نے دوسرے شخص سے ایک حدیث روایت کی میں نے کہا کہ وہ معتبر نہیں وہ شخص بولا تو نے اسکی غیبت کی سمیع نے کہا اس نے غیبت نہیں کی بلکہ حکم لگایا اور یہ کہ وہ معتبر نہیں **ف** یعنی ائمہ حدیث کا کسی پر جرح کرنا غیبت میں داخل نہیں بلکہ مثل فترے اور حکم کے ہے **عن** رِشْرِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الَّذِي رَوَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ السَّبْيِ فَقَالَ لَيْسَ بِفَقِيهٍ وَكَأَنَّ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ عَنْ أَبِي أَنَسٍ فَقَالَ لَيْسَ بِفَقِيهٍ لَكَ سَأَلْتُ عَنْ شُعْبَةَ الدُّؤَلِيِّ رَوَى عَنْ أَبِي رَافِعٍ فَقَالَ لَيْسَ بِفَقِيهٍ وَكَأَنَّ عَنْ مَوْلَى الثَّوْمَانَةِ فَقَالَ لَيْسَ بِفَقِيهٍ وَكَأَنَّ عَنْ حَرَامٍ قَالَ لَيْسَ بِفَقِيهٍ سَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ عَنْ هُوَ كَرَّ الْحَمْسَةَ فَقَالَ لَيْسَ بِفَقِيهٍ فِي حَدِيثِهِمْ سَأَلْتُ عَنْ رَجُلٍ أَخْبَرَنِي عَنْ أَسْمَاءَ فَقَالَ هَلْ رَأَيْتَهُ فِي كِتَابِي فَقُلْتُ لَا قَالَ كُنْ كَانَ فِقْهًا كَرَأَيْتَهُ فِي كِتَابِي ترجمہ بغیر بن عمر سے روایت ہے میں نے امام مالک سے پوچھا محمد بن عبدالرحمن کو جو روایت کرتا ہے سعید بن اسیب سے انہوں نے کہا وہ فقہ نہیں ہے اور پوچھا میں نے ابن سیر ابو الحویرث کو **ف** یعنی عبدالرحمن بن معاویہ بن حذیرث الصاری مدنی کو حاکم نے کہا وہ قوی نہیں ہے اور امام احمد نے مالک کے قول کا انکار کیا اور کہا کہ روایت کیا اس سے شعبہ نے اور بخاری نے ذکر کیا اور سکو تاریخ میں اور نہیں کلام کیا اس میں اور شعبہ نے اسکی کنیت ابو الحویرث یہ نقل کی ہے اور حاکم نے کہا کہ یہ سہم ہے شعبہ کا - تقریب میں ہے کہ عید بن عمر سہم ہے مگر حافظہ اسکا خراب تھا اور نسبت کیا گیا ہے ساتھ ساتھ اور جابری نے نسبت ہوئی **ف** انہوں نے کہا

قال

روى

محمد بن عبد الرحمن
ابو الحویرث

وہ فقہ نہیں ہے اور پوچھا میں نے اس کو شعبہ کو جس سے روایت کرتا ہے ابن ابی ذہب انہوں نے کہا وہ فقہ نہیں ہے **ف** یہ وہ شعبہ نہیں ہے جو حدیث کو مشہور امام ہیں وہ تو شعبہ بن حجاج بصری ہیں اور شعبہ بن دینار ماسنی ہے مولیٰ ابن عباس کا اس کی کنیت ابو عبد اللہ یا ابو جیحی ہے اس کو ضعیف کیا بہت اہم حدیث نے احمد بن حنبل اور شعبہ بن معین نے کہا وہ کچھ برابر انہیں ابن عدی نے کہا میں نے اس کی کوئی حدیث منکر نہیں دیکھی تقریب میں ہے کہ یہ شعبہ سچا ہے مگر حافظہ اس کا خراب تھا **ف** اور پوچھا میں نے اس کو صحاح کو جو مولیٰ ہے تو اس کا اوٹھون کے کہا وہ فقہ نہیں ہے **ف** یہ صالح بیٹا ہے بہتان کا مدینہ کا رہنوا والا اور اس کو مولیٰ تو اسہ کہتے ہیں اس لیے کہ جس حدیث کو اس کو آزاد کیا تھا وہ اپنی بہن کے ساتھ تو اس نے جردان پیدا ہوئی تھی امام مالک نے صحاح کو ضعیف کیا لیکن روایت کیا اس کو اس کے ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بھی بن معین نے کہا وہ فقہ ہے اور مالک نے اس کو ضعیف کیا وہ بڑا ہو گیا تھا اور اس کا حافظہ بگڑ گیا تھا اسی طرح ثوری نے بھی اس کو جب پایا جب وہ سٹہیا گیا تھا تو سنیں اس سے کئی منکر حدیثیں لیکن جن لوگوں نے روایت کیا ہے اس کے قبل اختلاف (یعنی حافظہ بگڑنے) کے ان کی روایت صحیح ہے ابن عدی نے کہا ابن ابی ذہب اور ابن جریر اور زیادہ بن سعد نے اس کے ساتھ قبل اختلاف کے اور ابن کی روایت میں کوئی برائی نہیں **ف** اور پوچھا میں نے اس کے حرام بن عثمان کو انہوں نے کہا وہ فقہ نہیں ہے **ف** یہ حرام بن عثمان انصاری سلمیٰ ہے بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے زہری نے کہا وہ شیعہ تھا روایت کرتا ہے جابر بن عبد اللہ ماسنی نے کہا وہ ضعیف ہے **ف** اور پوچھا میں نے امام مالک سے ان پانچوں کو (جنگا ذکر اور گدرا) انہوں نے کہا وہ فقہ نہیں ہیں اپنی حدیث میں اور میں نے پوچھا ان سے ایک اور شخص کو جب کا نام میں بھول گیا تو انہوں نے کہا تو نے اس کی روایت میری کتابوں میں دیکھی ہے میں نے کہا انہیں امام مالک نے کہا اگر وہ فقہ ہوتا تو اس کی روایت میری کتابوں میں دیکھتا **ف** اس قول سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں سے امام مالک نے اپنی کتابوں میں روایت کی ہے وہ سب فقہ ہیں مگر یہ ضرور نہیں کہ سب لوگوں کے نزدیک فقہ ہوں البتہ امام مالک کے نزدیک وہ فقہ ہیں اور اختلاف کیا ہے علمائے اس سے کہیں کہ اگر کوئی فقہ شخص ایک بھول سے روایت کرے تو اس سے اس بھول کی توفیق ہوگی یا نہیں اکثر کا یہ قول ہے کہ صرف روایت کرنا اس کے باعث توفیق کا اور یہی ٹھیک ہے کیونکہ کبھی فقہ غیر فقہ سے روایت کرتا ہے نہ سوجھ سچ کہ وہ روایت دلیل اور حجت ہے بلکہ اعتبار اور تائید کے لیے البتہ حسب فقہ ایسا ہے

۵۵

صحاح مولیٰ امام

حرام بن عثمان

عبد الصمد بن عبد
الکبر

عبد الصمد بن عبد
الکبر

عبد الصمد بن عبد
الکبر

عبد الصمد بن عبد
الکبر

کہا کہ میں نے وہ اپنی کتاب میں روایت کر کے وہ ہر نزدیک ثقہ صحابہ اور جو ثقہ تھا کہ
کہ مجھ پر بیان کیا ثقہ نے زور کافی ہے تعدیل کے لیے (نوی) **عَنْ** ابی ذیہب ابن ابی ذیہب
بن سعد وکان منہما ترجمہ ابن ابی ذیہب روایت کیا شریح بن سعد اور وہ ہم تھا
یعنی نسبت کیا گیا تھا طرف کذب کی یہ شریح بن سعد کا عالم تھا مغازی کا (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے جہادوں کا) سفیان بن عیینہ نے کہا اس سے بڑھ کر کوئی مغازی کا جاننے والا نہ تھا وہ محتاج ہو گیا لوگ
اس سے مارے مارے کو دیتے کہ ایسا نہ کہ وہ کہہ دے میرا باپ بدر کی لڑائی میں حاضر تھا اور یہ شریح بن سعد
ہے الفار کا مدنی کنیت اسکی ابو سعد بن محمد بن سعد نے کہا جو بڑا پرانا بوڑھا تھا روایت کی ہے اس سے زید بن
نابت اور اکثر صحابہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تقریب میں ہے کہ وہ سچا ہے لیکن اخیر میں اسکا
کہہ گیا تھا سو برس کا ہو کر مر **عَنْ** عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ كَيْفَ كُنْتُ بَيْنَ أَنْ أَدْخُلَ
الْجَنَّةَ وَبَيْنَ أَنْ أَلْقَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدٍ كَيْفَ كُنْتُ بَيْنَ أَنْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ فَلَمَّا رَأَيْتُ
كَأَنَّكَ بَعْدَ أَحْسَنِ الْأَيَّامِ ترجمہ عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے اگر مجھے اختیار دیا جاتا
کہ جنت میں جاؤ یا عبد اللہ بن محمد سے ملو تو میں پہلے اس سے ملتا پہر جنت میں جاتا (اسی کی تشریف مست
ہوا اور اس قدر اس کے ملنے کا اشتیاق تھا) پہر جنت میں اس سے ملتا تو ایک اونٹ کی منگنی مجھ اور اس
بہتر معلوم ہوئی **ف** یعنی ایسا کہ اور خراب نکلا **عَنْ** زَيْدِ بْنِ عَفْصَى بْنِ أَبِي أَنَسَةَ قَالَ
لَا تَأْخُذْ وَأَعْنِ أَخِي ترجمہ زید بن عافس نے کہا اس روایت کو سیر بہائی سے **ف** یعنی تجھے
بن ابی انیسہ جو روایت کرتا ہے نہ ہی اور عمرو بن شیب سے اس لیے کہ وہ ضعیف ہے بخاری نے کہا وہ کچھ نہیں
نسائی نے کہا ضعیف ہے مگر الحدیث تقریب میں ہے کہ کنیت اسکی ابو زید جزری ہے اور وہ ضعیف ہے نووی
نے کہا اس کا بہائی زید بن ابی انیسہ وہ ثقہ ہے جلیل ہے حجت کی ہے اس سے بخاری اور مسلم نے محمد بن سعد
نے کہا وہ ثقہ ہے کثیر الحدیث اور فقیہ ہے۔ اہل حدیث کا افضاء اور خلوص اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنت
نامی کا خیال رکھتا ہے پرانی قرابت کا لحاظ کرتے ہوئے **عَنْ** عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ عَجُوزًا
بُنًى رَأَى أَنَسَةَ كُنَّ أَبَا ترجمہ عبد اللہ بن عمرو نے کہا کہ بنی بن ابی انیسہ چھوٹا تھا **عَنْ** حَظَّادِ بْنِ
زَيْدٍ قَالَ دَخَلَ فَرَّقَ عِنْدَ أَبِيهِ فَقَالَ إِنَّ فَرَّقًا لَيْسَ صَالِحًا حَدِيثُ حَمَادِ بْنِ زَيْدٍ لَمْ يَكُنْ
فَرَّقَ (بن یعقوب بنی ابو یعقوب) کا ذکر آیا ابوبکر اس سے انہوں نے کہا وہ صاحب یتیم نہیں **ف**

اسکی کنیت ابو موسیٰ ہے یا ابو جعفر غفاری مدنی اصل اسکی کوئی ہے اسکو خیاط یا خیاط کہتے ہیں یا خیاط کجی ہر
 معین نے کہا یہ خیاط (درزی) تھا پہلے اس پر کچھ کر خیاط ہوا (یعنی پہلے پہلے لگا حطہ سی) پہلے اسکو چوڑ کر
 خیاط ہوا (پھر پتے چھاڑ دیوالا) تقریباً ہر کہ یہ تروک ہر تال مسلم و سمعت الحسن بن عقیلی
 لا یتقول قال لی ابن المبارک اذا قدمت علی خبری فاکتب علیہ کلمۃ الاحدیث فکتبت
 لا یتکتب احدیث عیبک فابن عیینہ بن النضر بن اسماعیل و محمد بن سالم رحمہم بن
 عیسیٰ نے کہا ہمیں کہا عبد العزیز بن مبارک نے جب توجیر کے پاس جاوے تو اسکا سارا علم کہہ (یعنی سب سے پہلے
 اسکی روایت کر) مگر تین آدمیوں کی حدیثیں مست لکھ عبیدہ بن مقبہ اور سری بن اسعد اور محمد بن سالم
 کی روایتیں (۱) کیونکہ یہ ضعیف ہیں ہر دوی نے کہا یہ تینوں کوئی ہیں اور تروک قال مسلم بن
 الحجاج و اشباک ما ذکرنا منک لاجل اهل العلم فی متعصبی و اذ احدیث و اخبار ہم عن
 معاصیرہم کثیر یطول الکتاب یدن کثیر علی استقصایہ و فیما ذکرنا کما یاء لکن نقض
 وعقل من کتب القوم فیما قالوا من ذلک و یکتوا من کتبہ سلم نے کہا اور اسکی مانند جو ہم نے ذکر
 کیا اہل حدیث کا کام ہم راویوں میں اور انکے علیوں میں بہت ہر جس کے سب بیان کرنے سے کتاب ابھی ہو
 جاوگی اور جس قدر ہم بیان کیا وہ کافی ہے اس شخص کے لیے جو قوم کا مذہب سجدہ جہاد و کشت
 یعنی یہ کتاب کچھ حرج اور نقیہ کی تہڑی ہے کہ اس میں سب راویوں کا حال بیان کیا جاوے ملکہ حرج اور
 نقیہ کی توجہ اڑی بڑی کتاہیں بنی میں جنہیں تمام راویوں کا پورا پورا حال بیان کیا گیا ہے

یہاں توجہ راویوں کا عیب یہ حدیث کر
 اقوال سے بیان کیا گیا صرف اس مقصد کے لیے کہ اہل حدیث کے نزدیک راویوں کا عیب اور قسم بیان کرنا بڑا
 نہیں اور اسکو غیبت میں داخل نہیں کرتے و اما الزموا انفسکم الکشف عن معصیہ و اذ
 الحدیث و ذلک فی الاخبار و انما اولیٰ ذلک جن سئلوا فیہ من عظیم الخطیہ اذا کتب
 فی امر الدین انما انا فی تجلیل او تحزیر او امر او نہی او ترغیب او ترہیب فاذا کان
 الزام فی کما لیس بمعین للصدق و الاما کذا کما قدم علی الزام و ترغیب من قد عرفہ
 و کمین ما فیہ لحدیث من جہل معرفتہ کان انما یفعلہ ذلک عاشا لعواقب الشیاء
 اذا لا یومن علی بعض من سمع ذلک الاخبار ان یتسرع لھا او یتسرع لھا بعضھا و کما لھا

سری بن اسعد
 محمد بن سالم
 محمد بن اسعد

عظیم الخطیہ

آقا

اَوْ اَكْثَرُهَا اَكَاذِيبٌ لَا اَصْلَ لَهَا مَعَ اَنَّ الْاَخْبَارَ الصَّالِحَةَ مِنْ رِوَايَةِ النُّفَاتِ وَاَهْلِ النُّفَاتِ
 اَكْثَرُ مِنْ اَنَّ يُضْطَرَّ اِلَى نَقْلِ مَنْ لَيْسَ بِشَقِيحٍ وَلَا مُقَنَّنٍ مَرَّحِمٍ اور حدیث کو اماموں نے راویوں
 کا غیب کہو لہذا ضرور سمجھا اور سر بات کا فتویٰ دیا جب اون سے پوچھا گیا اس لیے کہ یہ بڑا مهم کام ہے کیونکہ دین
 کی بات جب نقل کیجا ویکی تو وہ کسی امر کے حلال ہونے کے لیے ہوگی یا حرام ہونے کے لیے یا دوسرے سی بات کا
 حکم ہوگا یا کسی بات کی ممانعت ہوگی یا کسی کام کے طعن و خست دلائی جاوے گی یا کسی کام سے ڈرایا جاوے
 گا بہر حال جب آدمی سچا اور امانت دار نہ ہو پھر اس کے کوئی روایت کرے جو اس کا حال کو جاننا ہو اور وہ حال اس کے
 سے بیان نہ کرے جو نہ جانتا ہو تو گنہگار ہوگا اور وہو کا دینے والا ہوگا عوام مسلمانوں کو اس لیے کہ بعض لوگ
 اَنْ حَدِثُوْنَ کُوْسَنِيْنَ اور اَنْ سَبُّ رِیَالِ الْعِصْنِ بِعَمَلِ کَرْنِیْکَ اور شاید وہ سب اُس میں سے اکثر ہوٹی ہوں۔
 (اور بعض نسخوں میں یہ ہے کہ اوس میں کم یا بہت چھوٹی ہوں) جب تک اصل نہ ہو حالانکہ صحیح حدیثیں ثقہ لوگوں
 کی اور جن کے روایت پر قناعت ہو سکتی ہے کیا کم ہیں کہ بے اعتبار اور جلی روایت پر قناعت نہیں ہو سکتی
 اور کی روایتوں کی احتیاج پڑے **ف** یعنی روایت کرنے کے لیے صحیح حدیثیں ہزاروں ہیں بہر ضرورت
 کیا ہے کہ انکو چھوڑ کر ضعیف اور سکر اور موضوع حدیثوں کو نقل کرے **وَالْاَحْسَبُ کَثِیْرًا اَمَّنْ یُّعْجِزُ**
مِنْ التَّائِبِ عَلٰی مَا وَصَّفْنَا مِنْ هٰذِهِ الْاَحَادِیْثِ الضَّعِیْفَةِ وَالْاَسَانِیْدِ الْجَوْهَرِ وَیُعْتَدُّ
بِرِوَايَتِهَا بَعْدَ مَعْرِفَتِهِ بِمَا فِيْهَا مِنَ الْوَهْنِ وَالضَّعْفِ اِلَّا اَنْ اَلَّذِیْ یُحْجِلُّ عَلٰی رِوَايَتِهَا
وَالْاَعْتِدَادِ بِهَا اِرَادَةُ التَّكْذِیْبِ عِنْدَ الْعَوَاظِرِ وَلَا یُقَالُ مَا اَكْثَرُ مَا جَمَعَ فَلَا یُ
مِّنَ الْحَدِیْثِ وَالْاَفْزَعُ مِنَ الْعَدُوِّ مَنْ ذَهَبَ فِی الْعِلِّ لِهٰذَا الْمَذْهَبِ وَمَسَكَ هٰذَا
الطَّرِیْقَ فَلَا یَفْقِیْہُ كَلَفٌ فِیْہِ وَكَانَ یَاْنُ یُسَمَّیْ جَاہِلًا اَوَّلٰی مِنْ اَنْ یُّسَبَّ اِلٰی جَنِّیْہِ
 مَرَّحِمٍ اور میں سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں نے اس قسم کی ضعیف حدیثیں اور معمول سندیں نقل کیں ہیں اور
 اُن میں مصروف ہیں اور وہ جانتے ہیں ان کے صفت کو تو اُن کی غرض یہ ہے کہ عوام کے نزدیک اپنی کثرت
 علم ثابت کریں اور اس لیے کہ لوگ کہیں سبحان اللہ فلان شخص نے کتنی بہت حدیثیں جمع کی ہیں اور
 جس شخص کے یہ جاہل ہے اور اسکا یہ طریقہ ہے اور اسکا علم حدیث میں کچھ حصہ نہیں اور وہ جاہل کہلانے کا
 زیادہ سزاوار ہے عالم کہلانے سے **ف** کیونکہ علم وہ ہے جو عالم لوگ تسلیم کریں اور جاہل نادان
 لوگوں کا اعتبار ہے وہ اگر ایسے شخص کو ثبا عالم خیال کریں تو ان کے سمجھنے سے کیا ہوتا ہے حدیث کریم

من
 التَّوَقُّفِ
 بِذَلِكَ

الْعِلْمِ

اور فاضل ہمیشہ اس شخص کو جو بہتر تم کی حدیثیں نقل کرے اور صحیح اور ضعیف میں تمیز کرے جاہل اور بیوقوف
 جانیں گے۔ امام نووی نے قاضی عیاض سے نقل کیا ہے کہ راویوں کا عیب بیان کرنا جائز ہے بلکہ واجب
 ہے اجماع علماء ہر موطا کی شریعت کی حفاظت ضرور اس ہے اور غیبت میں دخل نہیں جو حرام ہے بلکہ ضعیف
 ہے الحدیث اور رسول اور مسلمانوں کے لیے بغیر سب کی خیر خواہی ہے اور ہمیشہ بہت محمدی کے فاضل اور برتر
 اور تقویٰ شعار لوگ ایسا کرتے چلائے ہیں جو مسلم نے اس باب میں کہتے ایک بزرگوں کے اقوال نقل کیے
 ہیں اور میں نے بھی بخاری کی شرح کے شروع میں چند اقوال اس قسم کے بیان کیے ہیں مگر یہ ضرور ہے کہ جو شخص
 راویوں کا عیب بیان کرے وہ خدا سے ڈرے اور سچے سوچ کر کہے اور سستی اور کمالی سے پرہیز کرے اور اس شخص
 کا عیب بیان کرے جو عیب سے پاک ہو یا جس کا عیب فاش نہ ہو اس لیے کہ جرح کر سکتے ہیں ایک عسندہ پیدا ہوتا
 ہے وہ یہ کہ اس آدمی کی روایتیں قابل اعتبار کے نہیں رہتیں اور اسی حدیثیں سب رد ہو جاتی ہیں پھر اگر
 جرح غلط ہو تو گویا صحیح روایتوں اور حدیثوں کو رد کیا اس لیے جرح ایسی شخص کا مقبول ہے جو خود صاحبِ معرفت
 مقبول القول ہو ورنہ جرح کرنے والے کو جرح کرنا درست نہیں اب یہ بات کہ جرح اور تعدیل دونوں میں ایک
 شخص کا کہنا کافی ہے یا کئی شخص ہونا چاہیے اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایک شخص کا
 کہنا کافی ہے پھر یہ بات کہ جرح کا سبب بیان کرنا ضرور ہے یا نہیں یہیں بھی اختلاف ہے امام شافعی اور علماء کا
 یہ قول ہے کہ سبب بیان کرنا ضرور ہے اور جرح مبہم مقبول نہیں اور قاضی ابوبکر باقلانی وغیرہ کا یہ قول ہے
 کہ سبب بیان کرنا ضرور نہیں اور بعضوں کا یہ قول ہے کہ جو شخص جرح کے اسباب کہہ بچاتا ہے اس کے لیے
 سبب بیان کرنا ضرور نہیں اور نہیں بچاتا اس کو ضرور ہے پھر جن لوگوں کے نزدیک جرح میں سبب کا
 بیان کرنا ضرور ہے وہ کہتے ہیں کہ جرح مبہم کا اثر صرف یہ ہے کہ اس کی روایت حجت والائے نرسنگی جب
 مالک اس جرح کا ثبوت یا الباطل نہ ہو اب صحیحین میں جو بعض اسی راوی ہیں جنہیں گلے لوگوں نے جرح کی ہے
 تو ان کی جرح مبہم ہے جو ثابت نہیں ہوئی اگر بعض لوگ جرح کریں اور بعض تعدیل کیا ہے یا راوی کی تو قول
 مختار ہے چہرہ علماء اور محققین میں یہ ہے کہ جرح مقبول کیجا دیگی اور جرح مقدم ہو تعدیل پر اگرچہ تعدیل کرنا
 عدلین زیادہ ہوں اور بعضوں نے کہا کہ اگر تعدیل کرنا زیادہ ہوں تو تعدیل مقدم ہو مگر صحیح یہی ہے
 قول آخر۔ امام مسلم نے اس باب میں شعی سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حادثہ احوال
 اور وہ کذاب تھا او کسی اور شخصوں سے نقل کیا کہ حدیث بیان کی ہم سے فلان نے اور وہ مستقیم تھا اس تغافل

یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ان اماموں نے ایسے لوگوں کو کیوں روایت کی حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وہ لوگ کذاب اور
مہتمم ہیں اور اس کو کئی جواب ہیں ایک یہ کہ انہوں نے روایت کیا لوگوں کو جانے کے لیے کہ اوس میں اس کے ضعف
آگاہ ہو جاوے اور دوسری یہ کہ ضعیف شخص سے بطور استشہاد اور تائید کو روایت کرنا درست ہو مگر بالانفراد
اس کی روایت حجت پکڑنے کے لائق نہیں دوسری یہ کہ ضعیف شخص کی سب روایتیں جھوٹی نہیں ہوتیں تو
حدیث کا امام اس کی صحیح روایتوں کو پہچان لیتے ہیں اور انکو روایت کرتے ہیں اور ضعیف اور باطل کو چھوڑ
دیتے ہیں اور یہ امر اوپر آسان ہے جیسو کسی نے سفیان ثوری سے کہا جب انہوں نے کلمی (محمد بن
سائب) سے روایت کر نیکی منع کیا کہ تم کیوں اُس سے روایت کرتے ہو انہوں نے کہا کہ میں اوس کے جھوٹ
اور سچ کو پہچان لیتا ہوں چوتھی یہ کہ اگر ضعیف شخصوں سے ترغیب اور ترہیب اور فضائل اور قصص اور زہد
اور اخلاق کی حدیثیں روایت کرتے ہیں جو کسی شی کی حلت یا حرمت سے متعلق نہیں اور اہل حدیث
نے اس قسم کی ضعیف روایتوں کو جائز رکھا ہے بشرطیکہ موضوع نہ ہوں لیکن حدیث کو اماموں نے
ضعیف لوگوں سے کسی قسم کی روایت کرنا بالانفراد جائز نہیں رکھا نہ محققین علماء نے اور یہ جو بعض
فقہوں کی (جیسے صاحب ہدایہ کے) عادت ہے کہ ہر قسم کی روایت نقل کرتے ہیں یہ عمدہ بات نہیں
بلکہ نہایت بری بات ہے اس لیے کہ اگر انکو معلوم تھا کہ یہ روایت ضعیف ہے تو درست تھا دلیل لانا اس کے
کیونکہ سب علماء کا اتفاق ہے اُس بات پر کہ ضعیف احکام فقہ عرب میں قابل حجت پکڑنے کو نہیں ہے
اور اگر انکو معلوم تھا ضعیف اُسکا تو بھی درست نہیں یہ بات کہ نقل کرتے اور کو نفیر جانچو ہو گیا اور
اہل علم سے پوچھ کر سکا ذہن لینے حدیث بنائو ان کی دو تین میں ایک تو وہ جھکا جھوٹ صاف کہل گیا ہے
وہ کئی طرح پر ہیں بعض تو ایسے کہ صاف ترشش لیتے ہیں حضرت پر جو بات آپ نے نہیں فرمائی جیسے زندیق
میدین لوگ جن کے نزدیک دین کی کوئی عظمت یا عزت نہیں یا اسکا کام کو اچھا اور ثواب سمجھتے ہیں جیسو
بعضے جاہل درویش اور صوفی کہ فضائل اور اخلاق میں لوگوں کو رغبت دلانے کے لیے حدیثیں بنالیتے
میں یا اپنا فخر جتانے کے لیے نئی اور نادر روایتوں سے جیسے فاسق اہل حدیث کرتے ہیں یا تصبیح اپنا نہایت
نامت کرنے کے لیے پس بدعتی شیعہ اور قدریہ اور جہمیہ فذہم اللہ تعالیٰ اور اہل علم کے نزدیک ہر ایک کو
کے لوگ ان میں سے معین اور معلوم ہو گئے ہیں اور بعضی ان کو اپنی میں سے ایسے ہیں جو حدیث کے من کو
نہیں بناتے لیکن اوس کے لیے ایک صحیح سند نہ ملے اور بعض سند کو اولٹ پلٹ دیتے ہیں اور بعض

اوس میں بڑا دیرین اور اس سے قصود اپنا افضل ظاہر کرنا یا اپنی جہالت رفع کرنا ہوتا ہے اور بعض اس طرح
 جھوٹ بولتے ہیں کہ جس سے انہیں سنا اُس کہتے ہیں ہم نے سنا ہے یا جس سے نہیں لی اوس کے ملنا بیان کرتے
 ہیں اور اُس کی صحیح حدیثیں نقل کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ صحابی یا تابعی یا عجم کے قول کو بڑا کر دیا
 اللہ علیہ وسلم کا قول کر دیتے ہیں اس سبب ان کے لوگ کہنا اب ہیں اور شرک ہیں الحمد للہ کہ انہیں کون
 اسی طرح وہ شخص جو حدیث کی روایت بجز بات کرتا ہے بغیر اسکو تحقیق کیے ہوئے اور جانچے ہوئے تو ایسے لوگوں
 سے روایت نہیں کرتے نہ ان کی روایت میں قبول کرتے ہیں اگرچہ صرف ایک ہی بار انہوں نے ایسا کیا ہو کیونکہ
 جب ایک بار بے احتیاطی کی تو ان کا اعتبار جاتا رہا جیسے جوٹا گواہ ایک بار جھوٹی گواہی دینے سے اس کی
 گواہی اعتبار کے لائق نہیں رہتی پھر اگر ایسا شخص دوبارے تو آئندہ بھی اس کی روایت قبول ہوگی یا نہ ہوگی اس
 میں اختلاف ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ قبول ہوا اس لیے کہ توبہ کو سبب مٹم کے گناہ معاف ہو جائے نہیں اور جہود نہ
 آئندہ بھی قبول نہ کیا اور اسی حجت یہ ہے کہ یہ گناہ نہایت سخت ہے یعنی حضرت پر جھوٹ باندھنا تو اس کی سزا بھی
 سخت ہونا چاہیے کیونکہ آپ نے خود فرمایا کہ مجھے جھوٹ باندھنا ایسا نہیں ہے جیسے اور کسی پر جھوٹ باندھنا۔
 دوسرے قسم کا ذہین کی یہ ہے کہ حدیث میں تو دوسرے قسم کا جھوٹ نہیں بولتے لیکن اور دنیا کی باتوں میں
 جھوٹ بولتے ہیں ایسے لوگوں کی روایت بھی قبول نہیں ہوتے نہ ان کی گواہی قبول ہو لہذا اگر
 توبہ کریں تو قبول ہو سکتی ہے پھر اگر ایک آدھ جھوٹ کسی دنیا کی بات میں نقل جاوے اور وہ معلوم
 اور مشہور ہو تو اس کی روایت قبول ہوگی کیونکہ احتمال ہے کہ اوس کے غلطی ہوئی یا وہم ہوا اور جوہ خود ایک تیر جھوٹ بولنے
 کا اقرار کرے نظریہ کہ اس جھوٹ سے کسی مسلمان کو نقصان نہ پہنچا ہو اور پھر توبہ کرے تو بھی اس کی روایت
 قبول ہوگی کیونکہ یہ نادر ہے اور ان گناہوں میں نہیں جو انسان کو ہلاک کر دیتے ہیں اور اس قسم کی خطائیں
 اکثر لوگوں سے سرزد ہو جاتی ہیں ایسا ہی حکم ہے اس جھوٹ کا جو بطریق تعزین یا طعن کے ہو کیونکہ وہ حقیقت
 جھوٹ نہیں اگرچہ ضرورت میں جھوٹ پر جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر کھم کو کہ وہ اپنی لٹاہی کندہ
 سوزین پر نہیں پہنتا (یعنی اگر مار پیٹ کیا کرتا ہے) ایسا تو حضرت ابوبکر علیہ السلام نے بھی کیا کہ اپنی
 لیٹی پہنٹا یا یہ تو یہ ہے جو نظر مصلحت درست ہو تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا (نور الی) **باب**
فصل فی الاحتجاج بالحدیث للضعفین اذا امكن لفاء الضعفین وکثر کثیر فی حدیثہم لیس بابا
 بیان میں اس بات کہ ضعف حدیث کی حجت پر نا صحیح ہے جب معنی ابوالون کی ملاقات ممکن ہو اور ان میں

کوئی تدلیس کرنے والا نہ ہو **ف** اس معنی اس حدیث کو کہتے ہیں جبکہ اسناد میں فلان عن فلان عن فلان نہ ہو فلان نے فلان سے اور اس نے فلان سے روایت کیا چونکہ اس کی اسناد میں راوی یوں نہیں کہتا کہ میں نے فلان سے سنا یا اس نے مجھ سے بیان کیا تو کتبہ بتا ہے کہ ایک دوسرے سے سنا ہے یا نہیں ایسا نہ ہو کہ یہ سن کوئی راوی ہو گیا ہو یا اس معنی حدیث کہ حجت ہونے میں علما کا اختلاف ہے بعضوں کا یہ قول ہے کہ اگر ایک راوی نے دوسرے کا زمانہ پایا ہو اور اس کی ملاقات اس سے ممکن ہو تو وہ روایت محمول ہوگی اتصال پر اور حجت ہوگی امام مسلم کا یہی مذہب ہے اور اس باب میں اسکا ثبوت کیا ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ صرف ملاقات کا ممکن ہونا کافی نہیں بلکہ ضرور ہے کہ کم سے کم ایک بار اور اس راوی کے دوسرے راوی سے ملاقات ہو جائے ثابست ہو جاوے امام مسلم نے کہا کہ یہ قول اعتبار کے لائق نہیں اور بالکل نیا مذہب ہے جو اہل علم میں سے کسی نے اختیار نہیں کیا اور بدعت ہے اہل تحقیق علما نے ہی قول کو اختیار کیا ہے اور مسلم کے مذہب کو تضعیف کیا ہے علی بن الدین اور بخاری اور ایک جماعت علما مسلم کے خلاف میں ہیں بلکہ بعضوں نے اس سے زیادہ اور شرطیں بھی کی ہیں کہ اس راوی کے دوسرے راوی سے ملاقات معاذ اور شمسہ ہو ہو و اور ان میں صحبت رہی ہو مگر ابن الدین اور بخاری نے جو قول اختیار کیا ہے وہی صحیح ہے کہ جب کم سے کم ایک بار ملاقات ثابت ہو گئی تو روایت متصل سمجھی جاوے گی کیونکہ راوی کا حال معلوم ہے کہ اس کی عادت تدلیس کی نہیں تدلیس کے معنی چھپانا اور صطلام اہل حدیث میں تدلیس کو کہتے ہیں کہ راوی اپنے شیخ کو جس سے حدیث سنی ہے چھپا کر اس کے اوپر کے راوی کا نام لیوے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ اس نے اس سے سنا ہے اور یہ عادت بعض اہل حدیث کی تھی جبکہ حال معلوم ہو گیا ہے کہ وہ اپنا علم اسناد بتلانے کے لیے یا کسی اور شخص سے روایت کرنے میں کسر کر کے تدلیس کیا کرتے تھے پھر اگر ایسا تدلیس کرنے والا راوی معنی حدیث میں ہو تو وہ ان ایک بار ملاقات ہو تار یا ملاقات ممکن ہو نا کسی کے نزدیک حدیث کے متصل ہونے کے لیے کافی نہ ہو گا جب تک صاف معلوم نہ ہو جاوے کہ درحقیقت اس راوی کی صحبت اور ملاقات دوسرے راوی سے ہوئی تھی بعضوں نے یہ کہا ہے کہ معنی روایت بالکل کسی صورت میں حجت کے لائق نہیں مگر یہ قول مردود ہے باجماع سلف اسکو کثیر اختیار نہیں کیا (نوی مع زیادہ) نووی نے اس باب کو مزید جو اس طرح قائم کیا ہے وہی اوپر لکھا گیا لیکن نسخہ مطبوعہ کلمتہ میں یہ باب یوں لکھا ہے باب مَا أَفْضَلُ مِنْ رِوَايَةِ الرَّوَّافِ بَعْضُ صَحَّحَ عَنْ بَعْضٍ وَالتَّنْبِيْهِ عَلَيْهِ مِنْ غَلَطٍ فِي ذَلِكَ لَيْتَ بَابُ بَيَانِ اس بات کو کہ کیونکر صحیح ہوتی ہے روایت ایک راوی کی دوسرے راوی سے اور بیان اس غلطی کا جو لوگوں نے ہر مقام میں کی ہے۔ اگرچہ یہ ترجمہ

ہی برا نہیں پر نوری نے جو ترجمہ کیا ہے وہ زیادہ مناسب اور اولیٰ ہے اور سطر میں نے اسی کو اختیار کیا اور
 وجہ اس اختلاف کی وہی ہے جو اوپر گزری کہ امام مسلم نے خود در باب اگر حسی لکھے نہیں لوگوں نے اس کے ساتھ
 ہر ایک کے مناسب کچھ کر اپنی ماسے سے باقی قائم کیے ہم بھی جو ترجمہ زیادہ مناسب ہے اسی کو لکھا کریں
 وَقَدْ نَكَمُ بَعْضُ مَنْتَحَلِي الْحَدِيثِ مِنْ أَهْلِ عَصْرِنَا فِي تَضْيِيقِهِ الْأَسَانِيدَ وَسَقَمِهَا يَقُولُ كَوْضَعًا
 عَنْ حَدِيثِهِ وَذَكَرَ مَسَادَ مَضْحًا لَكَانَ لَا يَأْتِيْنَا وَمَدَّ هَبًا حَيْثُ إِذَا أَعَادَ أَهْلُ عَنِ الْقَوْلِ
 الْمَطْرَبِ أَحَدِي كَمَا تَبَيَّنَ وَتَحَالُ ذِكْرُ قَائِلِهِ وَاجْتِدَادُ كَانِ كَالْيَتُونَ ذَلِكَ تَبَيَّنَ هَذَا فَجَعَلَ
 عِيْرًا لَنَا لَمْ نَخُفْ فَمِنْ سُرُورِ الْعَوَائِبِ وَتَعْدِيرِ الْجَوَلَةِ مَحْدَثَاتِ الْأُمُورِ وَالْأَسْرَعِيْمِ
 الْإِعْتِقَادِ وَحَقًّا لَمْ نَخْشِ بَيْنَ الْأَقْوَالِ السَّائِلَةِ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ كَرَأْيَا الْكَفِّ عَنْ شَأْنِ قَوْلِهِ وَ
 رَوَيْنَا كَيْفَ يَقْدَرُ مَا يَكُونُ بَيْنَ الرَّدِّ أَجَلًا عَنْ الْأَكْثَرِ وَأَحْمَدُ لِلْعَاقِبَةِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ
 ترجمہ صحیحہ امام مسلم فرماتے ہیں کہ ہمارے سامنے میں نے بعض ایسے لوگوں نے جنہوں نے جوڑ سوٹ انہیں میں نے جوڑ
 قرار دیا ہے اس کی صحت اور عدم میں اب قیل بیان کیا ہے اگر ہم بالکل اس کو نقل کریں اور اس کے ابطال
 لکھیں تو عمدہ تجویز ہوگی اور شیکر سہم ہوگا اس لیے کہ غلط بات کی طرف التفات نہ کرنا اور سکوشتی کے لیے
 اور اس کو کہنے والے کا نام کہہ دینے کے لیے بہتر ہے اور مناسب ہے جاہلون کے لیے ان کو خبر ہی نہ ہو اور اس
 بات کی اگر ہوجو کہ ہم انجام کی برائی سے ڈرتے ہیں اور یہ بات بکتر ہیں کہ جاہل نئی بات پر فریفتہ ہو جاتے
 ہیں اور غلط بات پر طلب اعتماد کر لیتے ہیں جو علماء کے نزدیک اس قدر اعتبار ہوتی ہے ہم نے اس قیل کی غلط
 بیان کرنا اور اس کو رد کرنا جیسا چاہیے لوگوں کے لیے بہتر اور فائدہ مند خیال کیا اور اس کا انجام بھی نیک ہے
 اللَّهُمَّ اغْرُوْهُ لِمَنْ جَلَسَ وَاعْمَلْ لِمَنْ أَلْزَمَ الْأَكْثَرُ عَلَى الْحِكَايَةِ عَنْ قَوْلِهِ وَكَأَنَّ
 عَنْ سَمْعٍ رَوَيْتُهُ أَبَاطُ رَأْسًا لِحَدِيثٍ فِيهِ قَوْلَانِ عَنْ قَوْلَانِ وَقَدْ حَاطَ الْعِلْمُ بِأَكْثَرِ مَا قَدْ
 كَانَا فِيهِ وَاجِدٌ وَأَنْ يَكُونَ الْحَدِيثُ الَّذِي رَوَى لَسَوْفَى عَمَّنْ رَوَى عَنْهُ قَدْ
 سَمِعَهُ مِنْهُ وَشَافَعَهُ بِهِ عَمْرٍَا كَذَلِكَ لَا قَوْلُ لَهُ مِنْ مَسَامَعَاءَ وَلَمْ يَحْدِثْ فِي شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ
 إِلَيْهِمَا التَّشْيِيطُ أَوْ تَشَافَعَا بِحَدِيثَانِ الْحِجَّةِ لَا تَقُومُ عَنْكَ بِكُلِّ حَدِيثٍ كُنْ الْحَقُّ حَتَّى
 يَكُونَ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ بِأَكْثَرِ مَا قَدْ اجْتَمَعَا مِنْ دَهْرٍ مِمَّا مَسَّ فَضَاعِلًا أَوْ كُشَاوِفًا بِالْحَدِيثِ
 بَيْنَهُمَا أَوْ يَرِدُ خَيْرٌ فِيهِ بَيَانُ اجْتِمَاعِهِمَا أَوْ نَظَرٌ فِيهِمَا مِنْ دَهْرٍ مِمَّا فَاقُوهُمَا فَإِنَّ

تَبَيَّنَ
 تَضْيِيقُهَا
 إِذَا

تَحْوِيلًا

تَبَيَّنَ
 تَعْلِيلُ
 الْكَلَامِ

لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ عِلْمٌ ذَلِكَ وَلَمْ يَأْتِ رَوَايَةُ خَيْرُكَ أَنَّ هَذَا الرَّوْيَ عَنْ صَاحِبِهِ لَقِيَهُ مَنْ كَانَ
وَسَمِعَ مِنْهُ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ فِي نَفْسِهِ الْخَبَرُ مَحْمُودِي عَنْ عِلْمِ ذَلِكَ وَأَمَّا مَرْكَبًا وَصَفًا حُجَّةً
وَكَانَ الْخَبَرُ عِنْدَكَ مَوْثُوقًا حَتَّى يَرُدَّ عَلَيْكَ سَمَاعُهُ مِنْهُ لَشَيْءٍ بِرُفْقٍ مِنَ الْخَبَرِ نَيْتَ قَلِيلٍ أَوْ كَثَرٍ
فِي رَوَايَةٍ مِثْلَ مَا وَرَدَ مَرْجُومًا **م** اور اس شخص نے جس کے قول سے ہم نے گفتگو شروع کی اور جبکہ فکر
اور خیال کو ہم نے باطل کہا یوں گمان کیا یہ کہ جو اسناد ایسا جو بین فلان عن فلان ہو اور یہ بات معلوم ہو
گئی ہو کہ وہ دونوں ایک زمانہ میں تھے اور ممکن ہو کہ حدیث ایک دوسرے سے سنی ہو اور اس سے ملتا ہو مگر یہ کہ
یہ معلوم نہیں ہوا کہ اوس سے اس سے نہ ہم نے کسی روایت میں اس بات کی تصریح پائی کہ وہ دونوں نے
تھے اور ان میں سنہ و رسمہ بات چیت ہوئی تھی تو ایسے اسناد دوسرے حدیث روایت کیا جاسے وہ حجت نہیں
جب تک بات معلوم نہ ہو کہ کم سے کم وہ دونوں اپنی عمر میں ایک بار ملے تھے اور ایک دوسرے سے بات چیت کی
تھی یا ایسی کوئی حدیث روایت کی جاوے جو ہمیں امر کا بیان ہو کہ وہ دونوں کی ملاقات ایک بار یا وہ ہوئی تھی
اگر استصحاب کا علم ہو اور نہ کوئی حدیث ایسی روایت کیا جاسے جس ملاقات اور سماع کا ثبوت ہو تو ایسی حدیث کا نقل
کرنا جس ملاقات کا علم نہ ہو ایسی حالت میں حجت نہیں ہے اور وہ حدیث موقوف رہے گی یہاں تک کہ ان
دونوں کا سماع تھوڑا یا بہت دوسری روایت سے معلوم ہو وَهَذَا الْقَوْلُ يُرْجَى اللَّهُ فِي الطَّعْنِ فِيهِ
أَكْثَرُ مِنْ قَوْلِ الْمُخْتَلَعِ مُسْتَحْدَثٌ غَيْرُ مُسْتَبَوِّقٍ صَاحِبُهُ إِلَيْهِ وَلَا مُسَاعِدٌ لَهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ
عَلَيْهِ وَذَلِكَ أَنَّ الْقَوْلَ الشَّارِعَ اتَّفَقَ عَلَيْهِ بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْأَخْبَارِ وَالرِّوَايَاتِ قَدِيمًا
وَحَدِيثًا **ا** اے کہ روایت فقہی کہ دی عن قتیبہ حدیثنا وجازہ لیکن کہ لقاؤہ والسماع منہ لکھا
جَمِيعًا كَانَتْ فِي عَصْرِ وَاحِدٍ وَإِنْ لَمْ يَأْتِ فِي خَرِ قَطْرًا **ا** اے کہ اجماعاً ولا تشاھداً بکلامہ فی الروایۃ
ثَابِتَةٌ وَالْحُجَّةُ بِهَا لَا تَزِيدُ مَرَّةً إِلَّا أَنْ يَكُونَتْ هُنَاكَ دَلَالَةٌ بَيِّنَةٌ أَنَّ هَذَا الرَّوْيَ لَمْ يَكُنْ مِنْ
رَوْيِ عِنْدِهِ أَوْ لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ شَيْئًا قَدِيمًا وَأَمَّا مَرْجُومًا عَلَى الْأَمْرِ مَحْمُودِي عَلَى الْأَمْرِ مَحْمُودِي
عَلَى السَّمَاعِ أَبَدًا حَتَّى يَكُونَنَّ الَّذِينَ لَا لَهْ أَيْ بَيِّنًا مَرْجُومًا اور یہ قول اسناد کو بابین خدا تجہ پر حرم کر
ایک نیا ایجاد کیا ہوا ہے جو پہلے کسی نے نہیں کہا نہ حدیث کے عالموں نے اور کسی ہر وقت کی ہے اس لیے کہ مشہور
ہے جس پر اتفاق ہے اہل علم کا اگلے اور پچھلے کا وہ یہ کہ جب کوئی ائمہ فخر فرماتے ہیں کہ ایک حدیث کو اور
ان دونوں کی ملاقات جازہ اور ممکن ہو (باعتبار سن اور عمر کے) ہو جبکہ وہ دونوں ایک زمانہ میں موجود

تھی اگر کسی حدیث میں اس بات کی تصریح نہ ہو کہ وہ دونوں میں سے ہے یا ان میں دو روایات جیت ہوئی تھی
 تو وہ حدیث حجت ہے اور وہ روایت ثابت ہے البتہ اگر اس امر کی روایت کوئی کہلی دلیل ہو کہ حقیقت یہ راوی
 دوسرے راوی سے نہیں ملایا اور اس کے لیے نہیں سنا تو وہ حدیث حجت نہ ہوگی لیکن جب بات اس پر ہے کہ راویوں کے
 اور کوئی دلیل نہ ہے اور نہ ملنے کی (نہی) و صرف ملاقات کا ممکن ہونا کافی ہوگا اور وہ روایت سماع پر محمول کی
 جاوے گی **مِثْقَالُ خُبْرٍ هَذَا لِقَوْلِ الَّذِي وَصَفْنَا مَقَالَهُ أَوَّلَ آيَاتِ عَنْهُ قَدْ عَطِيتُ فِي حُجَّتِهِ**
قَوْلُكَ أَنَّ خُبْرَ الْوَاحِدِ الرَّفْعُ حُجَّةٌ كَيْلَ تَمَّ بِهِ الْقَوْلُ ثُمَّ ادْخَلْتَ فِيهِ الشَّرْطَ بَعْدَ تَقْلُصَاتِ
حَتَّى يَكُنَّ أَهْلُهَا قَدْ كَانَا التَّضَامُ مَرَّةً فَصَاعِدًا أَوْ سَمْعٌ مِنْهُ شَيْئًا فَكَيْفَ تَحْجِزُ هَذَا الشَّرْكَ
الَّذِي الشَّرْطُ عَنْ أَحَدٍ يَكُونُ قَوْلُهُ وَإِلَّا فَهَلْ كَانَ دَلِيلًا عَلَى مَا كُنْتُمْ تَذَانِ أَحَدُ قَوْلِ أَحَدٍ
مِنْ عُلَمَاءِ السُّنَنِ جَا زَعَمَكُمْ مِنْ ادْخَالِ الشَّرْطِ فِي تَنْبِيْهِ الْخَبَرِ حَوْلَ بِهِ وَلَكِنْ يَحْجِزُ
وَكَيْفَ عَيْنُكَ إِلَى إِجْمَاعِهِ سَبِيلًا إِذْ إِنَّهُ هُوَ الَّذِي فِيهِ كُنْتُمْ تَذَلِّلُونَ لِحُجَّتِهِ بِهِ قِيلَ لَهُ وَمَا كَانَ
 ترجمہ یہ جس شخص نے یہ قول نکالا ہے یا اس کی حمایت کرنا ہے اور اس کے یوں گفتگو کریں گے کہ خود تیری ہی راوی
 کلام سے یہ بات نکلی کہ ایک ثقہ شخص کی روایت دوسرے ثقہ شخص کی حجت ہے جو جبر علی کرنا واجب ہے اس مقام
 پر امام سلم نے ایک بڑا ضروری قاعدہ مقرر کیا بیان کیا وہ کیا ہے عمل کرنا خبر واحد پر علماء نے کہا ہے کہ حدیث
 میں خبر واحد قسم کی ہے ایک متواتر ایک حادث متواتر وہ ہے جس کے روایت کرنا والے اتنے آدمی ہوں کہ ان سب کا
 چہرہ نامہ حاصل ہے نزدیک محال معلوم ہو اور ہر طبقہ میں اس کے راوی ہی کثرت سے ہوں اس قسم کی روایت سے تو علم
 ہی حاصل ہوتا ہے نیز یقین اور اس پر عمل ہی واجب ہوتا ہے خبر واحد وہ ہے جس کو ہر طبقہ میں کثرت سے راویوں نے نقل
 کیا ہو خواہ ایک ہی راوی نے نقل کیا ہو یا زیادہ نے اگر بعض طبقوں میں اس کے راوی کثرت سے ہوں مثلاً ایک
 ہی صحابی نے ایک حدیث کو روایت کیا ہے بہت سے تابعین نے اس صحابی سے سنا ہو تو اگرچہ وہ حدیث مشہور
 ہوگی پر خبر واحد میں داخل ہے خبر واحد کو حکم میں علماء کا بہت اختلاف ہے مگر جمہور اہل اسلام صحابہ و تابعین اور ان کے
 بعد اور محدثین اور فقہاء اور علماء کا مذہب ہے کہ خبر واحد کا روای اگر ثقہ ہو تو وہ حجت ہے اور اس سے ظن حاصل ہوتا
 ہے اگرچہ یقین جیسا متواتر سے حاصل ہوتا ہے نہیں ہوتا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے اور اس کو مقابلہ میں قیاس اور
 کو ترک کرنا چاہیے اور خبر واحد پر عمل واجب نہ ہو تو سارا حدیث کا علم بیکار ہو جاتا ہے کیونکہ حدیث میں متواتر ایک یا دو روایات
 نہیں ہیں سب احادیث میں ہر سوا قرآن کے کچھ باقی نہیں رہتا اور قدر زیادہ رافضیہ کا قول ہے کہ خبر واحد پر عمل واجب نہیں

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰

ذَلِكَ

ہے اور بعضی اہل حدیث کا قول یہ ہے کہ خبر واحد علم اور عمل دونوں کو موجب ہر مثل خبر متواتر کے اس لیے کہ راوی ثقہ اور
 مستحب ہے اور بعضوں کا قول یہ ہے کہ بخاری اور مسلم کے احاد حدیثین علم کو موجب ہیں اور عمل کو بھی باقی کتابوں کی
 احاد حدیثین صرف عمل کو موجب ہیں مگر یہ سب اہل ضعیف ہیں اور صحیح وہی ہے جو پہلے بیان ہوا کہ خبر واحد پر عمل چاہیہ
 ہوتا ہے اور اس سے علم یقین حاصل نہیں ہوتا اس لیے اس طرح عقائد میں جو خبر واحد پر ہر دو سناہین ہو سکتا البتہ اگر خبر
 اتحاد بہت ہو جو کہ ایک مشترک مضمون پیدا ہو تو وہ مضمون متواتر ہو جاوے گا اور ایسی حدیث کو متواتر یعنی
 کہتے ہیں اس میں اگرچہ ہر حدیث کے الفاظ متواتر نہیں ہوتے پر ادوں سب کے حاصل مضمون متواتر خیال کیا جاتا ہے اور
 اس یقین کرنا لازم ہے شفاعت اور علامات قیامت اندر ظہور مہدی اور اکثر عقائدات کو متعلق مضامین اس
 قسم کے ہیں جس کے مضامین مختلف حدیثوں اور روایتوں سے متواتر ہو گئے ہیں **۵۵** یہ تو نے خود ایک شرط
 بعد از بڑا دی کہ جب یہ بات معلوم ہو جاوے کہ وہ دونوں اپنی عمر میں ایک بار ملے یا زیادہ اور ایک دوسرے
 سے سنا تھا یا اس شرط کا ثبوت کسی ایسے شخص کے قول سے پانا ہے جس کا ماننا ضرور ہو گیا کوئی قول نہیں ہے
 تو اور کوئی دلیل اپنے دعویٰ پر لا کر وہ یہ کہے کہ اس باب میں سلف کا قول ہے یعنی اس شرط کا ثبوت کر لیتے تو کہا
 جاوے گا کہ ان پر لا پھر نہ اس کو کوئی قول ملے گا نہ اور کسی اور اگر وہ اور کوئی دلیل قائم کرنا چاہے تو پوچھیں گے
 وہ دلیل کیا ہے فار قال قلنا لا فی وجدنا رواۃ الاخبار قد جماعا وحدیثنا یروون احاد ہم
 عن الاخبار الحدیث وکمنا یعاینہ ولا سمع منہ فہینا فقط فکنا ساریتمہم واستجناہم وارواۃ
 الحدیث بیکم ہلکنا علی الارسل من غیر سماع وارسال من الروایات فی اصل قولنا
 وقول اہل العلم بالآخبار لیس بحجۃ احتجت بما وصفت من العلة الی البحر عن سماع الکثر
 کل خبر عنی واریہ فاذا انا ہجمت علی اسماعہ منہ لا دنی شیئ نکت عندی بذلک خبر
 ما یروی عنہ بعد فان عزیب علی سمرقہ ذلک اذ فقت الخبر واکم ین عندی موضع
 حجۃ لا مکان الارسل فیہ ترجمہ ہر اگر وہ شخص یہ کہے میں نے مذہب علیہ اختیار کیا ہے کہ میں نے حدیث
 کے تمام اہل اور پہلے راویوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے سے حدیث دیتے کرتے ہیں حالانکہ اس ایک فرد کو دیکھا نہ
 اس کے ساتھ جب میں نے دیکھا کہ انہوں نے جائز کہا ہے اسل کو روایت کرنا غیر سماع کے اور اسل کو روایت کرنا
 علم والوں کے نزدیک حجت نہیں ہے **۵۶** اسل کہتے ہیں اس روایت کو جس کے اسناد میں انفصال ہے یعنی کوئی آدمی
 پہلے اس کو روایت کیا ہو مثلاً تابعی یہ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے اور صحابی کو ذکر کر کے جس سے اسل

مابھی نے سنا ہے منقطع اور متصل بھی اسی میں ہیں مگر منقطع اوس روایت کو اکثر کہتے ہیں جتنی صحابی سے روایت
 کرے یا پھر کے راویوں میں کسی راوی چھوٹ جاوے اور متصل وہ جن میں دو راوی برابر چھوٹ گئے ہوں۔ مرسل
 کے قبول کرنے میں علماء کا بہت اختلاف ہے مشہور مذہب یہ ہے کہ وہ حجت نہیں اور بھی قول ہے شافعی اور ایک جماعت
 فقہاء اور مالک احمد ابو حنیفہ اور احمد اور اکثر فقہاء کا قول یہ ہے کہ مرسل روایت حجت ہے جب اس کا راوی ثقہ ہو۔
ف تو احتیاج پڑے مجھ کو راوی کے سماع دیکھنے کی جسکو وہ روایت کرتا ہے دوسرے سے بھر اگر مجھ کو کہیں
 بھی ثابت ہو گیا کہ اوس نے سنا ہے دوسرے راوی سے تو اس کی تمام روایتیں اوس سے درست ہو گئیں اگر بالکل صحیح
 معلوم نہ ہو کہ اُس نے اوس سے سنا ہے تو میں روایت کو موقوف رکھوں گا اور میرے نزدیک وہ روایت حجت نہ ہوگی اس لیے
 کہ ممکن ہو اس کا مرسل ہونا یا دلیل ہوئی مخالف کی اب اس کا جواب اگر مذکور ہوتا ہے فَيَقَالُ لَهُ فَإِنْ كَانَتْ الْحَدِيثُ
 فِي تَضَعِيفِكَ الْحَبْرُ وَرَوَيْكَ الْأَحْيَاءُ كَجَرِيهِ إِمَّا كَانَ إِلَّا إِسْلَامٌ فِيهِ لِرَمْلِكَ أَنْ كُنْتُمْ إِسْنَادًا
 مُعْتَمَدًا حَتَّى تَرَى فِيهِ السَّمْعَ مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى آخِرِهِ وَذَلِكَ أَنَّ الْحَدِيثَ الْوَارِدَ عَلَيْكَ بِإِسْنَادٍ
 هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ بَيِّنِينَ نَعْلَمُ أَنَّ هِشَامًا قَدْ سَمِعَ مِنْ أَبِيهِ وَأَنَّ أَبَا
 قَدْ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ كَمَا نَعْلَمُ أَنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَمِعَتْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ يَكُونُ
 إِذَا كُنْهُمْ هِشَامٌ فِي رِوَايَةٍ يَرْوِيهَا عَنْ أَبِيهِ سَمِعَتْ وَأَخْبَرَنِي أَنَّ كُنْ كُنْتُ بَيْتَهُ وَبَيْنَ أَبِيهِ
 فِي تِلْكَ الرِّوَايَةِ إِنَّمَا أَخْبَرَهُ بِهَا عَنْ أَبِيهِ وَلَمْ يَسْمَعْهَا هُوَ مِنْ أَبِيهِ كَمَا أَحَبَّ أَنْ
 يَرْوِيَهَا مُرْسَلًا وَلَا يَسْنِدُهَا إِلَى مَنْ سَمِعَهَا مِنْهُ وَكَمَا يُمكنُ ذَلِكَ فِي هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ أَيْضًا
 مُمكنُ فِي أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَكَذَلِكَ كُلُّ إِسْنَادٍ لِحَدِيثٍ لَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ سَمَاعٍ بَعْضُ صُرْمٍ مِنْ
 بَعْضٍ وَإِنْ كَانَ قَدْ عُرِفَ فِي الْجُمْلَةِ أَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ قَدْ سَمِعَ مِنْ صَاحِبِهِ سَمَاعًا كَثِيرًا
 بِكَافٍ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ أَنْ يُدْرِكَ فِي بَعْضِ الرِّوَايَةِ فَيَسْمَعُ مِنْ غَيْرِهِ عَنْهُ بَعْضُ أَحَادِيثِهِ
 ثُمَّ يَرْوِيهَا عَنْهُ أَحْيَانًا وَكَأَنَّهُ سَمِعَ مِنْهُ وَيَسْطَرُ أَحْيَانًا فَيُسَمِّي الرَّجُلَ الَّذِي جَلَسَ عَنْهُ الْحَدِيثَ
 وَيُتَرَكُ إِلَّا بِرِوَايَةِ مَنْ يَرْوِيهَا عَنْهُ كَوَصُفِ كَرْنِي اِرْسَالِ حُجَّتِ بَعْضُ بَعْضٍ كِي عِلَّتْ
 حُرْفُ ابْنِ مَالٍ كَالْمَنْ بَرْنَاهُ (جیسے اوس نے خود کہا کہ جب سماع ثابت نہ ہو تو وہ روایت حجت نہ ہوگی کیونکہ ممکن ہے
 اس کا مرسل ہونا) تو لازم آتا ہے کہ تو کسی اسناد و معنی کو نہ مانے جب تک اس کا اول سلیکھ اخیر تک اوس میں اتھیر نہ ہو
 کی (یعنی ہر راوی دوسرے سے روایت کرے کہ میں نے اُس سے سنا مثلاً جو حدیث ہم کو پہنچی ہشام کی روایت ہے

اوس کے ابو بابر عہدہ سے اوس حضرت عائشہ سے تو ہم یقیناً جانتے ہیں کہ ہشام نے ابو بابر سے سنا ہے اور اگر بابر عہدہ
 نے حضرت عائشہ سے سنا ہے جس پر اس بات کو باقیین جانتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 سنا باوجود اس کے احتمال ہے کہ اگر کسی روایت میں ہشام یوں کہو کہ میں نے عہدہ کو سنا ہے یا عہدہ نے مجھ کو خبر دی۔
 (بلکہ صرف عن عہدہ کہے) تو ہشام اور عہدہ کے بیچ میں ایک اور شخص ہو جس نے عہدہ کو سنکر ہشام کو خبر دی ہو اور
 خود ہشام نے اپنے باپ کو اُس روایت کو سنا ہو لیکن ہشام نے اس کو رسماً روایت کرنا چاہا اور جس کے ذریعہ سے
 سنا اس کا ذکر نامنا سبب جانا اور جیسے یہ جمال ہشام اور عہدہ کے بیچ میں ہے ویسی ہی عہدہ اور حضرت عائشہ کے بیچ
 میں بھی ہو سکتا ہے اس طرح ہر ایک سادہ میں جبین سماع کی تصریح نہیں اگرچہ یہ بات معلوم ہو کہ ایک دوسرے
 سے بہت روایتیں سنی ہیں مگر یہ ہو سکتا ہے کہ بعضی روایتیں اوس سے نہ سنی ہوں بلکہ کسی اور کو ذریعہ سے سنکر
 اوس کو رسماً نقل کیا ہو جس کے ذریعہ سے سنا اس کا نام نہ لیا اور کہی اسے احتمال کو رفع کرنے کے لیے اور اس کا نام ہی
 دیا اور ارسال کو ترک کیا (۱) حاصل جواب یہ ہے کہ جب احتمال ارسال کا حدیث کو حجت نہ ہو گئے لیے کافی ہوا
 تو احتمال تو وہاں بھی موجود ہے جہاں ایک اوی کی ملاقات دوسرے کو سی سبب ثابت ہو جاوے کیونکہ ملاقات
 کا ہونا اس بات کو مستلزم نہیں کہ تمام حدیثیں اس کی روایت کی ہو مگر جنہوں کو اوی سے سن لی ہوں جائز ہے کہ کچھ اس کے
 سے خود کچھ اور لوگوں کو دوسرے کو سنی تو ملاقات کا معلوم ہونا بھی احتمال رفع کرنے کے لیے کافی نہوا ہے اس
 شرط لگانے سے محال ہی کیا ہوا بلکہ اور ضرر پیدا ہوا کہ ہزاروں صحیحہ متصل روایتیں جو جعین کے ساتھ مروی ہیں
 ایک بنیاد احتمال سے بیکار ہو گئیں۔ مخالف ہر کا جواب یہ دیکھنا ہے کہ مطلق احتمال رفع اتصال کے لیے کافی نہیں جب
 ملاقات ثابت ہو گئی تو جانب اتصال کو ترجیح ہے اور جانب سال مخرج تو اعتبار اتصال ہی کا ہو گا کیونکہ وہی ظاہر
 ہے اور ظن غالب بھی اسی کا ہے اس لیے کہ راوی مدین نہیں بظان اُس صورت کے جہاں ملاقات ایک یا یہ بھی ثابت نہیں
 ہوئی وہاں جانب اتصال اور ارسال دونوں مساوی ہیں اس لیے شک اور تردد پیدا اور وہ مستلزم ہی روایت کو
 موقوف ہو کر وہاں کہنا کہ اَمِنْ هَذَا مَوْجُوْدٌ فِي الْحَدِيثِ مُسْتَفِيضٌ مِنْ فِعْلِ نِقَابَاتِ الْحَدِيثِ نَبِيْنَ
 اَمَلَهُ اَهْلُ الْعِلْمِ وَسَدَّ كَرْمَهُنْ رُوَايَاتُهُمْ عَنِ الْمَجْلَةِ الَّتِي ذَكَرْنَا عَدَدًا كَثِيرًا لَهَا عَلَى
 اَكْثَرِ مَرَّةٍ اِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى فَمِنْ ذَلِكَ اَنْ اَيُّوْبَ التَّحْتَنِيَانِي وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَكَيْفَاؤُنْ مُنْزِلُ
 وَجْمَاعَةِ عَلِيٍّ وَهَمَزُ رُوَاغُنْ هِشَامُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ كُنْتُ اَطْلُبُ رَسُوْلَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِحُزْمِهِ بِأَحْبَبٍ مَا أَحْبَبْتُ فَرَوَيْ هَذِهِ النَّوَايَةُ بِعَيْنِهَا اللَّيْثُ بْنُ

سَعْدُ بْنُ دَاوُدَ الْعَقَدِيُّ وَحُمَيْدُ بْنُ أَسْوَدٍ وَهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ وَأَبُو سَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ
أَخْبَرَنِي عُمَانُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجِمُهُ إمام مسلم قرآن
میں کہ عثمان جو ہم نے بیان کیا (صرف فرضی اور خیالی نہیں ہے) بلکہ موجودہ ہر حدیث میں بخاری سے بہت سہولت
فقہ محدثین کی روایتوں میں ہم تہوڑی سی ایسی روایتیں بیان کرتے ہیں خدا چاہے تو ان سے دلیل پوری
ہوگی بہت سی روایتوں پر پہلی روایت وہ ہے جو ابوبسختیانی اور ابن مبارک اور کعبہ اور ابن نمیر اور ایک
جماعت (انہو) ہشام سے نقل کے اوس نے اپنے باپ عروہ سے اوس نے حضرت عائشہ سے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کو ہوتی وقت اور احرام باندھتی وقت جو سب عمدہ جھکو ملتی۔ اسی روایت کو بعینہ
لیث بن سعد اور داؤد غطار اور یسید بن الاسود اور یسید بن خالد اور ابوسامہ ہشام سے روایت کیا کہنا
ہشام نے خبر دی ہے کہ عثمان بن عروہ نے اوس سے اس سے اس سے حضرت عائشہ سے **ف** تو ہشام اور عروہ کے
بچہ ہیں عثمان بن عروہ کا واسطہ نقل کیا اور پہلی اسناد میں عثمان کا واسطہ نہیں ہے صرف ہشام سے عروہ سے
حالانکہ پہلی اسناد کو نقل کرنا واسطہ حدیث کا بڑے بڑے امام ہیں ان سب سے غلطی نہیں ہو سکتی تو ضرور ہے
یہ بات کہ اس روایت کو ہشام نے خود عروہ سے نہیں سنا بلکہ عثمان کے واسطہ سے لیکن کبھی ہشام نے اسکو سنا
عروہ سے نقل کیا اور کبھی سند عثمان سے اگرچہ اس مقام میں یہ احتمال ہی ہے کہ ہشام نے اسکو پہلے عثمان کے واسطہ
سے سنا ہو یہ خود عروہ سے ملکہ بلا واسطہ ہی ان سے لیا ورنہ ہی ہشام سے اس سے عائشہ
كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَعْتَكَفَ يُدْنِي إِلَيَّ ذِرَاسَهُ مَا رَجُلُهُ وَأَنَا حَاضِرٌ
فَرَدَّ أَهْلُ بَيْتِنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجِمُهُ دوسری روایت ہشام کی ہے اپنے باپ عروہ سے اوس نے عائشہ سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جب عتکاف میں ہوتے تو اپنا سر میرے طرف کو جھکا دیتے میں آپ کے سر میں لگ جاتی
اسی روایت کو بعینہ امام مالک نے زہری سے روایت کیا ہے اوس نے عروہ سے اوس نے عمرہ سے اوس نے عائشہ سے
انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** تو امام مالک کی روایت میں عروہ اور عائشہ کے بیچ میں ایک
واسطہ ہے عمرہ کا جو پہلے اسناد میں نہیں ہے نووی نے کہا اس حدیث سے کسی بات میں معلوم نہیں ایک یہ حالت
عورت کہ اگر عتکاف میں اور اس سے علیہ السلام کا اتفاق ہے اور ابویوسف نے منقول ہے کہ حالت عتکاف میں نہ ہوتی ہے وہ
روایت میں نہیں دو سرے یہ کہ مستکلف اپنے بالوں میں لٹکی کر سکتا ہے مگر یہ کہ اپنی عورت کی طرف دیکھ سکتا ہے

اور اس کے چہرہ پر مسکنا ہو بغیر شہوت کو دزدی الزہری وصالح بن ابی حسان عن ابی سلمہ عن عائشہ
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقبل وھو صائم فقال یحیی بن ابی کثیر فی ہذا الخبر فی
 القبلۃ أخبرنی ابوسلمۃ بن عبد الرحمن ان عبد بن عبد الغزیز الخبیر کہ ان عمرہ
 أخبرہ ان عائشہ أخبرتہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقبلہا وھو صائم وھو
 تیسری روایت وہ ہے جو زہری اور صالح بن ابی حسان نے **ف** اور ایک نسخہ میں صالح بن کیسان اور غلط
 ہے صحیح صالح بن ابی حسان نے اس کی اسکو روایت کیا ابن ابی سبک اور ابن ابی دویب اور صالح بن ابی حسان
 سے اس کے ابوسلمہ سرمدی نے بخاری سے نقل کیا کہ صالح بن ابی حسان نے اس سے اور صالح بن حسان ابی حارثہ
 دوسرا نسخہ حضور کہ وہ بھی ابوسلمہ سے روایت کرتا جو وہ ضعیف ہے (نزدی) **ف** ابوسلمہ سے نقل کیا اس کے عائشہ سے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوس لیتے تھے اور آپ روزہ دار تھے یحیی بن ابی کثیر نے اسی بوس کی حدیث کو یوں روایت
 کیا خبری مجھ ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے انکو خبر دی عمر بن عبد الغزیز نے اون کو خبر دی عروہ نے انکو خبر دی عائشہ سے
 نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکا بوس لیتے اور آپ روزہ دار تھے **ف** یحیی بن ابی کثیر نے ابوسلمہ اور عائشہ
 کے پیروں میں دو واسطے اور نقل کیے عمر بن عبد الغزیز اور عروہ کا اور یہ دونوں واسطے پہلے اسناد میں نہیں ہیں اس اسناد
 میں ایک اور بات ہے وہ یہ کہ چاروں راوی یحیی اور ابوسلمہ اور عمر بن عبد الغزیز اور عروہ تابعین میں ہیں
 اور ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں دوسرا طبع یہ کہ ابوسلمہ بغیر عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عوف کبار تابعین میں
 سے ہیں اور عمر بن عبد الغزیز انکی نسبت سے واسطے میں کم ہیں پر وہ ان سے روایت کرتے ہیں وروکی بن
 عیینہ وکعب بن عکرم وبن ذینار عن جابر قال اطعمنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 لحم الخیل وکفانا عن شؤم الخمر الاھلیۃ فزاکا کھا بن زید عن عمر عن محمد
 ابن علی عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھذا الخوف فی الروایات کثیر یسے کثر
 بعد اذ کا وقتما ذکرنا منھا کفایۃ لکن دی الفہم ترجمہ جو پیش روایت وہ ہے جو صفیان بن عیینہ وغیرہ
 عمر بن زینار کی انہوں نے جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو کھلایا کھڑو کا گوشت اور منع کیا کہ ہم
 گوشت سے کسی حدیث کے حاد بن زید نے روایت کیا عمر سے انہوں نے محمد بن علی (یعنی امام باقر) سے انہوں نے جابر سے
 (وحداد بن زید نے عمر بن زینار اور جابر کے پیروں میں ایک واسطہ اور نقل کیا محمد بن علی کا جو پہلا اسناد میں نہیں) اور
 اس قسم کی حدیثیں بہت ہیں جنکا شمار کثیر ہے اور جتنی ہم نے بیان کی ہیں وہ مسجد الون کے لیے کافی ہیں فاذا کان

الرکعة عند من وصفنا قوله قبل في كتاب الحديث وتوحيده إذا لم يعلم أن الراوي قد
 سمع ممن روى عنه فبذلك كان الأرسال فيه أن ما ترك إلا احتياج في زيادة قوله
 برواية من يعلم أنه قد سمع ممن قد روى عنه إلا في نفس الخبر الذي فيه ذكر
 السماع لما بيننا من قبل عن الأئمة الذين نقلوا الأخبار أنه كانت لهم نارات يروون
 فيها الحديث الراسل ولا يدركون من سمعوا منه وقاسرت يثبطون فيها فيسندون
 الخبر على هيئة ما سمعوا فيروون بالذوال فيه إن تولوا وبالصعود إن صعدوا وكما
 ذكرنا ذلك عنهم في حرمه بعبث من خفض في الحديث في قولنا في بيان ما حديث في خرابي أو
 توهم في يدهي في ذلك أو في كاسح جب سرور اوی و معلوم نهوا و ارسال ممکن ہے تو اس قول کے بوجہ
 اسکو لازم آتا ہے ترک کرنا محبت کا اور نہ توہین کے ساتھ جبکہ اوی کاسح و سر سے معلوم ہو چکا
 (برفاس اس روایت میں سماع کی تصریح نہیں) البتہ اس شخص کے نزدیک صرف وہی روایت ہوگی جس میں سماع
 کی تصریح ہو کیونکہ اوپر ہم بیان کر چکے کہ حدیث کو روایت کرنا والے اماموں کا حال مختلف ہوتا کہ بعض تو دوسرا
 کرتے اور جس سے انہوں نے سنا ہوتا اسکا نام نہ لیتے اور کہیں خوش ہوتے اور حدیث کا پورا اسناد جس طرح سے
 انہوں نے سنا ہی بیان کر دیتے بہر اگر انکو اتارنا ہوتا تو اتار بتلاتے اور جو چڑھا ہوتا چڑھاؤ بتلاتے اور جسے
 صاف بیان کر چکے **ف** اتار اور چڑھاؤ سے مقصود یہ کہ اگر سند عالی ہوئی اور واسطہ کم ہوئے تو چڑھاؤ
 ہوا اور جب سند عالی نہ ہوئی اور واسطہ زیادہ ہو کر تو اتار ہوا و معلوم ہوتا احادیث میں الأئمة السلف ممکن
 يستعمل الأخبار ويتفقد حجة الأسماء وسقم ما مثل أبواب الشيخية في باب من عفا
 مالك بن أنس وشعبة بن الحجاج و يحيى بن سعيد القطان و عبد الرحمن بن محمد بن عيسى و من بعد
 هم من أهل الحديث فلتشرو عن موضع السماع في الأسماء كما أذاعه الذي و وصفنا قوله من
 قبل و إنما كان تفقد من تفقد منهم سماع رواة الحديث ممن روى عنهم إذا كان
 الراوي ممن عسى بالتدليس في الحديث وشهره في حديثين يجهلون عن سماعه في روايته
 ويتفقدون ذلك منه في تدرج عنهم علة التدليس فاما أتباع ذلك من غير تدليس على
 الوجه الذي زعم من حديثنا قوله فما سمعنا ذلك ممن سمعنا ولم نسمعه من الأئمة من بعدهم
 نے سلف کو اماموں بن جو حدیث کو استعمال کرتے تھے اسناد کی صحت اور سقم کو نہایت توجہ سے دیکھتے تھے

واما
 بعضی

فمن التبعي والى
 ۱۰۸

اور ابن عون اور مالک بن انس اور شعبہ بن حجاج اور یحییٰ بن سعید قطان اور عبد الرحمن بن مہدی اور جو ان کے بعد
ہیں سیکو نہیں سنا کہ وہ اسناد میں سماع کی تحقیق کرتے ہوں مگر یہ شخص دعویٰ کرتا ہے کہ جاکا قول اور پرہم نے بیان کیا
البتہ جنہوں نے ان میں سے اور اولوں کی سماع کی تحقیقات کی ہے تو وہ ان سے اولوں کے جو مشہور ہیں تالیس میں اس وقت
بیشک اس سے اور اولوں کے سماع سے بحث کرتے ہیں اور اس کی دریافت کرتے ہیں تاکہ ان سے تالیس کا مرض دور ہو لیکن
سماع کی تحقیق اس سے اور یحییٰ بن جابر سے نہ ہو جس طرح اس شخص نے بیان کیا تو یہ بہتر کسی امام سے نہیں سنا اولیٰ امرو
میں سے جکا ذکر نہ ہو کیا اور جکا نہیں کیا کہین ذلک ان عبد اللہ بن یزید الاکصاری وقد راٰ اٰی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قد روی عنہ حدیثہ وعن اٰی مسعود الاکصاری وعن کل واحد منہما
حدیثا یستدلان الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولکن فی روایتہ عنہما ذکر التمام منہما ولا
حفظنا فی شیء من الایات ان عبد اللہ بن یزید شاکہ حدیثہ واما مسعود حدیثہ فطو
لا وجہ فا ذکر روایتہ آیا ہمارا فی روایتہ عنہما ولم یسمعن عن احدهما من اهل العلم ممن مضی
ولا من ادرکنا انک طعن فی ہکین الخبرین اللذین کوہما عبد اللہ بن یزید عن حدیثہ
واٰی مسعود یضعف فیما بکل ہما وما اشبهہما عند من لا قینا من اهل العلم بالحدیث
صحاح کما تریہ فی قولہ استعمل ما نقل بہا والا حی حاج بہا انت من سنن ہذا کا روای
فی زعم من حکمنا قولہ من قبل واهیکہ منہما کہ کحی یشیب سماع الی وئی عن
روای ترجمہ میں قسم کی روایت میں عبد اللہ بن یزید انصاری کی روایت ہے (جو خود صحابی ہیں) انہوں نے دیکھا کہ
یہ قول عبد اللہ بن یزید سلم کہ اور روایت کی ہے خذیفہ بن الیمان اور ابو مسعود (عقبہ بن عمرو انصاری برمی) اس کا
ایک سوا ایک ایک حدیث ہے کہ انہوں نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ف ابو مسعود انہوں نے فقہ
الرجل علی اہلہ کی حدیث روایت کی ہے جس کو بخاری اور سلم دونوں نے اپنی کتابوں میں نقل کیا اور خذیفہ
وہ حدیث روایت کی ہے اخیر بن النبی سلم اللہ علیہ وسلم باہو کا سن اخیر کہ جس کو سلم نے نقل کیا ہے تو عبد اللہ بن
یزید صحابی ہیں انہوں نے روایت کیا خذیفہ اور ابو مسعود کی جو شخص صحابی ہیں ف پراون و یزید میں
اس بات کی تصریح نہیں کہ عبد اللہ بن یزید سنان دونوں سے (یعنی خذیفہ اور ابو مسعود سے) سنا اور نہ کسی روایت میں
ہم نے یہ بات پائی کہ عبد اللہ بن یزید اور ابو مسعود سے روایت کی اور ان کو ہی حدیث سنی اور نہ کہیں ہم نے پایا کہ عبد
نے اولیٰ دونوں کو دیکھا کسی خاص روایت میں (مگر چونکہ عبد اللہ بن یزید صحابی تھے اور ان کا سن اتنا تھا کہ ان کا نام ان کی

حذیفہ اور ابو سعود سے روایت عن کے ساتھ محمد بن جریقان پر تو صرف ایک مکان ملاقات کافی ہوا جیسو امام
 مسلم کا مذہب ہے اور کسی علم والے سے نہیں سنا گیا نہ انکو لوگوں سے نہ ادا کے جن سے ہم نے میں کہ انہوں نے طعن کیا ہوا ان
 دونوں حدیثوں میں جسکو عبد اللہ نے روایت کیا حذیفہ اور ابی سعود کے ضعیف ہیں بلکہ یہ حدیثیں اور جو انکو مشابہ
 ہیں مسیح حدیثوں میں سے ہیں اور قوی ہیں ان ماسون کے نزدیک جن سے ہم نے میں اور وہ انکا استعمال جائز کرتے ہیں
 اور ان سے حجت لیتے ہیں حالانکہ یہی حدیثیں اس شخص کے نزدیک کما قول اور پیغمبر بیان کیا (جو ثبوت ملاقات بشرط
 کرنا ہے) اور ابی بن اور یحییٰ بن جب تاک سماع عبد اللہ کا حذیفہ اور ابو سعود سے مستحق نہیں ولو ذہبنا عن عبد اللہ
 الصالح عند اہل العلم یمنون بزعیمہ ہذا القائل وخصمہما الخیرنا عن فقہی ذکرہا وخصمہما
 کلہما ان الذکا احبنا ان تنصب منہما عدداً یکون سیمۃ لمن سکنا عنہ منہا رحمہ اور اگر ہم سے
 حدیثوں کو جو اہل علم کے نزدیک صحیح ہیں اور اس شخص کے نزدیک ضعیف ہیں بیان کریں تو انکو ذکر کرتے کرتے ہم نہ کہ
 انہوں کو (مستعد کرتے ہیں) لیکن ہم جانتے ہیں کہ تھوڑی اون میں سے بیان کریں تاکہ باقی کے لیے وہ نمونہ ہوں
 و ہذا ابو عثمان التھدی و ابو ذراع الصانع و ہما ممن ادرک الجاہلیۃ و صحبا اصحاب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من البدیعین ہلم سجدوا و قلا عنہم الاخبار حتی ذکرنا الی امثل
 ابی ہریرۃ و ابن مسعود و ذوقہما قد اسند کواحد منہما عن ابی بن کعب عن النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم حدیثاً و لک فی روائتہ یحییٰ انہما عاینا ابیاً و سمعنا منہ شیعۃ رحمہ ابو عثمان
 نہدی (عبدالرحمن بن ابی جویہ) ایک سو تیس برس کا ہو کر مرے اور ابو ذراع صانع (شیخ ہاشمی) ان دونوں نے
 زمانہ نبویؐ کا پایا ہے (لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں نہ ہوئی ایسے لوگوں کو خسر کہتے ہیں)
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے بدری صحابیوں سے میں ہیں اور روایتیں کی ہیں پھر اون کو ذکر کر اور
 صحابہ کو یہ نہ کہ ابو ہریرہ اور ابن عمر اور ابی مائدہ صحابیوں سے ان میں سے ہر ایک ایک حدیث ابی بن کعب سے روایت
 کی ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حالانکہ کسی روایت سے یہ بات ثابت نہیں ہوئی کہ ان دونوں نے ابی بن کعب
 کو دیکھا یا اون سے سنا کہ و اسند ابو ہریرۃ و الشیبانی و ہو ممن ادرک الجاہلیۃ و کان فی زمن النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم رجلاً و ابو معمر عند اللہ بن سجدۃ کل واحد منہما عن ابی مسعود
 الاکابر عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیثاً و اسند عبد بن عمار عن ام سلمۃ زوجہ
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیثاً و عبد بن عمار عن ابی مسعود

اللہ علیہ وسلم واسند قیس بن ابی حازم وقد اذکر زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن
 ابو مسعود الانصاری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلثة اخبار واسند عبد الرحمن بن ابی
 لیلی وقد حفظ عن عمر بن الخطاب صحیح علیا عن انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم حدیثا واسند رفیعی بن حراش عن عثمان بن حصین عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 حدیثین وعن ابی بکر صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا وقد سمعہ ربعی عن علی بن
 ابی طالب روى عنه واسند کاف عن جابر بن مطعم عن ابی شریح الخنسی عن النبی صلی
 اللہ علیہ وسلم حدیثا واسند النعمان بن ابی عیاش عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ
 ثلثة احادیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم واسند عطاء بن یرید اللیثی عن حماد بن
 عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا واسند سلیمان بن یسار عن زافع بن خدیج عن النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا واسند حمید بن عبد الرحمن الحمیری عن ابی ہریرہ عن
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم احادیث رحمہ اور ابو عمرو شیبانی (سعد بن ابیاس) نے جس نے جاہلیت
 کا زمانہ پایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو ان مردہا اور ابو عمر عبد اللہ بن
 نے ان میں سے دو حدیثیں ابو مسعود انصاری روایت کیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی
 ام المومنین ام سلمہ سے ایک حدیث روایت کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی
 صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ان میں سے ابی حازم نے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے ابو مسعود
 انصاری سے تین حدیثیں روایت کی اور عبد الرحمن بن ابی لیلی نے جس نے حضرت عمر سے سنا ہے اور حضرت علی کی
 صحبت میں ایک حدیث انس بن سیرم روایت کی اور ربعی بن جہش نے عمر ان بن حصین سے دو حدیثیں روایت کیں
 انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور ابو بکر سے ایک حدیث انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی
 نے حضرت علی سے سنا ہے اور ان سے روایت کی ہے اور نافع بن جبیر بن مطعم نے ابو شریح خنسی سے ایک حدیث روایت
 کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور لغمان بن ابی عیاش نے ابو سعید خدری سے تین حدیثیں روایت کیں انہوں
 نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور عطاء بن یرید لیش نے امیر داری سے ایک حدیث روایت کی انہوں نے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور سلیمان بن یسار نے نافع بن خدیج سے ایک حدیث روایت کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم سے روایت کی ان سب حدیثوں کو نووی نے اپنی شرح میں نقل کیا ہے مگر اکثر حدیثیں انہیں کی مسلم نے آگے

تہ
 صفحہ

۴۴ اور حدیثیں جو انہوں نے روایت کیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی

نقل کی ہیں اس لیے جو نقل میں ہے اور کہ بیان نہیں کیا اور غرض ان سب ماورین کی ذکر کرنے کی یہ کہ یہ سبانی
 باعتبار اس اور عمر کجی لگوں کہ روایت کی ہر ایک میں ہر ایک اسناد اور ملاقات کرنا ثابت نہیں ہوا حالانکہ محدثین
 نے ان دو ائمہ کو قبول کیا ہے اور انکو صحیح کہا ہے تو معلوم ہوا کہ صرف اسکا سماع کافی ہے ثبوت سماع ضرور نہیں
 فَمَنْ كُنْ مِنْ النَّاسِ الَّذِينَ يَنْصَبُونَ رِوَايَةً عَنْ عَرَفَةَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ
 سَمَاعُ عَلَمَانَا مِنْهُمْ فِي رِوَايَةٍ بَعْضُهَا وَأَنَّ هُمْ لَقَوْهُمْ فِي نَفْسِ خَابِرٍ بَعْضُهُمْ وَهِيَ اسَانِيدُ
 عِنْدَ دَوِيِّ الْمَعْرِفَةِ بِالْأَخْبَارِ وَالرِّوَايَاتِ مِنْ حِجَالِ الْأَسَانِيدِ لَا تَعْلَمُ هُمْ وَهَتُوا مِنْهَا كَثِيرًا
 قَطُّ وَلَا تَقْصُرُ فِيهَا سَمَاعُ بَعْضُهُمْ مِنْ تَقْوِي إِذْ الشَّمَاعُ لَكُمْ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْ صَاحِبِ عَيْنِ
 مُسْتَكْبِرٍ يَكُنْ يَنْصَبُ جَمِيعًا كَانُوا فِي الْعَصْرِ الَّذِي اتَّفَقُوا فِيهِ وَكَانَ هَذَا الْقَوْلُ الَّذِي أَحَدُكَ الْمَقَالَةُ
 الَّذِي حَكَيْتُكَ فِي تَوْهِيْدِ الْأَحَدِيَّةِ بِالْعِلَّةِ الَّتِي رَضِفَ أَقْلٌ مِنْ أَنْ يَخْرُجَ عَلَيْهِ وَيُنَاسِرَ ذِكْرُكَ
 إِذْ كَانَ قَوْلُكَ مُحَمَّدًا وَلَا مَا خَلَقْنَا لَمْ يَنْقُلْهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ سَلَفَ كَيْسْتَكْبِرُ مَنْ جَعَلَ هُمْ
 خَلَقَ فَلَا حَاجَةَ بِنَا فِي دَرْجَةِ بَاكَ ثُمَّ مَا سَخَّرَ إِذْ كَانَ قَدَرُ الْمَقَالَةِ وَقَالِهَا الْقَدْرُ الَّذِي وَصَفْنَا
 وَاللَّهُ السُّتْعَانُ عَلَى دَفْعِ مَا خَالَفَهُ مِنْ هَبِ الْعُلَمَاءِ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ لِأَنَّ رَأْسَهُ لِلَّهِ

نہ
 کات
 و
 و

تو ترجمہ یہ سبانی جنہوں نے صحابہ کو روایت کی ہر ایک کا ذکر ہم نے اور کیا اور ان کا سماع ان صحابہ کو کسی حدیث میں
 معلوم نہیں ہوا ملاقات کی اور صحابہ کو ساتھ کسی روایت سے ظاہر ہوئی باوجود کہ یہ سب ائمہ حدیث اور روایت
 کے پہچاننے والوں کے نزدیک (یعنی اس حدیث کے نزدیک) صحیح اسناد میں اور ہم نہیں جاننے کہ کسینور ان میں سے
 کسی روایت کو ان میں مصنف کیا ہو یا اس میں سماع کی تلاش کی ہو اس کی کس سماع ممکن ہے اسکا انکار نہیں
 ہو سکتا کیونکہ وہ دو دونوں ایک نامے میں موجود تھے اور یہ قول جبکہ اس شخص نے نکالا ہے جبکہ بیان اور ہم نے کسی حدیث
 کے مصنف ہوئے لیے اس علت کی وجہ سے جو مذکور ہوئی اس لائق بھی نہیں کہ اوسط طائفت کے میں یا اسکا ذکر کرے
 اس لیے کہ یہ قول بنا نکلا ہے اور غلط اور فاسد ہے کوئی اہل علم میں سے اسکا قائل نہیں ہوا اور جو لوگ سلف کے بعد
 انہوں نے اسکا انکار کیا تو اس سے زیادہ اسکی رد کرنے کی حاجت نہیں جب اس قول کی اور اس کے گنہگاروں کی
 یہ وقت ہے جس پر بیان ہوئی اور اسے مدد کرنے والا ہو اسکا کھرد کرنے کے لیے جو عالموں کے مذہب کے خلاف ہے اور سچی
 پرہیز و سادگی - تمام ہر مقدمہ کہ کتاب میں اس شروع ہوتا ہے بیان ایمان کا جو اصل ہے تمام اعمال کا اور جس پر موقوف ہے
 نجات آخرت کو فدا ہو جائے

کتاب الایمان

وہ کہ یہ سبانی جنہوں نے صحابہ کو روایت کی ہر ایک کا ذکر ہم نے اور کیا اور ان کا سماع ان صحابہ کو کسی حدیث میں

نہ
 کات
 و
 و

خطابی نے کہا کہ اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ ایمان اور اسلام ایک ہی اور نہ دوسری نے کہا کہ اسلام مذہب ان
 سوا قرار کرنا ہے اور ایمان اعمال صالحہ کو کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ اسلام عام ہے اور ایمان خاص تو ہر مومن مسلم ہر یک کو
 ہر مسلم کو مومن ہونا ضرور نہیں ایمان کی اصل تصدیق ہے یعنی دل سے یقین کرنا اور اسلام کی اصل فرمانبرداری ہے
 یعنی اطاعت کرنا تو کہی آدمی ظاہر میں طیع ہو تا ہے پر دل میں اور یقین نہیں ہوتا وہ مسلم ہے نہ مومن ہے
 ایمان اصطلاح مستشرقین میں یہ ہے کہ دل سے یقین کرے اور زبان سے اقرار کرے اور اعمال کو کاہتہ پاؤں لگا دے اگر کسی
 اسی لیے ایمان گھٹتا بڑھتا ہے اور یہی مذہب اہل سنت کا اور اس کی دلیل بہت سی آیتیں اور حدیثیں ہیں اور
 مرتبہ کا قول ہے کہ ایمان صرف قول کا نام ہے اور اعمال صالحہ ایمان میں داخل نہیں اسی لیے ایمان نہ گھٹتا ہے
 نہ بڑھتا ہے اور حنفیہ اسے اس باب میں موافق ہوئے ہیں مرتبہ کے مگر فرق یہ ہے کہ حنفیہ اعمال صالحہ کو عذاب سے بچنے کے
 لیے ضرور جانتے ہیں اور مرتبہ کہتے ہیں کہ اعمال کی ضرورت نہیں اور ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرور نہیں کرتا اور
 جو لوگ خلاف احادیث صحیحہ اور آیات قرآنیہ کے اس بات کو قائل ہوئے ہیں کہ ایمان میں زیادتی اور کمی نہیں ہوتی
 اس لیے کہ ایمان صرف تصدیق قلبی اور یقین کو کہتے ہیں انہوں نے غور نہیں کیا اس لیے کہ تصدیق اور یقین دونوں
 صفات نفسانی ہیں اور ہمیشہ صفات نفسانی جیسے ریچ اور غصہ اور محبت اور عداوت میں زیادتی اور کمی ہوتی ہے
 ہے پس اس طرح دلائل میں غور کرنے سے یقین میں بھی کمی اور بیشی ہوتی ہے بعضوں نے کہا کہ کمی اور بیشی نہیں ہوتی بلکہ بعض
 ہے کہ نسبت میں کمی بیشی نہیں ہوتی لیکن کیفیت میں تو کمی اور بیشی ہونا ضرور ہے کیونکہ ایمان حتمیہ کا ہر محقق کے
 ایمان کے برابر نہیں ہو سکتا اس طرح ایمان مادی عالی آدمی کا اور ایمان انبیاء اور اولیاء کا کیونکر برابر ہو سکتا ہے
 اب علمائے اتفاق کیا ہر اس بات پر کہ مومن جسے حکم کیا جاوے گا اہل قلبہ ہو نیگا اور جو ہمیشہ جہنم میں نہ رہیگا وہ شخص ہے
 جو اپنے قلب سے یقین کرے دین اسلام کے حق ہونے پر اور اس میں شک نہ کرے اور زبان سے اقرار کرے اسے جل جلالہ کی
 توحید اور انحصار مہر کی رسالت کا ابا اگر ایک بات کا اقرار کرے یعنی فقط توحید یا فقط رسالت کا تو وہ مومن نہ ہوگا
 اور بعضوں نے کہا اگر فقط توحید کا اقرار کرے تو وہ مسلم ہوگا اور اوص سے کہا جاوے گا رسالت کا اقرار کے لیے پھر اگر وہ انکار
 کرے تو مرتد و جب القتل ہوگا اسی طرح جو شخص اہل قلبہ میں سے ہو وہ کسی گناہ کی وجہ سے کہ مرتد ہوگا نہ کسی بدعت کی
 وجہ سے یعنی اس کی تکفیر نہ کر نیگے البتہ اگر اسلام کو کسی ضروری رکن کا انکار کرے جس کا ثبوت بتواتر اور اتفاق ہے
 جیسے نماز یا روزہ کی فرضیت کا یا حرم کی حرمت کا یا زنا یا ناحق قتل کی حرمت کا تو وہ کافر کہا جاوے گا (نوری)
 باختصار مع زیادہ) قَالَ لَا إِسْلَامَ لَكُمْ أَجْمَعِينَ مُسْلِمُونَ الْحَاجُّ رَحِمَهُ اللَّهُ يَتَوَلَّى اللَّهُ عَرْشَهُ وَجَلَّ تَبْدِيدُ

وَأَيُّهَا سَيِّدِي وَمَا تَرَفَّقْنَا إِلَّا بِاللَّهِ جَلَّ جَلَالُهُ ۖ إمام ابو حنیفہ بن الحجاج اس کتاب کو مولف فرمایا ہیں
کہ ہم شروع کرتے ہیں کتاب کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے اور اسی کو کافی سمجھ کر اور نہیں سمجھ کر تو رفیق و نیر والا ہو کر
اللہ تعالیٰ بڑا ہے جلالت کا **ف** اب بیان کتاب سلم کی شروع ہوتی ہے مگر ہم نے ترجمہ میں خشیا کی طرح
حدیث کو شناد کو نہیں کہا کیونکہ اسناد و سہی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جو اہل علم اور معرفت ہیں اور عامی لوگ
کو صرف یہی کافی ہے کہ علماء حدیث جس حدیث کو صحیح کہتے ہوں اس پر عمل کرو۔ امام سلم اسناد میں کہ ہیں
حدیثنا اور نہ بنا کہ ہم میں اور کہیں حدیثی اور خبری اس سے امام سلم کی کمال احتیاط حدیث کی روایت میں
معلوم ہوتی ہے حدیثی اور احسن حدیثی وہ ان کہا جاتا ہے جہاں امام سلم نے ایک کسی شیخ سے حدیث
سنی یا کسی بڑے کسناؤ اور حدیثنا اور خبرنا وہ ان جہاں اور لوگوں کے ساتھ حدیث سنی یا بڑے کسناؤ سے
یَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ كَانَ أَوَّلَ مَنْ قَالَ فِي الْقَدْرِ بِالْبَصَرَةِ مَعْبُدُ الْجَعْفَرِيِّ فَأَخَذْتُ أَنَا وَ
حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الرَّحْمَنِيُّ حَاجِبَيْنِ أَوْ مُعْتَمِرَيْنِ فَقُلْنَا لَوَلِيْنَا أَحَدَ الْقَرْنِ أَصْحَابِ سُلَيْمِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَا عَنْهُ يَقُولُ هُوَ عَنِ الْقَدْرِ فَوْقَ لَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ
الْخَطَّابِ دَاخِلًا الْمَسْجِدَ فَكَتَفَتْهُ أَنَا وَصَاحِبِي أَحَدًا عَنْ عَمِيهِ وَأَخْرَجَ عَنْ شَيْخِ الْمَنَافِ
أَنَّ صَاحِبِي سَبَّكَ الْكَلَامَ إِلَيَّ فَقُلْتُ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ إِنَّهُ قَدْ ظَهَرَ قَبْلَنَا نَاسٌ يُقَرُّونَ
الْقُرْآنَ وَيُفْقَرُونَ الْعِلْمَ وَذَكَرَ مِنْ شَأْنِهِمْ وَالْهَمُّ يَرْعَمُونَ أَنَّ الْقَدْرَ وَأَنَّ الْأَمْرَ
أَنْتَ فَقَالَ إِذَا لَيْسَتْ أُولَئِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّي بَرِيٌّ مِنْهُمْ وَالْهَمُّ بَرَاءٌ أَوْ مَيْتٌ وَالَّذِي يَخْلُفُنِي
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ مِثْلَ أَحَدٍ ذَهَبًا فَانْفَقَهُ مَا قَبِلَ اللَّهُ مِنْهُ حَتَّى يُؤْمِنَ بِاللَّهِ
ثُمَّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ بَيْنَمَا كُنَّا مَعَ عَبْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ
طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يَرَى عَلَيْهِ نَازِلَ الشَّعْرِ وَلَا يَمُرُّ
مِنَّا أَحَدٌ حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَدْرَكَ بَيْنَهُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ
عَلَى فخذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَتَقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ
رَمَضَانَ وَتُحِجُّ الْبَيْتَ إِنْ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا قَالَ صَدَقْتَ فَحَبَّبْنَا لَهُ كَيْسَلَهُ وَصِدْقِيهِ
قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِزَارِ

يُفْقَرُونَ
قَالَ

کہاجاوی اور حسن سیر کے ساتھ پسند اور شخص کے جواس جن کو اپنے سنی کرے اور غیر کے لیے ثابت کرے
 امام احمد بن حنبل نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قدر یہ مجھ میں اس امت کو تو نہایت دمی قدر یہ کو مجھ
 کے ساتھ یعنی مجھ میں (فارسی لوگوں) نے دو خالق ثابت کیے ہیں ایک خیر کا اسکونزدان کہتے ہیں اور ایک شر
 کا اوسکو کہتے ہیں اسی طرح قدر یوں کہی شر کا خالق بند کو قرار دیا بلکہ وہ بدترین مجھ میں ہو گیا کہ مجھ میں
 تو دو خالق نکالے اور انہوں نے ہزاروں لاکھوں کروڑوں خالق کر دیے نووی نے کہا یہ حدیث کہ قدر یہ مجھ میں
 امین اس امت کو روایت کیا اوسکو ابو حازم نے ابن عمر سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
 کیا اوسکو ابو داؤد نے اپنی سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں اور کہا کہ صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط اگر ابوجا
 کا سماع ابن عمر سے ثابت ہو جاوی خطابی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدر یہ کو مجھ میں اس لیے کہا کہ ان کا
 مشابہہ مجھ میں ہے نہ ہر ایک کیونکہ مجھ میں دو حصوں کا خالق ہے ایک تو غیر روکشنی دوسری ظلمت یعنی تاریکی اور
 کہتے ہیں کہ خیر و شر کا مصل ہے اور شر ظلمت کا تو وہ بہت پرست اور شر کہ بہتر کسی طرح قدر پسند کرتے ہیں خیر کی
 اللہ کی طرف اور شر کی طرف حالانکہ اللہ جل جلالہ خالق خیر اور شر ہے اور کوئی کام نہ ہو یا پہلا اور
 مشیت اور ارادہ کے نہیں ہوتا تو خیر اور شر دونوں باعتبار خلق کے منسوب ہیں اللہ کی طرف اور باعتبار کسب اور
 فعالیت کو بند کی طرف اور بعض آدمی قضا اور قدر کا مطلب سمجھتے ہیں کہ بندہ بالکل مجبور ہے خدا کی قدر اور قضا
 کے سامنے اور اس کے کسی طرح کا اختیار نہیں یہ فرق جبر یہ کہلاتا ہے جو قدر یہ کی طرح گمراہی اور اہست سے خارج ہے
 حالانکہ قضا و قدر کا یہ مطلب نہیں بلکہ قضا و قدر خدا کا علم ہے کہ بندہ کیسے کام کرے یا پہلا اور کہ بے گناہ پر بند ہو
 نہ کا علم نہیں اس پر سطورہ سے کام اپنی اختیار سے کرتا ہے اور اس کو ثواب یا عذاب ملتا ہے (نووی مع زیادہ) (۱)
 ایسرے میں (جو ایک شہر ہے) و ماہیج فارس پر آباد کیا تھا اوسکو عقب بن خروان حضرت عمر کی خلافت میں سمعانی
 نے کہا بصرہ قہ ہے اہل اسلام کا اور زمانہ عرب کا اور حقیقت بصرہ ایک ایسا شہر ہے کہ جس سے تجارت اہل ہند
 اور فارس کے ساتھ بخوبی قائم ہو سکتی ہے اور شاید اسی مصلحت سے اسی شہر کی بنا ہوئی ہوگی (وہ مسجد چنی تھا
 فاسمعیانی نے کہا بلال انساب میں لکھا ہے کہ چینی نسبت ہے چینیہ کی طرف جو ایک قبیلہ ہے قضا میں سے
 اور اس کا نام زید بن لیث بن سعد بن اسلم بن الحاتم بن قضا تھا کہ لوگ اس کے کوثر میں اور سے بلکہ ایک محلہ
 ہے کوثر میں جو منسوب ہے چینیہ کی طرف اور کہ بصرے میں اترے اور بصرے والوں میں تھا معبد بن خالد چینی جو
 بصری کا شاگرد تھا اور سب پہلے اس کے گھنٹوں کی تقدیر میں کھڑے تھے پھر بصرے والے اس کی راہ چلنے لگے حجاج بن

یوسفؑ اسکو قتل کیا باندہ بکر تقریب میں ہے کہ بعضوں نے کہا اوسکر باپ کا نام عبدالعزیز بن عقیقہ ہے اور بعضوں نے کہا اسکا
 دادا عقیقہ تھا وہ سچا ہے لیکن معنی تھا اسنے اول تقدیر میں گنہگار کی بصیرت میں اور قتل کیا گیا نہ میں **ف**
 تو میں اور حمید بن عبد الرحمن حمیری دونوں ملکر چلے حج یا عمرے کے لیے اور ہم نے کہا کاش ہم کو کئی صحابی رسول خدا صلی
 اللہ علیہ وسلم کا بخوارے جس سے ہم ذکر کریں اوس بات کا جو یہ لوگ کہتے ہیں تقدیر میں تو مل گئی ہے کہ اتفاق سے
 عبدالعزیز بن عمر بن خطابؓ مسجد کو جاتے ہوئے ہم نے اونکو بیچ میں کر لیا یعنی میں اور میرا साथی وہابی اور بائیں
 بازو ہونگے میں سچا کہ میرا ساتھ (حمید) مجھ کو بات کرنے دیگا (اس لیے کہ میری گفتگو اچھی تھی تو میں نے کہا اتنی
 ابا عبد الرحمن (کی نسبت ہوا بن عمر رضی اللہ عنہ) ہمارے ملک میں کچھ لوگ ایسی بیدار ہو گئے جو قرآن کو پڑھتے ہیں اور علم کا
 شوق رکھتے ہیں یا اوسکی باریکیاں نکالتے ہیں **ف** حدیث میں بیان تھیفقرون ہے بتقدیم قات بر فاجبر
 کے معنی یہ ہیں کہ طلب کرتے ہیں علم کو اور شوق رکھتے ہیں اوسکا اور بعض نسخوں میں تیفقرون ہے بتقدیم فارتفات
 اسکو مننے یہ ہیں کہ باریکیاں نکالتے ہیں اور خوشگوائیاں کرتے ہیں اور بعضوں نے مسلم کے سوا یہ لفظ روایت کیا ہے
 تیفقرون بخلاف را یعنی پیروی کرتے ہیں علم کی قاضی عیاض نے کہا بعضوں نے تیفقرون پڑھا تفرع سے یعنی گہری
 باتیں نکالتے ہیں اور ابوہریرہؓ کی روایت میں تیفقرون ہے یعنی فقه حاصل کرتے ہیں (نودی) **ف** اور بیان کیا
 حال انکا اور کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ تفریر کہی چیز نہیں اور سب کام ناگہان ہو گئے ہیں **ف** یعنی ابتدائی ایک
 ہے ایک بے سوچ سمجھے ہو گئے اللہ تعالیٰ کو پتہ تیرا انکا علم نہ تھا نہ اوسنے پہلے سو کوئی انداز کیا تھا ملک و قوع کے بعد
 خدا کا علم ہوا جیسے اور پگڈرا کہ بقول غلامہ قدریہ کا ہے اور سب قدریہ کا نہیں اور قائل اسکا گمراہ اور چوٹا ہے
 خدا سب لیاؤن کو اصل تھا و سوچا و سے **ف** عبدالعزیز بن عمر نے کہا تو جیساں لوگوں میں ملے تو کہہ دو اوس سے
 میں علامہ نہیں کہتا اور وہ مجھ سے علاقہ نہیں ہے کتر **ف** یعنی علاقہ اسلام کا اس لیے کہ دوسرے فرہین قاضی عیاض
 نے کہا کہ مراد وہی قدریہ ہیں جو خدا کا علم مخلوقات کے ساتھ یعنی کرتے ہیں وہ تو بالاتفاق کا فرہین اور یہ لوگ وحقیقت
 فلاسفہ ہیں جو کہتے ہیں خدا کو جزئیات کا علم نہیں ہو سکتا اگر ہو بھی تو ایک طرح کا اجالی علم ہو گا نہ تفصیل بعضوں نے
 کہا کہ ابن عمر کا یہ قول صاف دلالت کرتا ہے قدریہ کے کا فر ہو پیر اور جہاں ہے کہ مراد کفر سے ناشکری ہو لیکن ان کے
 کی عبارت اسو صاف انکا کفر معلوم ہوتا ہے **ف** اور تم ہے اسکی جسی عبدالعزیز بن عمر مسمیٰ کہتا ہے (یعنی اللہ جل
 جلالہ کی) کہ ایسی لوگوں میں سے (جبکہ ذکر نونے کیا جو قدریہ کے قائل نہیں) اگر کسی کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو پیر
 وہ اسکو خرچ کرے خدا کی راہ میں تو خدا قبول کرے گا جب تک تقدیر ایمان نہ لاو پیر کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے کہ باپ عمر

بن الخطاب کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹھہرتے تھے تو میں ایک شخص کو لے کر آیا جس کے کپڑے نہایت
 تھے اور بال بہت کالم تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ سفر سے آیا ہے اور کوئی ہم میں سے اس کو پہچانتا نہ تھا وہ بیٹھ گیا آنحضرت
 اللہ علیہ وسلم پاس آ کر اور اپنے گھٹنے حضرت کو گھٹنوں کی ملا دی اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ کر (جیسے شاگرد استاد
 کے سامنے بیٹھتا ہے) پھر بولا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ کوئی
 دوسرے (یعنی زبان سے کہے) اور دل سے یقین کرے) اس بات کی کہ کوئی معبود سوا خدا کے نہیں سوا خدا کے اور محمد اس کے پیغمبر
 میں اور قائم کرے نماز کو اور لا کرے زکوٰۃ کو اور زکوٰۃ کے رہے رمضان کے اور حج کرے خاندہ کے چکا اگر تجھے ہر
 (یعنی راہ خراج ہو اور اگر حق نہ ہو) وہ بولا سچ کہا تم نے ہم کو تعجب ہو کہ آپ ہی پوچھتا ہے پھر آپ ہی کہتا
 ہے کہ سچ کہا (حالانکہ پوچھنے والا لاعلم ہوتا ہے اور سچ کہنے والا وہ ہوتا ہے جس کو علم ہو تو یہ دونوں کام ایک شخص
 کیونکر کرے گا) پھر وہ شخص بولا جبکہ بتلاؤ ایمان کیا ہے آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو یقین کرے (دل سے) اللہ
 اور اس کے فرشتوں پر (کہ وہ اللہ کے پاک بندے ہیں اور اس کا حکم بجالاتے ہیں) اللہ نے انکو نبی طاعت دی ہے) اور اس کو
 پیغمبر بن پر (جبکہ اس نے پہلی خلق کو راہ بتلانے کے لیے) اور پھر پھر دن پر (یعنی قیامت کو دن پر پس روز حساب آکر آ
 ہوگا اور اچھے اور برے اعمال کی جانچ اور پڑیاں ہوگی) اور یقین کرے تو قدرت پر یہ کہ بتلا اور اچھے سب خدا کی طرف سے
 ہے (یعنی سب کا خالق وہی ہے) وہ شخص بولا سچ کہا تم نے پہلے اس شخص نے پوچھا جبکہ بتلاؤ احسان کیا ہے آپ نے فرمایا
 احسان یہ ہے کہ تو خدا کی عبادت کرے اس طرح دل لگا کر جیسے تو اس کو دیکھ رہا ہے اگر اتنا نہ ہو تو بھی سہی کہ وہ
 تجھ کو دیکھ رہا ہے **ف** اس ایک فقرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری صفات اور سب کے بیان
 کر دیے خلاصہ تصوف کا یہ ہے کہ بندہ کو خدا سے محبت اور محبت پیدا ہو اور خدا کا خیال ہر وقت شبہ کے دل میں رہے تو
 اعلیٰ درجہ تکمیل یہ ہے کہ بندہ خدا کی ذات کو تصور میں ایسا غرق ہو جاوے کہ سوا خدا کے کچھ نظر نہ آوے کہ ظاہری امور
 سے دنیا کی چیزیں دیکھے اور کانون ہو کسے چھپ چکا ہو خدا سے لگا ہے تو آنکھ اور کان بند کرے آنکھ اور کان
 کی طرح کھلے ہوئے ہیں آنکھ دیکھتی ہے کان سنتا ہے مگر وہ بیان اور کونولی کی ہے اسی کو وحدہ الشہود کہتے ہیں
 اعلیٰ درجہ کے فقیران اور صوفیوں اور خدا کے پاک بندوں کو حاصل ہوتا ہے اور ایک مرتبہ اس کے ادنیٰ ہر جس کے حوالہ
 کرنے کے یہ ہر مسلمان کو کوشش کرنا چاہیے وہ یہ کہ خدا کو ہر وقت حاضر اور ناظر بھیجے اور یقین کرے کہ خدا اس کا تمام کمال
 اور کمالات یہاں تک کہ قلب کے خطرات اور خیالات کو بھی جانتا ہے پھر اس کی عبادت کی وقت دوسری چیز میں دل لگا
 اور یہ وہ دوسو سن کو راہ دینا شیطانی لگاؤ ہے جس سے پناہ مانگنا چاہیے نووی نے کہا مقصود اس کلام سے

یہ کہ بندہ عبادت میں اخلاص کرے اور دل لگا دے یعنی عبادت بہت مخفوم اور شروع کرے قاضی عیاض نے
کہا کہ یہ حدیث ایسی جامع ہے کہ تمام شریعت و علوم اس سے نکل سکتی ہیں **ف** پھر وہ مخفوم دلاتا ہے جو کہ قیامت
کب ہوگی آپ نے فرمایا اسکو جس سے پوچھتے ہو وہ خود پوچھنیوالے سے زیادہ نہیں جانتا **ف** یعنی قیامت کا وقت کون
کو معلوم نہیں ہو خدا کے لہجے سے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا کہ مفتی اور عالم سے جب کوئی ایسی بات پوچھتی ہو جو
مخفوم نہیں جانتا تو دین کہنا چاہیے کہ مجھ کو معلوم نہیں اور یہ کہنا اسکی ذلت اور نقصان کا باعث نہ ہوگا بلکہ دلیل
ہے اسکو کمال علم اور درجہ اور تقویٰ کی بڑے بڑے اماموں نے جیسو ابو جنیف اور مالک نے بہت سی مسائل میں سیکرت
کیا ہے اور کہا ہے کہ ہم کو معلوم نہیں **ف** وہ شخص بولا تو مجھے اسکی نشانیاں بتلایے آپ نے فرمایا ایک
نشان یہ ہے کہ نوٹدی اپنی بی بی کو جننے گی **ف** یہ ترجمہ ہے اِنْ تَدَلَّ اَکَامَةُ وَتَبَهَّكَ کَا جِسْمِ اس مہیت
میں ہے اور ایک وہیت میں رتھکا کے بدلہ دھکا ہے مذکور کے ساتھ تو ترجمہ یہ ہوگا کہ جنوگی نوٹدی اپنی بی بی کو
اور ایک وہیت میں بھلنا ہے یعنی جنوگی نوٹدی اپنے خاوند کو اس فقرہ کے مطلب میں مختلف اقوال میں بعض نے
نے کہا مطلب یہ ہے کہ نوٹدی یا بہت کچھ جی جاوین گی اور انکی اولاد بہت پھیلیگی اور ظاہر ہے کہ نوٹدی یہی شریعت
کی مدد کا ایک مثال ہے اور باپ کا مال اس کے بعد بیٹے کا ہوتا ہے اور بیٹا بیٹی اپنی ماں کے میان بی بی اور مالک کے
بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ نوٹدی ان بادشاہوں کی ماہرین ہوگی کیونکہ اس نے ان کے بادشاہ موافق شریعت
نہج کے پابند نہ ہوں گے بلکہ بہت سونکاح ہی نہ کریں گے نوٹدی ان اور خرمین رکھیں گے پھر ادنیٰ کے ٹکڑے لڑکیاں
پر پیش کرے بادشاہ بھیں گے اور اپنی ماں کو بھی اپنی رعیت میں شامل کرین گے بعض نے کہا غرض یہ ہے کہ لوگوں کا
حال تباہ ہوگا وہ ام ولد کو بھی بیچنا شروع کر دیں گے کتنی بکیتی کہی وہ اپنی بیٹی ہی کے ماتھے انگر کے گی اور اسکو
معلوم نہ ہوگا کہ یہ میری ماں ہے اور یہ صورت سوا ام ولد کے اور نوٹدیوں میں ہی ہو سکتی ہے مثلاً ایک نوٹدی
کا لڑکا اسکو مالک کر کسی اور سے بیچ دیا یا سٹہ پیاز یا سو پیر وہ نوٹدی بکیتی بکیتی اس لڑکے کے ماتھے میں جاپر کر
اور وہ نہ بیچا اور بچل کے معجز بھی مالک اور ستید کر اگر میں جیسو اُنکو عین لبس لگا یعنی تم پکارتے ہو مالک کو اور بعض نے
نے کہا کہ بعض سے مراد خاوند ہی یعنی مخفوم وہ کہتے ہیں نوٹدیوں کی خرید اور فروخت اس قدر کثرت سے ہوگی کہ کہی ایک
شخص اپنی ماں کو نکاح کر لیا اور اسکو معلوم نہ ہوگا بعضوں نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ لوگ ماؤں کی عزت اور حرمت چھوڑ
گے اور ماں سے وہ سلوک کرنا جو نوٹدی سے کرتے ہیں خدا اپنی پناہ میں ہے کہ اس نے میں ہی بہت لوگ ایسی
نکلیں گے جو ماں باپ کو اپنے نہیں کرتے اور انکی طاعت نہیں کرتے بلکہ نوٹدی غلاموں کی طرح انکو گھبراتے ہیں کہ

نے کہا کہ اس حدیث سے یہ بات نہیں نکلتی کہ وہ کسی ریح ممنوع یا جائزہ ہو اور جن لوگوں نے اس سے لال کیا اس امر پر اس حدیث سے
 سرور کے تعجب ہو تا رہا ہے کہ جو چیز قیامت کی نشانی ہو اور اس کے حرام یا مذہب سے بڑا ضرور نہیں کیونکہ اگرچہ اس کے سبب سے کفر و نفاق
 دولت بہت کمانا چاہیں یا کس عورت میں بہ کتنا حرام نہیں حالانکہ وہ بھی قیامت کی نشانیان ہیں **فتا** دوسری
 نشانی یہ ہے کہ تو دیکھتا ہو کہ کون کون میں جنات ہتھاتن کو کپڑا نہ تھا کنگا بڑے بڑے شمار تین چار ہتھاتن میں
ف ایسے دنیا کی حالت میں ایک بڑا انقلاب ہو گا کہ جو لوگ مغلس قلعہ ہو گئے تھے وہ ہیر مالدہ ہو جائیگا اور جو
 امیر مالدہ ہو وہ مغلس محتاج ہو جائیگا اگرچہ اسے انقلاب دنیا میں بڑے بڑے جنگوں سے کئی بار ہو چکا ہے مین پر قیامت
 کے قریب ہمارے دنیا میں ہونگے اور ایک جہاں جو ہو گئے وہ دنیا کے ایک ایک حصے میں ہو جائیں گے دوسری روایت میں ہے
 کہ قیامت کے قریب دشمن دشمن ہوں گے اور خدا عالم گیر ہو جائیگا بعض لوگ کہہ کر لے لو ان جنگوں کنگا لون سے جو کنگا لون
 میں اور یہ ایک پیشین گوئی تھی اور ان کے لیے کہ اسلام کو ترقی ہوگی اور عربوں کی شوکت بڑے گی اور وہ محتاجی اور غریبی
 سے محکوم مالدہ اور اس میں رہن جادوئے پہرے ایسا ہی ہوگا آپ کی وفات کی تہوڑی مدت بعد ایران مالدہ روم اور مصر
 ہوئی اور عرب کے لوگ مالدہ مال ہو گئے **فتا** رومی نے کہا پہرہ شخص چلا گیا میں نے دیر تک پہرہ رات **ف**
 یہ ترجمہ ہے فَكَيْفَ تَمْلِكُ مَا كَانُوا يَمْلِكُونَ اور بعض نسخوں میں فَلَيْتَ لِمَا يَكُنْ لَكُمْ فَاكُنْ لَكُمْ اور ابو داؤد اور
 ترمذی کی روایت میں ہے اَتَيْنَ دُرَيْكَةَ بَعْدَ حَضْرَتِ مَجْهَرٍ لَيْكِنْ بِلِظَاهِرِ خِلَافِ هُوَ ابُو مَرْيَمَہ کی روایت کہ وہ شخص
 پیٹھ پوڑ کر چلا آپ نے فرمایا اس کو بلاؤ لوگ دوڑ کر تو دمان کیس کو نہ پایا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 یہ جبریل ہے اور ممکن ہے توفیق اسطوریہ کہ حضرت عمر اس وقت مجلس سے اٹھ کر چلے گئے ہوں تو آپ نے اور لوگوں سے
 اوس وقت کہا ہوا اور حضرت عمر سے تین دن کے بعد **فتا** بعد اس کو آپ مجھ سے فرمایا اے عمر تو جانتا ہے یہ
 پوچھنے والا کون تھا میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا وہ جبریل تھے انکو سکھانے آئے تھے
 دین بہارا **ف** اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام اور احسان سب میں داخل ہے اور یہ حدیث معلوم
 اور معارف کی بہت قسموں پر مشتمل ہے بلکہ وہ اصل ہے اسلام کی جس سے ہر قاضی عیاض سے نقل کیا اور کچھ فائدہ اس کو
 اور پندرہ سو کے ایک فائدہ اس کا یہ بھی ہے کہ جب اہل مجلس کو کسی بات کا علم نہ ہو تو انکو معلوم کرانے کے لیے پوچھنا
 درست ہے تاکہ سب واقف ہو جائیں دوسرا یہ ہے کہ عالم کو بہت نرمی کرنا چاہیے پوچھنے والے کو اجنبی طرح جواب
 دینا چاہیے کہ اس کو تشفی ہو جائے **عن** یحییٰ بن یحییٰ قال لَمَّا كَانَ كَلِمَةً مَعْبُودًا كَمَا كُنَّا فِيهِ فِي
 شَأْنِ الْفَقْدَانِ كُنَّا ذَٰلِكَ قَالَ فَجَحَّتْ اَنَا وَحَمِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَمَزِيُّ حَجَّةً وَسَاخُو الْكَلِمَةَ

ائمہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور انکی کتابوں پر اور اس کے ستنے پر اور اگر بنی بنیوں پر اور یقیناً کہ جسے کچھ اور
 پر خدا سے ملنا تو مرنے کے ساتھ ہی ہو جاتا ہے اور کچھ اور جو ادھن سے مراد قیامت کا آہٹا ہے اور بعض نے
 نے کہا خدا سے ملنا حساب کتاب کے بعد ہو گا لیکن اس ستنے سے خدا کا دیدار مراد نہیں ہے کیونکہ وہ خاص خاص لوگوں کو
 ہو گا (نوری) **ت** پہرہ شخص بولا یا رسول اللہ اسلام کیا ہے آپ فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ جل جلالہ کو پوجے اور اس
 کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے **ف** یعنی خدا کے برابر کسی کو نہ سمجھو نہ قدرت میں نہ علم میں نہ تصرف میں نہ عبادت
 میں نہ دعائیں بلکہ پوجے تو خدا ہی کو پوجے مانگو تو خدا سے مانگے سوا خدا کے سب کو عاجز بندہ خیال کرے اگرچہ
 بعض بندوں اور غلاموں کا پروردگار نے بہت درجہ بلند کیا ہے اور انکو بہت کچھ سرفراز فرمایا ہے پر خدا کے ساتھ
 وہ بند اور غلام ہی ہیں البتہ بندوں میں انکو امتیاز ہے **ت** اور قائم کرے تو فرض نماز کو اور دیوے تو زکوٰۃ کو
 حقدار فرض ہے اور روزے رکھے رمضان کے **ف** یہ سب چیزیں عبادت میں داخل ہیں مگر چونکہ یہ چیزیں عبادت
 میں اعلیٰ درجے کی نہیں اسلیو انکو علیحدہ بیان کیا اور بعضوں نے کہا کہ عبادت سے مراد معرفت الہی ہے اور اقرار ہے
 انکی وحدانیت کا۔ نماز میں تیسہ لگائی فرض کی اس لیے کہ مسلمان سب کے لیے صرف فرض نماز کا اور ناکافی ہے نماز
 اور عبادت کا اور اگر نالایق نہیں اسلیو نفل صدقات کا دینا لازم نہیں اور قائم کرنے سے نماز کے یہ مراد ہے کہ ہمیشہ
 پابندی کے ساتھ اسکو پڑھی یا سب شرائط اور ارکان کے ساتھ پورا کرے **ت** پہرہ شخص بولا یا رسول اللہ
 احسان کی کہتے ہیں آپ فرمایا تو عبادت کرے اللہ کی ہمیشہ نواں کر دیکھ رہے ہے اگر تو اسکو نہیں دیکھتا یعنی ان
 استغراق نہ ہو اور یہ درجہ ہو سکے تو اتنا تو ہو کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے پہرہ شخص بولا یا رسول اللہ قیامت کب ہو گی
 فرمایا جسے پوچھتے ہو قیامت کو وہ پوچھو واسے سو زیادہ نہیں جانتا لیکن میں اسکی نشانیاں تجھ سے بیان کرتا
 ہوں جب لڑائی اپنے مالک کے جزی تو یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب ننگ بدن ننگے پاؤں پہرہ نیر اے لوگ سرور دنیا
 تو یہ قیامت کی نشانی ہے **ت** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عرب اور ہند اور روم اور ہند اور ایران
 میں ایک طرح کی تہذیب اور شایستگی تھی اور یورپ یعنی فرنگستان کے لوگ بالکل وحشی جاہل گنوار جانوروں کی طرح تھے
 خصوصاً انگلنڈ کے لوگ اور روس کے لوگ تو انسانیت سے بہت تہوڑا حصہ رکھتے تھے اور جانوروں کی طرح جھاڑوں اور
 پہاڑوں میں بٹھرتے تھے اور بن بادشاہت یا ملکہ داری کا سلیقہ بالکل نہ تھا اب ہمارے زمانے میں چند روز سے انہی
 لوگوں نے وہ ترقی کی ہے کہ تمام دنیا کے حاکم اور سردار بن بیٹھیں ہیں پس شاید یہی قیامت کی نشانی ہو اور یہی
 ہو عیث سر **ت** اور جب بکریان یا بیٹھیں چلنے والے بڑی بڑی جو طلیان بنا دیں تو یہ بھی قیامت کی نشانی

ملک ہو عرب میں جس کے بال پریشان تھے، اس کو آٹھ دن کی انگلیاں ہٹ سنی جاتی تھی لیکن سب میں نہ آتا کیا کہتا ہے یہاں تک کہ وہ ایک یا دو رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بت معلوم ہو کر وہ پوچھتا ہے سلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا یا پھر نماز میں آتے اور وہ میں نے بول انا
 سر اور کوئی نماز میری اور پھر آپ فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل ٹہنا چاہیو ف ایسے سوان یا پھر نمازوں کے اور کوئی نماز میں نہیں ہے بلکہ
 سنت ہے یا قریب تر کی نماز اور عید کی نماز اور گرسن کی نماز یہ سب سنت ہیں اور جو کوئی انکو واجب کہتا ہے اور میرے صریح حجت ہے وہ
 کہتا ہے کہ شاید ہر وقت تک و تراویع کی نماز میں بی بی ہوگی مگر یہ صرف احتمال ہے و اگر وہ کہتا ہے کہ وہ بلا سوا رمضان کے روزوں
 کے اور کوئی روزہ بھی ہے اور پھر نماز میں گریہ کو نفل روزہ کہنا چاہیو ف اور تھنا کا روزہ رمضان کا روزہ ہے اور ظہار و غیرہ کو کفار
 میں نہ متعین نہیں اور چہرے میں بھی کفارہ اور ہر ملک ہے و ہر آپ اس کے ذکر کو بیان کیا وہ بلا سوا اس کو کوئی
 زیارت بھی ہے آپ فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل ٹہنا چاہیو ف ایسے صدقہ دینا چاہیو ف تو شہد فطر چاہیو اور جو کہتے ہیں کہ خیال کرتی ہے کہ اگر
 چہرہ ہر گاہ کہتے ہوں تو اس نے کہا پھر وہ شخص بیٹھ سو کر چلا اور کہتا جاتا تھا قسم خدا کی میں نے ان سے زیادہ کوئی
 دن میں کی گردن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مراد باہمی اس کے اگر سچا ہے ف ایسے اگر چاہا
 لایا ان سب باتوں کو اور کسی بھی اون میں جس کو کہتا ہے تو آخرت میں نجات پاویگا اپنی امر اور کوہو چکا اور
 جو زیادہ کیا ان سے تو اور بہتر ہے اس لیے ہر مقام پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ دین کے ارکان اور اعمال اور یہی ہیں
 پھر اس شخص نے یہ کہیو کہو کہا میں ان سے زیادہ نکرون گا جواب سکا یہ ہے کہ بخاری کی روایت میں ہے کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو نصرت کی باتیں بتلا دیں اور وہ کہتا جاتا تھا قسم خدا کی جب قدر اللہ نے مجھے ہر ضرر
 کیا ہے میں اوس میں کی جیتی نہ کروں گا تو فرض میں اور دین کی باتوں میں سب سے دوسری ارکان اور اعمال ان کو اور
 نوافل اور سنن کا ادکار نماز نجات کے لیے ضرور نہیں گو ہمیشہ کے لیے سنتوں کا ترک کرنا بڑا ہے اور ایسے شخص
 کی گواہی مقبول نہ ہوگی پر وہ گنہگار نہیں ہو سکتا اور نجات ضرور پاویگا۔ اور اس حدیث میں حج کا ذکر نہیں اور
 بعضی روایتوں میں روزے کا ذکر نہیں۔ قاضی عیاض نے کہا کہ یہ روایتوں کا قصور ہے جیسا کہ کسی کو یاد رہا تو اس
 اوس نے بیان کیا اور چونکہ زیادتی نقد کی مقبول ہے تو ساری اعمال اور ارکان جو سب روایتوں کے دیکھنے سے معلوم
 ہوتی ہیں ضرور ٹھہرے بعضی روایتوں میں تا ملانا یعنی غریزہ وار دین کو سلوک اور محبت کرنا اور مال غنیمت میں سے
 باخوان حصہ ادا کرنا یہی اسلام کے ارکان میں سے بیان کیا ہے اور احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موقع
 اور محل دیکھ کر جب ارکان جس قسم کے لیے زیادہ ضرور ہوں وہی بیان کیے ہوں اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ارکان کا
 کوئی فرضیت انکو معلوم ہو جاوے خواہ پیشتر سے معلوم تھی بجانہ لا دین و اللہ اعلم **عن** خطبہ بن حبیب

فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ اللَّهُ بِهَذَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ وَذَعَمَ رَسُولُكَ أَنْ عَلَيْكَ صَوْمٌ شَهْرًا
رَمَضَانَ فِي سِتْنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ اللَّهُ بِهَذَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ وَذَعَمَ
رَسُولُكَ أَنْ عَلَيْكَ الْحَجُّ الْبَيْتِ مَنْ اسْتَطَاعَ الْيَتِيمَ سُبُلًا قَالَ صَدَقَ قَالَ نَعَمْ وَلِي قَالَ وَالَّذِي
بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا رَيْدَ عَلَيْكَ وَلَا انْقِصَ مِنْهُنَّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَكُنَ حَقُّ
كَدِّ خَلْقٍ إِلَّا حَقُّ شَرِّهِمْ النَّسَبُ مَا كَسَتْ رَوَيْتُ بِهَذَا مَا فَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوَ كُجْ
بُجْهِرِي كَيْ فَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَسَتْ رَوَيْتُ بِهَذَا مَا فَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوَ كُجْ
أَيَّ إِيْمَانٍ أَلَوْ سَتَا بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي
تَرْكُوهِي جَارِيْنِ كِي اَللّٰهُ اَوَّلُ كِي اَللّٰهُ اَوَّلُ كِي اَللّٰهُ اَوَّلُ كِي اَللّٰهُ اَوَّلُ كِي اَللّٰهُ اَوَّلُ كِي اَللّٰهُ اَوَّلُ كِي
تَمَّ سَيِّدُ بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي
يَا نَكْرِيْنِ بَلَدِيْ جَرِيْ اَوَّلُ سَيِّدُ بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي
تَوْدِيْنِ تَنَگْ سَتَا بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي
هَنِيْنِ جَوَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ
عَوْرَتِ كَحْرِيْنِ كَسْ طَرِيْجْ هِيْ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ
الْقُرْآنِ (تَفْسِيْرُ فَتَا الْبَيَانِ فِيْ مَقَاوِدِ الْقُرْآنِ مِنْ اَمَامِ عَلِيْجَاهِ مَوْلَانَا سَيِّدِ مُحَمَّدِ صَدِيْقِ حَسَنِ خَانِ بَهَادَرِ كَبِيْرٍ
هِيْنِ كِي اَللّٰهُ تَعَالٰی سَيِّدُ كَثْرَتِ سَوَالِ سَيِّدُ كَثْرَتِ سَوَالِ سَيِّدُ كَثْرَتِ سَوَالِ سَيِّدُ كَثْرَتِ سَوَالِ
وَجِبْ سَوَالِ هِيْ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ
اَيَّا كِي كَبِيْرِيْ كِي سَيِّدُ كَثْرَتِ سَوَالِ سَيِّدُ كَثْرَتِ سَوَالِ سَيِّدُ كَثْرَتِ سَوَالِ سَيِّدُ كَثْرَتِ سَوَالِ
اَبْنِ عِبْرَتِ سَيِّدُ كَثْرَتِ سَوَالِ سَيِّدُ كَثْرَتِ سَوَالِ سَيِّدُ كَثْرَتِ سَوَالِ سَيِّدُ كَثْرَتِ سَوَالِ
بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي سَتَا بُجْهِرِي
عَلِيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ كَثْرَتِ سَوَالِ سَيِّدُ كَثْرَتِ سَوَالِ سَيِّدُ كَثْرَتِ سَوَالِ سَيِّدُ كَثْرَتِ سَوَالِ
اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ
نَمَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ نَزَّ اَللّٰهُ
هِيْ وَهْ تَبَاهِ سَيِّدُ كَثْرَتِ سَوَالِ سَيِّدُ كَثْرَتِ سَوَالِ سَيِّدُ كَثْرَتِ سَوَالِ سَيِّدُ كَثْرَتِ سَوَالِ

کروں تو اوس سے بچو اور جب کسی بات کا حکم کروں تو اُسکو بچا لاؤ جہاں تک تم سے ہو سکو اور یہ آیت اسی باب میں
 اتری بخاری اور سلم نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا کہ لوگ ایک چیز کو پوچھتے جو حلال ہوئی پہر پوچھتے پھر پوچھتے
 یہاں تک کہ وہ شے حرام ہو جاتی جب حرام ہو جاتی تو اُسکو کرنے لگتے ابن منذر نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑا گناہ اوس مسلمان پر ہے جس نے پوچھا ایک شے کو اور وہ حرام نہ تھی پہر اوس نے پوچھا
 سے حرام ہوئی اور ابن جریر اور ابن منذر اور حاکم نے ابو ثعلبہ خثعمی سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا اللہ نے حدیں باندھ دیں ہیں پہر اوس کے آگے مت بڑھو اور فرض متلا دیے ہیں انکو ادا کرو اور
 حرام کر دیا ہے جن چیزوں کو اُنکو مست کرو اور جن باتوں کو نہیں بیان کیا انکو بدو لا نہیں بلکہ رحمت ہے دیکھ
 متہارم اور پوچھ ہو رہا اور انکی بحث مت کرو انتہی۔ اگرچہ یہ مانعیت مبیحہ سوال کرنے سے اور یہ چیزوں کے
 پوچھنے سے نہیں اور یہ طلب حضرت کا نہ تھا کہ لوگ ایمان کا تین یا ضروری کام دین کے پوچھیں کیونکہ ان باتوں
 کے بتلانے کے لیے خود حضرت بھیج گئے تھے پر صحابہ ڈر کر بعض وقت پوچھنے کی بات کو بھی نہ پوچھتے اور غلطی سے
 کوئی نیا مادت شخص آوے اور وہ پوچھے ہم بھی سن لیں اور کچھ لین **ت** تو ہم کو اچھا معلوم ہوتا کہ
 کوئی شخص جنگل کے رہنے والوں میں سے آوے مگر سمجھا رہا ہو آپ سے کچھ پوچھے ہم سنیں تو ایک شخص آنا جنگل کے
 رہنے والوں میں سے اور کہنے لگا اے محمد تمہارا ایلچی ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا تم کہتے ہو کہ اللہ نے مگو بھیجا ہے آپ
 فرمایا یہ کہا اوس ایلچی نے وہ شخص بولا تو آسمان کس نے پیدا کیا آپ نے فرمایا اللہ نے پہر اوس نے کہا زمین کس نے
 پیدا کی آپ نے فرمایا اللہ نے پہر اوس نے کہا پہاڑوں کو کس نے کٹر کیا اور انھیں جو چیزیں ہیں وہ کس نے پیدا
 کیں آپ نے فرمایا اللہ نے تب اوس شخص نے کہا تم ہے اوس کی جس نے آسمان پیدا کیا اور زمین بنائی اور پہاڑوں کو
 کٹر کیا کہا اللہ نے سچ سچ آپ کو بھیجا ہے آپ نے فرمایا ان **ت** پہلی اس شخص نے خدا کو دریافت کیا پہر اس
 کی تصدیق کی بعد اوس کے اعمال کو دریافت کیا یہ ترتیب امت عہد ہے اور یہ ایک کافی قرینہ ہے اس بات کا کہ وہ
 پوچھنے والا اگرچہ جنگلی تھا پر غافل اور سچہ دار تھا ابن الصلاح نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے اون لوگوں کے لیے
 جو مقلدین عوام کا ایمان درست جانتے ہیں اس لیے کہ عوام کو یہی یقین حاصل ہوتا ہے اور شک اندر نہ نزل نہیں رہتا
 برخلاف معتزلہ کے کہ وہ تقلد کے ایمان کو صحیح نہیں سمجھتے اور یہ حدیث محبت ہے اون پر کیونکہ آپ نے اس شخص کے
 ایمان کو جائز رکھا اور یہ نہیں کہا کہ تجھ کو ان باتوں پر یقین کرنے کے لیے دلیل اور معجزے کا دیکھنا ضرور ہے
 معتزلہ کہتے ہیں کہ گو مقلد کا اعتقاد مضبوط ہوتا ہے پر اسکی مضبوطی پر بہرہ و سائنس نہیں ہو سکتا اس لیے کہ اوس کے لیے

دلیل کیلئے کسی بات کو بیان کیا ہے اگر کوئی دوسرا اس میں شک کرے تو اس کا عقائد و بیانات سے اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک اس کو
 شک نہ ہو تو اس وقت تک اس کا ایمان صحیح ہے کیونکہ وہ برابر جو شخص کے ایمان کے جسے دلائل میں غمہ کر کے حاصل کیا ہے وہ اسے بقلب
 القلوب سے خود داخل ہے وہ چاہے تو ایمان نہ ثابت کرے چاہے تو لگا دیوے ٹبر جو شخص دوسو سو میں چکر گراہ ہو مگر اس میں اس عقائد
 کا سبب ہے کہ اس میں اگرچہ اس میں کچھ شک نہیں کہ اعلیٰ درجہ تحقیق کا ہے اور جہاں تک تحقیق تک پہنچیدگی کی راہ چلنا بہتر نہیں بلکہ تحقیق میں کچھ
 حلاوت اور دقت ہے اس پر اس سے کہ وہی سمجھتی ہیں اس پر وہ شخص بولا آپ کی بیٹی نے ہم کو کہا کہ ہمیں کچھ نمازین میں اس
 دن اور اس میں آپ نے فرمایا اس نے کہا کہ حضور بولا تم اس کی جسے انگو پھینچا کیا اسے ان نمازوں کا آپ کو حکم کیا ہے آپ نے فرمایا ہاں
 پر وہ شخص بولا آپ کی بیٹی نے کہا کہ میری کوہ سے ہمارے ماں کی آپ نے فرمایا اس نے کہا کہ وہ شخص بولا تم اس کی جس نے آپ
 کو پھینچا کیا اس نے آپ کو کوہ کا حکم کیا ہے آپ نے فرمایا ہاں پر وہ شخص بولا آپ کی بیٹی نے کہا کہ ہم یہ رشتہ کوہ سے ہیں
 سال پہلے فرمایا اس نے کہا کہ میں نے آپ کو پھینچا کیا اسے انگو پھینچا کیا اس نے کہا کہ ہم یہ رشتہ کوہ سے ہیں
 جو کوئی راہ چلنے کی طاقت رکھے (یعنی خراج راہ اور ساری ہوا اور رشتہ میں اس نے آپ کو فرمایا اسے سچ کہا اس پر اس نے
 وہ شخص بیٹھ کر چلا اور کھڑے لگا دیا اس کی جس نے آپ کو پھینچا کر کے پھینچا میں نے ان باتوں سے زیادہ کروں گا نہ کم
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سچا ہے یہ تو جنت میں جاوے گا **ف** امام نووی نے کہا اس حدیث میں یہ
 بات ملتی ہے کہ ایک شخص کی خبر معتبر ہے اور اس پر عمل کرنا چاہیے جب تو آپ نے دین کی باتیں بتلاؤ گے یہ ایک ایسا
 راہ کیا اور یہ شخص جو آیا تھا اس کا نام میں نے غلبہ تھا قاضی عیاض نے کہا ظاہر ہے کہ یہ شخص سلمان جو کہ آیا تھا اگر اسلام
 کی باتوں کو اچھی طرح تحقیق کرنے کے لیے حضرت خود پرچہ لیا حاکم ابوعبید اللہ نے کتاب المعرفہ میں کہا کہ یہ حدیث دلیل ہے
 اس بات کی کہ علما اسناد و طلب کرنا جائز ہے کیونکہ اس شخص نے پہلے تمام باتیں دین کے اچھے کے واسطے سنی تھیں
 پہلے یہ واسطہ تھا کہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنی کو آیا **عَنْ** النَّبِيِّ كُنَّا حُفَيْنًا فِي الْقُبُرِ اِنَّ تَشَاكَ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْنَا شَيْئًا وَنَسَاكَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے کہ
 قرآن میں منہ ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنی بات چہیں پہلے بیان کیا حدیث کو ہی طرح **بِأَنَّكَ** لَافَانِ الَّذِي
يَدْخُلُ فِيهَا لَيْتَ اَنَّ مَنْ تَشَاكَ بَا اَنْهِي دَخَلَ الْجَنَّةَ بِابِ بِيَانِ میں اس بیان کے جسے اسی جنت میں جاوے گا اور یہ
 اس بات کہ جو کوئی حکم یا لاد وہ جنت میں جاوے گا **عَنْ** اَبِي عَمْرٍو عَنْ اَبِي اَيُّوبَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ
فِي سَفَرٍ بَاخِدٍ عِطَامٍ نَاقَتِهِ اَوْ مَضَامِعًا كَمَا قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْ يَاهُمُ الْخَبْرُ بِي مَا يَقْرَأُ فِي رِجْلَيْهِ رَايَا عِلْمًا فِي مِثْلِ النَّاسِ
قَالَ ذَكَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَظَرْتُ فِي أَصْحَابِهِ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ وَفَّقَ أَوْلَافُ هَدِي قَالَ
كَيْفَ قُلْتِ قَالَ فَاَعَادَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْبُدُ اللَّهَ وَتُشْرِكُ بِهِ

بِهِ شَيْئًا وَتَقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ دَعِ النَّاقَةَ رَحِمَهُ ابُو يُوْب (خالد
 بن زيد) الفارسی ہر روایت ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفیرین جاری تھی اتنے میں ایک جنگی شخص آیا
 اور آپ کو اونٹنی کی رسی یا نجس لٹکے لٹکے اٹھائے انکار اور کہا یا رسول اللہ یا یون کہا یا محمد مجھ پر بلاؤ وہ چیز غزوہ
 کرے مجھ کو جنت سے اور دور کرے جہنم سے یہ سنکر آپ رک گئے اور دیکھا آپ اپنے اصحاب کی طرف پہنچایا اس کو
 دی گئی بابت کی گئی (یعنی خدا نے اس کی مدد کی اور سب بات کو دیکھ کر اس کی اوسکھلافت دی تو فریق کہتے
 ہیں نیک بات کی قدرت و دیگر کو اور خدا لان بری بات کی قدرت و دیگر کو) آپ فرمایا (اوس جنگی سے) تو
 نے کیا کہا اوس نے پہر دی کہا (یعنی مجھ کو وہ بات بتلا یہ جو جنت سے نزدیک کرے اور جہنم سے دور) تب
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کو بیچ اور اوس کو ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور ادا کر نماز کو اور دی زکوٰۃ اور نماز
 کو ملا دی (یعنی غزیر دن رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کر اگر وہ برائی کریں یا ملاقات ترک کریں تو تو اس کی
 اور ان سے ملنا رہ) چھوڑ دے اونٹنی کو (کیونکہ اب تیرا کام ہو گیا) اس حدیث سے یہ بات معلوم ہو
 ہے کہ اگر چلتے چلتے ہی کوئی شخص دین کی بات پر چھ تو ٹھہرنا چاہیے اللہ کو بتلانا چاہیے اور دین کی بات
 بتلانے میں علم ہونے کے ساتھ مستی کرنا بری بات ہے حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی چپ ہو رہی بات سے وہ لڑکا
 شیطان ہے **عَنْ** ابی اَیُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **قَالَ** هَذَا الْحَدِيثُ رَحِمَهُ
 ابُو اَیُّوبَ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **عَنْ** ابی اَیُّوبَ قَالَ جَاءَنَا جُلُودٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلْنِي عَلَى عَمَلٍ اَعْمَلُهُ يَكُنْ رِزْقِي مِنَ الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدَنِي مِنَ النَّارِ قَالَ
 تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتَقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ ذَا رَحِمَتِكَ فَلَمَّا اَدْبَرَ
 قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ تَمَسَّكَ بِمَا اَمُرُ بِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَفِي رِوَايَةٍ اُخْرَى
 ابی شَيْبَةَ اِنْ تَمَسَّكَ بِهٖ رَحِمَهُ ابُو اَیُّوبَ ہر روایت ہر ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر
 اور کہنے لگا مجھ کو بتلا یہ کوئی ایسا کام جس کو میں کروں وہ نزدیک کر دی مجھ کو جنت سے اور دور کر دیوے جہنم سے
 آپ نے فرمایا وہ کام یہ ہے کہ تو بیچے اللہ کو اور شریک نہ کرے اس کا کسی کو اور قائم کرے نماز کو اور دیے زکوٰۃ
 کو اور ملا دی نماز کو جب وہ پیٹھ پیٹھ کر چلا آپ نے فرمایا اگر یہ چلیگا اور ان باتوں پر چکا حکم کیا گیا یا میں نے چکا حکم کیا
 جو جنت میں جاؤ گی **عَنْ** ابی ہُرَيْرَةَ اَنَّ اَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ دُلْنِي عَلَى عَمَلٍ اِذَا عَمَلْتُهِ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ

عَلَىٰ أَنْ يُعْبَدَ اللَّهُ وَيُكَفَّرَ بِمَا دُونُهُ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَا الزَّكَاةَ وَحَجَّ الْبَيْتَ وَصَوَّمَ

رَمَضَانَ ترجمہ عبدالعزیز بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کبڑا کیا گیا ہے پانچ ستون پر ایک یہ کہ اللہ ہی کی عبادت کیجاوے اور اسکو سوا کا (تمام جوڑے خدا کو نکالنا کر کیا جاوے دوسرے نماز پڑھنا تیسری زکوۃ دینا چوتھی بیت اللہ کا حج کرنا پانچویں رمضان کے روز رکھنا **حکم** عَنِ عَبْدِ اللَّهِ

بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى أَرْبَعٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَا الزَّكَاةَ وَحَجَّ الْبَيْتَ وَصَوَّمَ رَمَضَانَ ترجمہ عبدالعزیز بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام بنایا

گیا ہے پانچ چیزوں پر ایک تو گواہی دینا اس بات کی کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور حضرت محمد اس کے بندے ہیں اور اسکو پہنچے ہوئے دوسرے قائم کرنا نماز کو تیسری زکوۃ دینا چوتھی حج کرنا خانہ کعبہ کا پانچویں رمضان کے روز رکھنا **حکم** عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْرَأُوا

إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْإِسْلَامَ بُنِيَ عَلَى أَرْبَعٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَا الزَّكَاةَ وَحَجَّ الْبَيْتَ وَصَوَّمَ رَمَضَانَ ترجمہ عبدالعزیز بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کے پانچ کھم (ستون) میں ایک تو گواہی دینا اس بات کی کوئی معبود برحق نہیں سوا خدا کے دوسری نماز پڑھنا تیسری زکوۃ دینا چوتھی رمضان کے روز رکھنا پانچویں خانہ کعبہ کا حج کرنا **ف** اور چہا داسم کار کن نہیں کہ ہر مسلمان کو اسکا

کرنا ضرور ہو بلکہ جہاد فرض کفایہ ہے اگر لفظوں میں کیا تو سب کی طرف سے الزام جاتا رہا البتہ اگر کوئی نیکو تو سب کے سب گناہگار ہو گیا اسوقت جب جہاد میں سب مسلمانوں کے شریک ہونگی ضرورت نہ ہو اور جو باجاعت جہاد کر رہی ہو وہ دشمن کے مقابلے کے لیے کافی ہو اور جب کا فر هجوم کر آئیں اور جہاد کرنے والے مسلمان اچھے

مقابلے سے عاجز ہوں تو اسوقت سب پر جہاد فرض ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ ابن عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک ہو چکے تھے پہرہ واقعہ اسوقت کا ہو گا جب وہ بوڑھے ہو گئے یا اور کسی عذر سے اونکو جہاد میں جابلی طاقت نہ ہوگی یا وہ فتنہ کا وقت ہو گا جب مسلمان ایک دوسرے سے لڑ رہے ہوں اسوقت میں

تو گھر بیٹھ رہنا بہت عمدہ ہے **باب** الْأَمْرُ بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ تَعَالَى وَرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

ترجمہ عبدالعزیز بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان لے لو کہ اللہ ہی کا معبود ہے اور اسکو سوا کا (تمام جوڑے خدا کو نکالنا کر کیا جاوے دوسرے نماز پڑھنا تیسری زکوۃ دینا چوتھی رمضان کے روز رکھنا پانچویں خانہ کعبہ کا حج کرنا

حکم

وَسَلَّمَ وَتَمَّاعَ النَّبِيِّ وَالْذَّعَاءُ إِلَيْهِ وَالسُّؤَالُ عَنْهُ وَحِفْظُهُ وَتَبْلِيغُهُ مِنْ لَدُنْ بَيْتِهِ
 باب حکم کرنا کہ اسد اور رسول پر ایمان لانے کو یہ اور دین کے احکام پر لوگوں کو بلانا اور طرف اور پوجہ
 یاد رکھنا دین کی باتوں کو اور پوجنا دین کا اور لوگوں کو جس کو نہیں پوجنا چاہیے **ابن عباس**
 قَالَ قَدِمَ مَوْذُنُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ هَذَا الرَّجُلُ
 مِنْ رِيعَةٍ وَقَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كَقَدَامِضْرٍ وَلَا تَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي شَرْحِ الْحَرَامِ فَمَنْ بِنَا
 بِأَمْرِ نَعْمَلُ بِهِ وَنَدْعُو إِلَيْهِ مِنْ وَرَاءِ مَا قَالَ أَمْرٌ كَمِ بَارِئٍ وَأَنْتَ كَعَنْ أَدْبَعِ الْأَنْبِيَاءِ
 بِاللَّهِ ثُمَّ كَهَذَا لَقِيَهُ فَقَالَ شَهِادَةٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ
 وَآتَى الزَّكَاةَ وَأَنَّ كُودُوا خُمْسَ مَا عَقِمْتُمْ وَأَنْتَ كَعَنْ الدَّيَّانِ وَأَخَذْتُمْ وَالْقَيْسِ وَ
 الْقَيْسِ فَرَأَى ذَلِكَ فِي رِوَيْتِهِ شَهِادَةً أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَعَقَدَ وَاحِدًا **مرحومہ بن عباس**
 روایت ہے عبد القیس کے وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے **ف** وفد کے تین تین ان لوگوں کو جو
 جماعت یا قوم کی طرف سے منتخب ہو کر بھیجے جاوے کسی ضروری کام کے دوسرے بادشاہ یا وزیر یا کسی سردار
 کی طرف اور عبد القیس ایک شخص کا نام ہے جسکی اولاد کو عبد القیس کہتے ہیں اور یہ ایک شہر ہے رجبہ کی جو ایک بڑا
 قبیلہ تھا عرب میں یہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تھے چودہ سو تھے جبکہ سردار اشج عسری تھا
 اور ان لوگوں میں تھے مزیدہ بن ناکح ابلی اور عبیدہ بن ہام محابلی اور صحابہ بن عباس مری اور عمر بن محمود
 عسری اور حارث بن شعیب عسری اور حارث بن جندب اور باقی لوگوں کا نام معلوم نہیں ہوا اور ان لوگوں کے
 آئینہ یہ تھا کہ مقتد بن حیان ایک شخص تھا جو انفر دینہ منورہ میں تجارت کر لیتے آیا کہ راجا بلیت کر زمانے میں ایک بار
 وہ جاوے دین اور کچھ دین ہجر (ایک بستی کا نام ہے) سو دینہ میں لیکر آیا اور وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 سے مدینہ کو ہجرت کر چکے تھے مقتد راہ میں بیٹھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سرگزر سے مقتد آپ کو
 دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا آپ نے فرمایا مقتد تمہاری قوم کے سب لوگ کا کیا حال ہے پھر آپ نے اسکی قوم کے بڑوں
 بڑوں میں سے ہر ایک کا نام لیا مقتد یہ بخبرہ دیکھ کر حیران ہوا اور اسے سیرت اسلام لایا اور سورہ فاتحہ اور اقرا
 سکھا پھر ہجر کی طرف جا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو ساتھ ایک خط روانہ کیا عبد القیس کے لوگوں کو وہ
 خط مقتد نے عبد القیس کے لوگوں کو نہیں دیا اور اپنے پاس چھپا رکھا ایک بار مقتد کی جو زوجہ اشج عسری کی بیٹی
 تھی (اشج کا نام منذر بن عاتق تھا لیکن حضرت انس کا نام اشج رکھا کیونکہ اسکی پیشانی میں ایک چوٹ کا

نشان تھا) اوس نے اپنے خاندان کو نماز اور قرآن پڑھتے دیکھا کر اپنے باب منذر سے اس کی خبر لے کر کہا کہ میرے
 خاندان کو جب سرحد مدینہ سے لوٹ کر آیا ہے تب حال ہو گیا ہے مانتہ پاؤں دھوئے ہے پھر کھڑکھڑاتے (یعنی مبارک
 منہ کر کے کہی پیش جبکہ ہے (مکرر) کہی زمین پر گرنا ہے (مجدد) جب منذر اُس کے خاندان سے ملا اور دونوں
 کی باتیں ہوئیں تو اشج کے دل میں اسلام کا خیال جم گیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطا لیکر اپنی قوم میں
 آیا اور پڑھ کر سنایا اور سچوں کا دل اسلام کی طرف مائل ہوا اور انہوں نے ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی طرف روانہ کی جس کا سردار اشج کو کیا جب وہ مدینہ سے فریضہ منجور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا تھا
 پس میں انہیں کے لوگ آئے ہیں جو پرے الون میں سے بہتر زمین اور ان میں اشج ہی ہے وہ لوگ پھر وہاں نہیں
 رہنا چاہتے **ف** اور کہا یا رسول اللہ ہم ربیعہ کے قبیلہ میں سے ہیں اور ہمارے اور آپ کے بیچ میں مصر
 کے کا فر روک ہیں ضرر (ہی) ایک قبیلہ کا نام ہے اوس کا لوگ کافر تھے اور وہ عبدالقیس اور مدینہ کے بیچ میں رہتے
 تھے عبدالقیس کے لوگوں کو آئے نہ دیتے تھے) اور ہم نہیں آسکتی آپناک مگر حرام مین (عرب کے نزدیک چار
 مہینہ حرام تھے (یعنی ذیقعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب) ان مہینوں میں وہ لوٹ مار نہ کرتے اور سافروں کو
 رستہ نہ رکھتے اور جو عربی مہینوں میں مسافر سفر کیا کرتے اور بے انگہ راہ چلتے تو بتلاؤ سب کو کئی ایسی بات جس پر
 عمل کریں اور ہماری طرف کو لوگوں کو بھی اوس طرف بلا دیں آپ نے فرمایا میں نے حکم کرتا ہوں چار باتوں کو اور
 منع کرتا ہوں چار باتوں کو پھر بیان کیا اذکو حکم کرتا ہوں کہ گواہی دو سب بات کی کوئی برحق معبود نہیں سوا خدا
 اور حضرت محمد اوس کے پیچھے ہو کر ہیں اور قائم کر نماز کو اور ادا کر زکوٰۃ کو اور ادا کرو باخوان غنیمت کے مال سے
ف دوسری روایت میں پانچ باتیں مذکور ہیں چار تو یہی اور ایک مضاف کے روزے اور بخاری کی روایت میں بھی
 پانچ باتیں ہیں اس مقام پر یہ شکل جڑتا ہے کہ آپ (چار باتیں فرمائیں اور ذکر کیا پانچ کو علمائے اہل احکام کی طرح
 سے دیا ہے سب کا ظاہر وہ ہے جو ابن بطال نے کہا کہ اصل مقصود چار ہی باتیں ہیں یعنی توحید اور نماز اور زکوٰۃ اور
 روزہ مگر ایک بات غنیمت (کس کے زیادہ بتلائی) ایسی کہ دو لوگ کفار مصر کے قریب ہوتے اور ان کو جہاد کرنا پڑتا
 تھا اور غنیمتیں ملتی تھیں اور ابن الصلاح نے کہا وَاَنْ تَوَكُّواْ عَلٰى حُلُفِ شَهَادَةِ اِنْ لَالَا اِلَا اللّٰہُ پر نہیں ہے تاکہ
 پانچ باتیں ہوں بلکہ اربع پر ہے تو مطلب ہوا میں حکم کرتا ہوں چار باتوں کا اور ایک اور بات کا **ف**
 منع کرتا ہوں دُعا سے (یعنی کہو کے تو بنے) اور ختم سے **ف** ختم کی تفسیر میں علمائے کئی اقوال میں صحیح
 یہ ہے کہ ختم کہتے ہیں سبیر لکھی گھڑوں کو اور یقیناً خیر خیر صحیح مسلم میں کتاب الاثر میں ابو ہریرہ سے منقول ہے

اور یہی قول ہے عبدالصمد بن مغفل اور اکثر اہل سنت کا اور بعضوں نے کہا کہ صائم ہر ایک گھر سے (ٹہلیا) کو کھینچ کر
یہ عبدالصمد بن عمر اور عبدالعزیز بن جبیر اور ابوسلمہ کا قول ہے بعضوں نے کہا کہ صائم ایک قسم کے گھر سے ہیں جو ہر صر سے آتی ہیں
وہ اندر سے روغنی ہوتے ہیں اور یہ الن بن مالک اور ابن ابی یعلیٰ سے منقول ہے انہوں نے کہا وہ لال ہوتے ہیں بعضوں
نے کہا کہ صائم لال رنگ کے گھر سے ہیں اور میں صر سے شراب آیا کرتا تھا یہ حضرت عائشہ سے منقول ہے اور ابن ابی یعلیٰ
نے کہا کہ طائف کے احمیس میں شراب آتا تھا اور کچھ لوگ انہیں نبیذ بنا یا کرتے تھے بعضوں نے کہا کہ صائم وہ گھر سے ہیں
جو مٹی اور بال و رخون سے بنتی ہے اور یہ عطاس سے منقول ہے (نودی) **ف** اور فقیر سے (یعنی جو میں برتر
سے ایک لکڑی کو لیکر اس کو کہو در کر اس بنا لیتو تھے) اور فقیر سے **ف** فقیر فارسی سے نکلا ہے یعنی جس میں
فارچہ ہو فارزنت کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا زنت ایک قسم ہے قارکی اور اول قول صحیح ہے کیونکہ ابن عمر سے
بند صمیم منقول ہے کہ زنت اور فقیر ایک چیز ہے اور زنت اور زنت ہندی میں ال کو کہتے ہیں **ف** خلف
مقام نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ کیا کہ گواہی دینا اس بات کی کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور اشارہ
کیا آپ اوتھلی سے ایک کا **ف** یہ جو ان چاروں قسم کے بتونوں سے مخالفت کی اور اسے غرض سے ہے کہ ان
بربتون میں شربت نہ بناؤ یعنی گھڑ اور انگور اور ان میں نہ بہگو و اس لیے کہ ان بربتون میں شراب تیار ہوا
کرنا تھا اور نشہ ان میں جلدی پیدا ہو جاتا ہے اور چڑے میں شربت بہگو نے کی مخالفت نہیں کی کیوں کہ
چڑا لطیف ہے اور میں نشہ والی چیز نہیں جیتی بلکہ اکثر چڑا تیز شراب سے پھٹ جاتا ہے اور یہ مخالفت بھی
اسلام میں نہیں پہر پریدہ کی حدیث سے منسوخ ہو گئی اور میں یہ ہے کہ میں نے ملو منع کیا تھا شربت بہگو نے
سے سوا چڑے کے اور بربتون میں لیکن اب بہگو و ہر بت میں اور نہ پڑا اور شراب کو جو نشہ لادہ رویت کیا
اس کو مسلم نے اور یہی قول ہے جو ہر علما کا اور خطابی نے کہا کہ صحیح بھی ہے کہ یہ مخالفت منسوخ ہو گئی اور ایک حدیث
علمائے اس مخالفت کو قائم رکھا ہے اور یہی قول ہے مالک اور احمد اور اسحاق کا اور یہی منقول ہے عمر اور ابن عباس
سے (نودی) **سکن** اَبی جَمْرَةَ قَالَ كُنْتُ لَا أَهْبِمْ يَزِيدَ بْنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ
كَانَتْهُ أُمْرًا كُنْتُ لَهُ عَزِيمَةً لِحَبْرٍ فَقَالَ إِنَّهُ وَقَدْ عَنِدَ الْفَيْسِ أَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَعَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ أَلَوْفَدُ الْقَوْمَ كَالْوَدِيعَةِ قَالَ مَرَجًا بِالْقَوْمِ أَوْبًا لَوْفَدُ عَزِيمَةً لِحَبْرٍ
النَّحْلُ أَلَى قَالَ فَقَالَ أَيْ رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَأْتِيكَ مِنْ شِقَاقٍ بَعِيدٍ وَأَنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هَذَا الْحَيَّ
مِنْ كُنَّا مُصَرَّوْا إِنَّا لَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيكَ إِلَّا فِي شَجَرٍ أَحَدًا مَرْفُوعًا يَا مَعْ كَهْلُ خُبْرٍ

بِهِ مَنْ وَرَدْنَا وَنَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ **قَالَ** وَأَمْرُهُمْ بِأَرْبَعٍ وَتَعَالَى عَنِ الْقَوْلِ **قَالَ** أَمْرُهُمْ
 يَا أَيُّهَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَحَدَّثَهُ وَقَالَ وَهَلْ تَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ وَقَالَ تَعَالَى
 أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَأِقَامُ الصَّلَاةِ وَآتَاءُ الزَّكَاةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ
 وَأَنْ تُوَدَّ وَأَخْبَسَ سَكْرَتَهُ مِنَ الْخَمْرِ وَتَعَالَى عَنْ الدُّنْيَا وَالْأَخْنَتِ وَالْمَرْفَقِ قَالَ شُعْبَةُ وَرَدُّهَا
 قَالَ الْمُقْبِلُ قَالَ شُعْبَةُ وَرَدُّهَا قَالَ الْمُقْبِلُ وَقَالَ احْفَظُوا وَأَحْبِبُوا ابْنِ مَرْثَدَةَ وَرَدُّهَا وَقَالَ
 أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي رِوَايَتِهِ مِنْ رِوَايَتِهِ الْمُقْبِلُ رَحِمَهُ
 أَبُو جَرَّةٍ (نفس بن عمران) کہ روایت ہو میں ابن عباس کے سامنے اور ان کے کہیں میں ترجمہ تھا (یعنی اور ان
 کی بات کو عربی میں ترجمہ کر کے ابن عباس کہہ سکتا تھا اور ان کی بات فارسی میں ترجمہ کر کے لوگوں کو سمجھانا) اتنے میں
 ایک عورت آئی جو بچہ چیتی تھی گھر کے نبیذ کو **ف** یعنی مٹی کے ٹھہور یا ٹھلوٹی یا گھرے میں جو گھوڑا یا گھوڑ
 کا مشرب بنایا جاوے اسکا پینا کیسا ہے نووی نے کہا اس میں دلیل ہو اس بات کی کہ عورت اجنبی اور غیر مردوں
 سے بات کر سکتی ہے اور ان کی آواز سن سکتی ہے اور وہ بھی آواز سن سکتی ہیں اسیجا کی وقت **ف** ابن عباس
 نے کہا عبد تیس کے وفد (وفد کے معنی اوپر گزرے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے آپ پوچھا یہ وفد کون
 ہیں یا یہ کون قوم کے لوگ ہیں لوگوں نے کہا ربیعہ کے لوگ ہیں آپ فرمایا مرحبا ہو قوم یا وفد کو **ف**
 مرحبا ایک کلمہ ہے جسکو عرب کے لوگ ملاقات کی وقت بولتے ہیں یعنی جب کوئی ملنے کو آتا ہے اسکا مطلب ہے
 کہ تم اچھی جگہ آئے دوست اور کشائش کی جگہ میں **ف** جند رسا ہو کہ نہ شرم نہ دہ (کہو کہ خود کشمان
 ہو نہ کو غیر لڑائی کے اگر لڑائی کے بعد کشمان ہوتے تو رسا ہوتے تو نہی غلام بنائے جاتے مال لٹ جاتا تو
 شرم نہ ہوتے) اور لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ پاس در دراز سفر سے آتے ہیں اور ہمارے اور آپ کے بیچ
 میں بیس میل ہے مضر کے کافرون کا تو ہم نہیں آسکتے آپ نہ کہ حرام مہینوں میں (جب لوٹ مار نہیں ہوتی)
 اس لیے ہمارے حکم کیجیے ایک صاف بات کا جسکو ہم بتلا دیں اور لوگوں کو بھی اور جاوین اور سکو سب کے جنت میں آپ
 نے حکم کیا انکو چار باتوں کا اور منع کیا انکو چار باتوں سے حکم کیا انکو اللہ کی توحید پر ایمان لانا انکو اور پوچھا اور ان سے
 تم جانتے ہو ایمان کیا ہے انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے آپ فرمایا ایمان گواہی دینا ہے اس
 بات کی کہ کوئی لائق نہیں عبادت کو سوا اللہ کے اور بیشک حضرت محمد اس کے بھیجے ہوئے ہیں اور قائم کرنا نہ
 کا اور دینا زکوٰۃ کا اور رشور کرنا رمضان کے (یہ چار باتیں ہو گئیں اب ایک پانچویں بات اور ہے) اور ادا

کرنا یا بچوین جس کو غنیمت کر مال میں سے (یعنی جو کافروں کو لوٹ میں سے مال ملاو اس میں سے یا بچو ان حصہ خدا اور رسول کے لیے نکالو) اور منع کیا اونکو کہ وہ کے تو بنو اور سب لاکھی گھر سے اور روغنی برتن سے شعبہ کے کبھی یون کہہ اور نصیر سے اور کبھی کہہ نصیر سے (دونوں کے معنی اور پر گدے اور فرمایا یاد رکھو اسکو اور خبر کرو ان باتوں کی اُن لوگوں کو جو تمہارے پیچھے ہیں اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے مَنْ ذَا اَکُم کہا بدترین فقرائے کرم کے (اور مطلب ایک ہے) اور اُن کی روایت میں فقیر کا ذکر نہیں ہے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِّثِ الْحَدِيثِ نَحْوُ حَدِيثِ شُعْبَةَ وَقَالَ أَنَا كُفْرًا يَكُنُّ فِي الدُّبَابِ وَالْثَّقَيْنِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمَرْقَةِ وَذَا ابْنِ مُعَاذٍ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْبِيَاءِ عَبْدُ الْقَيْسِ إِنْ فِيكَ خَصْلَتَيْنِ لِحُجَّتِي مَا اللَّهُ الْخَلْعُ وَالْأَلَاكَةُ ترجمہ دوسری روایت بھی ابن عباس سے اس طرح ہے اُمین یہ ہے میں تم کو منع کرنا ہوں اس نعیذ سے جو پہلو یا جاوے کہ وہ کے تو بنو اور چو میں ابی سبہ لاکھی اور زون بنی بر بن ابن معاویہ نے اپنی روایت میں اپنے باپ سے اتنا زیادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد القیس کے شیخ سے (جبکہ نام منذ بن عارث بن زیاد تھا یا منذ بن عامر یا منذ بن عبید یا عائد بن منذ یا عبد اللہ بن عوف) فرمایا تجھ میں سے وعادتیں ایسی ہیں جنکو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے ایک تو عقلمندی دوسری دیر میں سچ بوجہ کام کرنا جلدی نہ کرنا **ف** یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ عبد القیس کے لوگ مدینہ میں پہنچ کر تو جھٹ پٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آگے مگر الشج سامان کے پاس گھر ارٹ اور سب سامان اکٹھا کیا اور اونٹ کو باندھا پہر اچھے کپڑے بدلے بعد اسکو آپ پاس آیا آپ نے اُسکو نزویک بلایا اور اپنی بازو بٹھلایا پہر یہ نہ فرمایا حقیقت میں عقلمندی اور طہیان یہ دونوں صفیں ایسی ہیں جو تمام خوبیوں کی جڑ ہیں بعض آدمی عقلمند ہوتے ہیں لیکن جلد باز اورن سے بہت سی غلطیاں ہو جاتیں ہیں بہتر ترست ہونے میں عمدہ بات یہ ہے کہ جس کام کو کرنا چاہے پہلے اس میں خوب فکر کرے اور اُسکو فائدہ دے اور نقصانوں پر نظر ڈالے پہر جب فائدہ زیادہ معلوم ہوں اور اُس کام کا انجام بھی اچھا ہو تو اُسکو کرے اگر خود یہ کام نہ ہو سکے تو اور عقل مند دوستوں سے مشورہ لےو حکمائے کہا ہے کہ جو آدمی حکم کو خیال آتے ہی کر بیٹھتا ہے اور بن اور جانور میں کچھ فرق نہیں جانے کی عقل اس بقصد ہے کہ جو خیال آیا اس طرف دوڑا نہ کرے تا مل اور انجام بھی کچھ نہیں **عَنْ** قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ لَغِيَ الْوَقْدَ الْإِنِّي قَدْ مَوَّاعِلِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ سَعِيدٌ وَذَكَرَ قَتَادَةُ أَنَّ الْقَضْمَةَ عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ الْخَلْعِي فِي

نہیں جانتا فقیر ایک لکڑی ہے جسکو تم کہو دلیتے ہو پیرا دسین قطیعار (ایک قسم کی چوٹی کچھ اور اسکو شہر پر ہی
 کہتے ہیں) بہگوتے ہو سعید نے کہا یا تم بہگوتے ہو پیرا دسین بانی ڈالتے ہو جب اسکا جوش تہم جاتا ہے تو اس
 کو پیڑ ہو بہانک کہ ایک تم میں کا اپنے چچا کے بیٹے کو مارتا ہے تلوار سے (نفس میں آنکھ جب عقل جاتی رہتی را
 زردوست دشمن کی شناخت نہیں رہتی اپنے بہائی کو جسکو سب زیادہ جانتا ہے تلوار سے مارتا ہے شراب کی
 برائیوں میں سے یہ ایک بڑی برائی ہے جسکو آپ بیان کیا) راوی نے کہا سہارے لوگوں میں اسوقت ایک
 شخص موجود تھا (جسکا نام جہم تھا) اسکو ایک حرم لگ چکا تھا اسی نشے کے بدولت لیکن میں اسکو چھپاتا
 تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر شرم کے مارے میں نے کہا یا رسول اللہ پر کس برتن میں ہم شربت پئیں
 آپ فرمایا پیو چڑے کے برتنوں میں مشکون میں جبکا مونہہ باندھا جاتا ہے (دھڑی یا لتے سے) لوگوں
 نے کہا اے نبی اللہ کے ہماری ملک میں جو ہے بہت ہیں دن چڑے کے برتن نہیں رہ سکتے آپ فرمایا جو چڑے
 کے برتنوں میں اگرچہ چڑے انکو کاٹ ڈالیں اگرچہ چڑے انکو کاٹ ڈالیں اگرچہ چڑے انکو کاٹ ڈالیں (یعنی چڑے
 طور سے ہو سکتے چڑے ہی کے برتن میں پیو چڑوں سے حفاظت کرو اگر نہ ہو سکو تو خیر پر اور برتن میں پینا درست
 نہیں کیونکہ وہ شراب کو برتن میں) راوی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالمطلب کے بیٹے سے
 فرمایا مجتہد میں دو خصلتیں ایسی ہیں جنکو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے ایک تو عقلمندی دوسری سہولت اور
 اطمینان جلدی **مَنْ رَأَى سَعِيدَ الْخُدْرِيِّ أَنَّ وَفَدَ عَبْدَ الْقَيْسِ لَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ**
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ غَيْرَ أَنَّ رِوَيْهِ وَتَبَيَّنَ أَنَّ
الْفُطَيْعَاءَ وَالنَّحْسَ وَالْمَاءَ وَلَمْ يُقَلِّ قَالَ سَعِيدُ أَوْ قَالَ مِنَ النَّحْسِ ترجمہ دوسری روایت یہی
 ایسی ہی ہے مگر اس میں بجائے نقد فون کے تدیفون باندھیفون ہے یعنی ملاتے ہو اوسمین قطیعار
 اور کچھ اور **بَابُ حَكْمِ ابْنِ سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ وَفَدَ عَبْدَ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوْا ابْنَ اللَّهِ صَلَّى**
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلَنَا اللَّهُ فِدَاكَ مَاذَا نَصِلُ لَنَا مِنْ الْأَشْيَاءِ بَرَكَةً فَقَالَ
لَا تَشْرَبُوا فِي النَّحْسِ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلَنَا اللَّهُ فِدَاكَ أَوْ تَدْرِي مَا النَّحْسُ قَالَ نَحْمَدُ
الْحَبْنَ عُنُقَهُ وَسَطَهُ وَلَا فِي الدُّبَابِ وَلَا فِي الْحَنْتَمَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْمُؤَاكَاةِ ترجمہ ابوسعید
 سے روایت ہے عبدالمطلب کے وفد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تو کہنے لگے اے نبی اللہ کے
 اللہ کے آپ پر خدا کرے کون سا شراب بہکد درست ہے آپ فرمایا فقیر میں نہ پیو انہوں نے کہا اے نبی اللہ

کہ لوگوں سے اہل کتاب کے تو بلانا اذکو اس بات کی گواہی کیطوت کوئی مسجد و برحق نہیں سوا خدا کے اور میں اسد
 کا بیجا ہوا ہوں (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اگر وہ اسکو مان لین تو بلانا اذکو یہ بات کہ اسنے اپنے فرض
 کی ہیں پانچ نمازیں ہر دن اور رات میں پھر اگر وہ مان لین اسکو تو بلانا اذکو یہ بات کہ اسنے فرض کیا ہے اور پھر
 زکوٰۃ کو جو ہے جاوگی اسنے مالداروں سے پھر دیاوگی ادنیٰ کے فقیروں اور محتاجوں کو اگر وہ اسکو مان لین تو خبردار
 نہ لینا عمدہ مال اور ان کے (یعنی زکوٰۃ میں متوسط جانور لینا عمدہ دودھ والا اور پر گوشت قرمز چھانٹ کر نہ لینا) اور
 بچپنا مظلوم کی بددعا سے کہہ کر مظلوم کی بددعا اور اسنے درمیان کوئی روک نہیں ہے یعنی وہ فوراً اسے تک
 پہنچ جاتی ہے اور قبول ہوتی ہے نزدی نے کہا اس حدیث سے بہت باتیں نکلتی ہیں قبول کرنا خبر و احکا کا اور
 جب ہونا عمل اور پھر اور ترک واجب نہ ہونا اس لیے کہ منافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چند روز پہلے
 میں کی طیف بھیج گئے تھے پھر اگر تو رجب ہوتا تو آپ اذکو بھی نمازوں میں غریب کرتے اور سنوں ہونا دعوت کفار کا
 طرف توحید کی جنگ سے پہلے اور حکم ہونا اسلام کا جب تک شہادتین کا زبان سے اقرار نہ کرے اور یہی مذہب ہے اہل
 سنت کا اور واجب ہونا پانچوں نمازوں کا ہر دن اور رات اور گناہ عظیم ہونا ظلم کا اور امام کو نصیحت کرنا ہے
 عاملوں کو اللہ سے ڈرنے کے لیے اور ظلم سے بچنے کے لیے اور حرام ہونا زکوٰۃ وصول کرنا یا اسے پرمعدہ مال چھانٹ لینا
 اسی طرح صاحب مال پر ہر مال دینا اور زکوٰۃ نہ دینا کا فرک نہ مالدار کو اور مستند لال کیا ہے اس حدیث سے خطا
 اور ہماری صحابہ کے زکوٰۃ کا نقل جائز نہیں یعنی ایک ملک کی زکوٰۃ دوسرے ملک کے فقیروں کو نہ بھیجی جاوے اور یہ
 استدلال قوی نہیں کیونکہ فقرائے ہم سے مراد مسلمانوں کے فقیر ہو سکتے ہیں اور بعضوں نے اس حدیث سے یہ استدلال
 کیا ہے کہ کافر فروع شریعت جیسے نماز روزہ زکوٰۃ کو ساتھ مخاطب نہیں ہیں یعنی انکو صرف یہی حکم ہے کہ ایمان لاوین
 اور اسی امر کے نہ کرنے پر انکو عذاب ہوگا نماز روزہ وغیرہ اور پھر فرض ہے کہ وہ مسلمان ہوں اور دلیل اس کی
 یہ ہے کہ حضرت نے اس حدیث میں یون فرمایا اگر وہ اسکو مان لین تو انکو یہ بتلا تو معلوم ہوا کہ جب وہ شہادتین پر
 کو نہ مانیں تو اور ارکان اسلام اپنے واجب نہیں اور یہ استدلال ضعیف ہے اس لیے کہ حدیث سے مقتضی یہ ہے کہ جب
 شہادتین کا اقرار کریں تو انکو بتلاوے کہ نماز کا مطالبہ اور ہوگا دنیا میں اور دنیا میں تو ارکان اسلام کا سب
 جب ہی ہوگا جب وہ اسلام لاوین اس کے یہ لازم نہیں کہ آخرت میں ہی انکو ارکان اسلام کے ترک پر عذاب ہو
 اور قرینہ اس پر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک بات یہ ترتیب بتلائی پہلے جو بہت ضروری تھی پھر جو اس کے کم اور
 خود اسی حدیث میں یہ بات موجود ہے کہ جب وہ نماز کو مان لین تو بتلاو انکو زکوٰۃ کی فرضیت حالانکہ اس کے

کوئی نال نہیں ہوا کہ پہلے انسان پر نماز فرض ہوئی ہے پھر اس بعد زکوٰۃ فرض ہوئی ہے۔ **ابن عباس**
 أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْمًا عَمِلُوا حِدِيثَ
 وَكَيْدَ تَرْحِمُهُ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ رُوَيْتَ بِهِ أَيْ هِيَ **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ قَالَ إِنَّكَ تَقْدُمُ عَلَى قَوْمٍ أَهْلُ كِتَابٍ فَلْيَكُنْ
 أَزَلْ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ عِبَادَةَ اللَّهِ فَإِذَا عَرَضُوا لِلَّهِ فَآخِذِينَ بِهِمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ فَضَّلَ عَلَيْهِمْ خَيْرَ
 صَلَواتٍ فِي دِينِهِمْ وَلَيْتَهُمْ فَإِذَا كَلَعُوا مَا خَذِبَ هُمْ إِنَّ اللَّهَ سَخَّرَ وَجَلَ قَدْ فَضَّلَ عَلَيْهِمْ زَكَاةَ
 تَوْحِيدٍ مِنْ أَمْرِ الْخَيْرِ فَتَنَ عَلَى فَقْرٍ أَجْزَلٍ كَذَا الطَّاعُونَ لَفَنَ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَذَا كَثَرُ أَمْوَالِهِمْ
ترجمہ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ کو مین بھیجا تو ان سے کہا تم جاؤ گے
 ایک قوم پاس اہل کتاب ہیں کے تو سب سے پہلے جس طرف تم ان کو بلاؤ وہ اس بل جلالہ کی عبادت سے پہچنے خدا کو پہچان
 لیوین **ف** قاضی عیاض نے کہا اس معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب بغیر یہود اور نصاریٰ خدا کو نہیں پہچانتے
 اور یہی قول ہے بڑے بڑے متکلمین کا اگرچہ وہ ظاہر میں خدا کی پرستش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے خدا کو پہچان
 اگرچہ عقل اس بات کو جائز کہتی ہے کہ جو شخص ایک سول کو نہ مانے وہ خدا کو پہچان لیوے قاضی عیاض نے کہا جو
 شخص مذکور مشابہ سمجھتا ہے اور مخلوقات کو یا خدا کو جسم جانتا ہے اور اجسام کی طرح یہودیوں میں سے یا خدا کو اولاد یا ہوا جائز
 جانتا ہے یا ادسکی بی بی یا بیٹا ثابت کرتا ہے یا حلال اور حلال اور تنزاج اجسام کی طرح ادسکیے جائز سمجھتا ہے
 نصاریٰ میں سے یا ادسکی اوصاف ایسی بیان کرتا ہے جو سکولائٹ نہیں یا ادس کے لیے شریک یا مخالفت برابر والا
 ثابت کرتا ہے مجس اور بت پرستوں میں سے ان سب کا معبود حقیقت خدا نہیں ہے اگرچہ وہ ہکا نام خدا کہیں
 تو حقیقت انہوں نے سچو خدا کو نہیں پہچانا اس لئے کہ سب سے زیادہ کہنا چاہیے (نودی) **ف** تو انکو بتلا کہ
 اللہ اونہ پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں ہر رات اور دن میں جب یہ کہنے لگیں تو انکو بتلا کہ اللہ اپنے زکوٰۃ فرض
 کی ہے جولی جاوگی ادسکے مال میں سے پوری جاوگی ادنیٰ میں سے فقیر دن کو جب وہ یہ بھی مان لیں تو زکوٰۃ حلی
 اونکے اور بچ اُنکے عمدہ مالوں کا **ف** جو فرمایا زکوٰۃ لی جاوگی ادن کے مال میں سے اس کے معلوم ہوا کہ اگر کوئی
 مسلمان زکوٰۃ نہ دیوے تو خیر ادس کے مال میں سے وصول کیجاوے گی اس میں غلط نہیں ہے مگر اختلاف اس میں
 ہے کہ آیا وہ باطناً بینہ و بین اس زکوٰۃ سے بری ہوگا یا نہ ہوگا ادس میں ہماری اصحاب کو دو قول ہیں (نودی) **ف**
 اللَّهُمَّ بِقَوْلِكَ النَّاسُ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ بِابِّانٍ مِّنْ سَبَاتٍ كَمَا كُنُوا

سے ڈرنا چاہیے یہاں تک کہ وہ کہہ نہ سکیں کہ میں ہجو و سچا نہیں سوا خدا کے اور بیشک حضرت محمد اور رسول میں
عن ابی ہریرہ قال لما حوِّث رسول الله صلى الله عليه وسلم واستخلف أبو بكر الصديق
 بعدة وكفر من كفر من العاصي قال عمر بن الخطاب لا يبي بكر كيف نقابل الناس وقد قال
 رسول الله صلى الله عليه وسلم أمروا أن أقابل الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله فمن قال
 لا إله إلا الله فقد عظم مني ماله ونفسه إلا حقيقه وحسابه على الله فقال أبو بكر يا الله
 لا فائدة من فرق بين الصلوة والزكوة فإن الزكوة حق المال والله لو منعوني عقالاً كانوا
 يؤدونه لرسول الله صلى الله عليه وسلم لقاتلهم على منعه فقال عمر بن الخطاب
 فوالله ما هو إلا أن يأتى الله قد فتح صد رائي بكى للقتال فعرفت أنه الحق ثم صبر
 ابو ہریرہ سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت ہوئی اور جب لوگ
 جو کافر ہو گئے کافر ہو گئے **ف** خطابی نے کہا جو لوگ اسلام سے پہر گئے تھے وہ دو طرح کے تھے ایک تو وہ جو بالکل
 دین اسلام کو چھوڑ کر اپنے کفر کی حالت کی طرف پہلوٹ کر تھے اور ابو ہریرہ نے جو کہا کافر ہو گئے وہ ایک لوگ
 جو کافر ہو گئے اور اسی قسم کے لوگ ہیں اور یہ لوگ ان میں ہیں وہ گروہ تھے ایک گروہ تو سید کذاب
 کا جو اسکو بغیر جانتے تھے اور ہجو و کفر کا اور اس کے قبول کرنے والے ہیں کہ لوگ ان میں سے یہ فرقہ تو بالکل ہمارے
 پیغمبر کی نبوت کا انکار کرتا تھا اور سید یا اسود کو پیغمبر سمجھتا ابو بکر صدیق نے ان سے ٹرنا شروع کیا یہاں تک
 کہ سید یا مہمہ میں اور ہجو و کفر صفا میں مارا گیا اور انکی جماعتیں ٹوٹ گئیں اور انفران میں کے مارے گئے دوسرے
 گروہ وہ تھا جو دین سے پہر گیا تھا اور شرائع اور احکام دین کا منکر ہو کر نماز روزہ کو چھوڑ دیا تھا اور پہر اور کفر
 کے طریق چلنے لگا تھا اور وقت نماز کو سجدہ صرف تین سجدوں میں ہوتا تھا ایک مکہ کی مسجد دوسری مدینہ کی
 مسجد تیسری عبد القیس کی مسجد پھر میں دوسری طرح کے لوگ تھے جنہوں نے نماز اور زکوة میں سرق نکالا تو
 نماز پڑھتے تھے لیکن زکوة دین سے انکار کیا یہ لوگ حقیقت بھیت کے باغی تھے انہی لوگوں کے بارے میں حضرت عمر
 کو مشہور ہوا (اسراج الوہاج) **ت** تو حضرت عمر نے ابو بکر سے کہا تم کیونکر لڑو گے ان لوگوں سے حالانکہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مجھ پر حکم ہوا لوگوں سے ٹرنا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں پہر جس نے
 لا الہ الا اللہ کہا اسکو کچا بیا مجھ سے بڑا مال و جان کو مگر کسی حق کے بدلے (یعنی کسی کے بدلے جیسے زنا کرے
 یا غن کرے تو کچھ اجاد دیا) پہر حساب اسکا اللہ پر ہے (اگر اسکو دل میں کفر ہو اور ظاہر میں دین کے مارے مسلمان

ہو گیا ہو تو قیامت میں اللہ اس کے سچے لیکچر دینا میں اس سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا ﴿﴾ تو حضرت عمرؓ اعتراض نظر
ظاہر برداشت نہ کیا کہ جب حضرت صلہ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لاکھ الا اللہ کہا اور اسے سچا لیا اپنے مال اور جان کو
اور یہ لوگ لاکھ لاکھ تیرہ میں صحت زکوٰۃ دینے سے انکار کرتے ہیں بہر حال اسے لڑنا اور انکی مال اور جان لینا کیونکر درست
ہوگا ﴿﴾ حضرت ابو بکرؓ نے کہا قسم خدا کی میں تو لڑوں گا اور اس شخص سے جو فرق کرے نماز اور زکوٰۃ میں اس لیے
کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے ﴿﴾ مطلب حضرت ابو بکرؓ کا یہ تھا کہ رسول اللہ صلہ اللہ علیہ وسلم نے مال اور جان کی حفاظت
معلق کی ہے شرطوں پر اور جو حکم معلق ہو دو شرطوں پر وہ ایک شرط کو ہونے سے محال نہیں ہوتا جب دوسری
شرط نہ ہو پھر قیاس کیا اور سکا نماز سے بعد اس کو زکوٰۃ کو نماز کے مثل قرار دیا اور اس حدیث میں دلیل ہے اس بات
کی کہ جو شخص نماز چھوڑے اور اس کے لڑائی درست ہو باجماع صحابہ ابو بکرؓ نے زکوٰۃ کو جو مختلف فیہ تھی نماز کی مثل
قرار دیا جو متفق علیہ تھی تو اس معاملہ میں حضرت عمرؓ نے عموم حدیث سے استدلال کیا اور ابو بکرؓ نے قیاس سے
اور معلوم ہوا کہ عام کی تخصیص قیاس سے ہو سکتی ہے ﴿﴾ قسم خدا کی اگر وہ ایک عقل کو روک دین گے جو دیا
کرتے تھے رسول اللہ صلہ اللہ علیہ وسلم کو تو میں لڑوں گا اور اس سے اس کو دینے پر ﴿﴾ مسلم پر عقلاً مروی ہے
اور ایسا ہی بخاری میں اور بعضی روایتوں میں عقل کے بدلے عناق ہے عناق کہتے ہیں بکری کے بچے
کو اور دونوں صحیح ہیں اور مجھوں میں اس امر پر کہ ابو بکرؓ نے وہ تیرہ کلام کہا ہوگا ایک بار عقل کہا اور ایک بار
عناق تو روایت کیوں گئے اور دونوں لفظ تو عناق سے مراد بکریوں کے بچے ہیں جنکی ماںیں مرگئی ہوں اور
عقل سے مراد ایک سال کی زکوٰۃ ہے اور بعضوں نے کہا کہ عقل وہ سی ہے جس سے ادب کو باندھتے ہیں اور
نودی نے اسکو صحیح کہا کیونکہ یہ موقع شدت اور سبالت کا ہے تو جہاں تک عقل کی تھیر ہو مناسب اور جب
ایک سال کی زکوٰۃ مراد لین تو یہ مطلب حاصل نہیں ہوتا (السرارج الوجہ) ﴿﴾ حضرت عمرؓ نے کہا قسم خدا
کی پھر وہ کچھ نہ تھا مگر میں نے یقین کیا کہ اللہ جل جلالہ نے ابو بکرؓ کا سینہ کہہ دیا ہے لڑائی کے لیے (یعنی ان کے
دل میں یہ بات ڈال دی تب یقین جانا کہ یہی حق ہے ﴿﴾ نودی نے کہا حضرت عمرؓ نے ابو بکرؓ کی تقلید نہیں
کی اسو اسطر کہ عمرؓ خود مجتہد تھے اور مجتہد کو درست نہیں دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا اور روافض نے یہ خیال کیا ہے
کہ حضرت عمرؓ نے ابو بکرؓ کی تقلید کی اور بنا اسکی اور ان کے خیال فاسد پر یہ کہ امام کو مبعوم ہونا ضرور ہے یہ انکی
کہلی ہوئی جہالت ہے (السرارج الوجہ) نودی نے کہا بعض اضعیون نے یہ خیال کیا ہے کہ ابو بکرؓ نے اس کے
پہلے مسلمانوں کو فساد و فتنہ کیا حالانکہ وہ لوگ زکوٰۃ کے باب میں تاویل کرتے تھے اور کہتے تھے قرآن ہذا

یہ جو حکم ہے خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُؤْتِيهِمْ خُطَابًا خَاصًّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کہ لے لے اس واسطے کہ تم پہنچو
 پاک کرنا لگا ہوں کہ اور زکوٰۃ دوسرے نہیں ہو سکتا خطابی نے کہا یہ خیال ایسے لوگوں کا ہے جن کو دین
 سے دُرا بہرہ نہیں اور اُن کے عمدہ متقاعد افراط اور بیتان اور سلف کی برائی میں اور ہم اور بیان کر چکے ہیں کہ
 اسلام کے مرتد ہو جانے والے لوگ کئی طرح کے ہیں بعض تو بالکل دین سے پہر گئے تھے اور سلیہ وغیرہ کو منہ پر جانے لگے
 تھے اور بعض تو نماز اور زکوٰۃ اور تمام شرائع کو ترک کر دیا تھا پہر انہی لوگوں کو صحابہؓ نے کافر سمجھا اور ابو بکرؓ نے ان سے
 لڑائی کی اور انکی عورتوں اور بچوں کو لوٹ لی غلام بنایا اور اکثر صحابہؓ نے اس بات میں ابو بکرؓ کی موافقت کی خود
 حضرت علیؓ نے بنی ہاشم کے قیدیوں میں سے ایک سے رت کو لوٹ لی بنایا جس کے پیٹ سے محمد بن الحنفیہ پیدا ہوئے پہر صحابہؓ
 کا زمانہ گزرنے سے پہلے اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ مرتد کو قید نہ کرنا چاہیے بلکہ قتل کرنا چاہیے اور وہ لوگ جنہوں
 نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا وہ دین پرست نہ تھے پر باغی تھے اور اگرچہ ان میں سے بعض زکوٰۃ دینے پر رضی
 ہوئے تھے پر ان کے سرداروں نے انکو زکوٰۃ دینے سے روکا جیسے بنی یربوع وہ زکوٰۃ دینے پر مستعد ہو گئے تھے اور
 مال کو جمع کر کے روانہ کرنے والے تھے کہ مالک بن نویرہ نے انکو روکا پھر ان لوگوں کو خاص کر کے کافر
 نہیں کہا اگرچہ یہ بھی ایک قسم کے مرتد تھے کیونکہ مرتد لوگوں کے شریک نہ تھے دین کی بعض باتیں موقوف
 کرنے میں اسلیو کہ روء کا اطلاق ہو گراہ پر ہوتا ہے اور ہر اوس شخص پر جو پہلے ایک گام کی طرف توجہ رکھتا ہو
 پہر اوس سے پہر جاوے اور یہ لوگ بھی اطاعت سے پہر گئے تھے اور حق کو روکتے تھے تو یہ قبیح لقب تہ کا
 اون کے ساتھ ہی لگ گیا اور دینداری جاتی رہی اور یہ جو انہوں نے استدلال کیا تھا قرآن سے
 کہ قرآن میں خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ میں خطاب خاص ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے تو قرآن کے خطاب میں طرح
 کے ہیں ایک خطاب عام جیسے یَاۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ یعنی ایمان والو جب تم کہڑے ہو نماز کو
 لے یَاۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کہتے ہیں اے ایمان والو فرض ہیں تم پر روزہ اور ایک خطاب خاص حضرت کے
 لیے جیسے میں دوسرا شریک نہیں ہو سکتا وہ جب کہ آیت میں صاف اشارہ ہو کہ یہ حکم تمہیں کے ساتھ خاص ہے جیسے
 وَرِی الثَّنِیْلَ فَجَعَلْہٗ نَافِلَۃً لَّکَ اَوْ جِیْرَکَ نَافِلَۃً لَّکَ مِنْ دُوْنِ الْکُوْنِیْنِ اور ایک خطاب ہے جو اللہ کے
 اپنے پیغمبر کو مخاطب کیا ہے پر اوس میں پیغمبر اور سب امت کو لوگ برابر ہیں جیسے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِ اللّٰہِ
 قائم کرنا زکوٰۃ اَنَابَہِ کے ذہنی ہی اور جیسے کَذٰلَکَ اَقْرَأَتْ الْفُرٰنَ نَاسْتَعِیْذُ بِاٰیٰتِہٖ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ یعنی جب تو قرآن
 پڑھنے لگو تو یہ نام لگا کر شیطان مردوس اور جیسے وَاِذَا کُنْتَ تُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ اور یہ سب خطاب موحی

امین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص نہیں بلکہ سب امت اس میں شریک ہے اسی طرح یہ خطاب بھی
 ہے قد مرین ائمه الخیمة صدقہ الایۃ توجب شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو بعد آپ کا قائم مقام ہے
 وہ اس پر عمل کر سکتا ہے اور اسی کی مثل ہے یہ آیت یا ایہا النبی اذکما نکتہم الیک کہ خطاب ہے نبی کی طرف
 اور حکم ہے سب بلانوں کو بلکہ بعض مقاموں میں خطاب ہے پیغمبر کی طرف اور مراد اور لوگ ہیں جس پر کان لگنا
 فی شکایہ تم انزلنا الیک اہلہ کہ حضرت کو شک نہ تھی اوس میں جواب پراور تاہنا راہ نظمیر اور ترکیہ
 اور دعا تو یہ ہر ایک امام کر سکتا ہے صاحب صدقہ کے لیے اور جو جواب جس عمل پر وارد ہوا ہے وہ قائم
 ہے آپ کی وفات سے موقوف نہیں ہو گیا اور امام اور عامل کو مستحب ہے کہ صدقہ دینے والے کے لیے
 دعا کرے اوس کے مال کی ترقی اور برکت کے لیے اور یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اوسکی دعا کو قبول کر لیا اور
 اسکو سوال کو رد نہ کر لیا اگر کوئی یہ کہی کہ جن لوگوں نے اوس نے میں زکوٰۃ نہ دیں گے لیے تاویل کی
 تھی وہ باطنی قرار پائے اب اگر اس نے میں بھی کوئی زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرے اور کہ ادا نہ کرے
 تو کیا اسکا حکم مثل باغینوں کے ہوگا تو جواب اسکا یہ ہے کہ نہیں اس زمانے میں جو کوئی زکوٰۃ کی فرضیت کا
 انکار کرے وہ بالاجہاد کا فر ہے اور یہی ہے کہ وہ لوگ معذور تھے کسی وجہوں سے ایک توبہ کہ زمانہ نبوت
 کا اُن کو قریب تھا جب احکام منسوخ ہو رہے تھے دوسرے کہ وہ لوگ نادان تھے اور انہی مسلمان ہو چکے تھے
 اسکو توبہ میں چل گئے اب تو دین اسلام شائع اور شہید ہو گیا اور دین کی باتیں خاص لہذا عام سب کو معلوم
 ہو گئیں اب عالم کیا جاہل تک جانتا ہے کہ زکوٰۃ اسلام کا ایک کن ہے تو اب کوئی معذور نہ ہوگا اوس کے انکار میں
 اس طرح حکم ہے ہر ایک شخص کا جو انکار کرے است کہ اجاب کی کاسون میں ہو کسی کام کا جو مشہور ہو جس پر باطن نماز کا
 یا رمضان کے روزوں کا یا حجاب سے غسل کرنے کا یا زنا کے حرام ہونیکا یا شرب کو حرام ہونیکا یا محرم عورتوں سے نکاح
 حرام ہونیکا البتہ اگر کوئی اس زمانے میں بھی نو مسلم ہو اور ارکان اسلام کو اپنی طرح نہ جانتا ہو وہ اگر انکار کرے
 نادانستہ تو کہ فرہوگا اور اسلام کا اطلاق اس پر باقی رہیگا اور جو باتیں است کی اجماعی ہیں پر خاص و عام مشہور
 نہیں ادن کا انکار کفر ہوگا جیسے پوچھی اور بتیجی میں جہم کرنا یا خانہ اوہانجی میں یا قاتل کو میراث نہ دلانا یا داد کی
 کو چٹا حصہ دینا (انتہی باختیار السراج المونی ج میں ہے کہ ابو بکر صدیق جو دلیل لائے اور عمر نے جاعتہ اس کی کیا
 سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو دوسری روایت کی خبر نہیں ہوئی جسکو ابو ہریرہؓ نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و
 سلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ گواہی دین میں اس بات کی کوئی معذور نہ ہو نہ حق نہیں

سوا خدا کے اور یقین لادین میری اوپر اور کچھ چیر میں لایا گیا کہ میں تو بچا لیا انہوں نے اپنی جانوں اور
 مالوں کو بھگت کے بدلے پھر حساب دینا کہ اب میری اور میں عمر کی روایت میں ہے گو اسی دین اس بات کی کوئی وجہ
 برحق نہیں سوا خدا کے اور محمد و سکر رسول میں اور ادا کرین نماز کو اور دیون نہ کوٹہ کو اور اس کی روایت میں ہے
 کہ جس نے کرین نماز میں ہمارے قبیلہ کی طرف اور کہا دین ہمارا جو کیا ہو اجازت اور ہمارے کچھ سے نماز پڑھیں اس لیے کہ اگر
 حضرت عمر کو ان روایتوں کی خبر ہوئی تو یہ اعتراض ہی کرتے اور ابو بکر کو اگر خبر ہوئی تو وہ حدیث سے دلیل لاتے
 قیاس کہیں کرتے۔ اس حدیث سے بہت سی باتیں معلوم ہوئیں ایک تو قیاس کا حجت ہونا اور دوسرے عمل کرنا دوسرے
 نماز یا زکوٰۃ یا اور فرائض اسلام کو ادا کرنے والوں سے کرنا تیسری باغیوں کے لڑنے کی اجازت جو حق امام کو اجہتا و
 درست ہو ناظر و رکن وقت اور کج کرنا امام سے فرودی نے کہا قاضی عیاض نے کہا کہ لا الہ الا اللہ کہہ کر جان
 اور مال محفوظ رہنا عورت کے مشرک اور بت پرستوں کے لیے ہے اور ان کے سوا اور کا فوج تو حید کا اقرار کرنا نہیں
 جیسے اہل کتاب وغیرہ حضرت توحید کی وجہ سے نبی نہیں بن سکتے اس لیے دوسری حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ مجھ کو رسول نہیں
 اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دین اور اس کا ساتھ یہ بھی ضرور ہے کہ قبضہ احکام اور سائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت
 امین اور ان سب کو نامین پھر فرودی نے کہا کہ علی نے اختلاف کیا ہے نزدیک کی تو یہ قبول کرنے میں بیخود بالکل نعمت
 اور دین کا سنکر ہو (جیسے ہمارے اس قابل زمانے میں ایک نے نہ نکلا ہے جسکو نیچری بیٹے طبعی کہتے ہیں) تو اس میں
 پانچ قول ہیں سب میں صحیح اور صواب یہ ہے کہ تو یہ اس کی قبول ہو سبباً حادث صحیحہ طلحہ کے اور ایک قول یہ ہے
 کہ اس کی تو یہ ہرگز قبول نہیں بلکہ اس کو قتل کرنا چاہیے پھر اگر وہ درحقیقت سچا ہوگا تو آخرت میں اس کو نجات ہے
 ایک قول یہ ہے کہ پہلی بار کی تو یہ قبول ہے پھر اگر کفر اختیار کرے تو قبول نہیں ایک قول یہ ہے کہ وہ اگر خود تو یہ کرے
 تو قبول ہے اور جو تلوار کے ڈرے کرے تو قبول نہیں ایک قول یہ ہے کہ وہ اگر دوسرے کو بھی گمراہی کی طرف بلاتا
 ہو تو اس کی تو یہ قبول نہیں درز قبول ہے اس لیے کہ **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ**
مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَكَانَ لَهُ حَقٌّ فِي حَسَابِ اللَّهِ ترجمہ ابوسریہ سے روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے
 حکم ہوا لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں پھر جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے بچا لیا مجھ سے اپنی
 جان اور جان کو نہ کسی حق کے بدلے اور حساب اس کے ہے **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ**
مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَكَانَ لَهُ حَقٌّ فِي حَسَابِ اللَّهِ وَكَانَ لَهُ حَقٌّ فِي حَسَابِ اللَّهِ وَكَانَ لَهُ حَقٌّ فِي حَسَابِ اللَّهِ

ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ اگر اسی میں سے حساب کی کوئی مسجد
 برحق نہیں ہو خدا کے اور بیک محمد اوس کے رسول میں اور قائم کریں نماز کو اور دین کو نہ کہ وہ کو بہر حجت کریں تو چاہیہ
 نے مجھ سے اپنی جانوں اور مالوں کو مگر حق کے پڑ اور حسابیوں کا امام پر ہے نصت اسراج الویج میں سے
 کہ امام شوکانی سے سوال ہوا وہ لوگ جس جنگ میں رہتے ہیں اور کوئی حکم شرعی بجا نہیں لاتے نہ نماز نہ روزہ صرف با
 سے کلمہ شہادت پڑھتے ہیں وہ کافر ہیں یا مسلمان اور کیا مسلمانوں کو ان سے جہاد کرنا چاہیہ یا نہیں یہ وجہ اسباب
 دیا انہوں نے ارشاد و اسائل میں کہ جو شخص ارکان اسلام اور ذرائع اسلام کو بالکل ترک کرے اور اس کے پاس کچھ نہ ہو
 سوا زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے تو بیشک کافر ہے اور شدید الکفر اور اس کا جان اور مال حلال ہے
 اس لیے کہ صحیح حدیثوں سے یہ بات ثابت ہو کہ جان اور مال اور وقت جنگی جب ارکان اسلام کو ادا کرے تو اس کے کافروں
 کے قریب جو مسلمان رہتے ہوں اور نہ چھوٹے کہ ان کا فردن کو اسلام کے احکام بتلاویں اور ان کے بجالانے کیلئے ان کو
 دعوت کریں اور پہلے نرمی اور سہولت سے قراب کی تحریک دلا کر اور عذاب سے ڈرا کر ان کو سمجھا دیں اگر وہ مان
 لیں اور ارکان اسلام ادا کرنے لگیں تو خیر اور جو انکار کریں اور نہ مانیں تو مسلمانوں کو جہاد کرنا چاہیہ اور ان پر
 اور جب تک وہ اعمال اسلام بجا نہ لادیں ان کا خون اور مال حلال ہے اور ان کا حکم ایسا ہے جیسے جو جاہلیت کے لوگوں
 کا لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کہہا کہ بیان کر دیا ہے ان باتوں کو جو کافروں کے ساتھ لڑنے سے متعلق
 ہیں اور آیات قرآنی اور احادیث نبوی اس باب میں بہت ہیں ہر شخص کو معلوم ہرین بلکہ خاص اسی امر کے لیے
 اللہ جل جلالہ نے اپنے رسول کو بھیجا اور کتاب میں اذاریں اور زیادہ اس کا بیان کرنا بیغائے طول ہے حاصل کلام یہ ہے
 کہ جب ان لوگوں نے ہمارا کیا کفر پر تو وہ ملک دار احکام کے بلاتک اور بلاشبہ اور جو احکام دار احکام کے ہیں یہی
 احکام ان کے ملک کے ہونگے اور اختلاف کیا ہے مسلمانوں نے کہ کافروں کے ملک پر جہاد کرنے کے لیے امام کا ہونا
 ضروری ہے یا نہیں لیکن جن یہ یہ کہ ضرور نہیں اور یہ جہاد وجہ ہے ہر ایک شخص پر جو مسلمان ہو اور آیات قرآنی
 اور احادیث نبوی مطبق ہیں ان میں کوئی قید نہیں ہے کہ **اِنِّیْ مَآلِکَ عَنَّا اَیُّہُ قَالَ سَمِعْتُ**
رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یَقُوْلُ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَکَفَرَ بِمَا یَعْبُدُ مِنْ دُوْنِ
اللّٰہِ حَرَّمَ اَللّٰہُ وَدَمُّہُ وَحَسَابُہٗ عَلَی اللّٰہِ ترجمہ ابوباکر و روایت اس سے سنائیے باپ کا کہنا میں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے مانتے ہر شخص نے لا الہ الا اللہ کہا اور انکار کیا ان چیزوں کو جو لوگ پرستی میں
 سوا خدا کے (آدمی جو باجن اوتار یا چار پھاڑ یا بت وغیرہ تو حرام ہو گیا مال اس کا اور خون اس کا اور حساب اس کا اللہ

یہ سہل ہے ابی ہلال عن ابیہ انا سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من وحّد
 اللہ ثم ذکّر عیالہ ثم جہد ابیہ مالک روایت اس نے ابیہ سے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم سے روایت کیا ہے اس کو بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے ابیہ نے باب الدلیل
 علی صحیحہ اسلام من حضرت المکی ماکہ ذہبی عن فی التبع وهو الخو عرک وشیخ جوار لا استغفار
 للتشرکین والدلیل علی ان من مات علی الشریک فهو من اصحاب الجہنم ولا یقعد لا من
 ذلک شیء من الوساوئل باب بیان میں اس بات کو کہ جو شخص مرتے وقت مسلمان ہو تو اسلام اس کا صحیح ہے
 جب تک حالت نزع نہ ہو یعنی جان کنی شروع ہو اور شریکین کے لیے دعا کرنا منع ہے اور جبر مجاہد و گناہ شریک پر دہشت
 کوئی وسیلہ اور کام نہ آئے گا سہل سعید بن المسیب عن ابیہ قال لما حضرت ابیہ الی
 الوفات جلدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوجہ عندہ ابیہ جہل وعبد اللہ بن ابی
 امیہ بن المخبیر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عسر قل لا الہ الا اللہ کلہ اللہ
 لک یہا عند اللہ فقال ابو جہل وعبد اللہ بن ابیہ امیہ ابیہ الی ابیہ عن مائتہ
 عبد المطلب فم یزک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعرضہا علیہ ویعید لہ ذلک
 المقالہ حتی قال ابو طلحہ اخیر ما کلمہم هو علی مائتہ عبد المطلب ابی ان یقول لا
 الہ الا اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام واللہ لا استغفرت لک ما لہ انہ عندہ
 فانزل اللہ ما دلت للنبی والذین استوا ان یستغفروا الشریکین ولکوا کفوا اولی شرب من
 بعد ما تبین لہم انہم اصحاب الجہنم وانزل اللہ فی ابیہ الی فقال لہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم انک لا یجوز من احببت ولکن اللہ یجوز من یتکبر وهو اعلم
 بالمعصیۃ بن ترجمہ سعید بن سبیب ابو شہدہ تابعین میں سے ابن ابیہ نے کہا میں نے اون سے زیادہ علم میں
 کوئی تابعی نہیں پایا فقیر میں امام میں) روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے مسیب بن حزن بن عمرو بن عامر بن عمرو
 بن مخزوم قرشی مخزومی سے جو صحابی ہیں اس حدیث کو بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کیا حالانکہ سبیب
 سے اس کا راوی کوئی نہیں سوا اون کے پھر سعید کے تو روایت کیا حاکم کے قول کو بخاری اور مسلم نے کوئی حدیث
 ایسی روایت نہیں کی جیسا راوی ایک ہی شخص ہو اور شاید مراد ان کی یہ ہو کہ سوا صحابہ کے اور شخصوں کو روایت
 کرنا اے کم سو کم دو چار ہیں (نودی) انہوں نے کہا حریب ابو طالب عبد المطلب (رسول اللہ صلی

الصلی علیہ وسلم کے حقیقی چچا اور پردوش کر نوالے) نے لگے **ف** یعنی سیاری کی شدت ہوئی اور نبوت کا
 یقین ہو گیا یہ نہیں مراد ہے کہ سکرات شروع ہو گئی کیونکہ نزع اور سکرات کی وقت تو یہ قبل نہیں فرمایا الصلی علیہ وسلم
 نے **وَسَيَاتُ التَّوْبَةِ لَذَيْنِ يَغْلِبُونَ الشَّيْءَ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ اللَّهَانَ** یعنی نہیں ہے توبہ ان لوگوں
 کے لیے جو گناہ کرتے ہیں ہر حیبت سانسو لگتی تو کہنے لگے کہ ہم نے اب توبہ کی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اب طالب کے حضور
 صلی علیہ وسلم نے گفتگو کی اور شرکوں نے آپ کے خلاف انکو سمجھایا آخر اب طالب نے شرکوں کا کہنا مانا تو صحابہ
 ہوا کہ نزع کی حالت نہ تھی قاضی عیاض نے کہا بعض متکلمین نے یہاں یہ معنی کیے ہیں کہ نزع کی حالت اب طالب کی طاری
 ہوئی اور صحیح نہیں ہے **ف** تو رسول اللہ صلی علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لائے اور وہاں ابوبہل
 (عمر بن مشام) اور عبد اللہ بن ابیہ بن مغیرہ کو بیٹھا دیکھا رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا میرے
 تم کہہ لو **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** ایک کلمہ میرا اللہ کے پاس اسکا گواہ رہوں گا تمہاری لیے (یعنی خدا کو غرض سے قیامت کو
 روز عرس کر دنگا کہ اب طالب سے حد تھے اور انکو جہنم سے نجات ہونا چاہیے انہوں نے آخر وقت میں کلمہ تحریر کیا
 اقرار کیا تھا ابوبہل اور عبد اللہ بن ابیہ نے اے ابوبہل اب طالب تم اپنے باپ عبد المطلب کا دین نہیں چاہتے یہ رسول
 اللہ صلی علیہ وسلم برابر یہی بات اُن سے کہتے رہے (یعنی کلمہ تحریر نہ ہو کر لے لیں) (اور ابوبہل اور عبد اللہ
 بن ابیہ اپنی بات بکھتی رہی) یہاں تک کہ اب طالب نے اختیارات جو کی وہ یقینی میں عبد المطلب کے دین پر ہوں **ف**
 تو اب طالب نے دین اسلام کو قبول نہیں کیا اور اپنی قوم کا پاس کیا اور جہنم اختیار کیا پس راج الزواج میں کہ اس
 میں دلیل ہے اس بات کی کہ عبد المطلب بھی کفر پر رہے تھے جبکہ اب طالب امام ابو حنیفہ نے فقہ اکبر میں صاف لکھا
 ہے کہ اب طالب کفر پر رہے **ف** اور انکار کیا **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کہہ کر رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا
 قسم خدا کی میں تو تمہارے لیو دعا کروں گا (بخشش کی) جب تک جبکہ منع نہ ہو **ف** تو ہی نے کہا اس
 حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قسم کہا ناخذ بخود وغیر اس کے کہ دوسرا قسم کہا اوسے درست ہے اور اس جگہ پر قسم
 ناکید مقصود ہے کہ میں ضرور استغفار کر دنگا تمہارے لیو اور یہ اب طالب کو خوش کرنے کے لیے آپ نے فرمایا اور اس کی
 کے میں ہجرت سے کچھ ہی پہلے ہوئی ابن فارس نے کہا اب طالب جبکہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی عمر تیرہ
 انچاس سال کی تھی اُنہی مہینہ گیارہ دن اوپر اور اب طالب کی وفات کو تین روز بعد اہم المؤمنین خدیجہ کا انتقال
 ہوا رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو رنج کے بعد دوسرا رنج ہوا اس پر اس سال کو عام الحزن کہتے ہیں **ف**
 تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری **لَا تَأْسَى لِلَّذِينَ آمَنُوا خَيْرٌ لِّمَنْ فِي السَّمَوَاتِ** یعنی نبی کو اور مسلمانوں کو یہ درست نہیں

اور گناہوں پر ہمیشہ وہ جہنم میں نہیں رہ سکتا نووی نے کہا اہل سنت و اہل حق کا سلف اور خلف میں سے
 ۱۰ تھا وہ کسی کو جو شخص توحید پر کمرہ ہر حال میں نہایت چاہے اور گناہوں سے پاک ہو جس پر مبالغہ یا مجنون نہ ہوتی ہے
 مجنون نہ ہو گیا ہو یا اس نے توحید کی ہر تمام گناہوں سے اور پھر توبہ کے بعد کوئی گناہ نہ کیا ہو یا خدا کی طرف سے اس کو
 توفیق ہوئی ہو گناہوں سے بچنے کی وہ توحید میں چاہے اور جہنم میں بالکل نہ چاہے اور یہ جو آیت میں ہے کہ تم میں سے کوئی
 نہیں ہے جو جہنم پر اس کا درود ہو گا تو درود مراد مردہ سے لینے کا اور یہ کہ توبہ سے لینے کے لیے ہو کیونکہ صراطِ یحییٰ
 بل جہنم کی اور پسے ہو انہیں سب کو جہنم سے اور سب آفتوں سے بچا دے اور اگر اس نے گناہ کبیرہ کیے ہوں گے اور غیر توبہ
 کے مرے تو وہ اللہ کی مرضی سے اگر چاہے ان کا قصور صاف کر دیوے اور اس کو جنت میں بچا دے اور اگر چاہے تو وہ توبہ
 و نون اس کے قصور کے لائق عذاب کی پھر جنت میں بچا دے پھر وہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا تو جو شخص توبہ سے بچے وہ کبھی نہیں
 گناہ کرے ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا جیسے وہ شخص جو کفر پر ہے ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور جنت میں نہ چاہے اگر کسی ہی نیک
 کرے یہ مختصر بیان ہے عقیدہ اہل حق کا اس سلسلہ میں اور کتاب و سنت اور اجماع استماع میں اس اعتقاد کی اور
 نصوص سواتر میں اس باب میں جن کو یقین حاصل ہو سکتا ہے پھر جنت قاعدہ ثابت اور مقرر ہو گیا تو اب جنتی
 حدیثیں وارد ہوں اگرچہ ظاہر میں کچھ اس قاعدہ کے خلاف ہوں پر ان کو حل کرنا چاہیے یہی قاعدہ پرنا کہ لفظ خدا
 شرعیہ میں ناقض اور مخالفت ہو اور خدا چاہے تو ہم بعض حدیثوں کی تاویل بیان کر سکیں جن سے اور حدیثوں کی
 تاویل ہی معلوم ہو جاوے گی انتہی **عَنْ عُمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ**
وَهُوَ يَحْكُمُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ ترجمہ حضرت عثمان سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا جو شخص مر جاوے اور کہے کہ کوئی لائق نہیں عبادت کے سوا اللہ جل جلالہ کے تو وہ جنت
 میں جاوے گا نووی نے کہا فاضل نے کہا اختلاف کیا ہو لوگوں نے اس شخص کے باب میں جو شہادین کا
 قائل ہو رہے توحید اور رسالت کا لیکن گناہ مر مرے تو ترجمہ اب گناہ فرمودہ یہ کہتا ہے کہ ایمان کے ساتھ
 کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا اور خارج کہتے ہیں کہ گناہ ضرر کرتا ہے اور آدمی گناہ کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے اور معتزلہ
 کہتے ہیں کہ اگر اس کا گناہ کبیرہ ہے تو وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور نہ اس کو مومن کہیں گے نہ کافر بلکہ فاسق کہیں گے اور ائمہ
 کے نزدیک جو اہل سنت ہیں وہ شخص مومن ہے اب اگر اس کا گناہ نہ بخدا جاوے اور اس کو عذاب ہو تو ہمیشہ نہ ہو گا ایک
 ایک نے وجہ جنت میں جاوے گا تو حدیث سے رو ہو گیا اور خارج اور معتزلہ کا اور حنفیہ جو دلیل لاتے ہیں اس حدیث سے اور ان کا
 جواب یہ ہے کہ تہا را مطلب اس حدیث سے کہان نکلتا ہے اس حدیث میں یہ ہے کہ وہ جنت میں جاوے گا پھر ہو سکتا

ہے کہ اوسکا گناہ بخش دیا جاوے یا شفاعت سے نجات ہو جہنم سے یا گناہ کے عقوبت عذاب یا جزیت میں داخل ہو اور تیل
 صحت سے اس لیے کہ بہت آیات اور احادیث گناہ گاروں کے لیے عذاب نکلنا ہے پر خصوص غیبت کو تاکید دوسرے کے
 مطابق کرنا لازم ہے اور جو فرمایا احادیث میں کہ اوسکو یقین ہو توحید کا تو رہو گیا بعض کے مجاہد کہ توحید میں سر
 شہادتین کو زبان کے کہنے والا حجت میں جاوے گا گول ہو اور عفت اور نہ ہو اور دوسری حدیث میں ہے کہ اوسکا
 رسول نے اپنے اسکو شکستہ ہو اور یہ یثرب سے ہمارے مذہب کے قاضی عیاض نے کہا اصل حدیث حجت لائے ہے وہ شخص طبعی
 کہتا ہے صرف دل سے شہادتین کو پہچاننا کافی ہے زبان کے کہنا ضرور نہیں مگر اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ دل سے یقین کرنا
 اور زبان سے اقرار کرنا دونوں ضرور ہیں اور جہنم سے نجات پانچ کے لیے صرف ایک فی نہیں البتہ جب زبان میں کو
 اقرار ہو جائے کہ گواہی نہ ہو یا مہلت ہو زبان سے کہنے سے پہلے مر جاوے تو دل سے یقین کرنا کافی ہے اور حدیث میں
 حجت نہیں اس شخص کی جس نے خلاف کیا اہل سنت اور جماعت کا اس لیے کہ دوسری حدیث میں صاف ہے کہ جو جس
 کہا لا الہ الا اللہ اور جس نے گواہی دی لا الہ الا اللہ اور معافی کی رویت میں ہر جگہ بغیر بات لا الہ الا اللہ ہوگی وہ جنت میں
 جاوے گا اور ایک آیت میں ہے جو اللہ کو دیکھا اوس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو جنت میں جاوے گا اور ایک آیت
 میں ہے کوئی بندہ ایسا نہیں جو گواہی دے اس بات کی سوا اللہ کے کوئی سچا معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول میں
 اللہ حرام کر دیا اسکو جہنم پر اور اللہ ہی ہے عبادہ پر صامت اور عثمان بن ملاک کی رویت میں عبادہ کی حدیث میں
 اتنا زیادہ ہے کہ اوسکو اعمال چاہے جس پر ہوں اور ابی ہریرہ کی رویت میں ہے کہ وہ اللہ کے اور اسکو شکستہ شہادتین
 میں توحید میں جاوے گا اگر نہ کرے یا چوری کرے ان سب حدیث کو مسلم نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے تو ایک حدیث
 سلف و ان میں عید بن اسیب ہی میں یہ منقول ہے کہ یہ حدیثیں اس وقت کی ہیں جب اور انکس اور اوامر اور نوکری
 نہ تھی اور بعضوں کا کہنا ہے حدیثیں محل میں کشمیر کی محتاج ہیں اور مطلب انکا یہ ہے کہ شہادتین کا اقرار کرے اور
 ان کے حقوق اور فرائض سب کو ادا کرے اور یہ قول حسن بصری کا اور بعضوں نے کہا کہ یہ اوس شخص کے لیے
 ہے جو کفر اور شرک سے توبہ کرے ہو کر اسکا اقرار کرے پہلے مر جاوے کہ یہ قول بخاری کا ہے اور ان سب دلیلات کی ضرورت
 اور وقت ہے جب حدیث کو ظاہر پر کہیں لیکن جب اپنے درجہ اور مرتبہ پر لیاوین تو تاویل شکل نہیں جیسے محققین علما
 نے بیان کیا ہے تو پہلی یہ بات سچ لینا چاہیے کہ تمام مسندت سلف صالحین اور محدثین اور فقہاء و متکلمین کا یہ
 مذہب ہے کہ گناہگار اللہ کی مشیت پر ہیں اور جو شخص ایمان پر ہو اور دل سے یقین کہتا ہو شہادتین کو حجت میں
 جاوے گا پہلے اگر اوس کے گناہوں کے توبہ کر لی ہو یا گناہوں کو پاک ہو وہ توحید میں جاوے گا ان پروردگار کی رحمت کے اور

حرام کیا جاوے گا جہنم پر پھر اگر ان حدیثین کو ہم ایسے شخصوں پر محمول کریں مطلب یہ ہوگا اور یہی مراد ہے حسن
 نصیری اور بخاری کی اور اگر وہ شخص گناہوں کے ساتھ آلودہ ہو وہ جہات کا ترک کیا ہو یا حرام کا ارتکاب تو وہ
 کی مشیت پر ہے اور اسکا یقین نہیں کہتا کہ وہ جہنم میں بالکل نہ جاوے گا اور پہلی ہی پہل حنت میں جلا جاوے گا لیکن اسکا یقین
 ہے کہ وہ ایک دن آخر کو ضرور حنت میں جاوے گا اور خدا کو اختیار ہے چاہے اسکا گناہ سات کروڑ اور چاہے سو
 چند در عذاب دیکھو یہ حنت میں لجاوے اور ممکن ہے کہ سب احادیث انہی معنی پر قائم رہیں اور جمع بھی ہو جاوے
 اس طرح کہ حنت میں جانے سے بڑا اور ہو کہ حنت کا تحقیق اور ہو گیا بالفعل بعضو یا آئندہ بعد عذاب اور جہنم
 پہنچے یہ فرض ہو کہ ہمیشہ کا جہنم اور حرام ہو اور دونوں سوان میں غدا ج اور ستر لہ کا خلاف ہو اور حتم
 ہے کہ حدیث میں کان آخر کا لہ الا اللہ یعنی جسکی احیاء اب لا الہ الا اللہ ہو گی وہ حنت میں جاوے گا یا اس شخص
 کے لیے ہو جسکی زبان سے مرتے وقت اخیر میں یہ کلمہ نکلے اور پھر عبادت کو دوسری بات نہ کرے اگرچہ اس کے پہلے
 گناہ کر چکا ہو پر شاید غائے کلام کی وجہ سے خدا کی رحمت شامل حال ہو اور وہ جہنم سے بالکل نجات پاوے و خلاف
 اُن گناہکاروں کے جسکی آخری بات یہ کلمہ نہ ہو اس طرح پر جو عبادہ کی حدیث میں ہے کہ وہ حنت کو جس دوسرے
 میں سے چاہے جاوے وہ خاص ہو سکتے ہیں جو شہادتین کے ساتھ ایمان اور توبہ حقیقی کے ساتھ شہادت ہو
 اور اسکا توبہ اس قدر ہو جاوے کہ اُس کے گناہوں سے توبہ جاوے اور مغفرت اور حمت کو وہ جب کے تمام ہو کلام
 قاضی عیاض کا اور یہ نہایت عمدہ ہے لیکن ابن السیسی جو تاویل منقول ہے وہ ضعیف اور باطل ہے اس لیے
 کہ ابو ہریرہ بہت زبردست اسلام لائے تھے جس سال خیر فتح ہوا شہہ ہجری میں اور وہ وقت تو تمام حکام غم
 جاری ہو چکے تھے اور سب نے الفتن مثل ناز اور زور اور زکوۃ کے فرض ہو چکے تھے اور حج بھی فرض ہو گیا تھا
 اوس کے قول کے موافق جو کہتا ہے حج شہہ ہجری میں فرض ہوا اور بعضوں نے کہا کہ شہہ ہجری میں فرض
 ہوا اور شیخ ابن الصلاح نے مقام میں ایک اور تاویل بیان کی ہے انہوں نے کہا کہ شاید یہ تصور اولیوں کے حفظ
 اور قلت ضبط کی وجہ سے ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ نے تو پورا پورا بیان دوسری حدیثوں
 میں کیا ہے اور جائز ہے کہ یہ ختم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا بہت پرندوں کے ساتھ خطاب کرنے میں
 کیونکہ توحید انکے لیے دین کے تمام باتوں کو لازم کرتی تھی اور جو کافر توبہ کا قائل نہ ہو جس بہت پرست یا پارسی
 وہ لا الہ الا اللہ کہے اور نہ گناہ حال ہو جاوے پر ہم نے بیان کیا تو حکم کیا جاوے گا اسکو اسلام کا اور ہم وہ نہیں کہیں
 اس حال میں جس پر ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہے اسکو اسلام کا حکم کیا جاوے گا پھر اس

کو نیکو اللہ اس کے معلوم ہوا کہ لشکر کے لوگوں کو اپنے جانور جوڑائی میں مدد دیتی ہیں گاٹا ڈھکے نہیں سبھا
 امام اجازت نہ دے (اسراج النواج) **ف** آپ (فرمایا) اچھا کاٹا تنے میں حضرت عمرؓ آکر اور انہوں نے کہا یا رسول
 اللہ اگر ایسا کچھ گاتہ سوار یاں کم ہو جائیگی **ف** اس کے معلوم ہوا کہ امام اور بادشاہ کو حکم میں اعتراض کرنا جائز
 ہے اور کم درجے والے کو یہ پہنچتا ہے کہ بالادست کو عمدہ مشورہ دیو کر جب کوئی مصلحت ہو اور اذکر حکم کو
 منسوخ کرنے کے لیے کہے (نودی) **ف** لیکن سب لوگوں کو بلا بھیجے اور کہو اپنا اپنا بچا ہوا توشہ لیکر
 آؤ میں پھر خدا سے دعا کیجیے تو تھے میں بکت دیکھنا یہ اللہ اس میں کوئی رستہ نکال دے (یعنی برکت اور تہری
 عطا فرما دے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا ہر ایک ستر سنگا یا اوسکو چھپا دیا اور سب بچا ہوا
 توشہ لنگو ایک کوئی مٹھی پھر حبار لایا کوئی مٹھی پھر کھجور لایا کوئی مٹھ روٹی بہا تک کہ سب ملکر تھوڑا سا دستہ
 اکٹھا ہوا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی برکت کے لیے بعد اوسکو فرمایا اپنی اپنے برتنوں میں توشہ
 بہر تو سبہوں نے انہو برتن بہر لیے بہا تک کہ لشکر میں کوئی برتن نہ پھوڑا جسکو نہ بہر ہو بہر سب نے کہا تاثر دوم
 کیا اوس سیر ہو کر تیر ہی کچھ پر رہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی
 کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور میں اللہ کا ہیجا ہر اس ہوں جو خضر اندونوں باتوں پر یقین کر کے اللہ سے
 ملے وہ نبی سرخروم نہ ہو گا **سُورَةُ عَبَادَةِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
سَمِعْتُ مِنْ أَنَسٍ أَنَّكَ إِذَا اللَّهُ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّ
عَلَيْهِ سَلَّمَ اللَّهُ وَلَهُ أَمْرُهُ وَكَلِمَتُهُ الْعَاكِلِ مِنْ كَيْمَرٍ وَرُوحُ قُنْهُ وَأَنَّ الْحَبَّةَ حَقٌّ
وَأَنَّ النَّارَ حَقٌّ أَذْكَ اللَّهُ مِنْ آفِ أَجْوَابِ الْحَبَّةِ التَّائِيَةِ تَشْتَلُّ مَرَحْمَةُ عِبَادِهِ مِنْ بِلَابِ سِرِّهِ
 ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو خضر کہ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا
 خدا کے وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور بیشک حضرت حمید اوسکے بندے ہیں اور یہی جو کہے میں
 اور بیشک حضرت عیسیٰ اللہ کے بندے ہیں اور اسکی لوطی (مریم) کے بیٹے ہیں اور اسکی بات سیرید اس کے
 جو جس نے مریم میں دلدی (یعنی حکم کر دیا کتن کے ساتھ یہ پر وہ ہو گئی بن باب کے) اور حمت ہیں خدا
 کی یا روح میں خدا کی (یعنی حضرت عیسیٰ کو روح اللہ تہی ہیں اس لیے کہ اس جل جلالہ نے اذکر روح کو پیدا کیا
 اگرچہ سب روحوں کو خدا ہی نے بنایا پھر حضرت عیسیٰ کی روح بڑی عزت اور بزرگی والی ہے اس لیے خدا کی طرف
 نسبت دی گئی جیسے خانہ کعبہ کو بیت اللہ کہتے ہیں) اور بیشک حمت حق ہے اور جہنم حق ہے تو لیجا و لجا

او کو اس جنت میں اٹھ دو روزہ یعنی چوبیس کے چاہے **ف** انوفی کہنا یہ حدیث ایک بہت عمدہ حدیث
 ہے عقائد میں جو جامع ہے تمام ضروری باتوں کو اور اس سے رد ہوتا ہے تمام کفر کی ملتوں کا اختصار کے ساتھ
 بعض لوگ اس پر زمانے میں یہ شبہ کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے کیونکر پیدا ہو سکا حالانکہ فطرت کو قائل
 سے اور اصول حکمت سے یہ بات محال معلوم ہوتی ہے اور ان کا جواب یہ ہے کہ تم عالم کو قدیم جانتے ہو یا حادث اگر
 حادث مانتے ہو تو ابتدائی آفرینش میں نوع انسان کا ظہور کسی پہلے شخص سے ہوا ہو گا جو نہ باپ رکھتا تھا
 نہ نان پہر جب خدا نے بغیر ان اور باپ کے ایک شخص کو پیدا کیا تو بغیر باپ کے پیدا کرنا اس کے نزدیک کیا مشکل
 ہے اگر قدیم جانتے ہو تو قدم سے یہ مراد نہیں کہ عالم اس طرح بوضع خاص قدیم ہے کیونکہ اوضاع اور اطوار
 میں ہمیشہ تغیر ہوتا رہتا ہے بلکہ اسی بنا پر کرات و کرات متفرق در پریشان ہو سکتی ہیں اور ان کے اجزا پر دوبارہ ملکر ایک
 نیا کرہ ظاہر کر سکتے ہیں اس پر جو ساری قور اور دیو جانس اور ایک جماعت فلاسفہ نے جو قدم عالم کے قائل تھے یہ
 کہا ہے کہ ادا ائل ترکیبے بین بن زمین سے اعلیٰ اعلیٰ قسم کے جاندار جو انسان اور بہائم خود بخود پیدا ہو گئے آخر
 زمانہ دراز کے بعد زمین کو گھٹی گھٹی اب یہ نو بہت پہنچی ہے کہ سوانا نباتات اور کم درجے کے حیوانات کے جیسو چو
 گھوٹل کھڑے سکھڑے وغیرہ کے عمدہ قسم کے جاندار زمین سے خود بخود پیدا نہیں ہوئے تھے بلکہ ان سے زمین میں پیدا
 رکھی ہے کہ آدمی سب طرح کے جانور اور زمین سے پیدا کر دیوے اور سکر نزدیک خود انسان میں سے ایک دوسرا انسان
 پیدا کر دینا نہ مشکل ہے عقل کے خلاف ہے اور جیسے کہ یہی حضرت عیسیٰ کو بن باپ کے نہ ماننے والے لوگ عقل اور فلسفہ کا دم
 بہرتے ہیں اور حکیموں اور فیلسوفوں کے لغوبات کو یہی تسلیم کر لیتے ہیں اور قرآن وحدیث کی سچی قرین قیاس باتوں
 میں شبہ کرتے ہیں غرض حکیم اور فیلسوف انسان کی ابتدائی خلقت اور عالم کی ابتدا ہی آفرینش میں اس قدر مشکل
 رکھتے ہیں کہ ایک دوسرے کے خیال کو لغو اور بطل سمجھتا ہے **ع** عَمِلَ عَمَلٌ بَيْنَ هَذَيْنِ هَذَا لَا يَسْتَدِ
 عَلَيْهِ غَيْرُكَ قَالَ اَدَّخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنْ عَمَلٍ وَلَمْ يَذْكُرْ مِنْ اَيِّ اَنْوَاعِ الْجَنَّةِ
 الثَّانِيَةِ فَلَا مَرَجِعَ دُورِي رُوِيَتْ بِنَاسِي هِيَ مَرُودِيْنِ اَمَّا زِيَادَةُ هُوَ اَللهُ سَكُونَتِ مِنْ لَے جَابِغَا
 چاہے جیسو اس کے اعمال میں (یعنی اگرچہ گناہ اس کے لیے ہوں پر مراد وہی گناہ ہے جو کفر نہ کہتے ہو بخاوی) اور
 اس میں نہیں ہے کہ جنت اگر اٹھ دو روزہ بن کر جائے **ع** عِبَادَةَ كَاتِبِ الصَّامِتَةِ اَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ
 عَلَيْهِ وَهُوَ الْمَوْتِ فَبَكَيتُ فَقَالَ لِمَ بَكَيتُ بَكَتَ فَوَاللهِ لَكِنَّ اسْتَشْهَدْتُ لَكَ شَهْدًا
 لَكَ وَلَكِنَّ شَفِيعَتَكَ لَمْ تَكُنْ لَكَ لَكِنَّ اسْتَشْهَدْتُ لَكَ نَفْعًا

ثُمَّ قَالَ وَاللَّهِ مَا مِنْ حَدِيثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَكَفَرِيهِ خَيْرًا وَلَا دَقْدَقًا
 حَدَّثْتُكُمْ بِهِ إِلَّا أَحَدًا يَكُنِي وَأَحَدًا تَسُوْفُ أَحَدٌ تَكُوْمُ الْيَوْمَ وَقَدْ أُحِيطَ بِنَفْسِي سَمِعْتُ رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ حَسِبَ مَرَّةً
 اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ النَّكَارَ ثُمَّ جَمَعَ صُنَاجِي سِرِّهِ بِهَا وَفَتَّ صُنَاجِي نَسَبِ بِهَا صُنَاجِي كَيْفِطِ جَوَائِشِخِ بِهَا قَبِيلَهُ
 اسرار کی اور نام انکا ابو عبد اللہ عبد الرحمن بن حسیہ ہے نووی نے کہا یہ تابعی ہیں جلیل القدر چلے تھے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لیے پھر وفات ہو گئی آپ کی اور یہ راہ میں تھے جحفہ میں آپ کی وفات کا پہنچا باجہ دن بعد
 یہ مدینہ میں آئے اور ابو بکر صدیق اور بہت صحابہ سہلے اور وہین بن کننہ تقریب میں ہے کہ عبد الملک کی خلافت میں
 انہوں نے انتقال کیا نووی نے کہا جسکو حدیث میں اشتغال نہیں ہے وہ اس صنایع کو صنایع بن عسیر خیال کرتا
 ہے حالانکہ صنایع بن عسیر صحابی ہیں **فت** میں عبادہ بن مسات بس گیا یہ مکر کے قریب تھے میں نے لگا انہوں نے
 کہا مہلت می ہی چھو کہو (یعنی بات کرنے دے چھو کہو) کیوں رہتا ہے تم خدا کی اگر میں گراہ بنایا جاؤں گا تو گراہی ہوگا
 تیرے لیے (ایمان کی) اور اگر میری سفارش کا تم آؤ گی تو سفارش کروں گا تیری اور اگر مجھے طاقت ہو گی تو فائدہ
 دے گا مجھ کو پھر کہا تم خدا کی کوئی حدیث میں نے نہیں سنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حسین بن ہارثی ہمدانی نے
 سنا میں نے اسکو بیان کر دیا تم سے **فت** قاضی عیاض نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے چہا میں نے وہ چیز
 جن کے بیان کرنے میں انکو نقصان معلوم ہوا یا نفع اس لیے کہ ہر شخص کی عقل اتنی نہیں جو ہر حدیث کا مطلب سمجھے
 اور نہ میں کوئی عمل کرنے کی بات نہ ہو گی نہ کوئی حد ہو گی شریعت کے حدود میں سے اور ایسا بہت صحابہ کیا تو
 کہ بے ضرورت حدیث کو بیان نہیں کیا یا حدیث کو جس سے خوف تھا لوگوں میں مناد ہو بلکہ کا اسوجہ کہ انکی عقل ناقص
 تھی اوس کے سمجھنے سے ایسی ہی وہ حدیثیں جو منافقوں کے بیان میں تھیں اور فیات کو علامات میں اور کسی
 نرم کی بری اوصاف میں یا اونکی بدنت اور نشت میں (نووی) **فت** البتہ ایک حدیث میں بیان نہیں
 کی اب اوسکو آج بیان کر دیتا ہوں کہ جس نے کہ یہ بیان جانیو ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
 آپ فرماتے تھے جو شخص گواہی دے (یعنی دل سے یقین کرے اور زبان سے اقرار) کوئی سچا ہے وہ نہیں سوا خدا کے
 اور بیشک حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں تو حرام کر دیا اللہ اور میر جنم کو (یعنی ہمیشہ رہو کہ جنم میں یا جنم کے اور جس طرح
 کو حسین کا فرہم رہے نہ دے ڈاے ہا دین گے) **حک** معاذ بن جبل قال کُتِبَ رَدُّكَ الرَّبِّيَّ حَسْبِيَ اللَّهُ
 عَلَيْكَ وَسَلَّمَ مَلِكِينَ يَنْفِي وَيَكْتُمُ إِلَّا مَلِكًا خَسَّ اللَّهُ لَكَ فَقَالَ يَا مَعْزُورُ جَبَلٌ قَالَتْ لَيْسَ بِكَ رَسُولَ اللَّهِ

ہر آپ فرمایا کرتا ہے بندوں کا حق کیا ہے اس پر جب سے ایسا کریں میں تم کو اس اور رسول اس کا خوب بتا
 ہے آپ فرمایا وہ حق یہ ہے کہ اس کو عذاب ہے (یعنی ہمیشہ کا عذاب یہی شرکوں کو ہوگا) **عَنْ** لُحَيْدِ بْنِ
 دَعْبَانَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فَاجَابَتْہُ فَقَالَ هَلْ تَدْرِیْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَی النَّاسِ
 یَحْمَدُہُ یُحْمَرُہُ رَحِمَہُ مَعَاذِ رَسُوْلِیْ ہَکَیْمُ بَلَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لَیْسَ مِنْہُ جَوَابُ لَیْسَ
 فَرَمَا کرتا ہے اس کا حق بندوں پر کیا ہے ہر بیان کیا حدیث کو اس طرح جیسے اوپر گذری **عَنْ** ابی
 ہُرَیْرَةَ قَالَ قَالَتْ اُحْوَدُ اَحْوَلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مَعَ ابُو بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ فَاَنْتَ فَاَنْتَ
 رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مِّنْ بَیْنِ الْاَخْصَرِّ کَا قَابِطَا عَلَیْکََا وَخَشِیْتُ اَنْ یَّقْطَعَ دُوْنَا وَفَرَعْنَا
 فَمِنْ کَا کُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَرَعَ فَنُحِیْتُ اَبْغَیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رَحْمَیْ اَتَیْتُ حَاثِکَا
 اِلَّا اَنْصَارَیْ لَیْسَ اِلَیَّ اَلْجَاہُ فَدُرْتُ بِہِ هَلْ اَجِدُ کَہَ اَبَا ہَا فَذَا رَا بَیْعَیْ کَ کَلَّ فَوُجِبَ حَاثِیْ
 بِیْ خَارِجَہٗ وَالتَّبَیْعُ اَلْجَدُّ وَلَ مَا تَخَفَرْتُ فَدَخَلْتُ مَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فَقَالَ
 اَجُوْہُنَّ یَکَ فَقُلْتُ نَحْمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا شَاؤْتُ قَالَ قُلْتُ کُنْتُ بَیْنَ اَطْعَمَ رَا فَمَتَّ وَابْطَا
 عَلَیْکَا وَخَشِیْتُ اَنْ یَّقْطَعَ دُوْنَا فَنُحِیْتُ عَنْ کَا کُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَرَعَ فَاَتَیْتُ هَذَا الْحَاثِیْ فَانْخَفَرْتُ
 کَمَا اَتَیْتُہُ النَّعْلُکَ وَهُوَ لَا یَرِ النَّاسَ وَرَاہُ فَقَالَ یَا اَبَا ہُنَّ یَکَا وَاعْطَا فَرَعْلَہُ فَقَالَ اُذْہَبْ
 یَعْلَیْ کَا تَبِیْتُ فَمَنْ لَقِیْتُ مِنْ ذُرِّ اِیْہَا الْحَاثِیْ یَشْہَدُ اَنْ لَا اِلَہَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَقِیْمًا بِہَا قَلْبُہُ
 لَیْسَ بِہَا اِلْجَہُ فَکَانَ اَوَّلَ مَنْ لَقِیْتُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَا هَا تَا تِ الْبَعْلَانِ یَا اَبَا ہُنَّ یَکَا قُلْتُ
 هَاتِیْنِ بَعْلَانِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بَعَثَنِیْ بِہُمَا مَنِ لَقِیْتُ یَشْہَدُ اَنْ لَا اِلَہَ اِلَّا اللّٰهُ
 مُسْتَقِیْمًا بِہَا قَلْبُہُ بَشَرْتُ بِاَلْجَنَّةِ قَالَ فَصَرَبَ عُمَرُ یَدَہُ بَیْنَ تَیْدَیْ فَنَزَلْتُ لَا سَیْقَیْ
 فَقَالَ اَرْجِعْ یَا اَبَا ہُنَّ یَکَا فَجِئْتُ اِلَی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فَابْجَعْتُ بِہَا وَرَکِبَ
 عُمَرُ وَارَاہُ عَلَیْ اُتْرَیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مَا لَکَ عَلَی مَا فَعَلْتُ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یَا بَنِیْ اَنْتَ
 لَیْسَ فَاَحْبَرْتُہُ بِالَّذِیْ لَقِیْتُہُ فَعَصَرْتُ بَیْنَ تَیْدَیْ صَرْبَہٗ فَنَزَلْتُ لَا سَیْقَیْ فَقَالَ اَرْجِعْ فَقَالَ
 رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یَا عُمَرُ مَا حَاکَکَ عَلَی مَا فَعَلْتُ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یَا بَنِیْ اَنْتَ
 وَارَیْتُ اَنْجَسَتْ اَبَا ہُنَّ یَکَا یَعْلَیْکَ مَنْ لَقِیْتُ یَشْہَدُ اَنْ لَا اِلَہَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَقِیْمًا بِہَا قَلْبُہُ
 لَیْسَ بِہَا اِلْجَنَّةِ قَالَ فَعَمَّ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ فَاَنْیَ اَخْشَیْتُ اَنْ یَعْمَلَ النَّاسُ عَلَیْہَا فَاَنْجَحَہُمْ یَعْمَلُوْنَ قَالَ

باب منہ

وہم

مستقیما

منہ

یہی اس کی آیت و آیت

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَيْفَ تَرْتَجِمُهُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَوَيْتَ عَنْهُمْ شَيْئًا تَبْهَرُكَ رُسُلُ الْمَدِينِ
 المدینہ کے اور ہمارے ساتھ ابوجہ اور عمر بھی تھے اور اوسین میں تھے میں رسول المدینہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تھے
 (اور تشریف لے گئے) ابوسہیل اور لکائی آپ ہمارے پاس پہنچے آئے میں تو ہکوڑ ہوا کہ میں دشمن کیچھوڑ سنا دینا
 پاکر ہم گہر لگے اور اٹھ کھڑے ہوئے سب پہلو میں گہرا تو میں نکلا آپ کو ڈھونڈنے کے لیے اور بنی بخار کے باغ
 پر پہنچا بنی بخار انصار میں ایک قبیلہ تھا) اوس کے چاروں طرف پہرہ داروں کو دیکھتا ہوا کہ دروازہ باؤن تو
 اندر جاؤن (کہو نہ گمان ہوا کہ شاید رسول المدینہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس کو اندر تشریف لے گئے ہوں) دروازہ ملا ہی
 نہیں (شاید دروازہ ہی نہ ہوگا اوس باغ میں یا ہوگا پر ابوسہیل کو گہر است میں نظر نہ آیا) دیکھا تو ایک نالی باغ
 کے اندر جانی ہے باہر کے کنوئیں سے **ف** قو خارجہ صفت ہو گئے کی اور بعض دن چمکا کہ خارجہ ایک شخص
 کا نام ہے تو ترجمہ یہ ہوگا خارجہ کے کنوئیں سے بیرون نالی پانی کی خارجہ کے کنوئیں میں تھی **ت** میں گہرا
 اوس میں سمٹ کر جیسو لٹری گہستی ہے اور رسول المدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا آپ فرمایا ابوسہیل یہ
 نے کہا جی مان یا رسول اللہ آپ فرمایا کیا ہے تیرا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہم لوگوں میں تشریف
 رکھتے تھے پہر آپ تشریف لے گئے اور آپ نے دیر لکائی آئے میں تو ہکوڑ ہوا کہ میں دشمن آپ کو نہ سادین
 ہم سے جدا دیکھ کر ہم گہر لگے اور سب پہلو میں گہر لگا کر اٹھا اوس باغ پر آیا (دروازہ نہ ملا) تو اس
 طرح سمٹ کر گہرا آیا جیسو لٹری اپنے بدن کو سمٹ کر گہرا جاتی ہے اور یہ سب لوگ آئے ہیں میرے پیچھے
 آپ فرمایا اے ابوسہیل اور عنایت کیں مجھ کو اپنی چوتیان (نشانی کے لیے تاکہ اور لوگ ابوسہیل کی بات
 کو سمجھ سکیں) اور فرمایا یہ دونوں چوتیان میری لیکر جا اور جو کوئی جتھے ملے اس باغ کے پیچھے اور وہ گواہ
 دیتا ہوا سب بات کی کہ کوئی برحق معبود نہیں ہوا خدا کے دل سے یقین کہتا ہوا سب بات پر خوش گواہ ہو گیا کہ
 کہ اوس کے لیے جنت ہے (ابوسہیل نے کہا میں چوتیان لیکر چلا) تو سب پہلو میں ملے سے انہوں نے پوچھا یہ چوتیان کیسی
 ہیں ابوسہیل نے کہا یہ چوتیان ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ نے مجھ کو دیکھ ہیجا ہے کہ میں جسے منوں
 اور وہ گواہی دیتا ہوا **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کی دل سے یقین کہہ کے تو خوشخبری و دن و سکونت کی یہ سنکر حضرت عمر
 نے ایک تہ میرے چہاتوں کے پیچ میں مارا میں سر پہنچا **ا** حضرت عمر کا یہ قصد تھا کہ ابوسہیل
 کو گواہین یا ایدادین طلبہ انکو باز رکھنا مقصود تھا اسکا ہم سے اور ہاتھ سینہ پر اسے مارا کہ انکو تنبیہ ہوا اور وہ
 کہنے سے باز رہا میں قاضی عیاض نے فرمایا کہ حضرت عمر کا یہ فعل بطور اعتراض کے نہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر

کیونکہ ابوہریرہ کے پیام میں سوا است کو خوش کر نیکی اور کوئی بری بات سختی سبکو حضرت عمر نے اس پر پیام کو نشان کو دینا
 خلافت مصلحت کر جانا کیونکہ وہ وقت سعی اور کوشش کا تھا دین میں اور بجائے اتمام احکام الہی علی الخصوص جہاد
 وغیرہ کا ترقی دین کے لیے اور وقت نہایت ضرور تھا اور اگر بخوش خبری سبکو پہنچ جانی تو احتمال تھا کہ بہت
 لوگ تن آسانی کرنے اور سپر بہرہ دسا کر کے ست ہو جاتا اور اس پر حضرت عمر ابوہریرہ کے ساتھ آکر اور حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم سے مصلحت بیان کی آپ نے انکی رائے کو ٹھیک سمجھا اور اسی پر عمل کیا اور اس صریح سے
 معلوم ہو کہ رعیت کو امام کے حکم پر اعتراض کرنا نہ چاہیے اور امام کو چاہیے کہ یا تو اس اعتراض کا معقول جواب
 دیکر رعیت کو خاموش کر کے یا ان پر حکم کو موقوف رکھے (نودی) **ف** پھر کہا لوٹ جا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم پاس اے ابوہریرہ میں لوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور تیار تیار دے پر سیر ساتھ ہی عمر بھی چچو
 پہنچو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہوا چچو کہو اے ابوہریرہ میں نے کہا میں عمر سے ملتا اور جو پیام
 آپ نے مجھ پر دیکر بھیجا تھا پہنچایا انہوں نے میرے چچا تین کے پیچ میں مارا ایسا کہ میں سرین کے پہل گر پڑا
 اور کہا کہ لوٹ جا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے کہا تو نے ایسا کیوں کیا انہوں نے عرض
 کیا یا رسول اللہ قربان ہو آپ پر ان باپ میرے آپ بھیجا تھا ابوہریرہ کہ اپنی جوتیان دیکر کہ جو شخص ملے اور وہ
 گو اپنی دیتا ہر لالہ الہ اللہ کی دل سے یقین کہ کبر کو خوش خبری دو اسکو حضرت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا ان حضرت عمر نے کہا تو ایسا کیجئے صدقہ ہوں آپ پر ماننا پکیر کیونکہ میں ڈرتا ہوں لوگ اس پر تکیہ
 کر میں میں نے اذکو عمل کرنے کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا اون کو عمل کر دے **ف** نودی
 نے کہا یہ حدیث بہت فائدہ مند پر مشتمل ہے ایک عالم کا بیٹھنا لوگوں کو سچانے اور دین کی باتیں بتانے کے لیے دوسرے
 غیر کے مکتے اندر جانا غیر اسکی اجازت اور دست پر جیتیں ہو اس بات کا کہ وہ ناراض ہو گا کیونکہ ابوہریرہ انہ
 کے اندر چلے گئے اور حضرت نے ہی منہ نہیں کیا بلکہ جائز ہے دوسرے کے ہتھیار سے فائدہ اٹھانا اور دوسرے کا ہانا کہنا ایسا
 اور اسکو جانور پر سواری کرنا اور کہنا انا اپنے گھر لے جانا اور اسکے مثل اور باتیں جو اسکو ناگوار نہ ہوں انکے وسیع
 لینا درست نہیں بالاجماع نودی نے کہا روپ پیسہ بہت لینا درست نہیں جو ناگوار ہو یہ سب دوسرے میں سے اگر
 یقین ہو اسکی ضمانتی کہ اور جسکے ہونے بغیر ان کے تصرف درست نہیں تیسرے امام کو نشان دیکر کسی کو پہنچا
 پتہ یعنی دین کی باتیں چسپاں بنظر مصلحت یا خوف و شاد یا بخین تابع کا اعتراض کرنا مقبوعہ پر اور تابع کی رائے
 قبول کرنا جب تک کہ نہیں ہے چوتھی یہ قول درست ہو نا فدا ہوں آپ پر ان باپ میرے اور بعض سلف نے

[illegible]

آپ میرے مکان پر تشریف لایا اور نماز پڑھیں کسی جاگے پر تو میں نے اسے گھسیٹ کر بلال کے پاس بھیج دیا
 نماز پڑھا کر دن اور رات دو سو ستاس بیس کی گنا گنہ میں فخر ہو جائے محمد بنوی میں اون کا آنا دشوار تھا تو رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا کر اور حبیب کو خدا سے چاہا اپنے اصحاب میں سے ساتھ لائے آپ اندر آئے
 اور نماز پڑھنے لگے اور اصحاب آپ کے آپس میں باتیں کر رہے تھے (منافقون کا ذکر چھڑ گیا تو ان کا حال بیان کرنے
 لگے اور انکی بری باتیں اور بری عادتیں ذکر کرتے تھے) پھر انہوں نے سب میں بٹا منافق ہاک بن دغثم
 کو کہا یا ہاک بن دغثم یا ہاک بن دغثم یا دغثم (اے اصحاب منافق میں اہل درجہ کا اس شخص کو
 قرار دیا جا لاکہ یہ بد بین فخریہ تھا اور اور لڑائیوں میں اور منافق اس کا نائب نہیں ہوا بلکہ جزو حضرت لگا
 مرس فرمایا بخاری کی روایت میں ہے وہ لاکہ الا امہ کہنا محض خدا کے واسطے اور چاہا کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے بد دعا کریں وہ مر جاوے یا دوسرے کوئی آفت اترے (تو معلوم ہوا کہ بدکاروں کے
 تباہ ہونے کی آرزو کرنا برا نہیں) انھوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا کیا وہ (یعنی
 ہاک بن دغثم) کو بھی نہیں دیتا اس بات کی کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور میں اللہ کا رسول ہوں صحابہ
 نے عرض کیا تو وہ اس بات کو زبان کر کہتا ہے پڑل میں اس کے یقین نہیں آپ نے فرمایا جو کوئی کو اسے دیکھ
 لاکہ الا امہ اور محمد رسول اللہ کی پہرہ جنہم میں نہ بادیکھا یا اس کا و انکار نہ کہا دیکھی۔ انس نے کہا یہ حدیث مجھ کو
 بہت اچھی معلوم ہوئی تو میں نے اپنی بیٹے کو کہا اس کو لکھ لے اس نے لکھ لیا **بَشِّرْ حَدَّثَنِي**
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَعَالَى كُفُّ طَائِفَةٍ
مِنْ الدُّخَانِ ثُمَّ ذَكَرَ كَسَّ وَحَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُعْتَمِدِ مَرْصُومَةَ النَّبِيِّ رَوَيْتُ حَدِيثَ بِلَالِ
 کی مجلس عبداللہ بن مالک سے وہ اندھے ہو گئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس پہنچا اور کہا یا رسول اللہ
 پر تشریف لا کر اور ایک جگہ مقرر کر دیجیے سب کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور آپ کو لوگ آئے پر ایک شخص
 غائب تھا جبکہ ہاک بن دغثم کہتے تھے ہر بیان کیا حدیث کو اس طرح جب وہ پر گندی **ف** نوری نے
 کہا اس حدیث کی کوئی باتیں معلوم ہو میں کچھ اور پر گندی بن ایک بات یہ کہ انار صالحین کے ساتھ قبر کی نداشت
 ہے وہ سب کے علماء اور فضلاء اور مشائخ کو اپنے مریدوں اور شاگردوں کے گھر جانا اور ان کو ملنا بہتر ہے میرے
 معقول کو فاضل سے کچھ درخواست کرنا کسی مصلحت سے درست ہے جو قہر نماز پڑھنے والے کے سامنے باتیں کرنا درست

کی یہ علامت ہے کہ اسلام کے احکام پر مضبوط ہو جاوے کفر کے رسومات کے گرد نہ پہنکر اور حضرت کی پیغمبری پر راضی
 ہونے کی یہ پہچان ہے کہ حضرت کی سنت پر چلے اور بدعت سے عداوت رکھے اور جس کو یہ بات حاصل نہیں اور سکوا یا
 کے نرے سو خیر نہیں استہتر متوجہ کہتا ہے کہ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شجر پر تہہ کی طرف
 اشارہ کیا جو عام مومنوں اور مسلمانوں کو حاصل نہیں ہے اور دنیا میں انکو ایمان کی حلاوت لذت کچھ نہیں ہے وہ نام
 عبادتیں اور اطاعتیں جو کرتے ہیں تو جہنم کے ڈر سے نفس پر زور ڈال کر کرتے ہیں اور دین کے احکام کو بھلا کر
 کے نزدیک ایسی ہی دشوار ہیں جیسے پہاڑ کے پہاڑ پر چڑھنا یا اور کوئی محنت شاقہ کرنا جسکو دل نہ چاہتا ہو یہ
 پہاڑ کی خاطر کسی سے ڈر کر انسان کرتا ہے تھر درویش برجان درویش پہلے ہر مسلمان کو اسی طرح رشتہ
 اور محنت کے نفس کی بری خواہشوں کو اور تن آسانی اور آرام طلبی کو توڑنا چاہیے پر ان باتوں کا مزہ بہت
 آگے چکر کھنے و ذوق کے بعد حاصل ہوگا جب اس کا نفس نکھر ارحل سے نفیر بار بار نیک کام کرنے سے اور کاموں کا
 عادی ہو جاوے گا تو اسکو ان کاموں میں ایک لذت پیدا ہوگی اور ایک مزہ حاصل ہوگا جیسے انسان پہلو کثرت
 ڈنڈا لگ کر کرتا ہے تو پسند دروزنک کیسے ناگوار گذرتے ہیں بہر اور ان میں ایسا مزہ آئے نکلتا ہے کہ انکا چہرہ ناؤناؤ
 گذرتا ہے اور بے کثرت کیسے چین نہیں پڑتا یہ تو جسمانی قوی اور حرکات کی لذت ہو چلتی ہوئے کے بعد چھٹا نہیں
 سکتی بہر ایمان جو روحانی لذت ہے اور اسکا مزہ اور ذائقہ قسمت سے ہر ہوگا قیاس کرنا چاہیے پڑاؤ کا بیان کیونکر ہو سکتا
 ہے اور سکودہ ہی جاتے جس سے اسکا مزہ چکھا ہو۔ آدمی جب دنیا میں مدت تک بسر کرتا ہے اور دنیا کے انقلابات
 اور حرکات اور تغیرات میں غرق کرنا رہتا ہے تو اسکو ایک غلیان اور اضطراب پیدا ہوتا ہے اور چونکہ وہ اس
 باب خیر اور رحمت اور خوشی کو صحیح کرنا چاہتا ہے پر ان اسباب کی تشخیص اور شناخت میں غلطی کرتا ہے تو بہر
 مرتبہ اسکی کوشش برائے کان اور اسکی سعی برباد ہونے سے اسکو خوشی پیدا ہوتی جاتی ہے خیر میں کیا ایسا
 نشست اور اضطراب اور سکودہ لگتا ہے کہ عاذا اللہ اکثر دنیا دار ہی عارضے میں گرفتار ہیں اور نیکو دم بہر
 چین نہیں ان کی زندگی موت سے بدتر ہے انکو دنیا ہی میں وہ عذاب الیم ہے کہ خدا کی پناہ جب کسی شخص
 کا یہ حال ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ برائے نام مومن ہے جو کلمات ایمان کو زبان سے تو تہہ کی طرح کہتا ہے
 پر دل میں اسکو نور ایمان بالکل نہیں اور رضا بالقضا کا مرتبہ اسکو حاصل نہیں جس نے خداوند کریم کو اپنا
 مالک پروردگار مری سرپرست بہر طرح کی حاجتیں بر لانے والا سب طرح کی کام نکالنے والا برے اور اچھے
 کی خبر لینے والا تمام ضروریات کا بندوبست کر دینا والا تمام ایذاؤں اور تکلیفوں سے بچانے والا سمجھا اور

دل ہو اور یقین کیا اور سب مقاصد اور طالب کو ہنگامی بر جوڑ دیا وہ خدا کی خداوندی جو رہی اور خوش ہوا
 اب کیا ممکن ہے کہ دنیا کے تغیرات سے اس کو رتی برابر بچ جائے اور اب پورا ہوتا تو اپنے ناما کے ارادوں پر اور
 اس کے کاموں پر دل سے خوش ہے اور جو انتظام پروردگار قائم کرتا ہے وہی اس کا عین مطلب اور مقصد ہے بہر
 اس کو کیا تکلیف اور بوجھ کیا تھا۔ کار ساز مافکر کارما۔ فکر ماور کار ما اذار ما **باب بیان**
عَدَدِ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَافْضَلُهَا وَادْنَاهَا وَفَضِيلَةُ الْاَحْيَاءِ وَكَوْنُهُ مِنَ الْاَحْيَاءِ **باب بیان**
 میں ایمان شاخوں کے اور کون سی شاخ افضل ہے اور کون سی ادنیٰ ہے اور شرم اور حیا کی نفسیات اور اس کے
 داخل ہونا ایمان میں حکم **وَاِنِّيْ هُصِّلْتُكَ كَقِيَّتِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاِيْمَانُ**
يَضَعُ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً كَالْحَيَاةِ شُعْبَةً فَكَيْفَ الْاِيْمَانُ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی ستر پر کی شاخیں ہیں اور حیا ایک شاخ ہے ایمان کی **ف** دوسری روایت میں
 ساٹھ پر کی شاخیں ہیں مگر ادھیں راوی کو شک ہے کہ ستر پر کی شاخیں کہیں یا ساٹھ پر کی شاخیں اور بخاری
 نے بغیر شک کے ساٹھ پر کی روایت کیں اور ابو داؤد اور ترمذی نے ستر پر کی بغیر شک کے اور ایک
 روایت میں ترمذی کے چوتھہ دروازے ایمان کے منقول ہیں اور اختلاف کیا ہے علمائے کرام صحیح کو کونسی روایت
 ہے فاضل نے عیاض نے کہا صحیح ساٹھ پر کی شاخیں شیخ ابن الصلاح نے کہا یہ شک ہے ہیل راوی کی لطیف سے
 واقع ہوا ایسا ہی کہا بہت ہی نے اور ہیل سے ستر پر کی شاخیں بغیر شک کے ہی منقول ہیں اور راجح کو کونسی
 روایت ہے جو مختلف ہے کسی نے کم کی روایت کو ترجیح دی کسی نے زیادہ کی روایت کو حدیث میں بیض کا
 جو لفظ آیا ہے تو اس کو معنون میں ہی علمائے کرام اختلاف ہو کہ کتنی کہا بیض تین سو دس تک کو کہتے ہیں کسی
 کہا تین سے نو تک کو خلیل نے کہا بیض سات کو کہتے ہیں کسی کو کہا دس سو دس تک کو اور بارہ سو بیس تک کو اور
 شعبہ سے مراد ایک ٹکڑا ہے تو معنی حدیث کے یہ ہیں کہ ایمان ستر پر کی فضیلتوں کا نام ہے فاضل نے عیاض نے کہا
 اوپر یہ بات گزر چکی کہ ایمان لغت میں یقین کرنے کو کہتے ہیں اور شرم میں سے دل سے یقین کرنے کو کہتے ہیں اور زبان سے
 اقرار کرنے کو کہتے ہیں اور شرم کے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اعمال کو کہتے ہیں جس سے ایک حدیث میں ہے کہ سب سے
 افضل حضرت ایمان کی کلمہ توحید پر یقین کرنے ہے اور سب سے کمتر راہ میں سے انڈیا دینے والی چیز بنا دینا اور اگر
 ہم کہہ چکے ہیں کہ کمال ایمان کا اعمال سے ہے اور تمام ایمان کا عبادات سے ہے اور عبادات کا کرنا اور اس
 شاخوں کا ملنا تصدیق کا متمم ہے اور دلیل ہے تصدیق کی اور فیصلتیں ادنیٰ کی ہیں جو تصدیق کے متمم ہیں

تودہ ایمان پر خارج نہیں ہیں نہ ایمان شریعی ہو نہ لغوی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بات کو
 بتلایا کہ فضائل ان سب جملہ امتوں میں توحید پر جو ہر شخص پر واجب ہو اور کوئی شاخ بغیر اس کے قائم نہیں ہو سکتی
 گویا یہ جڑ ہے اور سب کٹر فصلات یہ ہو کہ جو چیز سے مسلمانوں کو ضرر پہنچے گا گمان ہو جیسے کاٹا وغیرہ وہ راہ
 سے ہٹا دینا اور ان دونوں کے بیچ میں بہت بڑھتی ہیں جو کوشش کرنے سے معلوم ہو سکتی ہیں اور غضب
 نے حسین کو شش کی ہے مگر اونپر یقین نہیں ہو سکتا کہ وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں تہنیں
 اور انکار نہ ہو چکا ایمان میں کچھ نقصان نہیں کرتا اس واسطے کہ اصل اور فروغ ایمان کے سبب معلوم اور محقق
 ہو چکی ہیں البتہ اجمال یقین کرنا کہ ایمان کے فضائل اس قدر ہیں ضروری تمام ہو اہل کلام قاضی عیاض کا
 ملاحظہ ابن حبان نے کہا میں نے اس حدیث میں ایک تلمیح عذ کیا اور عبادات اور اطاعات کا شمار کیا تو وہ ستر چکی
 سے بہت زیادہ ہیں پھر میں نے حدیثوں کی طرف رجوع کیا اور جس حدیثوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان میں
 شمار کیا ہے ان کو جوڑا تو وہ ستر چکی سے کم ہوتی ہیں آخر میں رجوع ہوا اس کی کتاب کی طرف اور اس کو عذر سے
 پڑھا اور جس عبادتوں کو اللہ ایمان میں داخل کیا ہے ان کو جوڑا تو وہ بھی ستر چکی سے کم ہوتی ہیں پھر میں نے
 قرآن اور حدیث کو ملاحظہ کیا اور جو عبادتیں مکرملین ان کو نکال ڈالا تو اللہ اور اس کے رسول کی بیان کی ہوئی عبادتوں
 پر اگر ستر چکی میں نہ زیادہ کم جب میں نے یقین کیا کہ مراد آپ کی یہ عبادتیں ہیں اور ابن حبان نے ان سب
 عبادتوں کو اپنی کتاب شعب الایمان میں بیان کیا ہے اور اس میں سے عمدہ کتاب نہیاج ہو۔
 ابو عبد اللہ طیلسی کی اور کتاب شعب الایمان ہے امام بیہقی کی اور ابن حبان نے کہا کہ ساتھ پرکشی کی روایت
 بھی صحیح ہے اس لیے کہ عرب کے لوگ گنتی بیان کرتے ہیں اور اس سے یہ غرض نہیں ہوتی کہ اس سے بڑھ کر
 اور نہیں ہیں (انتہی کلام النوری) اس طرح الرابع میں ہر لانا سید محمد صدیق حسن خا صاحب ہا در فرماتے
 ہیں کہ شعب الایمان بیہقی کا خلاصہ امام قزوینی نے کیا ہے پھر میں نے قزوینی کا خلاصہ کیا ہے اور اس کا نام الزمر
 الحسب کہا اس کی آیت شریفہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ
 اَنْ بَضْعٌ وَاسْتَوَتْ شُعْبَةٌ فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَادْتِمَارُهَا إِصْلَاحُ الْكَذِبِ عَنِ الظَّالِمِينَ وَالْإِيمَانُ
 شُعْبَةٌ وَتَمَّ يَمَانُ ترجمہ ابوبکر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی ستر چکی
 یا ساتھ پرکشی خاضعین ہیں افضل ان سب میں لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور ان کی سب میں یہ ایک ستر چکی
 چیز کو مٹا ہے اور دنیا ایک شاخ ہر ایمان کی شش اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا ایمان میں ہے اور دوسری

روایت میں ہے کہ حیا سے نہیں ہوتی مگر پہلائی ایک روایت میں کہ حیا بالکل خیر ہے وادی نے کہا کہ حیا اور
 احتیاء دونوں حیا سے نکلی ہیں اور حیا انسان کی قوت حیات ہے جو جس شخص کا احساس لطیف ہو اور حیا قوی ہے کسی کو
 حیا ہوتی ہے مجید بغدادی نے کہا حیا نعمتوں کا دیکھنا اور اپنی مقصودوں پر نظر کرنا ہے یعنی خدا کے احسانات اور
 اپنی قصص و احوال پر غور کرنا اس سے ایک حالت پیدا ہوتی ہے جس کو حیا کہتے ہیں اخلاق میں فضائل نفس میں برکات ہیں عفت
 اور شجاعت اور عدالت پہر حیا عفت کا ایک شعبہ ہے ابو علی بن سکویہ نے کتاب الطہارۃ میں کہا کہ حیا رک جانا ہے
 نفس کا بری باتیں کرنے سے اور پس پسن کرنا ہے برائی سے قاضی عیاض نے کہا حیا تو ایک خلقی صفت ہے ہر بہرہ کو
 ایمان میں داخل کیا اس لیے کہ کبھی حیا پیدا ہوتی ہے ریاضت اور سب کے حبس اور اخلاق حسنہ ریاضت سے حاصل
 ہوتے ہیں اور کبھی خلقی ہوتی ہے لیکن حیا کا استعمال دونوں شرع کے موافق محتاج ہوتا ہے کسا درنیت اور علم کی
 طرف توجہ ایمان میں ہے اور دوسرے کہ حیا نیک کام کرائی ہے اور گناہوں سے باز رکھتی ہے لیکن یہ جو فرمایا حیا
 بالکل خیر ہے اور نہیں ہوتی اس کے مگر خیر تو اس میں یہ شکل ہوتا ہے کہ بعض وقت حیا کی وجہ سے انسان غی بات کہیں
 سے رک جاتا ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کرتا ہے اور کبھی حیا کی وجہ سے اس کے حقوق تلف ہو
 جاتی ہیں تو خیر محض کنو کہ ہوئی اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حیا نہیں ہے یہ تو خیر اور ناتوانی ہے اس کو حیا بعضوں نے مجازاً کہا
 ہے لیکن حقیقہ حیا اس سلسلے کا نام ہے جو بری بات سے روکتی ہے اور اچھی بات کی طرف بلاتی ہے اور منع کرتی ہے
 کسی خدا کے حق میں تصور کرنے سے اور جنید کا قول اس پر دلالت کرتا ہے (نوی) **حکیم سبیل عین**
ابوہ اِنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا لَا يَكْظُمُ أَخَاكَ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ الْحَيَاءُ مِنْ الْإِيمَانِ
 ترجمہ یہ عالم نے اپنے باب عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ایک شخص نصیحت کر رہا
 تھا اپنے بھائی کو حیا کے باب میں **ف** یعنی منع کر رہا تھا حیا سے اور کہتا تھا حیا بری بات ہے **ف** آپ نے
 فرمایا (جائے دی پختہ منع کر حیا سے بخاری) حیا ایمان میں داخل ہے دوسری روایت میں ہے **مَنْ يَحْجُلْ**
مِنْ الْأَخْضَارِ يَكْظُمُ أَخَاكَ یعنی آپ گزرے ایک انصاری پر جو نصیحت کر رہا تھا اپنے بھائی کو **حکیم** عَمْرَانُ
بْنُ حُصَيْنٍ حَدَّثَنَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ فَقَالَ
بَشِيرُ بْنُ كَعْبٍ إِنَّهُ مَكْتُوبٌ فِي الْحِكْمَةِ أَنْ مَنَّهُ وَقَدْ أَوْفَيْنَاهُ سَكِينَةً فَقَالَ عَمْرَانُ
أَحَدُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ عَنِ حُفَيْفٍ ترجمہ عمران بن حصین
 حدیث بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیا سے نہیں ہوتی مگر بہتری بشیر بن کعب نے کہا

حکمت کی کتاب بن کر آیا ہے کہ جیسا ہی سے وقار ہوتا ہے اور جیسا سو سکیئہ ہوتا ہے **۱** وقار کہتے ہیں سوج
 سمجھ کر ایک کلمہ کرنا جو اور اس کے خلاف چھوڑا دینا ہے کہ جلدی ہو جو خیال میں آکر کرنے لگی اور ہلکا انجام نہ ہو
 جیسے جانور دل کا حال ہے اور سکیئہ بھی وہی وقار کو کہتے ہیں یعنی سکون نفس اور ثبات حرکات کی وقت اور اس کا خلاف
 میں ہے اضطراب و عصبیت **۲** عمران نے کہا میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تجھ سے بیان کرتا
 ہوں اور تو اپنی کتابوں کی باتیں بیان کرتا ہے **۳** یعنی حدیث اور قرآن کے سامنے جھکوں کے اتوال
 بیان کرنا ہی حق ہے گو حکیم بڑے دانشمند اور عقیدت مند تھے مگر یہ بھی ادا و نواہی کی غلطیاں ہوئیں ہیں
 حکیم کا رتبہ پیغمبر سے بہت کم ہے اسی طرح حکمت کا رتبہ نبوت سے بہت کم ہے پہلے پیغمبر کا قول جب مجھ سے تو اب
 جھکوں کی بات ڈھونڈنا ہی کیا ہے **۴** **ابن قتادہ** قال **كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَهْطٍ وَ**
فِينَا بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ فَكُنَّا نَعْمَلُ أَنْ يَوْمَئِذٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلِّهِ أَوْ قَالَ الْحَيَاءُ كُلُّهُ خَيْرٌ فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ إِنَّا لَجِدُ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ
أَوَاسِيَةً أَنْ هُنَا سَكِينَةٌ وَوَقَارٌ لِلَّهِ وَمِنْهُ ضَعْفٌ قَالَ فَغَضِبَ عُمَرُ حَتَّى احْمَلُوا
عِيْسَاكَ وَقَالَ أَلَا أَرَانِي أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُعَارِضُنِي فِيهِ قَالَ نَعَمْ
عُمَرُ لَنْ لُحْدَيْتَ قَالَ فَاَعَادَ الْبُشَيْرُ فَغَضِبَ عُمَرُ قَالَ فَسَلْنَا نَقُولَ إِنَّهُ يُنَادِي أَبَا جُهَيْشٍ أَنْ يَكُونُوا مِنْ أَهْلِ حَرَمِهِ
 ابو قتادہ سرمدیت ہے عمران بن حصین آپس ایک ربط میں تھے ہمارے لوگوں میں سے (ربط کہتے ہیں) دس کم رو
 کی جماعت کو اور پانچ لوگوں میں بشیر بن کعب (بن ابی امیر) عدوی ابو ایوب بھری) ابھی تھے عمران ایک
 دن حدیث بیان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جیسا ہے بالکل یا جیسا بالکل خیر ہے بشیر بن کعب نے کہا ہم
 نے بعضی کتابوں میں دیکھا ہے کہ جیسا کہ ایک قسم تو سکیئہ اور وقار ہے اللہ تعالیٰ کے لیے اور ایک قسم
 صفت نفس ہے **۵** یعنی بودا بن اور ڈروک پناہ جراتی جس کے دل میں وقت نہیں ہوتی خون گھسین کم
 ہوتا ہے اور سکو یہ صفت اکثر لائق ہوتی ہے اور سکو عربی میں عجز اور خرد اور مہانت بھی کہتے ہیں اس صفت کی وجہ سے
 انسان میں ذمات اور کماست پیدا ہو جاتی ہے وہ اپنے حقوق کو پورا پورا حاصل نہیں کر سکتا ڈرتا ہے آخر جو عطا
 ہے اسی پر قناعت کرتا ہے اور دم نہیں لاتا بلکہ اپنے حقوق کو حاصل کرنے میں کوشش بھی نہیں کرتا اکثر مذہب والے
 کے لوگ اس بری صفت میں مبتلا ہیں اور یہ ایک اخلاق توہمہ میں سے ہے جس سے حکیم ہمیشہ منع کرتے ہیں چار آئے
 ہیں اور حقیقت یہ جیسا نہیں ہے جو صفات حمیدہ اور غلاتی فاضلہ میں سے ہے بلکہ بعضوں نے اس پر جاکر غلات

وہ

اور اس کی

مطالعہ سے بجا ہوا کیا ہے وہ جانشین حکم جو زمان میں تھا اوس نے بھی کہا ہے کہ کیا صنعت نفس سے پیدا ہوتی ہے
اور اوس کو ترک کرنا چاہیے مراد اوس کی حیا سے یہی صفت مرقیہ ہے زندہ حیا جو انسان کو بڑی باتوں سے روکتی ہے
وہ تو بالاتفاق عمدہ صفت ہے **ف** یہ سکر عمر ان کو غصہ آیا اچھی آنکھیں لال ہو گئیں اور انہوں نے کہا میں
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتا ہوں اور تو اوس کے خلاف بیان کرتا ہے **ف** ہر چند حدیث
میں جو مطلب ہر وہ بالکل صحیح ہے کیونکہ مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا سے وہی صفت ہے جو اخلاق فاضلہ
میں ہے جبکہ بیان بھی ہوا اور جو انسان کو قبائح اور معاصی سے روکتی ہے اور وہ بالکل خیر ہے اور سراسر بہتر
ہے اور حکمت کر دہ ہے جو امر ثابت ہے وہ بھی صحیح ہے اس لیے کہ حکیموں نے اس حیا کو برا نہیں کہا ہے بلکہ صنعت نفس
کو جو حقیقت حیا میں داخل نہیں ہے اور دونوں قولوں میں کسی قسم کا تضاد یا خلاف نہیں ہے چو کہ بشیر نے
حیا کا اطلاق اس ہی صفت پر ہی کیا اور حیا کو تقسیم کیا دو قسموں پر ایک عمدہ اور ایک بری اور حدیث سے
یہ بات نکلتی ہے کہ حیا بالکل خیر ہے تو بظاہر گویا حدیث کو خلاف میں ایک بات کہی اور حکمت کی بات کہ حدیث
کے مقابلے میں بیان کیا اسلیو عمر ان غصے ہو کر اسراج الوجع میں ہے کہ اکثر سلف بلکہ خلف کو صلی اللہ
الیہی علیہ وسلم اور انکار کیا ہے اوس شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مقابلے میں کسی اور کا
قول بیان کرے اگرچہ وہ کہیں ہی علت نہ درکار شخص ہو اس لیے کہ کسی صحابی یا ولی یا مجتہد کا درجہ اور مرتبہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر نہیں ہو سکتا پہرے کی بات ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف میں شخص کے
وقت اور بے اعتبار ہے اور جاصل ہے کہ سوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جتنے لوگ ہیں سب کے اقول میں
سے کو لینے کے قابل ہیں اور کچھ چوڑے کے قابل بقول خدا صفا و دوع ماکذرا اور اچھے تعجب ہوتا ہے اوس شخص سے
جو ایمان لاوے اللہ پر اور سکر رسول پر اور قیامت پر کہ اس کا دل کیونکر مانتا ہے جب وہ حدیث میں لیتے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہرے اور کسی کی است میں یہ بات ماننے یا سننے اور مقدم کرے اوس کی بات کو جناب
رسالت مآب کی بات چنکی نشان یہ آیت اتری **وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ** **ف** ابوداؤد
نے کہا عمر ان پہرے دوبارہ اس حدیث کو بیان کیا بشیر نے پہرے دوبارہ وہی بات کہی جب عمر ان غصے ہو کرے (اور
انہوں نے غصہ کیا بشیر کو سزا دینا کہ) ہم سب کہنے لگے اے ابوجہد (کہنت ہے عمر ان بن حصین کی) بشیر ہم میں سے
ہے (بجز مسلمان ہے) اس میں کوئی عیب نہیں (بجز وہ منافق یا بی دین یا بدعتی نہیں ہے جیسو تم نے خیال
کیا) **عمر ان بن حصین عن النبي صلى الله عليه وسلم نحو خذ بيث سعد بن زيد** **ف** ہر

دوسری روایت یہی عمران کو ایسی ہی ہے عبید اور کنذہ کی **باب** جامع اوصاف الاسلام باب
 جامع بہ اوصاف اسلام کا **مسکن** شُتَّانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ التَّقْفِي قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْ لِي
 فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا بَعْدَكَ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ أَسَامَةَ عَنْكَ قَالَ قُلْتُ
 أَمْسَكَ بِاللَّهِ تَعَالَى تَقِيْمُ تَرْجُمَةُ سَفِيَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ التَّقْفِي سے روایت ہے میں نے کہا یا رسول اللہ مجھ کو اسلام میں
 ایک ایسی بات بتا دیجیے کہ پھر میں اسکو نہ پوچھوں کسی سے آپ کے بعد آپ نے فرمایا کہ ایمان لایا میں اللہ پر چھا
 رہا ہوں اور اسامہ کی روایت میں ہے کسی سے آپ کے سوا **ف** قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث جامع الکملہ میں
 سے ہے اور یہ خطاب ہے اللہ تعالیٰ کے قول کے اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ انْفَرَوْا بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ نے کہا
 پروردگار ہمارا اللہ ہے پھر ہم رہے کفر یعنی جو تیب کی اللہ جل جلالہ کی اور ایمان لائے پھر پھر چھوڑ کر پھر پھر
 دگے نہیں جو حید سے اور شرک میں نہ پہنچے اور لازم کر لی اور انہوں نے اطاعت اللہ جل جلالہ کی پہنا شک کہ سر
 اس حال پر اور یہی نفسیہ اس آیت کو موافق اکثر مفسرین صحابہ کرام مفسرین صحابہ کے اور یہی منہ میں حدیث
 کے تمام ہوا کلام قاضی کا ابن عباس نے کہا اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کاشفہم کما اُزِيت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم پر سارے قرآن میں کوئی آیت اس سے زیادہ دشوار اور سخت نہیں اور اسے اور اسی واسطے صحابہ نے آپ کے
 کہا آپ جلدی بڑھے ہو گئے تو آپ نے فرمایا مجھے سورہ ہود اور اسکی مانند اور سورتوں نے بوڑھا کر دیا اور ستاف
 ابو القاسم قشیری نے ابن جریر میں لکھا ہے استقامت نہ درجہ ہے جس سے کلام پورے اور کامل ہے جس میں
 اور اسی صفت کو تمام پہلایان حاصل ہوئی میں اور انکا انتظام ہوتا ہے اور جس شخص میں استقامت اور استقامت
 نہ ہو اسکی کوشش سب اٹکان ہے اور اسکی سب سے نتیجہ ہے جو صحت ہے کہا استقامت ایسی صفت ہو کہ اسکو
 بڑے بڑے ہی لوگ کر سکتے ہیں کیونکہ وہ حاصل ہوتی ہے رسومات کی ترک سے اور عادات کو چھوڑنے سے اور خلوص
 صدق کے ساتھ خدا کے سامنے کھڑے ہونے سے اور اسکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا استقامت کرد اور تم ہرگز
 سب نیکیاں نہ کر سکو گے درحقی نے کہا استقامت حضرت جو جس سے ساری نیکیاں پوری ہوتی ہیں اور اسکو سب
 سے سب کیاں بری ہو جاتی ہیں اور اسکو نے اپنی صحیح میں سفیان بن عبد اللہ تقفی سے صرف یہی حدیث روایت
 کی ہے اور ترمذی نے بھی روایت کیا اس حدیث اور اتنا زیادہ کیا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ سب سے زیادہ مجھ کو کس
 چیز سے ڈرنا چاہیے آپ نے اپنی زبان پھڑی اور فرمایا اس سے (کیونکہ اکثر گناہ زبان ہی سے صادر ہوتے ہیں اور
 اکثر گناہیں اور بلائیں انسان پر زبان کو آتی ہیں اور شروع تربیت کا حکم اس میں ہی ہے کہ پہلے انسان اپنی

[illegible]

در باب السیاحۃ و حکم السیاحۃ و منہ

یعنی کہانا کہلانے کی زیادہ ضرورت معلوم ہوئی آپ نے اوسے کو بیان فرمایا اور ایک موقع میں انہی سے
 رکنوں کی ضرورت معلوم ہوئی تو اسی کو بیان کیا اور یہ جو فرمایا مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ ہر دوسرے
 مسلمان پر گواہی دے کہ کلام مسلمان وہی ہے جہنم یہ صفت ہو اور یہ غرض نہیں کہ جہنم میں یہ صفت
 نہ ہو وہ مسلمان ہی نہیں ہے اور ان حدیثوں میں بہت سی فوائد ہیں ایک تو یہ کہ کہا نا کہلانا اور سخاوت کرنا اور
 مسلمانوں کو فائدہ پہنچانا دین کا بہت ضروری کام ہے دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو انہی دینوں سے بچنا چاہیے خواہ
 زبان سے انہی ہو یا کسی فعل سے کسی کی توہین یا حقارت نہ کرنا چاہیے تیسری ترغیب ہے کہ مسلمانوں کو ایک
 دلی اور اتفاق کی اور باہم محبت اور دوستی اور الفت کہہ کر کی قاضی عیاض نے کہا باہم الفت کہنا اور
 اتفاق کرنا دین کے فضولوں میں سے ایک فرض ہے اور بڑا رکن ہے شریعت کا اور اسی سے نظام ہر سلام کا
 جو چلتی حکم ہے سلام کا ہر مسلمان پر خواہ اس کے پہچان ہو یا نہ ہو اور مرد و ہر شخص سے ہر مسلمان کو تو یہ عام خاص
 کیا گیا ہے اور کا فرق سلام کرنا ضرور نہیں پانچویں ہدایت ہے اخلاص عمل کو بطور اللہ تعالیٰ کی جیسی ارشاد
 ہے تواضع اور انکار کی طرف جو شعائر سلام کا قیام **بَيَانُ خِصَالِ مِنَ النِّصْفِ بَعْدَ حَلَاوَةِ كَلَامِهِ**
بَيَانُ اَوْ جَمْلَتُونِ كَا جَن سَوَا يَانِ كَا مَرْهَمَتَا هُوَ حَكَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاَلْ تَلَاوَتُ مَنْ كُنَ فِيهِ وَجَدَ بَعْدَ حَلَاوَةِ الْاِيَانِ مَنْ كَانَ اللَّهُ وَدَعُوهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ
مِنْ سَوَا هُمْ وَأَنْ تُجِيبَ النَّاسَ لَا يُجِيبُهُ إِلَّا اللَّهُ وَأَنْ يَكُونَ أَنْ يُعَوِّدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ
أَفْعَدَ اللَّهُ مِنْهُ كَمَا يَكُونُ أَنْ يُقَدَّنَ فِي النَّاسِ ثُمَّ يَحْمِلُهُ النَّاسُ بِسُوءِ نِيَّةٍ هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 سلم نے فرمایا تین باتیں جہنم نہ لگی وہ انکی وجہ سے ایمان کی مٹاس اور عداوت پاو لگا ایک تو یہ کہ اللہ اور اس کے
 رسول سے دوسرے سب لوگوں سے زیادہ محبت رکھی دوسری یہ دوستی نہ کر کسی آدمی سے صرف خدا کے رسول
 دین و دنیا کی کوئی غرض نہ ہو نہ اس سے ڈر ہو تیسری یہ کہ فکر کو بہر اختیار کرنا بعد اس کے کہ خدا نے اسکو نجات
 دی اس سے اتنا برا جائے جیسو انکار میں پڑنا **ف** تو دوسرے کہا یہ حدیث بھی ہے اور ایک اصل ہے سلام
 کی اصل میں سے علمائے کہا ہے حلاوۃ ایمان کے معنی یہ ہیں کہ عبادت میں اور تکلیف اٹھانے میں خدا اور
 رسول کی رضا مندی کے لیے لذت اور مژہ پیدا ہو اور دنیا کے فوائد اور منافع پر خدا اور رسول کی رضا
 کو مقدم رکھو اور خدا کی محبت یہ ہے کہ اسکا حکم مانے اور اسکی مخالفت کو ترک کرے ایسی ہی رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم کی محبت ہے قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث اسی مطلب کی ہے جیسو اوپر گذری ایک حدیث کہ ایمان

گارہو چکھا اور اس جو خدا کی خدائی کے ساتھ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کے ساتھ اور سلام کے
 دین کے ساتھ یعنی ہوا اس لیے کہ خدا اور رسول کی محبت اسی طرح خالص خدا کے لیے دو سر مسلمان کی محبت
 اسی طرح کفر کو بہر اختیار کرنے کی نفرت نہیں ہوگی مگر اس شخص کو جبکہ ایمان اور یقین نہ ہو دوسری اور اوپر
 دل کو طمیان ہے اور اس کا سینہ کشادہ ہے اور ایمان اس کے گوشت اور غنہ میں اثر کر گیا ہے یہی شخص جس کی محبت
 نے ایمان کی شہنائی پائی اور خدا کے لیے کسی سے محبت کہنا پہل ہے خدا کی محبت کا اور بعضوں نے کہا خدا کی محبت
 یہ ہے کہ اپنے دل کو موافق کر دے خدا کی مرضی کے لئے جو خدا کو پسند ہے وہ ہی اس کو پسند ہو اور جو خدا کو ناپسند
 وہ ہی اس کو ناپسند ہو اور اس باب میں تنگدین کی عبادتیں مختلف ہیں لیکن مطلب ایک ہی ہے اور حاصل یہ
 ہے کہ محبت ایک سیل اور خواہش ہے پہر یہ سیل کسی تو اور چیزوں کی طرف ہوتا ہے جو بالطبع انسان کو مرغوب
 ہیں جیسے غریبوں کی خوش آوازی کہانی کا ذائقہ اور کہیں ان چیزوں کی طرف جن کا حسن عقل سے معلوم ہوا ہے
 جیسے محبت صالحین اور علماء اور اہل فضل کی اور کہیں یہ سیل اس وجہ سے ہوتا ہے کہ کسی کو بہر احسان کیا ہوا یا محبت
 سے بجا ہوا اور یہ سب باتیں ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں کیونکہ تمام کمالات ظاہری اور
 باطنی آپ میں جمع تھے اور تمام فضائل اور محاسن خلق میں موجود تھے اور آپ کا احسان اور فیض تو عام ہے کہ
 سب مسلمانوں کی گردن پر ہے اور کو ہمیشہ ہمیشہ کا آرام دلوا یا جنہم کے عذاب سے بچا یا یہ خداوند کریم کا احسان تو
 سب سے زیادہ ہے کیونکہ اسی نے حضرت کو پیدا کیا پیغمبر بنا کر ہمارے پاس بھیجا پس یہ حقیقت اصل الاصول ہے
 ہے اس سبب طلب الہ کی اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور اہل بیت اور صالحین اور اولیاء
 اور کلمہ دین کی راجع ہے اللہ کی محبت کی طرف تو اللہ کی محبت بذات ہے باقی سب کے بالعرض یعنی خدا کی محبت
 کو ذیل میں کچھ کوئی سوا خدا اگر کسی اور شے سے بالذات محبت کہی وہ اہل کفر کے نزدیک مشرک ہے چھوٹے غنم
 کہیں یہ صفت ہے مشرکین کی اور مومنوں کی یہ صفت ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا وَتَابُوا وَآمَنُوا وَتَابُوا وَآمَنُوا وَتَابُوا وَآمَنُوا
 اِنَّ كَانَ تَالِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تَلَاٰتٍ مِّنْ کُنْ فِیْہِ وَجَدَ ظَمًا اَلَا یَاٰنَ مَنَ کَانَ
 یُحِیْتُ الْمَیْتَ لَا یُحِیْتُہَا لَہٗ وَتَمَنَ کَانَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ سِوَاہُمَا وَتَمَنَ کَانَ اَنَّ
 یُخْلِفَ فِی السَّارِ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ اَنْ یَّکُنْ جِزْیَ الْکُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَلْقَدَّ اللّٰہُ مِنْہُ ثُمَّ حَمَّہُ النَّاسُ بِرِیْثِ
 ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بائیں حسین ہوگی وہ ایمان گارہو چکھا اور جو شخص دوسری کہہ کسی سے پہر نہ کرنا
 سب دوسری اور اس سے مگر خدا کے لیے (خدا کا نیک بندہ سچ کر) اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے دوسری رکھے دوسرے

اور سب لوگوں کو زیادہ اور جو انکار میں ڈالا جانا پسند کرے مگر یہ کفر اختیار کرنا پسند کرے جب خدا
 اور کو نجات دے کفر سے **ف** مراد اس کے وہ لوگ ہیں جو پہلے کافر یا مشرک تھے پھر خدا نے انکو اسلام کی شرف فرمایا تو
 انکا اسلام انکو حسب ہی غزوہ و گناہ کفر کے دین کو اس قدر زیر اثر ہون کہ انکار میں گنا قبول کرنا کفر قبول کرنا
 اِنْسِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخُودُونَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ رَحْمَتِهِمْ وَهُمْ يَقُولُونَ كُنَّا مِنْ أَهْلِ الْيَهُودِ
 يَهُودِيًّا أَوْ نَحْنُ كُنَّا مِنْ أَهْلِ الْيَهُودِ وَهُمْ يَقُولُونَ كُنَّا مِنْ أَهْلِ الْيَهُودِ وَهُمْ يَقُولُونَ كُنَّا مِنْ أَهْلِ الْيَهُودِ
 یہ یہودی یا نصرانی ہونا گوارا نہ ہو **بَابُ** رُجُوبِ مُحَبِّبَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ مَرْءٍ
 أَكْهَلٍ وَالْأَوْلَادِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ وَإِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِمْ أَكْهَلٌ عَلَى مَنْ لَمْ يُحِبِّ هَذِهِ الْمُحَبَّةُ
 ترجمہ باب اس بات کے بیان میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کہنا بی بی اور اولاد ماننا پسند
 اور سب لوگوں کو زیادہ واجب ہو اور جو کسی محبت نہ ہو وہ مومن نہیں **عَنْ** النَّبِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكُونُ مَرْءٌ مَحَبِّبًا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا كُنْتُ أَحَبَّ
 إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ترجمہ اس سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 کوئی بندہ یا کوئی آدمی مومن نہیں ہو تا جب تک اسکو میری محبت گہرا دلون اور مال اور سب لوگوں کو زیادہ نہ ہو
ف خطابی نے کہا ہر آدمی جو محبت نہیں ہے جو طبعی ہوں ہے اور غیر اختیاری بلکہ مقصود محبت اختیاری ہو
 تو طاعت ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپ کے ارشاد کی تعمیل دنیا کی سب چیزوں پر مقدم کرے
 ماننا بی بی اور اولاد دوست آشنا یہ سب گھر ناراض ہو جاویں تو قبول کرے پھر خدا اور اسکو رسول کی نافرمانی ہو کر
 اختیار نہ کرے یہی محبت صیادہ ہے جو چہرہ پر ہے ایمان کا ابن بطلان اور قاضی عیاض نے کہا محبت تین قسم کی ہوتی
 ہے ایک تو محبت بزرگی کی وجہ سے جیسے بیٹے کو باپ سے ہوتی ہے اور شاگرد کو اساتذہ سے دوسری محبت شفقت اور پیار
 کی وجہ سے باپ کو باپان کو اولاد سے ہوتی ہے تیسری محبت ہم شکل اور ہم خیال ہو بین صمیم دوست آشناؤں سے ہوتی ہے
 تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام محبتوں کو اپنی محبت میں جمع کر دیا ہے ابن بطلان نے کہا حدیث کا سطلیت ہے
 کہ جس شخص کا ایمان کامل ہو وہ اس کو حیات کو یقین کرے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق اوپر زیادہ ہو جس کو باپ
 اور بیٹے کے حق سے کہ نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے ہو کہو جہنم سے نجات ملی ہے اور ہم نے گمراہی سے نکال کر
 بہت باہمی ہو قاضی عیاض نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں یہ بات بھی ہے کہ آپ کی سنت کی مدد
 کرنا اور آپ کی شریعت پر جو اعتراض کرے اسکا جواب دینا اور آپ سے ملنے کی آرزو کرنا اگرچہ جان اور مال سے تصدق

ہو جاوے اور جب یہ بات معلوم ہوئی تو ثابت ہوئی یہ بات کہ ایمان کی حقیقت پر ہی نہیں ہوتی بغیر اس بحث کے
 اور ایمان کا جو معنی نہیں ہوتا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر اور منزلت ان باب بزرگ محسن جسکے زیادہ ولیز
 نہ ہو اور جس کا یہ اعتقاد نہ ہو وہ مومن نہیں ہے (نودی) **عَنْ** اَبِي بَرْزَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
 اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لَا یُؤْمِنُ اَحَدٌ کُمْ حَتّٰی اَکُوْنُ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ غُلَامٍ وَّوَالِدٍ وَ
 الْمَتَّاسِ اَجْمَعِیْنِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے مومن
 نہیں ہوتا جب تک اس کو میری محبت اور داد اور ماننا نہ ہو اور سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو **بَابُ** الْکَلْبِ
 عَلٰی اَنْ یُّمِنَ خِصَالِ الْاِیْمَانِ اَنْ یُّحِبَّ الْاِیْمَانَ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہِ مِنَ الْکَلْبِ اِیْمَانِ کی خصلت یہ
 ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کے لیے ہی وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے بھائی (نودی) **عَنْ** اَبِي بَرْزَةَ
 عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَالَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدٌ کُمْ حَتّٰی یُحِبَّ الْاِیْمَانَ اَوْ قَالَ یُحِبَّ
 مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے
 مومن نہیں ہوتا جب تک نہ چاہے اپنے بھائی یا ہمسائے کے لیے جو چاہتا ہے اپنے لیے **ف** علمائے کبار
 مراد یہ ہے کہ مومن کامل نہیں ہوتا نہ اصل ایمان تو بغیر اس صفت کو ہی حاصل ہوتا ہے اور مطلب یہ ہے کہ
 اپنے بھائی مسلمان کے لیے بھی عبادات اور نیکیاں اور دنیا کی سب چیزیں جو اپنے لیے چاہتا ہے چاہے
 لٹائی کی روایت میں ہے بھلائی اور خبی۔ ابن الصلاح نے کہا بعضیوں نے اس صفت حاصل کر لیا وہ دشوار
 محال سمجھا ہے حالانکہ یہ بات صحیح نہیں کیونکہ مراد یہ ہے کہ تم میں سے کسی کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک نہ اپنے بھائی
 مسلمان کے لیے وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے نیز اس کے لیے بھی نعمتوں کا حاصل ہونا اچھا جانے اگر خود
 کوئی نقصان نہ ہو اور یہ امر بہت آسان ہے قلب سلیم پر یعنی جس کا دل صاف ہو البتہ جس کے دل میں کینہ اور حسد نہ ہو
 ہو اور بہت دشوار ہے خدا بچاؤ ہی ہو اور ہمارے بھائیوں کو ایسے خراب دل سے (نودی) حاصل ہے کہ جب کسی
 بھائی مسلمان کی بھلائی ہو اور اپنا اُس میں کچھ ضرر نہ ہو تو اس پر خوش ہونا چاہیے اور ہمیشہ عام خیر خواہی
 اور عام ہمدردی میں شریک رہنا چاہیے **عَنْ** اَبِي بَرْزَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 قَالَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدٌ کُمْ حَتّٰی یُحِبَّ الْاِیْمَانَ اَوْ قَالَ یُحِبَّ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی
 کوئی آدمی مومن نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے ہمسائے یا بھائی کے لیے وہی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے

باب بیان خمر خمر ایداء الخمار سہایہ کو اندوینا حرام ہے **عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ**

رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَمْنُ جَارَهُ بِلَوْاقَتِهِ رَحِمَهُ

ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں نہ جاویگا وہ شخص جس کا سہایہ اور گسے مکرو

فساد میں محفوظ نہیں ہے **ف** الخمر اور سکی بدی اور ظلم سے اسکو اس نہ ہو اور وہ ہمیشہ ڈرتا ہو کہ میں مجھکو

صدرتہ پہنچ کر اس کی طرف سے علماء نے کہا اس حدیث کا مطلب ہے کہ جو سہایہ کو شانا درست سمجھ حالانکہ وہ جانتا

ہو کہ یہ فعل حرام ہے تو وہ کافر ہے کہی جنت میں نہ جاویگا یا یہ عرض ہے کہ اسکو جنت میں نہ جانا جنت کہتا ہی نہیں

نہ ہوگا بلکہ روکا جاوے گا یہاں تک کہ عذاب ہو اس گناہ پر یا معاف کیا جاوے اور ضرورت ان تاویلوں کی یہ ہے

جو اوپر گزرا کہ اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص خمر پر مرے اگرچہ کبیرے گناہ کرنا سرودہ ہمیشہ ہندیشہ جہنم میں ہے

یہی بلکہ چند روز عذاب دیا جاوے گا۔ یا معاف کیا جاوے گا کہ جنت میں نہ جاویگا۔ بہر حال سہا کو سچ دینا اور مانع

شانا ایہ حرام ہے کہ بہشت محروم رہتا ہے **ف** الخمر علی الکلام الخمار والصفیہ والنفیہ

الصفتیہ الاغنیہ الخمر ذکون ذلک کلہ من الخمر سہایہ اور مردمان کی خاطر داری کی ترغیب اور نپ

رسو کی فضیلت اور نہ باتیں ایمان میں داخل ہونا **عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**

سَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكَلِّمْ خَيْرًا اَوْ لِيَسْمُتْ وَمَنْ كَانَ يُوْمِنُ

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكَلِّمْ خَيْرًا اَوْ لِيَسْمُتْ وَمَنْ كَانَ يُوْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكَلِّمْ خَيْرًا

صَفِيْفَةً ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یقین رکھتا ہے اللہ پر اور پیکر

(قیامت پر) اور سکو چاہیے یا تو اچھی بات کرے یا چپ ہے **ف** سبحان کیا عمدہ نصیحت ہے نووی نے کہا

غرض یہ ہے کہ جبات کرنیکا ارادہ کرے تو سچ کیوے کہ جبات کہنا چاہتا ہے وہ بہتر ہے ثواب کی بات دہی ہو

یستحب اور وقت کہو اور اگر معلوم ہو کہ اس بات کا کہنا کچھ ثواب نہیں تو چپ ہے بہتر ہے وہ بات حرام ہو یا مکرو

ہو یا مباح جس میں نہ ثواب ہے نہ عذاب بہر حال میں خاموشی بہتر ہے تو مباح بات کا بھی نہ کہنا بہتر اور اولیٰ ہے کیو

مباح باتیں بجا ہی ہیں انسان کو حرام اور مکروہ کی طرف اور ایسا اتفاق اکثر ہوتا ہے اصل حل جلال نے فرمایا م

يَلْفُظُ مِنْ قَوْلِ الْاَلَا كَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ یعنی جبات انسان موندہ ہو نکالتا ہو اور اس کے پاس ایک شخص ہے جو

راہ دہکتا ہے طیار ہے (اور اس کے کہنے کو) اور جنت لان کیا ہے سلف اور خلف نے اس کو میں کہ انسان کے

نسب میں کی باتیں اگرچہ مباح ہوں بھی جانی میں یا صرف وہی باتیں جن میں عذاب یا ثواب ہو ابن عباس کا یہ

قول ہے کہ صرف ہی باتیں بھی جاتی ہیں جبکہ بدلیگا ثواب یا عذاب اس صورت میں آیت کو خاص کرنا چاہیگا
 اور شرع نے نزعیٹ ہی ہے اس طرف کہ سیاح باتیں بہت کرنا اچھا نہیں کیونکہ انسان اکثر بہت باتیں کرے
 سے گو سیاح ہر ن مرام یا مکروہ باتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے امام شافعی نے اس حدیث کا یہ مطلب کیا ہے کہ انسان کو
 بات کرنے سے پہلے فکر کرنا چاہیے پھر اگر اوسکو بد امر متحقق ہو کہ اس بات کو کچھ نقصان نہیں تو اس بات کو کہہ اور
 اگر یہ امر متحقق ہو کہ اوس سے ضرر ہوگا یا نیک ہو ضرر اور عدم ضرر میں ترجیح رکھنا امام ابن ابی زید یا مکی نے کہا تمام
 آداب در حسن افعال حسنہ چارہ حدیثوں سے نکلتی ہیں ایک تو یہی حدیث دوسری وہ حدیث کہ آدمی کا اچھا اسلام
 یہ کہ کہ چہڑے اس بات کو جو کام نہ آوے (یعنی بیکار اور لغو سوچیں نہ کرے) تیسری حدیث لانتقنب یعنی
 غصہ مت کر چوتھی وہ حدیث جو اوپر گزری کہ انسان کو چاہیے اپنی ہمتی کے لیے دینی چاہے جو اپنی لیے خاص
 چاہتا ہے اور اسکا تاؤ ابوالقاسم تفسیری نے فرمایا کہ جب ہمارا موقع پر صفت ہو مردوں کی جیسے بدن موقع
 پر نہایت عمدہ خصلت ہو اور سچا انسان ابوالعلی دقاق سے وہ کہتے تھے جو شخص چپ ہو اسکا حق بات سہو (یعنی چپا
 موقع حق بات بیان کرے) وہ گونگا شیطان ہے لیکر اباب مجاہدہ اور یاضت (جو سکوت اختیار کیا ہے
 وہ اس لیے کہ باتیں کرنے میں طرح طرح کی آفتیں ہیں اور ہمیں نفس کو حفظ ہوتا ہے وہ اپنی تعریف کرتا ہے
 اور کبھی اپنی فصاحت اور شیریں بانی لوگوں پر ظاہر کرنا چاہتا ہے اور یہ سکوت اور خاموشی ایک بڑا رکھ
 ہے تہذیب اخلاق کا فضیل بن عباس نے کہا جو شخص بات کو اپنے اعمال میں سے ایک عمل سمجھ گا وہ
 بے فائدہ بات کہ کرے اور ذوالنون مصری نے کہا سب سے زیادہ اپنی نفس کی حفاظت کرنا والا وہ شخص ہے
 جو اپنی زبان کو زیادہ روکے **ت** اور جو شخص ایمان کہتا ہے امد پر اور پچھل دن پر اوسکو چاہیے کہ خاطر
 داری کرے اپنی ہمتی کے اور جو شخص ایمان کہتا ہے امد پر اور پچھل دن پر اوسکو چاہیے کہ خاطر داری کرے
 اپنی زبان کی **ف** قاضی عیاض نے کہا مطلب یہ حدیث کا یہ ہے کہ جو شخص شریعت اسلام پر چلنا چاہے
 اوسکو ہمسایہ اور مہمان کے ساتھ سلوک کرنا ضرور ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ہمہ سگ کے ساتھ سلوک
 کرنا حکم کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہیفہ جبریل علیہ السلام مجھ کو وصیت کرتے تھے ہمسایہ
 کے ساتھ سلوک کرنا کہ یہی ہمانک کہ میں سمجھا جبریل اوسکو کہ یہی ولادت لگا اس طرح مہمان داری کرنا بھی اسلام کا
 طریقہ ہے اور خصلت ہے ہیفہ جبریل اور صاحبزاد کی اور لیث نے کہا کہ ایک رات مہمان داری کرنا واجب ہے اور
 دلیل انکی یہ حدیث ہے کہ ایک رات مہمانی کرنا حق ہے وجہ یہ ہے کہ مسلمان پر اور عقبہ کی حدیث کہ جب تم آؤ

کسی قوم پر پیرہہ دیرین تلوک پر بطور مہمانی کے تو قبول کر لیا و سکو اور چونہ وہ بین تو لرا و دن سے مہمانی کا حق اور اکثر
 فقہاء اس بات پر ہیں کہ مہمانی کرنا اخلاق میں جہل ہے پر وجہ نہیں اور دلیل انکی وہ حدیث ہے کہ کجکر نہ نیت
 کا ایک ات ہے اور جائزہ کہتے ہیں عطا اللہ سلمہ اور احسان کو اور یہ اختیاری ہوتے ہیں مگر وجہی اور یہی حضرت
 نے فرمایا چاہیے کہ احسان کرے اور سلوک کرے اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ مہمانی وجہ نہیں کوئی ایسے
 الفاظ کا استعمال وجہ میں نہیں ہوتا و دوسرے کہ مہمان اور مہمانی کو ایک ساتھ بیان کیا حالانکہ مہمانی کے نام
 سلوک وجہ نہیں اور اگلی حدیثوں کی یہ تاویل کی ہے کہ وہ افاضل اسلام کی حدیثیں ہیں جب دلداری اور خاطر دار
 وجہ تھی بہر اختلاف کیا ہے علمائے کہ مہمانداری بستی والوں پر اور جنگل والوں پر دونوں پر وجہ ہے ہر دو صورت
 جنگل میں رہنے والوں پر تو شافعی اور محمد بن حکم کا قول یہ کہ دونوں پر وجہ ہے اور مالک اور سحنون نے کہا
 کہ صرف جنگل والوں پر وجہ ہے اس لیے کہ بستی یا شہر میں ساؤ کو ٹھہرنے کی جگہ عجالی ہے سر و خیرہ میں اور کہا ابو یوسف
 کی چیز میں ہی سب بازار میں ملتی ہیں اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ سفیانت جنگل کے رہنے والوں پر ہے نہ بستی
 والوں پر لیکن یہ حدیث اہل معرفت کے نزدیک موضوع ہے (نودی) **عَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يَوْمًا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَكُنْ ذِي حَالٍ وَمَنْ
 كَانَ يَوْمًا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَكُنْ صَافِيَةً وَمَنْ كَانَ يَوْمًا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَكُنْ
 خَيْرًا أَوْ لَيْسَ كُنْتُ تَرْجِمُهُ ابُو بَرزَہ سُرُوہیت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یقین رکھتا ہو
 اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ نہ ستا و اپنی مہمانی کے کو اور جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ خاطر
 دار کی طرح مہمان کی اور جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ بھی بات کہی یا چاہے **عَنْ**
 اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْتَلِكُ حَدِيثًا رَأَى حَضْرَتَيْنِ غَيْرِ آتِ
 قَالَ فَلْيَكُنْ الرَّجُلُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَنْ كَانَ يَوْمًا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَكُنْ
 صَافِيَةً وَمَنْ كَانَ يَوْمًا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَكُنْ خَيْرًا أَوْ لَيْسَ كُنْتُ تَرْجِمُهُ ابُو بَرزَہ خرا
 (خولید بن عمرو عبد الرحمن بن عمر بن عبد المطلب بن عمر بن عبد المطلب) سُرُوہیت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا جو شخص ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ نیکی کرے اپنی مہمانی کے ساتھ اور جو شخص

پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ابوسعید خدری نے خود کیرن نہیں کیا اس پر کام سے بے نیاز کہ ایک دوسرا شخص اٹھا
 اور اس نے کہا اوسکا جواب یہ ہے کہ شاید ابوسعید خطیب شروع ہونے وقت نہ ہو تو اس شخص نے اعتراض کیا پھر ابوسعید
 اگے ہون گئے اور احتمال ہے کہ ابوسعید پہلے سے موجود ہوں لیکن انہوں نے خوف کیا ہو ضرر کہ اپنے لیے کسی اور کے
 لیے یافتہ کا ترساقط ہو گیا اور اس کا وجود جب تھا اور اس شخص نے خوف نہ کیا کسی قوم کا کی وجہ سے یا خوف نہ کیا ہو
 صرف اپنے نفس پر اور یہ جائز ہے اسی صورت میں بلکہ مستحب ہے اور احتمال ہے کہ ابوسعید نے انکار کا قصد نہ کیا ہو
 اتنے میں اس شخص نے جلدی سے کہہ دیا پھر ابوسعید نے اس کی تائید کی اور دوسری روایت میں جب کو بچاری
 اور سلم دونوں نے نکالا باب صلوة العید میں یہ ہے کہ ابوسعید نے خود مردان کا ہاتھ کہہ نہی چاہا اسکو منبر پر جا کر دیکھا
 اور مردان اور ابوسعید ساتھ آئے تھے پھر مردان نے ابوسعید کی بات کو نہ مانا تو احتمال ہے کہ یہ موقع دوبار ہوا ہو۔
ت ابوسعید نے کہا اس شخص نے تو اپنا حق ادا کر دیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا جو
 شخص تم میں سے کسی ٹنگڑے یعنی خلاف شرع کام کر دیکھو تو اسکو سیٹ دیو اپنے ہاتھ سے اگر اتنی طاقت نہ ہو تو
 زبان سے اگر اتنی ہی طاقت نہ ہو تو دل سے ہو (یعنی دلیین اسکو برا جانے اور اس پر برا نہ ہو) پس جب کہ درجہ
 ایمان کا اگر یہ بھی نہ ہو اور دلیین ہی خلاف شرع کام سے نفرت نہ آوے تو سمجھنا چاہیے کہ ایمان حضرت ہو گیا اور اگر
 حجم گیا لا حول ولا قوۃ الا باللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ دوسری نے کہا یہ جو حضرت نے فرمایا ہے اور خلاف شرع کام کو میٹھی اور بکڑے
 ہاتھ یا زبان سے یہ امر واجب کر لیا ہے ہر باجماع اور ائمہ جوف اور ضعیف عن المسکر کے وجہ سے بکڑے دلیل ہے کتاب اور سنت
 اور اجماع است اور تعین حجت میں داخل ہے جو جو دین ہے اور نہیں خلاف کیا اس میں کسینو سوا چند را فضیون کے
 اور ان کے خلاف کا اعتبار نہیں امام احمد بن حنبل نے ہی کہا کہ ان کے خلاف کا اس سکو میں اعتبار نہ کرنا چاہیے کہ
 لیے کہ مسلمانوں کا اتفاق ہو چکا تھا اس کے وجوب پر افضیون کے پیدا ہونے سے پہلے اور وجوب اس کے شرع سے ہی
 نہ عقل سے اور مستتر کے نزدیک عقل سے ہی اور یہ جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَا تَجْعَلُ كَحِمٍّ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَىٰ یُخْرِجُو
 اِی ایمان والو تم اپنے تئیں سمجھا لو تمہیں دوسرے کو گمراہ ہونے سے کچھ نقصان نہ ہو گا جب تم ہریت پاؤ گے یہ سب
 بڑے بے خلاف ہیں نہیں کیونکہ آیت کے معنی مذہب صحیح پر ہیں کہ جب تم سب کا حکم کو جو تم پر واجب ہیں بجا لاؤ
 تو دوسروں کی تقصیر سے تم کو ضرر نہ ہو گا جیسے دوسری جگہ فرمایا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرٰی یعنی ایک کا بوجھ دوسرے کا نہیں
 گا پھر جب کینو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہہ کر دیا تو دوسرے سے مواخذہ ہوتا رہا اب گناہی پر بیگناہ جس نے راکام
 کیا۔ یہ ہی جانتا چاہیے کہ اچھی بات کا حکم کرنا اور بُری بات سے منع کرنا فرض کفایہ ہے اگر بعضوں نے نہ کر دیا تو سب

دوسرے یہ فرض اور ہو گیا ورنہ سب گناہوں کے گارہوں کے اور بعض مقاموں میں یہ فرض عین ہوتا ہے کسی خاص شخص پر جس سے
 اس مقام میں کوئی نہ ہو سوا اس کے یا دوسرے حکم سے وہ کلام ٹپتا ہو یا کسی کوئی اپنی بی بی یا بچے یا غلام کو کوئی برا کام
 کرتے یا فرض کو ترک کرتے دیکھئے علماء نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص کو گناہ ہو کہ میرے منع کیے کسی کچھ فائدہ نہ ہو گا کاتب
 ہی منع کرنا چاہیے اس لیے کہ نصیحت سے کچھ کچھ فائدہ مسلمانوں کو ضرور ہو گا اور اوپر ہم کہہ چکے کہ اس شخص کا حکم
 کر دینا ہے اچھے کام کا اور منع کر دینا ہے بُرے کام سے اب چاہیے وہ کیا کرے منوانا اس کا فرض نہیں ہے بلکہ
 اصل جملہ علماء نے فرمایا رسول پر کچھ نہیں ہے مگر پیچھا دینا۔ علماء نے کہا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں یہ
 شرط نہیں ہے کہ حکم کرنے والا یا منع کرنے والا خود تمام شریعت کے احکام پر چلتا ہو اور ربی باتوں پر بچتا ہو بلکہ اگر وہ
 خود تقصیر وار ہو جب بھی امر اور نہی کرنا چاہیے کیونکہ یہ دوسرا فرض ہے ہر ایک میں خلل ہونے سے دوسرے کو بھی
 متاثر کرنا ضرور نہیں اور یہ کام کچھ عاقلوں سے خاص نہیں ہے بلکہ ہر ایک مسلمان اسکو کر سکتا ہے امام الحرمین نے کہا
 دلیل اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا اس لیے کہ صدر اول میں اور اس کے قریب کے زمانے میں اونے اونے مسلمان خود
 حال کو کچھ شریعی باتوں سے منع کرتے اور اچھے کاموں کا حکم کرتے حالانکہ اور مسلمان انکو اس کام سے نہ روکتے اور اس پر
 نکتے پھر اگر حکومت شرط ہوئی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے تو البتہ اور مسلمان انکو سبھا دیتے کہ تیار
 ہو جہدہ نہیں ہے۔ یہ بات ضرور ہے کہ جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے وہ خود اس کام کو جانتا ہو اگر وہ بات
 مشہور ہو یا بتایا یا محرمات سے چھپ کر ناز و نفرتا شرب خمر تو ہر ایک مسلمان کو ان باتوں کا علم ہے وہ حکم اور منع کر سکتا
 ہے اور جو کوئی دوسری مسئلہ ہو تو عوام کو اچھین بد فطرت نہیں ہیں بچپنی اور نہ انکو انکار یہ بچتا ہے بلکہ یہ غضب
 علماء کا ہے ہر علماء کو بھی اس کام کا انکار کرنا یا حکم کرنا چاہیے جو اجماعی ہو اور جو کام اختلافی ہو انکو کسی فرد کو دوسرے
 فریق سے جھگڑا کرنا درست نہیں اس لیے کہ ہر مجتہد مصیب ہو بعضوں کے نزدیک اور بعض مختار ہے اور بعضوں کے نزدیک
 ایک مصیب ہے اور باقی غلطی بلکہ محض معنی نہیں ہو سکتا اور جو معین ہی ہو تو اس پر گناہ نہیں ہو جھٹلاؤی کے برابر
 طبیعت کے طور پر اور دوسروں سے سمجھاوے تو وہ بہتر ہے اس لیے کہ علماء کا اتفاق ہے اس بات پر کہ اختلاف سے بچنا
 چاہیے حتیٰ لفظ و وجہ کسی سنت میں خلل نہ آوے یا دوسرے اختلاف میں نہ پڑ جاوے قاضی القضاۃ
 ابو الحسن ماوردی بھری شافعی نے اپنی کتاب احکام سلطانہ میں لکھا ہے کہ علماء کا اختلاف ہے اس مسئلہ میں کہ
 اگر بادشاہ کسی کو محتسب بنائے اور وہ مجتہد ہو تو وہ لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف لاسکتا ہے اختلافی مسائل میں
 نہیں لیکن جیسے ہر مذہب میں لایا سکتا (اور شخص کو اختیار ہے کہ فقہائے اختلافی مسائل میں جس فقہیہ کا چاہے)

اوسکو درست کیا اور اُسے کہتا تھا کہ اس کی اوسٹ اپنے بہائی کو رسوا کیا اور اس نے باسین ایک
 کام نہ جو حسین اکثر لوگ سستی کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ ایک آدمی کو دیکھتے ہیں عیب دار چیز جتنی ہوئے پہر اسکے نہیں کرتا
 اور خریدار اگر آگاہ نہیں کرتے اُس عیب سے اور یہ ایک ٹبی خطا اور غلطی سے صاف تشریح کر دی ہے کہ جو شخص اس امر کو
 جانتا ہے کہ اس چیز میں عیب ہے اور اس پر وہ عیب ہے کہ بیچنے والے کو منع کرے اور خریدار کو اس عیب سے آگاہ کر دے
 لیکن طریق منع کرنا تو وہ خود حضرت زین الدین سے یاد کیا کہ اوسکو یعنی برے کام کو مانہ ہو بگاڑے اگر یہ ہو سکے تو زبان سے
 اگر یہ نہ ہو سکے تو دل سے دل سے بگاڑنے کا مطلب یہ ہے کہ اوسکو برا جانے اور اگرچہ برا جاننا اوسکا بگاڑنا نہیں ہو سکتا
 کیا کرنا چاہیے کہ اوسکا اختیار ہے یہ اور یہ جواب (فرمایا) کہ جو عیب ایمان کا یہی یعنی یہ ایک اہل حق ہے اپنا
 کام کہ دل سے برے کام کو برا جانے اور اُس سے نفرت کرے قاضی عیاض نے کہا کہ یہ حدیث آج ہے بری کام کے بگاڑ
 میں تو بگاڑنے والے پر وہ عیب ہے کہ جس طرح سے ہو سکے بگاڑے تو دل سے یا فعل سے تو جہرام کام کے آلات اوسے حساب ہوں
 انکو مانہ ہو توڑے اور شراب اور سکرانہ کو بہا دیو کو دوسرے کہ یہ وہ بہا دیو اور زبردستی سے چھپتی ہوئی چیز حسین
 کو خود اوسکا مالک کو دوسرے یا دوسرے کو حکم کرے اور چاہیے کہ بگاڑتین نری کرے جاہل یہ اور اُس ظالم جو جس
 شر کا خوف ہو مگر یہ عیب ہے کہ اُسکو اپنی بات چلنے کا خیال ہو عیب سے عیب یہ بات کہ بگاڑنا اولا خصوصاً اور صاحب غفلت
 ہو اور جو شخص انتہا درجہ پر گمراہ ہو یا اپنے کام میں اصرار کرتا ہو اور سچ بخشتی ہی کرے جب یہ بات معلوم ہو کہ اسکی سستی
 سو فائدہ ہوگا اور خوف نہ ہو دوسرے مفیدی کا اگر اُسکو گمان غالب ہو کہ مانہ ہو بگاڑنے میں اور کوئی بڑا مفیدہ
 پیدا ہوگا جسکی سبب کا خون ہوگا خود بگاڑنے والے کا یا اور کسی کا تو باز نہ ہو اور صرف زبان سے نصیحت کرے اور خدا کے
 خدا کے عذاب سے اور اگر گمان غالب ہو کہ زبان سے کہنے میں ہی اسی قسم کا شر ہوگا تو صرف دل سے اُسکو برا سمجھ کر
 چپ ہو رہے اور یہی مقتدر ہر حدیث سے اگر خدا نے چاہا اور جو اسکو کوئی مددگار ملے تو اوس سے مدد لے کر یہ تیار نہ
 اور تیار اور لڑائی شروع نہ کرے اور چاہیے کہ اطلاع کرے پہلی حاکم کو اگر یہ کام سوا حاکم کے اور کوئی کرنا ہو یا
 صرف دل سے اُسکو برا سمجھے بھی مسئلہ اور یہی ثواب ہے تحقیق علی کا نزدیک اور یقیناً کہا کہ ہر حال میں زبان سے
 کہہ دیے پہر اگر فعل کیا جاوے یا ایذا دیا جاوے تو صبر کرے تمام ہو اکلان قاضی عیاض کا امام احمد میں ہے کہ اسیت
 میں سے ہر شخص کو یہ بات پہنچانی ہے کہ کہہ کر گناہ کرنا اُسے کو گناہ سے پر لڑائی شروع نہ کرے اور یہ تیار نہ
 اُنہادی اگر وہ نہ مانے تو پادشاہ وقت کو اطلاع کرے پہر اگر پادشاہ بھی ظلم پرست نہ ہو اور شریعت کی مخالفت نہ
 باز نہ آوی اور سمجھائے نہ سمجھ کر نہ سب مسلمان جو صاحب لڑائی ہوں ملکر اوس پادشاہ کو سخت سے اذیت دیں اگر

اس میں تہیاب اور تہانگی ضرورت پڑی اور خان یزدی اور لڑائی ہو یہ کلام ہے امام الحرمین کا اور انارنا بادشاہ کا عجیب
 ہے اور محمول ہو اس صہرت پر جب بادشاہ کے اوتارنے سے دوسرے کسی نہ کا ڈر غصہ جو اس سے بھی بڑا ہوا اور امر بالمعروف
 کرنا اور کونجس اور خانہ نشانی کا اختیار نہیں بلکہ جب وہ کوئی بری بات دیکھ تو اسکو بگاڑ دیتا ہے امام الحرمین کا
 اور قاضی المعصفاء اور وحی لکھا محتب کو کجبت کرنا نہیں چاہیے اور گناہوں کے جفا سے ہر نہ ہوں پہر اگر گناہ
 غالب ہو کہ بعض لوگ ایسے کاموں کو پوشیدہ کیا کرتے ہیں تو اس میں دوسرے میں ایک قسم تو یہ جبکہ تدارک بعد
 وقوع کے دشوار ہو جیسے کوئی شخص محتب کو خبر کرے کہ فلان شخص مسلمان عورت کو ساتھ نہائی میں نہ کرنا چاہتا
 ہے یا فلان کو قتل کرنا چاہتا ہے تو فوراً محتب کو کجبت کرنا چاہیے اور اس واقعے کا بندوبست کرنا چاہیے اور
 طرح اگر محتب کے سوا اور لوگوں کو خبر ہو انکو بھی بندوبست کرنا چاہیے دوسری قسم وہ جو اس کو کم ہے اس میں کجبت
 کھوج جائز نہیں جیسے کسی مکان کو باجے بجا لینی آواز آدے تو باہر سے پکار کر منع کر دے اور گھر کے اندر نہ کہہ اور
 مالدی نے حکام سلطانیہ کو آخرین ایک عمدہ باب حساب کو باب میں لکھا ہے جو متل ہے امر بالمعروف اور نہی
 عن المنکر کے قاعدوں پر اور ہم نے اس مقام میں اس کو مطالبات کر دیے اور کلام کو طول دیا اس لیے کہ مقصد
 اور یہ باب اسلام کا ایک بڑا باب ہے اور اسکی بہت حاجت پڑتی ہے (نوفی) **عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ**
عَنْ قَيْسِ بْنِ مِسْلَةَ عَنْ طَارِقِ شَيْخِ أَبِي عَرَفَةَ سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فِي قِصَّةٍ مِنْ دَانَ وَخَدِيدٍ
أَبَى سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ جَنَلَ حَدِيثَ شُعْبَةَ وَمُسْتَعْيَانَ مَرَّحِمَهُ ابْنِ سَعِيدٍ
 دوسری روایت بھی ایسی ہے **فَاسْرَجَ الْوُجُوحُ** میں ہے کہ مسلمانوں نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ ہر
 بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے اور کہا ہے کہ یہ دونوں دین کے بڑے ستون ہیں اور یہ وجہ ہیں ہر مسلمان پر
 قول کجس میں ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ادب یہ ہے کہ نرمی اور ملائمت کے ساتھ ہو اور سختی اور شدت
 بادشاہوں کو نہیاب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وَقَالَ سَعِيدٌ لِقَوْمِهِ يَا لَيْتِي** یہی **أَحْسَنُ** کجبت کران ہے اچھی طور سے وضو اور
 نماز میں امر بالمعروف کا یہ طریقہ ہے مثلاً کسی کو دیکھتے ہو پاؤں اچھی طرح نہیں دھو رہا تو یہ حدیث سادہ و خالص ہے کہ چو
 کی ہنہم کے عذاب کا یا نماز اچھی طرح نہیں پڑھتا تو یہ حدیث سادہ و خالص ہے کہ نہ پڑھ کر نہ نہیں پڑھ ہی اور لباس اور کلام
 وغیرہ میں اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وَلَقَدْ نَزَّلْنَا مُوسَىٰ بِالنَّبَاتِ الْخَيْرِ وَبِالْمَعْرِفَةِ وَنَبَاتِ**
عَنِ النَّبِيِّ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ یہ قسم میں ہونا چاہیے کہ لوگ جو بلا دین کی کیطرت حکم کریں اچھی بات
 کا اور منع کریں بری بات سے اور وہی لوگ ہیں چہ بکار پائے وائے **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ**

سلم نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں گذر جس کو حواری نہیں وہ چلے زمین اس کی راہ پر اور عمل کرتے میں اس کی سنت پر۔ پہ پہ پہ
 کیا روایت کہ اسی طرح جیسے اوپر گندی سکر اس میں ابن مسعود کے ایک کا دربان عمر کے ملنے کا دن سے ذکر نہیں ہے
بَابُ تَقَاتُلِ أَهْلِ الْإِيمَانِ فِيهِ بَيَانُ الْإِيمَانِ الْإِيمَانِ فِيهِ بَيَانُ الْإِيمَانِ الْإِيمَانِ فِيهِ بَيَانُ الْإِيمَانِ
 ہونا اور میں کے لوگوں کا ایمان زیادہ ہوا **عَنْ أَبِي سَعْدٍ قَالَ أَشَارَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى كَيْفَ يَسْلَمُ بَيْتُهُ**
نَحْوَ الْإِيمَانِ فَقَالَ لَا إِيْمَانُ لَهُمْ وَأَرَأَيْتُمْ كَيْفَ يَسْلَمُ بَيْتُهُ فِي الْقَدَائِرِ عَشْرًا أَصْلًا أَوْ كَيْفَ
الْإِيمَانِ حَيْثُ يَطْلُعُ شَرُّ الشَّيْطَانِ فِي رَيْبِهِ كَوَيْبِهِ مَرْجِعُهُ (ابو سعید (عقبہ بن عمر الغصاری) سے روایت ہے
 ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا اپنے ہاتھ میں کی طرف (جو ایک ملک جو جزیرہ عرب میں جنوبی مشرقی
 جانب مدینہ سے آسمین بہت سی شہر اور بستیوں میں صغار و کبار کا مشہور شہر ہے) اور فرمایا کہ خبردار ہو کہ ایمان اور دوسرے
 ہے اور اگر ٹاپن اور دونوں کی سختی اور لوگوں میں ہے جو جلا یا کرتے ہیں اور اذیتوں کی دم کی جڑ کے پاس جس سے
 شیطان کے دو سینک نکلتے ہیں بغیر قوم ربیعہ اور مضرین **فَغِيَاثُ اللِّغَاتِ** میں ہے کہ میں ایک ملک ہے مشہور
 عظیم اول اور دوم میں اور یہ ملک مکہ معظمہ کے وہی طرف واقع ہے اور اس کو اس کو میں کیونکہ کعبہ کو عربوں نے
 ایک شخص قرار دیا ہے جو کاسونہ پورب کی طرف ہوا اور پٹ اس کی بچپان کی طرف اول حضرت نے بن کی طرف اشارہ کر کے
 اُن کی تشریف کی اس طرح کہ وہ ان کے لوگ بہت جلد ایمان لائے اور پورب کی طرف اشارہ کیا اور ان کی مذمت کی یعنی
 قوم ربیعہ اور مضرین کے پاس اونٹ بہت تھے اس طرح کہ وہ اسلام کے بہت مخالف تھے شیطان کے دو سینک سے مراد سوج
 ہے اس طرح کہ جب آفتاب نکلتا ہے تو شیطان اپنے دونوں سینک (یعنی سر کے دونوں کرنے) اُس کے کہہ دیتا ہے
 نا کہ کافروں کا سجدہ اوس کی کو ہو (تحفۃ الاخیار) نو دی نے کہا شیطان کے دونوں قرن سے مراد اُس کے سر کے دونوں کرنے
 ہیں اور بعض نے کہا اوس کی دونوں جماعتیں جب کہ وہ پہنچا ہے لوگوں کے گمراہ کرنے کے لیے اور بعض نے
 کہا اس کے دونوں گردہ کافروں میں ہوا اور مقصود اس سے یہ ہے کہ مشرق یعنی پورب کی طرف شیطان کا تسلط زیادہ ہے
 جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ کفر کا سر مشرق کی طرف ہوا حضرت کو زمانے میں یہی حال تھا کیونکہ اس وقت پورب
 کی جانب جو ملک آف تھا جیسے ہند اور چین اور خود عرب کے ملک بن ہو بخد وغیرہ ان ایمان بالکل نہ تھا اور
 نہ کفر نہ تھا اور جہت دجال نکلے گا تو وہ بھی مشرق سے نکلے گا اور وقت ہی کفر کا سر مشرق ہی کی طرف ہوا
 اور بڑے فتنے اور فساد کی طرف سے واقع ہوئے اور یہی جانب ہے محال جس میں نزول کا جوا نہ تھا کے جنگی اور فتنی
 ہو زمین اور فتنہ ان ترکوں کا ہمارے کے زمانہ میں اور غارت کرنا اور ان کا بے ادب اور سیٹ دینا خلافت عباسی کو اور قتل

ہونا لاکھوں مسلمانوں کا ان کے ہاتھ سر تا سر پہنچ رہا ہے اور یہ ایک ایسا بڑا فتنہ تھا جس کی مثل اسلام میں بہت کم ہو اسے پہر فتنہ تیز رنگ کا اور ان فتنوں کی خبر دوسری حدیثوں میں بھی حضرت اُمویؓ ہے **عَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ أَهْلَ الْيَمَنِ هُمُ الرَّاغِبُونَ إِلَى الْإِيمَانِ وَالْإِقْدَامُ عَلَى الْكَيْفِ ثُمَّ جَاءَهُ الْبُشَيْرُ بِرَبِّهِ هِيَ رُسُلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَوْ أَنَّ رَجُلًا نَزَلَ فِي يَمَنِ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ الْإِيمَانِ (وہ لوگ نرم دل ہیں ایمان بھی ہیں کافے اور فقہ بھی ہیں کی اذیت بھی ہیں کی فتنہ زدہ ہیں) کہایہ فرمایا ایمان میں کافے اسکو علما نے ظاہر سے پہنچا اس لیے کہ ایمان کا شروع کرنے سے پہلے یہ مدینہ ہی ابو عبیدہ بن جراحؓ کے امام تھے اس باب میں چند قول بیان کیے ہیں ایک تو یہ کہ میں سر اور مکہ کے لیے کہ تھا مہ میں ہے اور نہ مہ ملک میں میں داخل ہے دوسرے یہ کہ میں سر اور مکہ اور مدینہ دونوں میں اس لیے کہ یہ حدیث آپؐ بنو ک میں فرمائی اور مکہ اور مدینہ بنو ک اور یمن کے درمیان ہیں تو اشارہ کیا آپؐ میں کی طرف یعنی میں کے سمت کی طرف اور مدینہ کی سمت اور مدینہ سے مٹی اس لیے آپؐ فرمایا ایمان میں کافے کیونکہ اس وقت مکہ اور مدینہ دونوں میں کے سمت میں تھے اور اس کی تفسیر یہ کہ رکن یحییٰ کے میں واقع ہے اور اسکو یحییٰ کہتے ہیں اس لیے کہ وہ میں کی جانب واقع ہے تیسرے یہ کہ میں سر اور انصار کے لوگ ہیں اس لیے کہ انصار اصل میں یمن کے رہنے والے تھے پہلے ایمان میں دبا گیا انصار کی طرف کیونکہ وہ ایمان کے مددگار تھے اور یہ اختیار کیا ہے بہت لوگوں نے اور یہی قول اچھا ہے سیدنا شیخ ابو جریجؒ نے کہا اگر ابو عبیدہ اور جو اس کے تابع تھے حدیث کے الفاظ کو دیکھتے اور اُس میں تامل کرتے اور نظام حدیث کو نہ چھوڑتے اور یہی کہتے کہ مراد یمن کے لوگ ہیں اس لیے کہ ایک روایت میں ہے تمہارے پاس میں کے لوگ آکر اور یہ خطاب ہے انصار کی طرف تو ضرور یمن والوں ہی انصار کے سوا اور لوگ مراد ہوں گے اسطرح پر اس روایت میں جو کہ میں کے لوگ آئے تو ظاہر ہے کہ اس وقت انصار نہیں آئے تھے دوسرے یہ کہ حضرت پہلے ان کے عمدہ صفات بیان کیے کہ وہ نرم دل میں پہلے اس کے بعد بیان کیا کہ ایمان بھی میں کافے تو یہ اشارہ ہے ان لوگوں کی طرف جو میں کے آئے تھے کہ مکہ اور مدینہ کی طرف اور حدیث کو ظاہر پر نہ کہنے سے کوئی مانع نہیں ہے اسو بطور کہ جو شخص کسی صفت سے موصوف تھا ہے اور اچھی طرح اس پر قائم ہوتا ہے اور اسکو نسبت دیتی ہیں اس شخص کی طرف اور میں والوں کا ایسا ہی حال تھا اس وقت ایمان میں اور ان لوگوں کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے تھے میں والوں میں سے اور آپؐ کی صفات کے بعد بھی بعض میں والے ایمان میں ایسے ہی کامل گذرے ہیں جیسے اولیں قرنی اور ابو سلمہ خلائیؓ سے اس وقت ان کے ہاتھ اور لوگ جن کے قلب سلیم تھے اور ایمان میں تھے تھا تو ایمان کی نسبت ان کی طرف

موتو بہا دیاج کرے

اس معنی کرے کہ وہ کامل نبی ایمان میں اور اس کے پیغمبر نہیں ہے کہ ان کے سوا اور لوگ مومن نہیں ہیں اس صورت میں اس حدیث میں اس حدیث میں کہ ایمان حجاز میں ہے منافقہ نہ ہوگی پھر اور اس حدیث میں میں والوں سے وہی ہے والے ہیں جو اس وقت میں موجود تھے نہ ہونے کے یمن والے اس لیے کہ لفظ سے یہ نہیں نکلتا اور یہ ہی حق ہے اور ہم ان کا شکر کرتے ہیں کہ ان کے ہمارے یہی راہ بتلائی انتہا سراج الودج میں ہے کہ لفظ سے نہ جانا کیچہ میں والوں سے فکر نہیں بلکہ یہ حکم ہر حدیث میں حل سکتا ہے جس میں کسی ملک والوں کی فضیلت بیان ہوئی ہے لیکن صحیح صحیح روایت جو میں والوں کی فضیلت یا اور کسی ملک کی فضیلت میں آئی ہیں اور ان سے وہ ہیں کسی ملک اور ملک والوں کی فضیلت نکالتے ہیں اس لیے کہ اصل کی تاثیر فروع میں ضرور ہوتی ہے پھر تجربے سے یہی یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ حبس ایمان اور حکمت اور فتنہ میں میں رہا ہے ہر زمانہ میں دیا اور کسی ملک میں نہیں رہا جس کو اس کی طرف اشارہ ہوگا اور اس قدر کافی ہے حدیث کے مفسرین کی محنت کر لیے اور اسد خاص کرتا ہے اپنی رحمت سے جس کو جانتا ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ حدیث کو خاص کر میں اور ان لوگوں سے جو موجود تھے اس زمانے میں اور اس کی رحمت سے اس سے وسیع تر تھی - یہ جو فرمایا فتنہ ہی میں کے ہے توفیق سے اور وہاں دین کی سچ اور بوجہ ہی پھر مطلق شرع میں اہل اسلام نے فقہ کے معنی پر قرار دیے کہ وہ علم ہے احکام شرعیہ علیہ کا اور ان کے دلائل کے ساتھ پھر فرمایا کہ حکمت ہی میں کی ہے حکمت کہ باب میں کسی قول میں لیکن عمدہ قول ہے کہ حکمت عبارت ہے اس علم سے جو مشتمل ہے اسد کی معرفت پر اس کی وجہ سے بصیرت کمال جانی ہے اور فتنہ درست ہو جاتا ہے اور حق معلوم ہو جاتا ہے اور عمل کی توفیق ہوتی ہے اور جزائش نفسانی سے بچا کہ ہوتا ہے اور حکیم وہ ہے جس میں یہ سب باتیں موجود ہوں ابوبکر بن مرہ نے کہا جو کلمہ فضیلت کا ہو یا نہ ہو کہ اور جو بات بہتری کی طرف ایجاد کے اور برائی سے بچا وہ ہے وہ حکمت ہے اور حکم اور یہی مقصود ہے حدیث میں ان الشعر حکمت یعنی بعضی شعر حکمت ہوتی ہے کہ ذوال النور والی سراج الودج میں ہے کہ حکمت رسول اسد صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو کہتے ہیں جو اسد کے کلام کے بعد ہے اور ایک جماعت سلف نے آیہ یعلیٰ ذلکم انکما بہ انکما کی تفسیر میں ہے کہ ہے اس طرح اس آیت کی اذیٰ سنیل کتاب یا انکما یذکرکم غلظۃ تحتہ کی توصات حدیث کے معنی میں ہیں ہے کہ حکمت جو حدیث نبوی مراد ہے جب حدیث کی کتاب میں مشتمل میں اور یہ جو فرمایا کہ بعضی شعر حکمت اسکا مطلب ہے کہ بعضی شعر حدیث کے موافق ہوتی ہے وہ اچھی ہے اور حدیث کو خلاف ہر وہ قبیح ہے اور وہ جو ابن عباس وغیرہ نے حکمت کے معنی بیان کیے ہیں وہ فلاسفہ کی تعریف سے ملتی ہے اور اس کے قریب ہیں اور ایک دلیل اس بات کی کہ حکمت سے مراد حدیث شریف ہے یہ ہے کہ اس کے ساتھ فقہ کے بیان کیا اور یہ حدیث ایک نشان ہے ہر نبوت کی نشان

کی صحبت کی یہی تاثیر ہوتی ہے سائیں اور شربان اکثر بخل ہوتے ہیں اور بکری چرانے والے اور غیر مسکین ہوتے
 ہیں اس پر سطر کو پیچہ برین نے مکر یون کو چرایا **ص** اور ورد الہین **ف** دیکھتے ہیں اونٹ کو بالون کو
 اور یہ اونٹ والون پائیں جو گئے نہ گھوڑے والون پائیں اور شاید مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس گھوڑے اور اونٹ
 دونوں ہوں **ص** اور غریبی اور غریبی بکری والون میں ہے **ع** **ابن حنین** کہ **اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ**
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ **اَلَا يَمَانُكَ يَمَانُكَ فِي الْكُفْرِ قَبْلَ الشَّرِّ وَالْمَسْكِينَةُ فِي اَهْلِ**
الْجَنَنِ وَالْفَقْرُ فِي الْفَقْرِ دَيْنُ الْخَيْلِ وَالْوَبْدُ رَحِمَةُ ابُو سَهْرٍ اور دیت ہو رسول
 الصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان میں ہے اور کفر و برب کی طرف ہو اور غریبی اور یتیمان بکری والون
 میں ہو اور گھمٹ اور وہ گھمٹ کر نیرالون میں ہے جو گھوڑے اور اونٹ رکھتے ہیں **ع** **ابن حنین** کہ
قَالَ مِمَّنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْفَقْرُ وَالْخَيْلُ الْكُفْرُ فِي الْفَقْرِ دَيْنُ الْخَيْلِ
وَالْمَسْكِينَةُ فِي اَهْلِ الْجَنَنِ اور دیت ہو رسول الصلی اللہ علیہ وسلم
 سے آپ نے فرمایا بکری والون میں ہے جو اونٹ رکھتے ہیں اور غریبی اور مسکین بکری والون
 میں ہو **ع** **ابن حنین** کہ **يَعْنِي الْاِسْنَادُ مِثْلَهُ وَدَاخِلُ الْيَمَانِ يَمَانُ الْيَمَانَةِ يَمَانَةُ رَحِمَةِ**
 زہری اور دوسری حدیث یہی ہے اتنا زیادہ ہو کہ ایمان ہی میں ہے اور حکمت بھی میں کی ہے -
ع **ابن حنین** کہ **قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ جَاءَ اَهْلُ الْيَمَنِ هُمُ الرِّقُّ**
اَفْئِدَةٌ وَاصْطَفَ قُلُوْبًا اَلَا يَمَانُكَ يَمَانُكَ فِي الْكُفْرِ قَبْلَ الشَّرِّ وَالْمَسْكِينَةُ فِي اَهْلِ الْجَنَنِ وَالْفَقْرُ
وَالْخَيْلُ فِي الْفَقْرِ دَيْنُ الْخَيْلِ اور دیت ہو رسول الصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتاكم اهل اليمن هم الذين قلوبكم راق
 افئدة الايمان يمان واليكم ممة يمانية راس الكفر قبل المشرق **ع** **ابن حنین** کہ
يَعْنِي الْاِسْنَادُ دَيْنُ الْكُفْرِ قَبْلَ الْمَشْرِقِ اور دیت ہو رسول الصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 جبریل رادوا الفرس والخيلا في اصحاب الابل والمسكينة والوفاء في اصحاب الشاة
 ترجمہ ان سب نین کا اور گھمٹا انہی کی روایت میں ہیں کہ گھمٹا اور بکری والون میں ہے اور
 سکینہ اور وفار بکری والون میں ہے **ع** **ابن حنین** کہ **قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِلَظُ الْفُلُوْبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْاِيْمَانُ فِي اَهْلِ الْحِجَازِ حَتَّى

جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دلوں کی سختی اور کھرباں پر رب العالمین میں
 ہے اور ایمان چھانڈو لوں میں قسٹ مینو سے مشرق کی طرف مضر کے کافر ہو رہے تھے جو نہایت سخت لوگ تھے
 اور حضرت کلبا سے اسے دالے لوگوں کو ستاتے تھے اور حجاز عرب کا ایک قطعہ ہے جہین مکہ اور مدینہ اور طائف
 واقع ہیں اسراج الرواح میں ہے کہ اس حدیث میں مذکور مشرق کی اور تقریباً حجاز کے اور یمن حجاز
 میں داخل ہے اور ہندوستان مشرق میں ہے اور یہ حکایت ہے ایک گزشتہ زمانے کی پہر اللہ تعالیٰ نے
 اپنا فضل کیا ہندوستان پر اور اوس میں اسلام اور مسلمانوں کو پہلایا اور بہت سی ہندو کے لوگ اسلام سے شرف
 ہوئے اور یہ فضل ہے اللہ کا وہ حکم چاہے دیتا ہے اور ہندوستان میں بہت بڑے بڑے علما اور فضلاء گذرے
 ہیں اور بہت سے محدث جو عمل کرتے تھے کتب اور سنت پر اور وہ جو بعض بدعتی ہندو کے رہنے والے اس حدیث
 سے یہ بات نکالتے ہیں کہ مشرق سے مراد نجد کے لوگ ہیں اور یہ حدیث نجد والوں پر صادق آتی ہے اور اسی
 بنا پر کھنسر کرتے ہیں شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی جو نجد پر حکم حجاز میں آئے تھے اور انہوں نے توحید کو پہلایا تھا
 اور مشرک کو مٹا تھا تو یہ ان کا تعصب اور عناد ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کفر کی چوٹی پر ربیعہ
 ہے اور نجد کو خاص نہیں کیا اور مشرق عام ہے تمام اون ممالک کو شامل ہے جو عرب کی جانب پندرہ سو واہ پر
 ہند ہو یا سند اور شیخ محمد بن عبد الوہاب سلمان شیعہ عالم تھے حق بات کی دعوت کرتے تھے نہ کافر تھے نہ مسلم
 کو خارج تھے پہر وہ اس حدیث سے کیونکر مراد ہو گئے حالانکہ بعض احادیث صحیحہ میں نجد والوں کی فضیلت موجود ہے ایک
 شخص کے باب میں آپ نے فرمایا جو نجد کا رہنے والا تھا کہ نجات پائی اوس نے اگر وہ سچا ہے اور حدیث مراد وہی شخص ہے
 جو اس صفت کا ہو یعنی سخت دل اور کافر ہو اور جس میں صیفت نہیں وہ حدیث میں داخل نہیں ہے خواہ مشرقی نجدی
 یا ہندی ہو یا مغربی اندلسی ہو اور یہی مفہوم ہے حدیث کا اسی مترجم نے مولانا محمد بشیر الدین صاحب رحمہ اللہ سے
 سنا فرماتے تھے کہ مشرق سے مراد بالوین کا قبضہ جو مدینہ منورہ سے پوربکے جانب واقع ہے اور زمان ہر قرن شیطان کا
 نکلا جس نے دنیا میں بدعت کا رواج دیا اور علما موحیدین کو کافر اور فاسق قرار دیا اللہ تعالیٰ اس کو شر سے تمام مسلمانوں
 کو بچا دی آمین یا رب العالمین **باب** بَيَانُ اَنَّهُ لَا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُسْلِمُونَ وَاَنَّ مَحَبَّةَ الْمُسْلِمِينَ
 مِنَ الْاَكْثَرِ وَاَنَّ اِفْتَاءَ الشَّاهِدِ سَبِّحَ تَحْصِيْلُهَا حَبْتٍ مِّنْ دَرِيَّةٍ جَوْشَنَ مَرْيَمَ اور مومن ہیں اور مومنوں سے محبت
 رکھنا ایمان میں داخل ہے اور اسلام کا رواج دینا سب سے محبت کا حکم **اِنْ هُنَّ اِيَّاكَ قَالَ قَالَ رَسُولُ**
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَوْ لَا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلَىٰ اٰلِهِ وَ صَحْبِهِ وَسَلَّمَ
 اے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بہشت میں نہ جاؤ گے جب تک ایمان نہ لاؤ گے اور ایمان دار نہ بنو گے جب تک اپنے
 ایک دوسرے سے محبت نہ کرو گے اور میں بتلاؤ دن نکو و چیر جب تم اسکو کرو تو آپس میں محبت ہو جاؤ رائج کرو
 کہ آپس میں ایمان دار نہ بنو گے یعنی پورا ایمان دار نہ ہو گے جب تک محبت نہ کرو گے ایک دوسرے سے اور سلام
 کے رائج کرنے سے یہ یعنی میں کہ ہر ایک مومن کو سلام کرے خواہ اُس کے پہچان ہو یا نہ ہو اور سلام پہلا سب سے اہل
 کا اور کبھی ہے دوستی پیدا کرنے کی اور سلام کے رائج کرنے میں اہل مسلمانوں کو ملوں میں جتنی ہے اور انکی علامت
 ظاہر ہوتی ہے کہ کیونکہ سلام نشانی ہے مسلمانوں کی جو جنتی ہے اور جو اور قوموں سے اور اُس میں یہ صافست ہو نفس کے
 اور تو اضع ہے اور ظہیم ہے دوسرے مسلمانوں کی بخاری نے اپنی صحیح میں عابرین میں سے حدیث کیا انہوں نے
 کہا میں باتیں ہیں جس نے انکو حاصل کیا تو ایمان کو حاصل کیا ایک تو انصاف اپنے نفس سے دوسرے سلام کرنا
 سبکو پیشی خیر کرنا تنگی کے وقت اور سوا بخاری کے اور لوگوں نے اس قول کو رد فرمایا روایت کیا اور سلام میں
 ایک اور فائدہ ہے وہ یہ کہ اُس سے عداوت اور دشمنی دور ہوتی ہے اور آپس کا بغض رفع ہوتا ہے جو بیشک والا ہے
 ٹیکیدن کو مگر سلام خالص خدا کے واسطے کرے کسی جو ہمیشہ نفسانی سے اور نہ خاص کرے اپنی دوستوں اور احباب کو کذا
 ذکر النودی تحفۃ الاخیار میں ہے کہ بہشت کا مٹا ایمان پر موقوف ہے اور ایمان محبت پر موقوف تو معلوم ہوا کہ بہشت
 پر موقوف ہے ہر حضرت (محبت حاصل کرنا کا انسان طریقہ بتلایا یعنی السلام علیک کرنا سلام سے ہو اس طرح محبت حاصل
 ہوتی ہے کہ دعائی خیر ہے یعنی خدا انکو ہر بلا سے سلامت رکھے اور معمول ہے کہ آدمی اپنے خیر خواہ دعا مانگے دالیکو اپنا
 دوست جانتا ہے تو آپ ہی اُس سے محبت کرتا ہے ہر چہ سخاوت اور احسان یہی محبت کا سبب ہے لیکن احسان
 سخاوت تمام عالم کے مسلمانوں کو نہیں ہو سکتی اور سلام آسان بات ہے کہ ہر ایک کو ہو سکتا ہے اس واسطے حضرت نے ہی
 کو خاص کر کے بتلایا لیکن افسوس عجب اولیٰ زمانہ ہو گیا ہے کہ بہالت اور غریب کے سبب اب بعضی لوگ سلام علیک
 سے ناخوش ہوتے ہیں اور عداوت پر کہہ پڑتے ہیں میں محبت اور خیر خواہی کی چیز اور ان اولیوں کے نزدیک عداوت کا سبب
 ہو گئی انتہے مترجم کہتا ہے میں جن لوگوں کو سلام علیک کرنے سے ناراض ہوتے دیکھا وہ وہ لوگ ہیں جو انتہا کے
 جاہل اور خوشی میں جب کو یہی نہیں معلوم کہ سلام علیک سے کیا میں اگر ادنیٰ لوگوں سے کوئی ہندی زبان ہو
 کہہ خدا آپ کو سلامت کہے جو عین سلام علیک کو مستحق ہیں خوش ہوتے ہیں پس ایسے جاہلوں کا علاج یہ ہے کہ ان کو
 سلام غائب کے معنی بتلا دیں جاہلین اے یہ سچا ہوا یا جاوے کہ صحابہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دین اور دنیا دونوں کے

لیے ثابت کرے اور اسکو باک سجدہ تمام عیدوں اور نقصانات سے اسکی عبادت کر لیے مستعد رہے اور اسکی نافرمانی سے بچ جائے
 اس کے لیے دوستی رکھے اور اسی کے لیے دشمنی رکھے جو شخص خدا کا فرمانبردار ہو اس کے محبت رکھے اور جو شخص خدا کی نافرمانی
 کرے اس کے دشمنی رکھے جو شخص خدا کا انکار کرے اس کے جہاد کرے اور اسکی احسان کا انکار کرے اور اسکا شکر گذار رہے
 تمام کاموں میں سچا اور خلص رہے لوگوں کو بلا دے ان باتوں کی طاعت اور عیب پر پوری انگلی سب لوگوں کو یا جن پر
 اور قدرت پر خطابی نے کہا ان صفات سے بندہ کو نفع حاصل ہوتا ہے واللہ تعالیٰ کو کیونکہ اس پر پورا ہے ہر مانع
 کی نصیحت سے خدا کی کتاب کے لیے نصیحت یہ ہے کہ یقین کرے اس بات پر کہ وہ اللہ کا کلام ہے اور اسے اتارا ہے کسی مخلوق
 کا کلام اسکی مثل نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی مخلوق اسکی مثل بنا سکتا ہے پھر اس کی ربانی دلیلین رکھے اور اسکی تلاوت
 کرے حسب طبع تلاوت کا حق ہے اور سکون و خوش آوازی سے پڑھے ورد اور رقت کو ساتھ اور اسکی حروف اچھی طرح سزا دے
 جو لوگ انہیں تحریف کرنا چاہتے ہیں تاویلات سے اور ان کا رد کرے جو اس پر اعتراض اور طعنہ کرتے ہیں اور ان کا جواب
 دے جو یہ جہنمون اور عین ہیں اور ان کی تصدیق کرے اور اسکی احکام سے خبردار ہو اور اسکی علوم اور شان کو سمجھے اسکی شجرت
 پر غور کرے اور اسکی عجائبات اور غرائب میں شکر اور خوض کرے اور عین جو آیتیں محکم میں اور نیز علی کے (یعنی خدایا
 حرام کی آیتیں اور احکام کی آیتیں) اور جو آیتیں متشابہ ہیں (یعنی عقائد کی آیتیں) ان کو تسلیم کرے (یعنی
 ان کے ظاہری معنی پر یقین کرے اور اسکی حقیقت کو خدا کے سپرد کرے اور عین تاریل یا تحریف یا انکار نہ کرے)
 اور اس کے عام اور خاص اور مانع اور منسوخ کو پہچانے اور اس کے علوم کو پہچانے اور اس طرف دعوت کرے
 رسول امیر علی امہ علیہ وسلم کے لیے نصیحت یہ ہے کہ آپ کو خدا کا پہچانے ہو اسے اور اس پر یقین رکھے اور جتنی باتیں
 آپ لیا کرتے ہیں اور ان سب پر ایمان لاوے آپ کو حکم کو مانے آپ نے جس سے منع کیا اور اس سے باز رہے آپ کی مدد
 کرے کہ آپ وفات پا چکے ہیں (حیہ زندگی میں آپ کی مدد کرتا اگر آپ دنیا میں تشریف رکھتے تھے) جو شخص آپ
 کا دشمن ہو اس کے دشمنی رکھے جو شخص آپ کا دوست ہو اس کے دوستی رکھے آپ کا درجہ بڑا ہے آپ کا حق کی
 توفیق کرے سب آپ کو طریقہ کو زندہ کرے آپ کی سنت کو جلا دے آپ کی دعوت کو پہچانے اور آپ کی شریعت کو تسلیم
 کرے آپ کی شریعت پر جو کئی تہمت کرے اور اسکی تہمت کو دور کرے آپ کی شریعت کے علم پہچانے اور آپ کی شریعت
 کے مضامین میں غور کرے اور اس طرف لوگوں کو بلا دے اور اسکی سیکھنے اور سکھانے میں کوشش اور زہمی کرے اور اسکی
 عظمت اور بزرگی کرے اور اسکی شہرت اور وقت ادب سے پڑھے لغو باتیں نہ کرے بغیر جانے بوجہ اور عین گفتگو نہ کرے جو لوگ
 شریعت کا علم رکھتے ہوں یعنی قرآن اور حدیث کا اور اسکی عظمت اور بزرگی کرے آپ کے اخلاق و عادات کو اختیار کرے

آپ کی آداب پر چار آپ کا اہل بیت اور اصحاب سے محبت کر کے جو شخص آپ کی شریعت میں بدعت نکالے اور اس کے خلاف
 رہے (یعنی اس کا شریک نہ ہو) اس کی مدد نہ کرے (جو شخص آپ کے آل یا اصحاب سے بغض رکھے اس کے جدا ہو مسلمان
 حاکمون کے لیے نصیحت یہ ہے کہ جن بات میں ان کی مدد کرے اور ان کی اطاعت کرے اور ان کو حکم کرے حق بات کا اور
 باوجود ای اور نصیحت کر کر نہی اور ملائمت سے اور جن بات سے وہ غافل ہوں ان کو بتا دی اور مسلمان کے کسی حق کی ان
 کو فتنہ نہ ہو تو اس کے جہاد سے اور ان سے بغاوت اور کفر شری نہ کرے اور لوگوں کا دل و دن کی اطاعت کی طاعت مائل کرے
 خطاب نے کہا یہ بھی ان کے لیے نصیحت ہے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھے ان کے ساتھ کافرون سے جہاد کرے
 زکوٰۃ اٹکوا اور اسے تلوار اور نیزہ اٹھاؤ و جب وہ کچھ ظلم کریں یا بغض خلق کریں اور جو غشی خوشاد سے ان کو مضر و نہی کرے
 اور ان کو سطر و عا کرے نیکی کی اور یہ سب اس صہرت میں ہے کہ مسلمانوں کے اماموں سے خلفاء وغیرہ مراد ہوں
 جو مسلمانوں کے کاموں کا انتظام کرتے ہیں حکومت والوں میں سے اور یہی شہرہ اور خطاب نے اس کو نقل کیا
 ہے کہ کہا کہی مراد لی جانی ہے اماموں سے دین کے علما اور ان کے لیے نصیحت یہ ہے کہ ان کی باتوں کو مانیں
 جو قرآن اور حدیث کے مطابق ہوں لیکن عام مسلمانوں کے لیے نصیحت وہ یہ ہے کہ ان کو تباہ
 وہ بات چہین ان کے آخرت کا فائدہ ہو اور دنیا کا اور ان کو انداز نہ دیوے اور سکھلا دیں ان کو وہ بات دین کی جو
 وہ نہیں جانتے اور مدد کرے ان کی زبان سے اور نہ سے اور ان کو عیبوں کو چھپا دیں اور ان کے ضرر کو دور کرے
 اور ان کی منفعت کو بڑھ کرے اور ان کو تنک کرے نیک بات کا اور منع کرے بری بات سے نہی اور ملائمت اور
 شفقت سے اور ان میں جو بزرگ بوڑھا ہو اس کی عزت کرے اور جو بچہ چھوٹا ہو اس سے شفقت کرے اور ان کو چھو
 بند کرے اور ان سے فریب نہ کرے نہ ان سے حسد کرے اور ان کی سطر و عا وہی چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے اور بُرا
 جانے ان کے لیے جو اپنے لیے برا جانتا ہے اور ان کو مال و عزت کی مخالفت کرے اسی طرح جتنی باتیں ہم نے
 نصیحت کی بیان کیں ان سب کی ان کو دعوت دی کہ ان کی ہمت کو عبادت کی طرت نکالو اور سلف صالحین
 میں بعض ایسے بزرگ تھے کہ وہ نصیحت کر لیے اپنی دنیا کا نقصان گوارا کرتے یہ خلاصہ ہے اس کا جو بیان کیا گیا
 نصیحت کی تفسیر میں ابن بطلال نے کہا اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ نصیحت کو دین اور اسلام کہتے ہیں
 اور دین کا اطلاق اعمال پر بھی ہوتا ہے جیسے اقوال پر ہوتا ہے اور نصیحت فرض کفایہ ہے اگر بعضے کو نیکو تو کہتے
 ہے باقی لوگوں کے اوپر ہوا فائدہ نہ رہے کہ اور نصیحت لازم ہے ان پر طاعت کے موافق جب یہ بات معلوم ہو کہ اس کی
 نصیحت قبول کیجاوے گی اور اس کی اطاعت کیجاوے گی اور اس کی جان پر کوئی آفت نہ آوے گی اگر کسی آفت یا

ہو جانا اور شخص سے جو گناہ کر رہا ہے نیز کمال ایمان کا نہیں ہونا گناہ کرتے وقت **سُحُنِ ابْنِ هُرَيْرَةَ** اَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْزِلُ فِي خَمْرٍ يَنْزِلُ فِي نَارٍ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْقِي
 السَّارِبِينَ يَسْقِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرِبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرِبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ
 فَأَخْبَرَ نِي عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ أَبِي بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُحَدِّثُ فِي هَذِهِ الْأَمْرِ
 عَنِ ابْنِ هُرَيْرَةَ كَمَا يَقُولُ وَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَكْفُرُ مَعَهُمْ وَلَا يَنْتَهِي بِنَهْيِهِ ذَاتَ شَرَفٍ
 بَيْنَ قَوْمِ النَّاسِ إِلَيْهِ فِيهَا الْأَصَاغِرُ حِينَ يَنْتَهِيهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ ثُمَّ رَحِمَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ سُرُورًا بِهَذَا رَسُولِ
 الْمَصْلِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَمَا يَنْهَى نَهْيًا كَرِيمًا زَانَا كَرِيمًا وَكَانَ فِي ذَلِكَ وَقْتُ وَهُوَ مَوْسِمٌ نَهَى هَذَا رَجُلٌ جَوَادٍ
 وَقْتُ مَوْسِمٍ هَذَا هُوَ أَوَّلُ شَرَابٍ يَنْزِلُ فِيهِ وَقْتُ مَوْسِمٍ هَذَا هُوَ ابْنُ شِهَابٍ نَعَى كَمَا مَجَّ عَنِ الْمَلِكِ
 ابْنِ أَبِي بَكْرٍ نَعَى بَيَانِ كَيْفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَ الرَّحْمَنِ بِنَ حَارِثِ بْنِ حَارِثِ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ سُرُورًا بِهَذَا رَسُولِ
 كَمَا أَبُو هُرَيْرَةَ آمِينَ اتَّسَدَ رَمْلًا دَرِيئًا تَبَى لَوْ تَوَلَّى لَيْسَ لَوْ تَوَلَّى لَيْسَ لَوْ تَوَلَّى لَيْسَ لَوْ تَوَلَّى لَيْسَ لَوْ تَوَلَّى لَيْسَ لَوْ تَوَلَّى لَيْسَ
 نَظَرُ أَهْلِ لَوْ تَوَلَّى وَقْتُ مَوْسِمٍ هَذَا هُوَ فَوَدَى نَعَى كَمَا حَقَّقِينَ عِلْمَانِ اسْحَابِ حَيْثُ كَرَّمَ يُونِ بَيَانِ
 كَيْفَ مِينَ كَمَا انْ فَعَالِ كَرَّمَ وَقْتُ مَوْسِمٍ هَذَا هُوَ ابْنُ شِهَابٍ نَعَى كَمَا مَجَّ عَنِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ نَعَى بَيَانِ
 مِينَ اِدْرَادِ اسْحَابِ كَمَا انْ فَعَالِ كَرَّمَ وَقْتُ مَوْسِمٍ هَذَا هُوَ ابْنُ شِهَابٍ نَعَى كَمَا مَجَّ عَنِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ نَعَى بَيَانِ
 عِيشِ نَهَى مَجَّ عَنِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ نَعَى بَيَانِ كَيْفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَ الرَّحْمَنِ بِنَ حَارِثِ بْنِ حَارِثِ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ سُرُورًا بِهَذَا رَسُولِ
 اَللَّهِ كَمَا مَجَّ عَنِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ نَعَى بَيَانِ كَيْفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَ الرَّحْمَنِ بِنَ حَارِثِ بْنِ حَارِثِ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ سُرُورًا بِهَذَا رَسُولِ
 كَيْ رَسُولِ الْمَصْلِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اسْحَابِ تَابِ كَرَّمَ وَجْهَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ سُرُورًا بِهَذَا رَسُولِ الْمَصْلِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَمَا يَنْهَى نَهْيًا كَرِيمًا زَانَا كَرِيمًا وَكَانَ فِي ذَلِكَ وَقْتُ وَهُوَ مَوْسِمٌ نَهَى هَذَا رَجُلٌ جَوَادٍ
 خَطَاؤُنْ مِينَ كَرَّمَ وَجْهَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ سُرُورًا بِهَذَا رَسُولِ الْمَصْلِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَمَا يَنْهَى نَهْيًا كَرِيمًا زَانَا كَرِيمًا
 تَوَاضَعَتْ مِينَ خَدَا كَرَّمَ وَجْهَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ سُرُورًا بِهَذَا رَسُولِ الْمَصْلِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَمَا يَنْهَى نَهْيًا كَرِيمًا زَانَا كَرِيمًا
 كَمَا اِدْرَادِ اسْحَابِ كَرَّمَ وَقْتُ مَوْسِمٍ هَذَا هُوَ ابْنُ شِهَابٍ نَعَى كَمَا مَجَّ عَنِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ نَعَى بَيَانِ
 اَللَّهِ تَعَالَى كَمَا اِسْقَى اَللَّهِ لَا يَعْطُرُ اَنَّ يَسْقِي لَوْ تَوَلَّى لَيْسَ لَوْ تَوَلَّى لَيْسَ لَوْ تَوَلَّى لَيْسَ لَوْ تَوَلَّى لَيْسَ لَوْ تَوَلَّى لَيْسَ
 اَللَّهِ تَعَالَى نَهَى مَجَّ عَنِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ نَعَى بَيَانِ كَيْفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَ الرَّحْمَنِ بِنَ حَارِثِ بْنِ حَارِثِ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ سُرُورًا بِهَذَا رَسُولِ
 كَرَّمَ وَجْهَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ سُرُورًا بِهَذَا رَسُولِ الْمَصْلِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَمَا يَنْهَى نَهْيًا كَرِيمًا زَانَا كَرِيمًا وَكَانَ فِي ذَلِكَ وَقْتُ وَهُوَ مَوْسِمٌ نَهَى هَذَا رَجُلٌ جَوَادٍ
 بَاقِ مَوْسِمٍ هَذَا هُوَ ابْنُ شِهَابٍ نَعَى كَمَا مَجَّ عَنِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ نَعَى بَيَانِ كَيْفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَ الرَّحْمَنِ بِنَ حَارِثِ بْنِ حَارِثِ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ سُرُورًا بِهَذَا رَسُولِ

چاہے اٹھو بخش دیوے اور جنت میں لجاوے اور چاہے گناہ کے برابر عذاب دیکر ہر جنت میں جاوے لاجا
 کے ہیں بلکہ اس حدیث کی تاویل پر اور جو حدیث اسکا مشابہ آئی ہے یہ پڑھنا و بطور ہے لغت سے بعید نہیں نہ
 استعمال ہو اور جب دو حدیثیں ایسی وارد ہوں کہ بطور ادن میں اختلاف ہو تو اولیٰ تاویل کرنا ضروری اور صحیح
 و جب ہر دو بعضی علماء نے اس حدیث کے معنی یوں بیان کیے ہیں کہ جو شخص زنا کرے اسکو حلال جائز یا چوری کرے اسکو
 حلال جائز تو وہ مومن نہیں کیونکہ حلال جانتا شرعی حرام کو بالفاق علماء کفہ ہے اور حسن اور ابو جعفر طبری نے کہا
 مومن ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ تفریق کرنا قابل نہیں رہتا کہ مومن اسکا دوست اور کسی کہیں اور سختی ہو جائے
 بر و لعب کا جیسے زانی یا چور یا لوٹیرے یا شرابی کا اور ابن عباس سے منقول ہے کہ اسکو دل سے ایمان کا نور جاتا رہتا
 اور اسباب میں ایک حدیث مرفوعہ بھی آئی ہے اور مہلب نے کہا اسکی بصیرت اسکی عبادت میں جاتی رہتا
 ہے اور نہ ہری نے کہا یہ حدیث اور جو حدیثیں اسکی مثل آئی ہیں ان پر ایمان لانا چاہیے اور جب مطلب پر آمین
 میں اس پر روانہ کرنا چاہیے اور اسکو معنی میں یا وہ غور نہ کرنا چاہیے کیونکہ ہمیں اس کے معنی معلوم نہیں
 اور کہا انہوں نے چلاؤ ان حدیثوں کو اوسطیہ جیسے اگلے لوگوں نے چلایا اوکو اور بعضوں نے اس حدیث کے
 معنی میں اور اقوال بیان کیے ہیں جو ظاہر نہیں ہیں بلکہ بعض غلط میں اس لیے میں نے انکو نقل نہیں کیا اور
 یہ اقوال جو بیان ہوئے سب محتمل میں اور صحیح وہی سنو ہے جو ہم نے سب سے پہلے بیان کیا۔ امام بخاری نے اس
 صحیح میں اس حدیث کے معنی ہی بیان کیے ہیں کہ وہ مومن کامل نہیں ہوتا اور آمین ایمان کا نور نہیں رہتا۔
سُئِلَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الذَّانِقُ وَلَا يَفْجُرُ
الْحَدِيثُ يَنْ كَرُمَتْ ذِكْرِ النَّجْبَةِ وَكَمْ يَنْ كَرُمَتْ ذَاتُ شَرَفٍ قَالَ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ
الْمُسَيَّبِيُّ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي بَكْرٍ هَذَا إِلَّا ذَكَرَ النَّجْبَةَ ثُمَّ جَمَعَ بِرَدِّهِ إِلَى سِرِّيهِ سَوَاسِي جَسَدِهِ وَأَبُو بَكْرٍ
مِنْ يَنْ نَبِيٍّ كَمْ لَوْثَ عَمْدٍ يَنْ بَهَارِي هُوَ أَوْ دُوسَرِي رَدِّهِ مِنْ ابْنِ شِهَابٍ كَيْ لَوْثَ كَالْبَلْذَرِ وَكَرْنِي
سُئِلَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنِ الرَّهْزِيِّ عَنْ
أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَذَكَرَ النَّجْبَةَ وَكَمْ يَنْ ذَاتُ شَرَفٍ ثُمَّ جَمَعَ
رَدِّهِ مِنْ يَنْ لَوْثَ كَالْبَلْذَرِ هُوَ أَوْ دُوسَرِي هُوَ أَوْ دُوسَرِي هُوَ أَوْ دُوسَرِي هُوَ أَوْ دُوسَرِي هُوَ أَوْ دُوسَرِي
سُئِلَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنِ الرَّهْزِيِّ عَنْ
أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَذَكَرَ النَّجْبَةَ وَكَمْ يَنْ ذَاتُ شَرَفٍ ثُمَّ جَمَعَ
رَدِّهِ مِنْ يَنْ لَوْثَ كَالْبَلْذَرِ هُوَ أَوْ دُوسَرِي هُوَ أَوْ دُوسَرِي هُوَ أَوْ دُوسَرِي هُوَ أَوْ دُوسَرِي هُوَ أَوْ دُوسَرِي
سُئِلَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنِ الرَّهْزِيِّ عَنْ
أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَذَكَرَ النَّجْبَةَ وَكَمْ يَنْ ذَاتُ شَرَفٍ ثُمَّ جَمَعَ
رَدِّهِ مِنْ يَنْ لَوْثَ كَالْبَلْذَرِ هُوَ أَوْ دُوسَرِي هُوَ أَوْ دُوسَرِي هُوَ أَوْ دُوسَرِي هُوَ أَوْ دُوسَرِي هُوَ أَوْ دُوسَرِي

ط
 شہاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار باتیں جس میں ہونگی وہ تو زنا منافق ہے اور جہنم ایک جہنمیت ہونگی اور ان
 چاروں میں سے زنا میں ایک بڑا نفاق کی خبر یہاں تک کہ جسکو چھوڑ دیو ایک تو یہ کہ حسب بات کرے تو جہنم
 برے دوسرے جہاں قرار کرے تو اس کے خلاف کرے تیسرے جہاں عدہ کرے تو پورا کھوے چوتھے جہاں اگر کرے
 تو ناحق چلے اور طوفان جوڑے **ف** اور بعضی روایتوں میں یہ ہے جیسا کہ اس بات رکھی جاوے
 تو خیانت کرے لہذا کہ اس حدیث کو علما نے مشکل کہا ہے اس وجہ سے کہ گہری چھشتیں اس مسلمان پر
 پانی جاتیں ہیں جو یقین کرتا ہے ایمان پر اور اجماع کیا ہے علما نے اس بات پر کہ جو شخص دل سے
 یقین کرے اور زبان سے اقرار کرے ایمان کے ارکان کا پہرہ چاروں کام کرے تو وہ کافر نہیں زنا منافق ہے
 جو ہمیشہ جہنم میں رہیگا کس لیے کہ حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ السلام کے بہائیوں میں یہ چاروں چھشتیں
 موجود تھیں تو محققین علما نے یہ کہا ہے کہ وہی صحیح اور مختار ہے کہ یہ چھشتیں نفاق کی ہیں اور حدیث کا
 مطلب یہ ہے کہ جس شخص میں چھشتیں ہوں وہ شاہد ہے منافقوں کے ان خصائل میں اور اخلاق میں کوئی
 نفاق نہیں ہے کہ ظاہر باطن کے خلاف ہو اور جس شخص میں چھشتیں ہونگی اسکا ظاہر باطن کے خلاف
 ہوگا اور اسکا نفاق ادنیٰ لوگوں کے حق میں انکرے گا جن کو وہ وعدہ کریگا یا گفتگو کرے گا یا جہاد کریگا
 یا امانت لے لے گا اور اسلام کے حتمی یہ نفاق انکرے گا کیونکہ اسلام میں اسکا ظاہر باطن کے خلاف نہیں
 نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ان چھشتوں کا رکھنے والا انسان منافق ہے جو
 کافر ہو تاکہ جس کی سزا ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے اور جو فرمایا کہ وہ زنا منافق ہوگا اس کو یہ غرض ہے کہ بہت مشابہ
 ہوگا منافق کے ان چھشتوں کے سبب سے بعض علما نے کہا ہے یہ حدیث اس شخص کے باب میں ہے جس کو چھشتیں
 واقع ہیں ان میں سے ایک جس پر شاذ اور یہ باتیں ہو جاویں وہ اس میں داخل نہیں ہے اور یہی مختار ہے حدیث کے
 معنی میں اور امام ابو عیسیٰ قرطبی نے علما سے اسکی یہ معنی نقل کیے ہیں کہ مراد حدیث میں عمل کا نفاق ہے نہ اعتقاد
 کا نفاق اور ایک جماعت علما نے کہا ہے کہ مراد اس حدیث سے وہ منافق ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
 میں تھے اور انہوں نے چھوٹے موٹے اپنا ایمان ظاہر کیا تھا اور دین کی امانت میں خیانت کی تھی اور وعدہ کیا تھا اور
 کی نہ کیا پر خلاف وعدگی کی اور لڑائی جہاد کے میں ناحق کی پیروی کی اور یہی قول ہے سید ابن جریر وعلما
 ابن ابی ریحان کا اور جرح کیا اسی طرف حسن بصری نے اگرچہ پہلے اس کے خلاف پر ہے اور یہی منقول ہے ابن عباس اور
 ابن عمر رضی اللہ عنہم سے اور انہوں نے سن کر وہاں کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قاضی عیاض نے کہا

ہمارے بہت سی امام اسی قتل کی طرف گمراہی میں اور خطابی نے اکیلے قتل کی قیادت کیا وہ یہ کہ مقتود اس حدیث سے روایت کیا
 ہے مسلمان کو کہ وہ ان جھڑپوں کی عادت نہ لے ورنہ خوف میں پڑے کہ حقیقہ میں منافق ہو جاوے گا اور حکایت کی خطابی نے
 کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے ایک خاص منافق کے باب میں اور حضرت کا قاعدہ تھا کہ آپ صحت یوں نفرمائے فلا
 منافق ہے بلکہ اشارہ کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا اب کرتے ہیں **میں** کہتا ہوں ابہر جل
 جلالہ نے مجھے الہام کیا کہ حدیث میں کوئی نکال نہیں ہے اور نہ میں تاویل کی ضرورت ہے بیشک جس شخص میں
 یہ چاروں باتیں جمع ہوں گی اور وہ ہمیشہ یہی کرتا ہو کہ بات کثیر وقت جھڑپوں کے بعد کر کے توڑ ڈالے اڑتے وقت
 باطن چلے اس میں خیانت کرے تو وہ بکا منافق ہوگا کس لیے کہ دین کی باتوں میں یہی وہ بھی کرے گا رہا
 سے اقرار کرے گا پر ولین خلاف ہوگا دین کے احکام میں یہی خیانت کرے گا اس لیے کہ اس کا تو یہ قاعدہ ہو گیا ہے
 یہ نہیں کہ کہی کہی اوس کے یہ باتیں میری زد ہوں اور وہ اپنے فہم سے کہ ہوا اس صورت میں اِذَا حَدَّثَ كَذِبًا
 غیور یہ سب قصا یا کلیہ ہو گئے ورنہ یہ اوطاس ہے کہ ایسا شخص جہاں ہمیشہ یہ قاعدہ ہو مومن نہیں ہو سکتا تھا
 میں ہے کہ منافق وہ قسم میں ایک یہ کہ ولین کفر ہو صرف زبان اسلام کا اقرار کرے حضرت کی وقت میں جو
 منافق تھے اس طرح کے قسم دوتے یہ کہ ولین کفر نہیں بلکہ اسلام ہے لیکر کس استقامت اور عشق و
 فخر میں گرفتار ہو اس حدیث میں دوسری قسم کا نفاق مراد ہے نیز ایمان کے لائق قویہ تھا کہ آدمی ان بدکاروں
 سے بچتا ہے یہ زبان کا مومن میں گرفتار رہا تو اسلام کا لطف اوس میں کچھ ظاہر نہ ہوا اس طرح اوس کو منافق فرما
 اُسے **عَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ
 اِذَا حَدَّثَ كَذَبًا وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اُلْتُمِيَ لِحَاجَةٍ تَرَ جَهْلًا اَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعَ رُوِيَ رَسُوْلُ
 اَمْرُ مَلِي اَمْرُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فرمایا منافق کی نشانیاں تین ہیں جب بات کرے تو جھوٹی طبع وعدہ کرے تو خلاف
 حجابانت لیوی نہ پائے کرے اوس میں **عَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 سَلَّمَ مِنْ عَلَامَاتِ الْمُنَافِقِ ثَلَاثَةٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبًا وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اُلْتُمِيَ لِحَاجَةٍ تَرَ جَهْلًا
عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ رَجَبٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ آيَاتُ الْمُنَافِقِ
 وَصَلَّى وَرَعَى اَنَّهُ مُسْلِمٌ اَسْمَاءُ تَرْجِمُ اس وقت میں یہ کہ منافق کی نشانیاں تین ہیں اگرچہ روزی کرے اور نماز پڑھے
 اور ان میں مسلمان کہے **عَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ
 يَحْيَى بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ كَذَبًا وَاِنْ صَامَ وَصَلَّى وَرَعَى اَنَّهُ مُسْلِمٌ تَرْجِمُ وہی جواب ہے

گذر باد بکمال ایمان من قال لا حول ولا قوة الا بالله
 کہا اور سکر ایمان کا بیان عن ابن عمر ان الشیخ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اکثرت التضرع
 احبہ فقد باکبجھا احدھما ترجمہ عبد بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
 کسی مرد نے اپنی بہائی کو کافر کہا تو وہ بات دونوں میں سے کسی پر ضرور پلٹے گی **ف** یعنی اگر وہ کافر جو حقیقت
 میں جب کو کافر کہا تو بجا ہوا اور اگر وہ کافر نہیں تو اس وقت کفر کہنے والے پر پلٹ پڑیگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی
 اپنی زبان کو روکی رکھے ہر ایک کو بے دلیل یقینی کافر نہ کہے شاید اس پر پلٹ پڑے اور خدا کے غضب میں گرفتار
 ہو جائے یوں کہنا سنیانہ نہیں کہ ظان شخص کافروں کے سر کام کرتا ہے اگر اوس کے عمل دین کے خلاف ہوں
 اگر کسی کا کفر بدلیل قطعی ثابت ہو گیا ہو اور ضروریات دین کا وہ انکار کرتا ہو تو اس کو شوق سے کافر کہے تاکہ کوئی ایسی راہ
 پر نہ پڑے اور شریعت محمدی میں خلل نہ پڑے جیسے کہ اس نے میں ملحد فقیر ظاہر ہوئے ہیں کہ شریعت محمدی پر سنیعت وین
 بیشک وہ کافر ہیں انتہی متعجب کہتا ہے ہمارے زمانے میں ایک یا فرقہ مسلمانوں میں پھر بنایا ہوا ہے جو
 کو نیچے ہی کہتے ہیں وہ گو عقل کے تابع اپنے نہیں کہتے ہیں عقل سلیم سے بہرہ نہیں رکھتے وہ تمام ضروریات دین میں
 فرشتوں کا شیطان کا وحی کا معجزات کا انکار کرتے ہیں نماز روزہ کو لغو اور بیکار خیال کرتے ہیں وہ بلاشبہ
 کافر ہیں اور کافر ہی کیسے سخت کہ اگر کوئی مسلمان اذن کے کفر میں شبہ کرے تو میں فرماتا ہوں کہ میں وہ خود بھی
 کافر نہ ہوں جاؤ۔ امام نووی نے فرمایا کہ اس حدیث کو بھی بعض علمائے مشکلات میں سو خیال کیا ہے اس لیے کہ اس کے
 ظاہری معنی مراد نہیں کیونکہ اہل حق کا مذہب ہے کہ مسلمان گناہ کرنے سے جس قدر قتل بائنا کرنے سے کافر نہیں ہوتا پس
 اس طرح اپنی بہائی مسلمان کو کافر کہنے سے بھی کافر نہ ہوگا جب تک کہ میں اسلام کے بطلان کا اعتقاد نہ کرے اور جب یہ
 معلوم ہوا تو حدیث کی تاویل کی ضرورتوں سے کی گئی ہے ایک یہ مراد وہ شخص ہے جو ہجرات کو درست جانتا اس
 صورت میں کفر پیش ہے یہ مراد ہوگا کہ وہ کہندے والا خود کافر ہو جاوے گا کیونکہ مسلمان کو کافر کہنا درست جانتا ہو دوسرے
 یہ کہ مراد کفر پلٹنے سے یہ ہو کہ اس کا گناہ اور عیب کہندے والے پر لوٹ جاوے گا تیسرے یہ کہ حدیث مجمل ہے اور اسے خارج ہے
 جو مسلمان کی تکفیر کرتے ہیں اور اس تاویل کو قاضی عیاض نے امام مالک سے نقل کیا ہے اور یہ ضعیف ہے اس
 لیے کہ اہل حق کے نزدیک خوارج بھی اور اہل بہت کی طر کافر نہیں ہیں یہی مذہب صحیح اور مختار ہے جو حق
 تاویل سے یہ کہ مراد پلٹنے سے یہ ہے کہ انجام اس کا کفر ہوگا اس لیے کہ گناہ کو یا کفر کا قاصد ہے اور جو شخص گناہ بہت
 توڑے کہ گناہ ہوں کی نحوست اس کو کفر تک لے جاوے اور یہ دوسرے اس تاویل کی وہ روایت جو ابو عروہ سے ہے

۱۔ اپنی کتاب مخرج علی صحیح مسلم میں نکالی کہ پہرا گروہ شخص جب کہ اس کا فرما حقیقت میں کافر ہو تو خیر در نہ کفر لوٹ
 اوگیا اسپر اور ایک روایت میں ہر حسیا پیر بہائی کو کافر کہا تو دونوں میں ہر ایک پر کفر وجہ ہو گیا باوجودین
 تاویل یہ کہ مراد پلٹے سے اس کی تکفیر کا لپٹنا ہے یعنی اس کو جو ایک مسلمان کو کافر کہا اور وہ کافر نہیں تو گویا پیر
 نے خود اپنی تکفیر کی اس لیے کہ کہنہ والا بھی مثل اس کی ایک مسلمان ہوا ہے انا قال النودی **ع** ابن عمر
 یقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال انما امری قال لا خیر بکافر فقد بادر بها
 احد ههنا ان کان لک قال انما جعلت الیہ ترجمہ عبد السمین عمر سے روایت ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بہائی کو کافر کہہ کر پکارے تو کفر آجا و یگا دونوں میں ہر ایک پر اگر گروہ شخص جب کہ اس نے
 پکارا کافر ہے تو خیر (کفر اوس پر ہو گیا) در نہ لوٹ اوگیا پکارنے والے پر **ع** ابن عمر کہ سمیع
 رسول الله صلى الله عليه وسلم یقول لیس من رجل ادعی لخصی ابیہ و هو یعلم انہ کافر و
 من ادعی ما لیس لک لیس من ادعی لک و من ادعی لک لیس من ادعی لک لیس من ادعی لک و قال عبد
 الله و لیس من ادعی لک لیس من ادعی لک ترجمہ ابو ذر غفاری (جب بن جنادہ یابری) سے روایت ہر انہوں
 نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے فرمایا جو شخص اپنے تئیں بیٹا کہہ کسی کا اور جانتا ہو کہ اس کا بیٹا نہیں ہر
 (یعنی اپنے باپ کو سوا کسی اور کو باپ بتلا دی جان بوجہ کہ) تو وہ کافر ہو گیا **ف** نودی نے کہا اس کی تاویل دو
 طرح ہے ایک تو یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو اس امر کو حلال اور جائز جانے دو سرے یہ کہ کفر سے مراد کفر شرعی نہیں ہے
 جو مقابل ہر اسلام کے بلکہ کفر سے مقصد کفران ہر عینے ناشکری اور احسان فر ہونی اس لیے کہ باپ کا حق اوس نے
 فراموش کیا اور عزیز کو باپ بنایا اور اس کی نظیر دوسری حدیث میں ہر آپ نے فرمایا جو تو کو وہ کفر کرتی ہیں یعنی ناشکری
 کرتی ہیں خاندن کی انتہے **ف** اور جس شخص نے دعویٰ کیا اوس چیز کا جو اس کی نہیں ہر وہ ہم میں ہر نہیں
 اور بنا لیوے وہ ٹھکانا اپنا جہنم میں **ف** اوکی نہیں ہے یعنی وہ جانتا ہے کہ یہ شریعت میں نہیں ہر خواہ وہ کسی
 کسی کی ہو یا نہ ہو اسپر دعویٰ کرے کہ میری ہے تو وہ ہم میں سے نہیں ہر یعنی ہمارا اور طریقے پر نہیں ہے کہ
 اسلام کی شان ہر جو ہر دعویٰ کرنا بہت بعید ہے جیسے باپ بیٹو سے کہتا ہے تو میرا نہیں ہے یعنی میری وضع اور
 جال پر نہیں ہے اور جہنم میں ٹھکانا بنانے سے یہ غرض ہے کہ نہ اس نصرت کی جہنم ہے پہرا اگر خدا چاہے تو معاف
 کر دیوے اور تو بہر ہی معاف ہو سکتا ہے (نودی) **ف** اور جو شخص کسی کو کفر کہہ کر ملا دیں یا خدا دشمن کہہ
 پہر وہ (جب کہ اس نام کو پکارا) ایسا نہ ہو (یعنی کافر نہ ہو) تو وہ کفر مٹ آدیگا پکارنے والے پر **باب**

باب فی من ادعی لک لیس من ادعی لک

حَالِ اِيْمَانٍ مِّنْ رَّحِيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ وَهُوَ يَتْلُو مَرَّجَمَةً جَوْشَقُ اسْمِ بَابِ سِيْرٍ جَادِيٍّ اَوْ نَفَرْتِ كَيْسٍ اَوْ دُوسَرِ كَيْسٍ
 كَرَبَابٍ بَنَادِيٍّ جَانٍ بُوْجِيْكَ اَوْ سَكِ اِيْمَانٍ كَا حَالٍ عَنْ اَبِيْهِ كَدِيْنٍ كَقِيْلٍ اِنَّ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
 وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَحْبُوْا عَنَّا اَبَا بَكْرٍ مِّنْ رَّحِيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ فَهَوَّ كَفَرًا مَّرَّجَمَةً اَوْ بُوْجِيْكَ سَوِيْءٍ اَوْ رُوْجِيْكَ
 اَلْمَصْلٰی اَلْمَعْلٰی وَسَلَّمَ فَرَمَیْست نَفَرْتِ كَرُوْجِيْكَ بَابُوْنَ سَی (یعنے اپنی بَاب کو بَابِ کھود دوسرے کو بَابِ سَی
 بنا دجو جَوْشَقُ نَفَرْتِ كَرَسَ اَبُوْجِ بَابِ سَوَدَہ كَا فَرَسُوْجِيَّا (ا سکو مَعْنٰی اُوپر گزر چکے) عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ قَالَ كَمَا
 اَدْعٰی زِيَادٌ لَّقِيْتُ اَبَا بَكْرٍ فَفَقَلْتُ لِمَا هَذَا الَّذِي صَنَعْتُمْ اَوْ سَمِعْتُمْ سَعْدُ بْنُ اَبُوْجِ بَابِ
 يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَذْنَ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ مِّنْ اَدْعٰی اَبَا بِيْ اَلْمَصْلٰی
 عَلِيْہِ رَیْبٌ یَعْلَمُ اِنَّہٗ عَلِيْہِ رَیْبٌ فَاتَّخَذَ عَلَیْہِ حَرَامٌ فَقَالَ اَبُوْجِ بَابِ كَدَلْنَا سَمِعْتُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ
 مَرَّجَمَةً اَبُوْجِ بَابِ (ہندی عبد الرحمن بن قُتُوب) سَوَدِیْ ہر جَبِ یَا دُو کا دعویٰ کیا گیا **ف** اصل میں یَا دُو
 بیٹا تھا عبیدہ لُفْقٰی کا اور یَا رُوْنِ مین سے تھا حضرت علی کے پہر معاویہؓ اسکو اپنی بَابِ اَبُوْجِ بَابِ کَا لُفْقٰی قرار دیا
 اور زیادہ نے قَبُول کر لیا اور معاویہ کا یہاں بن بیٹھا **ف** تو مین ابوبکرہؓ سولہ (زیادہ اُن کا مادری بہاں
 تھا) اور مین نے کہا یہ تم نے کیا کیا (یعنے تمہاری بہاں مین نے) مین نے سعد بن ابی وقاص سے سنا وہ کہتے تھے میرے
 کان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جس نے اسلام میں آنکھ اپنے باپ کے سوا اور کسی کو
 بَابِ بنا یا تو جَبِست اور سپر حرام ہے **ف** اگر وہ اس امر کو درست جانے کرے یا اس کے قتل کی جزا یہ ہے کہ جَبِست
 حرام ہو گا اور سپر اور سوخت جَبِست میں داخل ہونگے پہر خد اچا ہے تو یہ جزا اسکو دیوے یا سفاک کر دیا
 (نودی) **ف** ابوبکرہؓ نے کہا مین نے خود سنا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **ف** پہر ابوبکرہؓ نے اس
 کی وجہ سے زیادہ سولہ چوڑ دیا اور تم کہاں کی زیادہ سے کہی بات نہ کرونگا (نودی) اسراج الوہج مین سے کہ لوگوں نے
 اس باب مین بڑی ڈھیل کی ہے یہاں تک کہ بعض لوگ دوسروں کی اولاد مین بن بیٹھے مین اور وہ جانتے مین کہ
 ہم انکی اولاد مین نہیں اور باپو شاہون اور امیر دین اور نوابون مین حرام کی مثل بہت پہلی ہے اور باوجود اسکو وہ
 اپنی ٹمکین نسبت دیتے مین بَابُوْنَ کی طرٹ حالانکہ وہ اولاد مین اپنی ماؤن کی اور بَابِ کی اولاد نہیں مین اور بعض لوگ
 نے اپنی ٹمکین سید بنا لیا ہے دنیا کے طمع سے حالانکہ وہ بنی فاطمہؓ نہیں مین اور وہ جانتے مین اس بات کو لیکن دنیا
 کی دجا بہت اور عزت کو خیال سے یہ طوفان جوڑتے مین اور اکثر ایسی مملکت اور تباہی مین امیر اور مفلس چ جاتی مین
 امیر تو اپنی شان بڑھانے کے لیے اور مفلس سپہ کمانے کے لیے اور یہ نہیں ہے مگر شیطان کے تسلط سے جس نے

اُن کے عقلموں کو سیٹ دیا ہے اور گراہ کر دیا ہے خدائیکہ اہل ہدایت کرے **عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ**
كَيْفَ مَا يَقُولُ سَمِعْتُهُ اَذْنَانِي وَوَعَاةَ فُلَيْحِي مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ اَدْعَا اِلَى
عَبْدِ اَبِيهِ وَهُوَ يَكْفُرُ اِنَّهُ عَيْتُ اَبِيهِ فَاَلْبَسَتْهُ عَلَيْهِ لِحْزَانُكُمْ ترجمہ سعد اور ابو بکر و دونوں سے روایت
 ہے ہم سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن نے سنا اور دل سے یاد کیا آپ فرماتے تھے جو شخص آپ بناو کسی
 اور کو اپنے باپ کے سوا تو حجت اس پر حرام ہے لیکن وہ کا جاوید جنت سے **ف** مراد یہ ہے کہ اپنا بی بی باپ دوسرے
 کو بنا دے نیز اس کے لطف سے اپنے زمین کے اور شفقت کی راہ سے دوسرے کو باپ کہہ سکتا ہے **بَابُ بَيَانِ**
قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَابُ الْمُسْلِمِ مُسَوِّقٌ وَقِتْلُهُ كُفْرٌ مسلمان کو گالی دینا برا کہنا گناہ ہے اور
 اس کے لڑنا کفر ہے **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَابُ**
الْمُسْلِمِ مُسَوِّقٌ وَقِتْلُهُ كُفْرٌ قَالَ رُوِيَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ اَنْتَ سَمِعْتَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ وَلَيْسَ فِىْهِ خَيْرٌ نَبِيْتُ سُبْعَةَ يَقُولُ رُوِيَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ
 ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا برا اور کا عیب بیان
 کرنا (منع ہے) یعنی گناہ ہے اور ایسا کہ نبی والا فاسق ہو جاتا ہے) اور اس کے لڑنا کفر ہے **ف** نزدیکی
 کہا مسلمان کو ناحق برا کہنا حرام ہے باجماع است اور ہر کافر کسب فاسق ہے لیکن مسلمان کو لڑنا کفر نہیں ہے
 اہل حق کے نزدیک جسے ہم اور آپ کسی جگہ بیان کر چکے تو حدیث کی تاویل کی طرح ہے ایک یہ ہے کہ علماء اہل
 لڑے دوسرے یہ کہ کفر سے مراد ناشکری ہے نہ کفر شرعی نیز یہ کہ انجام اور کفر ہے جو تو یہ کہ یہ فعل جو کفر اور
 لہذا سراج الودیع میں ہے کہ یہ حدیث دلیل ہے برافض کے فسق کی اور جو انکی مثل ہیں اہل عت و اور شرک اور تقابیل
 میں سے جو برا کہتے ہیں صحابہ اور علماء اہل حدیث کو اور دلیل ہے اُن لوگوں کے کفر کی جو مسلمانوں سے
 لڑتے ہیں جیسے خارج اور زہب اور شیعوہ اور قلیلین اپنے اپنے مذہب کی حمایت میں مترجم کہتا ہوا
 حدیث پر مسلمانوں کو التفات کرنا چاہیے اور ذری ذری بات پر جو وہ مسلمانوں سے لڑائی پرستند ہو جاتے
 ہیں تو دیکھنا چاہیے کہ یہ لڑائی ان کا درجہ کہاں تک پہنچاتی ہے ایک امر مستحب یا سنت کریمہ لڑکر اپنے زمین
 کا فریاد اٹھانا کہ جہل اور غلو ہے خدا بچا دے **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّيْخِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
وَمِنْهُمَا مَرَجَبٌ دُوسَرَى رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ اَنْ سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الَّتِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ اَنْتَصَبَتِ النَّاسُ لَكُمْ قَالَ لَا تَنْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا

بَابُ بَيَانِ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَابُ الْمُسْلِمِ مُسَوِّقٌ وَقِتْلُهُ كُفْرٌ

اَيْضًا رُبَّ بَعْضِكُمْ وَرَقَابُ بَعْضٍ ترجمہ جبرین عبدالمجلی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 مجھ پر فرمایا حجۃ الوداع میں (یعنی آخری حج میں) دواۓ کاج اسکو اسید کر کہیں آپ نے لوگوں کو حضرت کیا اس
 حج میں اور دین کے احکام بتلائے اور دوسرے سال آپ کی وفات ہوئی (جب کہ لوگوں کو) (ناکہ وہ سنیں
 اس ضروری بات کو) پہ فرمایا میرے بعد (مشرکے) اس موقف کے بعد یا وفات کے بعد) کافر بن جانا ایک دوسرے
 کی گردنیں مار کر **ف** یعنی اتفاق ہو نہ ادا اور رب مگر کافروں سے لڑنا تاکہ اسلام کو شرفی ہو اور جو پہوٹ کر دے
 گئے اور آپس ہی میں ایک دوسرے کو مار دے لڑو د کافر ہو جاوے گا امام نووی نے کہا اس حدیث کی تفسیر میں اس وقت
 میں ایک یہ مراد وہ لوگ ہیں جو آپس میں لڑا کرتے جاہلین تھے تو بلاشبہ کافر بن دوسرے یہ کہ کفر سے نا شکری ہو اسلام کو حق کی تفسیر
 یہ کہ کفر سے قریب ہو جاویں گے اور یہ نسل انکو کفر تک پہونچا دیگا چوتھی یہ کہ یہ نسل کافر کا سا ہو یا جو بن یہ کہ مراد کفر ہے حقیقتہً اور غرض آپ
 کی یہ تفسیر کے بعد کافر بن جانا اسلام پر قائم رہنا چاہی وہ جو حکایت کیا خطابی وغیرہ نے کہ مراد کفار سے سلج پوش
 میں یعنی ہتھیار بند ہو کر ایک دوسرے کی گردن نہ مارنا اور کافر سلاح پوشش کو بھی کہیں اس تو قریب کہ کفر
 کہنا ایک دوسرے کو پہ گردن میں مار دے کفر کے بہانے سے اور بین ظاہر چوتھی تاویل ہے اور اسکو اختیار کیا ہے
 عیاض بن عکرم **ع** اَبُو عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ **مَنْ** تَرَ حَمِيمًا عَبْدًا بَيْنَ عَمْرَيْنِ
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے **ع** عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 سَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي حَجَّةِ الْوُدَّاعِ وَيُحْكَمُ أَوْ قَالَ وَيُلْكَمُ كَأَنَّهُ جَعَلُوا بَعْدِي كَهَذَا أَيْضًا رُبَّ
 بَعْضِكُمْ وَرَقَابُ بَعْضٍ ترجمہ عبدالمجلی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حجۃ الوداع
 میں دیکھ لو یا دیکھ لو **ف** قاضی عیاض نے کہا یہ دونوں کلموں عرب کے لوگ تعجب اور درد میں استعمال کرتے
 ہیں سیوہ میں کہا ویل دے کے یہ کہتے ہیں جو تباہی میں پڑ جاوے اور دیکھ رحم کے لیے اور منقول ہے اور ان
 کو دیکھ زجر ہے اس شخص کے لیے جو ہلاکت کو قریب ہو اور ان کلموں سے بددعا مقصود نہیں ہے فقط رحم اور تعجب
 مقصود ہے اور حضرت عمر سے مروی ہے کہ دیکھ رحمت کا کلمہ ہے اور مروی ہے کہ اس شخص کے لیے کہتے
 ہیں جو ہلاکت میں پڑ جاوے اور اس کے منہ اور انہو اور ویل اس کے لیے جو منہ اور ہو تو دیکھ رحم مقصود ہوتا ہے
 اور ویل کو نہیں (نووی) **ف** مت ہو جانا میرے بعد کافر گردنیں مارنے لگو ایک دوسرے کی **ع**
 اَبُو عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ **مَنْ** تَرَ حَمِيمًا عَبْدًا بَيْنَ عَمْرَيْنِ
 سے دوسرے روایت بھی ایسی ہی ہے **بَابُ** اِطْلَاقِ اسْمِ الْكُفْرِ عَلَى الطَّعْنِ فِي النَّسَبِ وَالنِّكَاحِ

اور کا بطلان بیان کر چکے ہیں (نوی) **عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
أَيُّمَا عَبْدٍ أَبْتَدَأَ بِشَيْءٍ مِنْهُ لَمْ يَنْتَهِ تَرَجِمَهُ حَبْرٌ سِوَ رُوَيْتِ ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا
 جو غلام بہاگ جاوی اور کسی ذمہ اگر کیا (یعنی غلام کی بنا جامع رہی یا پہلے جو اس کی رعایت ہوتی تھی وہ نہ ہوگی اور
 مالک کو اختیار دیا جاوے گا اور اس کی ضرب اور صبر) **عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ**
إِذَا ابْتَدَأَ الْعَبْدُ لَمْ يَقْبَلْ لَهُ صَلَواتُهُ ترجمہ حبیر سہ رویت ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
 غلام بہاگ جاوی تو اس کی نماز قبول نہ ہوگی **ف** امام مازنی نے اس کی تاویل کی ہے اور قاضی عیاض
 نے انہی پیروی کی ہے وہ یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اس غلام پر جو بہاگنے کو حلال سمجھے وہ تو کافر ہے اور اس کی توبہ
 قبول نہیں اور سفیجہ ابو عمرو نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ خواہ وہ حلال سمجھے یا نہ سمجھے اور اس کی نماز قبول
 نہیں اور قبول نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ نماز درست نہ ہو کیونکہ قبول نہ ہونا باعث ہے سقوط ثواب کا اور صحیح
 نہ ہونا باعث ہے وجوب قصاص کا نوی نے کہا یہ کلام بیشک عمدہ ہے اور ہمارے جو بہو علمائے کہا ہے کہ مفسد
 گھر میں نماز صحیح ہے مگر ثواب نہ ہوگا اور فتاویٰ ابی نصر میں ہیں دیکھا کہ عراق کے اصحاب کا یہ قول محفوظ ہے
 کہ مفسد بہاگ گھر میں نماز صحیح ہے اور فرض ذمہ سے ساقط ہو جاوے گی پر ثواب نہ ہوگا البتہ مفسد نے کہا کہ خراسان
 علمائے اہل سنت اختلاف کیا بعض نے کہا نماز صحیح نہ ہوگی انتہی **فَابْ بَيَانِ كُفْرٍ مِّنْ قَالِ طَرِ**
بِالنَّوْءِ كَا فَرَمْنَا أَسْخَرَ كَا جَوْبِ بَانِ ثَرَاتِ رَوْنِ كِي كَرُوشِ سَوْعَنَ زَكَاةِ بِنِ خَالِدِ الْجَحْرِي
قَالَ صَلَّى رِبَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَواتُهُ الصَّبْرُ بِالْحَدِّ يَدِيَّةٌ فِي رِثَةِ مَاءِ كَانَتْ
مِنَ اللَّيْلِ فَلَكَ مَا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا اللَّهُ
دَرَسُولُهُ أَتَمَّ قَالَ قَالَ أَحَبُّكُمْ مِّنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ وَكَافِرٌ كَا مَا مَنَّ قَالَ مُطَرِّقًا
بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ فِي كَا فَرَمْنَا لَكُوكِبَ وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطَرِّقًا يَا نَوْءُ كَا
وَكَيْدًا فَذَلِكَ كَا فَرَمْنَا فِي مُؤْمِنٍ بِالْكُوكِبِ ترجمہ زید بن خالد جہنی سے روایت ہر رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی صبح کی ہمارے ساتھ مدینہ میں (جو ایک مقام کا نام ہے قریب مکہ کے)
 اور رات کو بانی ٹپچکا تھا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا تم جانتے ہو
 تمہاری پروردگار نے کیا فرمایا انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول حزب جانتا ہے آپ (کہا اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا میرے بندوں میں سے بعضوں کی صبح ایمان پر ہوئی اور بعضوں کی کفر پر تو جس نے کہا بانی پڑا

اصر کی نفل اور حسرت سے وہ ایمان لایا مجاہد اور کافر ہوا تارون سے اور جس نے کہا پانی پڑا تارون کی گردش سے وہ کافر
 ہوا میرے ساتھ اور ایمان لایا تارون پر **ث** نودی نے کہا اختلاف کیا علمائے اس شخص کے باب میں
 جو کہ پانی پڑا تارون کی حرکت سے بعضوں نے کہا وہ حقیقت کافر ہو گیا اور سلام سے نکل گیا اور یہ اس
 صورت میں کہ جب کہنہ والا تارون کو فاعل اور مؤثر سمجھتا ہو پانی برسانے کو لیے صبیحہ جاہلیت کو لوگوں کا
 اعتقاد تھا اور جو شخص ایسا اعتقاد رکھے اس کو کفر میں کہہ شک نہیں اور اسی قول کیطرت جہود علیہ
 ہیں اون میں سے ہیں امام شافعی اور بھی ظاہر ہے حدیث سے اور ان لوگوں نے کہا کہ اگر کوئی کہے کہ تارون
 کی گردش سے پانی پڑا لیکن اس کا اعتقاد یہ ہو کہ پانی برسانو والا اصر سے اور اسی کی حسرت سے پانی پڑتا ہے
 اور تارہ اگر کچھ ہو تو ایک نشانی ہے پانی پڑیگی تو وہ کافر ہوگا گویا کہنا مکروہ تشریحی ہے پر گناہ نہیں
 ہمیں اور سب کراہت کا یہ ہے کہ یہ کلمہ مشابہ ہو کافروں کے کلمے کے اور شعار ہے جاہلیت کا اور بعضوں
 نے کہا کہ کفر سے مراد ناشکری ہے اور طلبت ہے کہ اس نے ناشکری کی خدا کی لیکن یہ اسی صورت میں ہے
 جب کہنہ والا تار کو فاعل مؤثر نہ جانتا ہو اور مؤید ہے اس تاویل کی وہ جو دوسری روایت میں ہے کہ صبح
 کی بعضوں نے شکر پر اور بعضوں نے کفر پر اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کوئی نعمت اپنی بندوں کو نہیں
 دی پر بعضوں نے میں نے صبح کو کافر ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ آسمان سے کوئی برکت اصر نے نہیں اقرار
 پر بعض کافر ہوئے اس کو ساتھ تو مراد اس کے کفر ان نعمت ہی ہے اور نور کا لفظ جو حدیث میں آیا ہے اس
 میں بڑی گفتگو ہے خلاصہ بیان کیا ہوا اسکا شیخ ابو عمرو بن اسحاق نے انہوں نے کہا نور تار کی
 نہیں کہتے بلکہ نور کے معنی ڈر بنا یا نکلنا اور اصل یہ ہے کہ اٹھائیس تاروں میں جو کلمنا تمام سال میں صبر
 اور محروفت ہو اور وہی اٹھائیس منازل ہیں قمر کی یعنی چاند کی ہر تیرہ رات کو بعد ایک تارہ ان میں
 سے مغرب کیطرت ڈوب جاتا ہے اور دوسرا مقابل اس کے اسی وقت مشرق میں نکلتا ہے تو جاہلیت
 کے لوگ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ جب پانی پڑتا تو اس تارے کیطرت نسبت دیتے جو ڈوب جاتا اور صبح سے
 کہا کہ اس تار کیطرت جو نکلتا مشرق سے ابو عبید نے کہا نور سے ڈوبنا اسی مقام پر مراد ہے کہ کبھی نور خود
 تار کو کہتے ہیں نہ جاح نے کہا جو تار مغرب کیطرت ڈوبیں انکو نور کہتے ہیں اور جو مشرق کیطرت نکلیں
 بارج کہتے ہیں انتہ ما قال النودی **ع** اِنِّیْ هُمْزٌ یُّکَلِّمُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ
 وَسَلَّم اَلَمْ تَرَ اِنِّیْ مَا اَنْفَعْتُ عَلٰی عِبَادِیْ مِنْ نِّعَۃٍ اِلَّا اَصْبَحَ فَرِحَ

مَنْ يَصْطَرِحُ بِكَافِرٍ مِنْ قَوْلِهِمْ أَلَمْ يَكُنْ لَكَ كِتَابٌ بَيِّنَاتٍ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے جو فرمایا تھا رسول ربنا فرمایا اس نے میں نے کوئی نعت نہیں دی
اپنے بندوں کو مگر ایک شجر نے ان میں سے جو صبح کو اوسکا انگار کیا اور گیسو لگے تار کوفہ یعنی تارون کے پہرے
کو نعمت کی علت قرار دی اب تک دنیا میں ایسے ضعیف الاعتقاد نامحج لوگ موجود ہیں جو ہر شخص کی بہلائی
الٰہ کو اوس کے ستارے کی قدرت منسوب کرتے ہیں اور فخر و شمس اور سب سے زیادہ کی حرکات کو خاص انسان
اور آدمیوں کے لیے مفید اور ضرر سمجھتے ہیں اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان بڑے بڑے جسموں کو
بیگار پیدا نہیں کیا اور چاند اور سورج کی وجہ سے پھر بخیر و شر دونوں فوائد کے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اون پر
نباتات اور حیوانات کی پرورش معنی ہے بریتہ تاثیر سب نباتات اور حیوانات پر بطور عموم ہے جس پر انگار یا
پانی کی تاثیر انگار اور پانی کی طرح آفتاب اور چاند کو بھی سمجھنا چاہیے کچھ آفتاب یا چاند انسان کی طرح عقل نہیں
رکھتا نہ جان کہ بعضوں کو نفع پہنچاؤں اور بعضوں کو نقصان اور جوارام علویہ کو طاقت دار اور صاحب
قوت خیال کرتے ہو تو زمین بیچارہ نے کیا تصور کیا ہے کہ وہ کسی کو نفع اور ضرر نہیں پہنچا سکتی حالانکہ
بار بار سیات جدیدہ کے زمین اور اوسکیاروں میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔ اصل یہ ہے کہ زمانہ سابق میں
جب آلات اور دور بینیں ایسی نہ تھیں تو لوگوں نے صرف انکھوں سے کام لیا تھا اور جہان تنگ اوکی نگاہوں
سے کام کیا وہ یہ تھا کہ انہوں نے سات تاروں کو سیاروں کا لے اور باقی ثوابت اور چاند اور سورج کو کسی ایک
ایک سیارہ خیال کیا اسی طرح پانچ سیارے اور عطارد اور زہر اور شمشیری اور مریخ اور زحل اور جو نیکی یہ تمام
نہایت بلند اور اونچے اور چمکنے والے نظر آئے اور انکی دورات ہمیشہ مختلف منازل میں زمین کے گرد پائے
گئے اس پر عوام کیا بہت سو خواص فلاسفہ اور حکما کو بھی یہ خیال گذرا کہ یہ اجسام عقل اور نفس رکھتی ہیں
اور انہوں نے زمین کے مختلف واقعات اور حادثات کو جنکی اسباب پوشیدہ تھے ان سیاروں کی طرف منسوب
کیا پھر یہ خیال بڑھتے بڑھتے یہاں تک بڑھا کہ صاحبین اور کمالی اور حضری لوگوں نے چاند اور سورج اور اور
سیاروں کی پریش مشروح کردی اور متحرک ہیں گرفتار ہوئے اللہ تعالیٰ نے حسب سلام کی روشنی دنیا میں
پہیلائی اور یہ عقاد و ثنائی شروع ہوا اور حضرت ذوات فرمایا کہ مجھ میں جو ٹپے ہیں بعد اوس کے جب سیات کی
زیادہ تحقیقات ہوئی اور بزرگ بڑے آلات اور دور بینیں ایجاد ہوئیں تب سو تو اس اعتقاد کی بڑا دکھ لگی کہ
سوائے ان سیاروں کے مذکور کی سیارے نظام شمسی میں معلوم ہوئے جس پر میرزا اور پالس اور جزائر اور دستار

یورانس اور آفتاب مرکز عالم ٹھہرا اور زمین بھی ان کے سیاروں کی طرح ایک سیارہ قرار پائے اور چاند زمین کے تابع قرار پایا پھر سارا کائنات جو ہزاروں برس پہلے بنی قائم کیا تھا اولٹ پلٹ اور چوڑے ہو گیا اور محال ہو کہ مشتری اور زحل وغیرہ کی تاثیر تو خاص خاص آدمیوں پر ہوئی ہو اور سیریز اور پالس اور یورینس وغیرہ کی نہ ہوئی تو حالانکہ وہ بھی ان کی طرح سیارہ کی زمین پر محال ہو کہ زمین جیسے ہم سب ستاروں میں اور وہ بھی ایک سیارہ ہے اس کی تاثیر ہم پر نہ ہو اور ان سیاروں کی باوجودت اس قدر بعد کے ہمارے اوپر یہ قدرت اور طاقت ہو دور کے ڈھول سہاؤ نے زمین بچا رہی گھر کی مرغی ہے اس کی کوئی قدر اور منزلت نہیں اس کو کہہ دیتے ہیں کہ تو تو زمین مارتے ہیں اور سپر چلتے ہیں پاؤں ہو رہندے تھے ہیں پر دور کے تارے چمکے اور اونچے دیکھ کر مقدس اور پاکیزہ خیال کیے جاتے ہیں حالانکہ ان سیاروں پر اگر جانا ہو سکے تو صاف معلوم ہو جاوے کہ بعضے ان میں سے زمین کو مٹی سیلے اور کچیل اور غار اور پہاڑ اور زمین خود چاند میں دو زمین کو اتنی بڑی بڑی غار معلوم ہوتی ہے کہ ہزار صدائیل کی آغوشی گہرائی ہے معاف امد وہ کیسے مہیب اور تاریک ہو گا اور دور سے چاند کا وہ حسن ہے کہ معشوقوں کے منہ کو اس کو شب بیدار میں ہی حال ہو انسان کا وہ بغیر غور اور فکر کیے ہو گا اور بغیر اپنے فکر کو میزان حق تعالیٰ پر جانچ ہوئے ایک خیال کو جانتا ہے اور اس کا پر ہو جاتا ہے خیر بتا رہی توڑ پے ٹرے جسم میں اور جملہ اور روشن میں خدا کی مار ان لوگوں کی عقل پر چوتھوں اور دریاؤں اور پہاڑوں اور درختوں اور جانوروں کو بوجہ زمین اور انکو اپنا مسعود مالک اور تصرف خیال کرتے ہیں بلکہ اپنے ماتھے سے ایک بیجان تپلہ مٹی یا تانے یا چاندی یا سونے کا بنا کر اس کو بوجہ میں خدا کو اپنی خواہش کے موافق گڑھا کرتے ہیں اُف آیت مَن اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ اور بعض جو انکی نسبت ذرا عقل ہیں وہ آدمیوں اور جنوں کو بوجہ میں اور آدمی کی سی بے ثبات اور نا پایدار ہستی کو معاف امد خدا بنا دیتے ہیں آدمی کو خدا کا بیٹا یا محبوب خیال کر کے اس کو مقدس اور لائق عبادت کہ جانتے ہیں حالانکہ وہی آدمی جب زندہ ہے تو دنیا کی کسبایات میں اور آدمیوں کو مستازہ نہیں کہہ سکتے وہ تو پیتے وہ ہنر کہتے تو تہ وہ تہ جیسو اور آدمی مرے وہ بھی مر گئے یا مر نہ والے ہیں پھر اذکو خدا کی سے کیا علاقہ وہ تو ہماری طرح خدا کی ایک مخلوق ہیں اور اصل یہ ہے کہ ان لوگوں نے اب تک سچے خدا کو نہیں پہچانا اور وہ اس کی عظمت اور بڑائی اور تقدس پر غور نہیں کیا ورنہ ایسی ناپاک بات کہہ نہ سکتے اذکو ہر مفرم آتی اور وہ سچے مقدس خداوند کی درگاہ میں کسی بے ادبی نہ کرتے خداوند کریم کی عظمت اس کی مخلوقات میں غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے زمین اس کی ایک ادنیٰ مخلوق ہے جبکہ محیط جو بیسی ہزار میل اور قطر قریب آٹھ ہزار میل کے ہے پھر مشتری جو ہمارے نظام

شمسی زمین ایک سیارہ جو ہمارے ماس زمین سے ہزار حصہ بڑا ہے اور اسکا قطر نو لاکھ میل ہے اسی طرح مریخ زمین سے
 قریب چھ سو درجہ کے بڑا ہے اور اسکا قطر اسی ہزار میل ہے اسی طرح اور سیارے کچھ زمین سے بڑے کچھ چھوٹے کچھ
 زمین کے برابر ہیں ہماری زمین کو ایک چاند روشنی کے لیے عنایت ہوا جو وہ بھی اس قدر بڑا ہے کہ اسکا قطر
 دو ہزار میل سے زیادہ ہے اور مشتری کو چار چاند اور زحل کو سات چاند اور یورینس کو چھ چاند بوجہ اسکے کہ آفتاب
 سے بہت دور ہیں عنایت ہوئی ہیں پہر آفتاب جو ان سب سیاروں کا مرکز ہے اسکی بڑائی عتداری کے
 اکیلا ہمارے زمین سے تیرہ لاکھ حصہ بڑا ہے اور زمین سے نو کروڑ چھپیس لاکھ میل بعد رکھتا ہے اگر آفتاب
 کی قدر کو برابر ایک کھڑے کر سمجھو تو زمین کی قدر ایک ٹکڑے کے برابر ہوگی اگر آفتاب کو قریب سے توپ چھڑی
 جاوے تو زمین تک اسکا گولہ ادنیٰ بر زمین بھی نہیں پہنچے گا اب یہ سب سیارے اس آفتاب کو گرد دہرتے ہیں
 اور اس سے گرمی اور روشنی حاصل کرتے ہیں زمین کی حرکت ہفت روزہ ہے کہ ایک سو بیس گنا جلد توپ کو گولے
 سے پہر رہی ہے اور اٹھاون ہزار میل ایک گھنٹہ میں چلی کرتی ہے اسی طرح اور تارک سہی اپنی مدار پر بڑے
 سرعت اور تیزی سے گھوم رہے ہیں پہر آفتاب ان سب بڑے بڑے جسموں کو لیو ہوئے معلوم نہیں کر کے گرد
 گھوم رہا ہے اب یہ وہ ان سیاروں کے خود ہمارے نظام میں بڑے بڑے مدار تاروی میں جبکی عظمت پر
 خیال کرنے سے خدا کا عظمت و عین آجاتا ہے ایک دم دار تاروی کی دم دس کروڑ میل سے بھی زیادہ یعنی حساب
 کی گئی تھی اور یہ دم دار تارے ایسے تیز رو ہیں کہ انکی تیز روی خیال سے باہر ہے یہ آفتاب پاس آتے ہیں
 اور جاکر کہانے ہیں پہر اپنے کج و رستوں میں نہایت جلد چلے جاتے ہیں ۱۸۵ء میں آگیا ۱۸۶۰ء میں ایک دن
 مارہ ایسا زمین کے نزدیک آگیا تھا کہ چاند اور زمین کے بیچ میں ہو گیا تھا اور چاند کو نظر سے چھپا دیا تھا
 وہ مدار جو شکل میں نمودار ہوا تھا زمین کے ایسا نزدیک آیا کہ زمین کی قوت جذبہ نے اسکو چلنے پر اثر
 کیا تھا اگر وہ دم دار ہماری اس زمین سے رگڑا کہا کر ایک صدہ پہنچتا تو زمین سے تمام سمندرون اور
 پہاڑوں کے پانی کی ایک بوند کی طرح یا پتھر کی ایک ٹپکری کی طرح کسی زبردست اور بڑے تار پر چاڑھتی لگا
 وہ اپنی تیز روی سے مشتری کے چاندوں کے بیچ میں سے ہو کر نکل گیا اگر ان چاندوں میں سے کوئی آپ
 نہایت تیز رو ہیں کیونکہ اس تیز رو مدار سے ٹکرا لگ جاتی تو ایک یا دو دن ٹوٹ جاتے پر خدا کی نظر انکی سب
 مخلوقات پر ہے اور وہ سب کی نگہبانی اور حفاظت کرتا ہے اب یہ سارے ہمارا نظام شمسی سمیت سب سیاروں
 اور مدار ستاروں وغیرہ کے خدا کے ادنیٰ مصنوعات کو مقابلے میں جو آسمان پر بخت سے معلوم ہوتی ہیں

[illegible]

ترجمہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو آپؐ فرمایا صبح کی گونگ بندوق
 نے شکر پر اور بندوقوں نے کفر پر جنہوں نے شکر پر کی انہوں نے کہا یہ اللہ کی رحمت ہے اور جنہوں نے کفر کیا انہوں
 نے کہا ظلالی نور ظلالی نور صبح ہوئی پہرہ آیت اور تری فلا تم یوم بواقیع الخوفم اخیر تک **ف** یعنی میں تم کہتا
 ہوں تارے ڈوبنے کی یا نکھنے کی اور یہ قسم اگر سمجھو تو بڑی قسم ہے اخیر تک یہاں تک کہ فرمایا تم اپنا حصہ بھی لیتے
 ہو کہ چٹلاتے ہو شیخ ابو عمر نے کہا یہ مفقود نہیں کہ یہ سب باتیں نور کے باب میں اور تری کیونکہ تفسیر اسکا انکا
 کرنے ہے بلکہ یہ آیت **وَجَعَلُوا نَورَکَ اَکْثَرُ نَورِکَ** نور کے باب میں اور تری اور باقی اور باب میں اور ابن
 عباس سے ایک روایت میں صحت ہی آیت مذکور ہے اور اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ تم اپنا شکر یا اپنے رزق
 کا شکر یا اپنا حصہ بھی لیتے ہو کہ چٹلاتے ہو خدا کی رحمت کو اور نسبت کرنے ہو روزی کی تاروں کی طرف **باب**
الذی یل علی ان حب الاخصار و غیرہ **ع** **اللہ عَزَّوَجَلَّ** **مَنْ لَمْ یُؤْمَرْ بِشَیْءٍ فَعَلَهُ** **مَنْ لَمْ یُؤْمَرْ بِشَیْءٍ فَعَلَهُ**
الِاتِّفَاقِ **النَّسَارَ** اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان ایمان میں داخل ہے اور ان سے نفی رکھنا نفاق کی نشانی ہے
ع **اَنْ تَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم** **اِنَّہٗ اَمَّا فِی بَعْضِ الْاَخْصَارِ وَاِنَّہٗ اَلْمُؤْمِنِ**
حُبُّ الْاَخْصَارِ ترجمہ انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی نشانی یہ ہو کہ انصار سے نفی
 کرے اور مومن کی نشانی یہ ہے انصار سے محبت کرے **ف** کیونکہ انصار وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں بلوایا پہرہ طرح سے آپ کی مدد کی گویا اسلام کو جانے والے اور قائم کرنے والے انصار
 ہی میں تو ان سے محبت رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے **ع** **النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم** **اِنَّہٗ قَالَ**
حُبُّ الْاَخْصَارِ اَیُّہٗ الْاَنْبِیَآءِ وَبَعْضُہُمْ اَیُّہٗ الْاَنْبِیَآءِ ترجمہ انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور ان دشمنی رکھنا نفاق کی نشانی ہے **ع**
عَدِیُّ بَنِ نَکَبِہٖ قَالَ مِمَّ عَدِیُّ الْبَرِّ اَمْ یَحْدِثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اِنَّہٗ قَالَ اِنِّی**
اَلْاَخْصَارِ لِاَحِبِّہُمْ اَلْمُؤْمِنِ وَکَا بَعْضُہُمْ اَلْمُؤْمِنِ اَحِبُّہُمْ لِحُبِّہٖ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَہُمْ
اَبْغَضَہُ اللّٰهُ قَالَ شُعْبَہٗ فُلَکَ لِعَدِیِّ سَمِعْتُہُ مِنْ الْبَرِّ اَوْ قَالَ اَبَایَ حَدَّثَہُ ترجمہ عدی
 بن ثابت سے روایت ہے کہ ابن عباس سے سنا کہ حدیث بیان کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 آپ فرماتے تھے انصار کے باب میں کہ ان کا دوست مومن ہے اور ان کا دشمن منافق ہے اور جس نے ان سے محبت
 کی اللہ اس سے محبت کرے گا اور جس نے ان سے دشمنی کی اللہ اس سے دشمنی کرے گا شعبہ نے کہا میں نے عدی سے

پر جہاں نے یہ حدیث بارگوشی انہوں نے کہا برابر لے مجھ سے یہ حدیث بیان کی **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ** أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَغْضُ الْأَنْصَارُ رَجُلًا يَوْمَئِذٍ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
 ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار کو کہیں دشمنی نہ رکھیگا وہ شخص جو
 ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت پر **عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
لَا يَغْضُ الْأَنْصَارُ رَجُلًا يَوْمَئِذٍ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ترجمہ وہی جو اور پر گندہ پر یہ روایت
 ابو سعید سے **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
لَا يَغْضُ الْأَنْصَارُ رَجُلًا يَوْمَئِذٍ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ترجمہ یہی
 حبش (اسدی کنی جو ایک سو بیس باتیں مانتا ہے جس کا ہو کر اور اس نے جاہلیت کا زمانہ دیکھا تھا) نے
 کہا حضرت علیؑ نے فرمایا تم ہے اولی جس نے دائرہ پیر (پیر اوسین سے کہا اس روگامی) اور جان بنائی رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ نہیں محبت کرے گا مجھ کو مومن اور نہیں دشمنی کرے گا مجھ سے
 مگر منافق **فَ** حضرت علیؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چار ادب بانی اور آپ کے داماد تھے اور بیچنی کر
 ایمان لائے تھے اور آپ ان سے بہت محبت کرتے تھے جب بزرگ ہوئے تو بہت مدد کی انہوں نے آپ کی اور
 لڑائوں میں بڑی بہادری اور جان بازی کی اور سخت کافروں کو مارا تو ان کا احسان ہر ایک مسلمان پر ہے
 اور ہر ایک مسلمان کو ان کی محبت رکھنا ضرور ہے **بَابُ بَيَانِ نَقْصَانِ الْأَنْصَارِ بِنَقْصِ الطَّلَاقَاتِ**
وَبَيَانِ أَطْلَاقِ لُفْظِ الْكَفْرِ عَلَى عَيْنِ الْكَفْرِ بِاللهِ كُفْرًا لِلتَّعْلِيلِ وَالْحَقِيقَةِ ایمان کا گھٹنا عبادت کی کمی سے
 اور ناشکری اور حسان فراموشی کو کفر کہتے ہیں **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
عَلَيْهِ سَلَامٌ أَنَّهُ قَالَ يَا مَعْشَرَ النَّاسِ كُفْرًا قَدْ وَكَلْتُكُمْ إِلَّا اسْتَفْقَارَ فَرَأَيْتُمْ كَيْفَ كَفَرُ
أَهْلُ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُمْ جَزَلَةٌ وَهِيَ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكُنْتُ أَهْلَ النَّارِ قَالَ تَكُونُ
الْعَرْنُ وَتَكْفُرُنَ الْعَشِيرَ مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتٍ عَقْلٍ عَرْنٌ أَعْلَبُ لِذِي لَبٍّ مِنْكُمْ
قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا نَقْصَانُ الْعَقْلِ وَالذَّيْنِ قَالَ إِنَّمَا نَقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَهَادَةُ امْرِئٍ بِأَنَّهُ
فَعَلُ شَهَادَةُ دَجَلٍ فَعَلُ نَقْصَانُ الْعَقْلِ وَتَكْذِبُ اللَّيَالِي مَا أَصْلَى وَتَقْطُرُ فِي رَمَضَانَ
فَعَلُ نَقْصَانِ الذَّيْنِ ترجمہ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای عورتوں
 کی جماعت تم صدقہ دو اور استغفار کرو کیونکہ میں نے دیکھا اکثر جنہم میں عورتیں ہیں میں ایک عقلمند عورت

یہ
 نابینہ

بولی یا رسول اللہ کیا سب عورتیں کیوں زیادہ ہیں جنہم میں آپؐ فرمایا وہ لعنت بہت کرتی ہیں اور خداوند کی
 ناشکری کرتی ہیں جنہم میں کم اور عقلمند کو معقول کرنے والی نہ سے زیادہ کسیکو نہ دیکھا وہ عورت
 بولی ہمارے عقل اور دین میں کیا کمی ہے آپؐ فرمایا عقل کی کمی تو اس سے معلوم ہوتی ہے کہ وہ عورتوں
 کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے اور دین کی کمی یہ ہے کہ عورت کسی دن تک (بہر مہینہ میں) نماز
 نہیں پڑھتی (حین کی وجہ سے) اور رمضان میں دنہ نہیں رکھتی (حین کے دنوں میں) **ف** نزدیکی
 نے کہا احمدیث سے بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک تو ترغیب صدقہ اور نیک کاموں کی اور استغفار
 بہت کر لینی دوسرے کہ نیکوں سے گناہ سٹ جاتے ہیں جیسے قرآن سے ثابت ہے تیسری یہ کہ خاندان کی پاکیزگی
 اور حسان فراموشی بڑا گناہ ہے اور جنہم کا وعدہ اسی گناہ میں ہوتا ہے جو کبیرہ ہو چوقہی یہ کہ لعنت کرنا
 یہی ایک گناہ ہے مگر کبیرہ نہیں کیونکہ آپؐ فرمایا وہ لعنت کر لیں اور صغیرہ کو بہت کرنا کبیرہ ہے اور
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر لعنت کرنا اسکو قتل کرنے کے برابر ہے اور اتفاق کیا
 ہے علمائے لعنت کو حرام ہونے پر اور لعنت گتہ میں لعنت میں دور کر دینے اور نکال دینے کو اور شریع
 میں اسکی رحمت سے دور کرنے کو تو درست نہیں ہے یہ بات کہ دور کرین اللہ کی رحمت سے کسی کو جب
 بہت اسکاٹل اور اسکا فائدہ کا حال یقیناً معلوم نہ ہو اسکیلو علمائے کہا ہے کہ کسی شخص پر لعنت
 کرنا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر درست نہیں ہے تاکہ کہ جائز رہے جب تک نفس شرعی سے یہ بات معلوم نہ ہو کہ دو کفر
 پر اسے یا کفر پر رہا جیسے ابوہریرہؓ نے لعنت کرنا اوصاف کو ساتھ تو حرام نہیں ہے خود حدیث میں
 آئی ہے اس حدیث پر جو بال جھڑی یا جو لڑی گونا گوسے یا گداوسے سو گناہ والی پر کہلانیو اسے پر نقد پر سنا
 والوں پر ظالمین پر فاسقوں پر کافروں پر جو زمین کی نشانی مٹی کے پیچھے جو غلام اپنے مالک کے سوا اور کسی مالک کا
 جو اپنی باپ کے سوا اور کسی کو باپ بنا دے جو اسلام میں بدعت نکالے یا بدعتی کی مدد کرے غیور غیور بہت لوگوں کا
 پانچویں یہ کہ کفر کا حلقہ سوا کفر شرعی کے ناشکری اور احسان نہ ہونے پر ہی ہوتا ہے چوتھی یہ کہ ایمان میں پاد
 اور کسی ہوتا ہے ساتویں یہ کہ امام اور جب کہ کو نصیحت کرنا اپنی دعا یا کو اور اون کو ڈرانا گناہوں سے اور عیب دلا
 عبادتوں کی درست ہے آٹھویں یہ کہ شاکر کو استہزاء اور عیب کو امام سے پوچھنا اور سوال کرنا درست ہے جب
 اور کسی سمجھ میں کوئی بات نہ آوے تو قرین یہ کہ صرف رمضان کا لفظ کہنا درست ہے ماہ رمضان یا شھر رمضان کہنا
 نہیں امام ابوہریرہؓ سے کہا ہے جو عورتوں کی عقل کی کمی کو کسی گواہی سے نکالی یہ اشارہ ہے اور آیت

بیان معنوں

اطلاق کفر

کیونکہ ان میں سے بعض نے خدا کا فیصلہ کر لیا کہ اگر ایک مرتبہ پہلے تو دوسری اسکو یاد دلادو اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں
 میں منہ بول اور عقل کم ہے اور خطرات کیا ہو لوگوں کے عقل میں بعض دنوں کے عقل علم کو کہتے ہیں اور بعض دنوں کے عقل علم
 منہ بول کو اور بعض دنوں کے عقل علم کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے تیز سہول سے معلومات کو خالق میں داخل کی جیتا اور
 اس کے اقسام میں بہت اختلاف ہے جو مشہور ہے اور کوئی حاجت اسکو بیان کرنے کی اقسام پر نہیں ہے بہر حال
 کیا ہو لوگوں کے عقل کے کچھ گہرے میں مشکل ہے کہ کیا عقل کی گاہ دل ہے اور بعضی علماء نے کہا ہے کہ عقل کی گاہ
 دماغ ہے میں کہتا ہوں کہ حال کے حکیموں نے یہ بات ثابت کی ہے کہ عقل اور دماغ قوی مدد کا
 طرف دماغ ہے اور جس شخص کو یہ دلائل دیکھنا ہو وہ حکمت کی کتابوں کی طرف رجوع کرے اور عدل مع عقل کا
 یہ ہے کہ جو مختلف تجارب اور واقعات کو جو قوت مدد کے کو ایک حالت حاصل ہوتی ہے جسکی وجہ سے وہ تیز کر لیتا ہے
 جسے اور بہر صبح اور فاسد میں پھر امام نووی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عورتوں کے دین کی کئی
 حیثیت کے دنوں میں نماز پڑھنی اور روزہ نہ رکھنے کی بیان کی اسکو بعض لوگوں نے مشکل سمجھا ہے حالانکہ مشکل
 نہیں کیونکہ دین اور اسلام اور ایمان کا ایک ہی معنی ہے اور عبادات کو ایمان اور دین کہتے ہیں اور جب یہ
 ثابت ہوا تو جس کے عبادات زیادہ ہیں اور ایمان اور دین بھی زیادہ ہے اور جس کی عبادات کم ہیں اور ایمان
 اور ایمان بھی کم ہے پھر نقصان دین کا کہی تو اس طرح ہوتا ہے کہ انسان اسکی وجہ سے گنہگار ہوتا ہے جیسے کوئی
 نماز یا روزہ ترک کرے بغیر غرض کے اگر کہی اس طرح ہوتا ہے کہ اسکی وجہ سے گنہگار نہ ہو جیسے کوئی جہاد یا عیس
 ترک کرے کسی غرض سے اگر کہی اس طرح ہوتا ہے کہ وہ تکلف ہوا کہ ساتھ جیسے مخالف روزہ یا نماز ترک کرے اگر
 کوئی کہے کہ حالت جب معذور ہو تو چاہیے کہ حیض کی حالت میں اسکو نماز کا ثواب ہو اگر وہ اسکو قضا نہیں کرتے
 جیسے بعض ایسا فرکو نوافل کا جو کہ وہ حالت صحت اور اقامت میں ادا کرتے تھے ثواب ہوتا ہے تو حجاب اسکا ہے
 کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مخالف کو ثواب نہ ہوگا اور فرق یہ ہے کہ مرین اور سافر نوافل کہ نیت دوام ادا
 کرتے تھے اور ان کے لائق ہیں برخلاف مخالف کے اسکی نیت یہی ہے ہے کہ حیض کی حالت میں نماز ترک
 کرے گی بلکہ نماز کی نیت حیض کی حالت میں حرام ہے تو مخالف کی نظیرہ مرین یا سافر ہے جو بعض وقت نوافل ادا کرتا تھا
 اور بعض وقت نہیں ایسے مرین یا سافر کو نوافل کا ثواب نہ ملے گا اپنی مرض یا سفر میں جب وہ اذان کو ادا کرے
 انتہی امان اللہ وی سکھ ابن سید الحمد محمی ع الشیخ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن ابن سید الحمد محمی ع
الشیخ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن ابن سید الحمد محمی ع الشیخ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن ابن سید الحمد محمی ع

اور سبط یوسفؑ کو میری عیبت اور اسحاق بن اسحاق میرا جہاں میں ہے کو ظاہر حدیث اس میں
 کی تائید کرتی ہے اور اسی کو ثابت کیا ہے علی حدیث از اور علامہ ابن تیمیہ کی ایک جہاں اب اس باب
 میں جہاں انہوں نے مخالفین کی سب لیدوں کا جواب دیا ہے اور امام شوکانی نے سیل البحر میں اسی کو فتنہ کیا
 ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو کوئی قصداً نماز ترک کرے وہ قتل کے لائق ہو گیا اور مسلمانوں کے حاکم پر واجب ہو اس
 کو قتل کرنا اور اس سے کہا جاوے گا کہ نماز پڑھ بھرا اگر اوس شخص انکار کیا تو قتل کیا جاوے گا فوج اور کوئی ضرورت
 نہیں کہ مہلت دی جاوے اوس کو مہینہ ہونے کی بلکہ انکار کر لے ہے اوس کو قتل کرین گے اور میں نے اس کو تفصیل
 سے بیان کیا ہے ہدایۃ السائل میں انتہی نودی نے کہا ابو جعفر اور ایک جامعہ اہل کوفہ میں ہو یہ قتل ہے
 کہ وہ کافر نہ ہو کہ اور نہ قتل کیا جاوے گا بلکہ اوس کو سزا دی گئے اور قید کرینگے یہاں تک کہ نماز پڑھے اور جو شخص کفر
 کا قائل ہو اس سے اوسکی دلیل ظاہر حدیث ہو اور جس نے کہا کہ اوس کو قتل نہ کریں گے اوس کی دلیل وہ حدیث ہے
 کہ نہیں قتال ہو مسلمان کا خون مگر ایک بات سونہر باتوں میں سے اور نہیں نماز کا ترک نہیں ہے اور جو کہ
 ترک کرے وہ کافر نہ ہو گا تو دلیل اسے میں اس آیت سے **اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ اَرْثَ شَيْءٍ مَّرْكُومٍ وَيُغَيِّرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ وَلَئِنْ**
لِئِنَّ اللّٰهَ لَشَيْءٌ عَظِيْمٌ اور بخشدیگا اوس کو سوا سب کو جو ہے اور اس حدیث کو کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ جہنم
 میں جاوے گا اور جو شخص غیر نبوی لا الہ الا اللہ پر یقین نہ کرے وہ جہنم میں جاوے گا اور اوس کو قتل کرنا جاہل ہے اوسکی
 دلیل یہ آیت **وَقَاتِلُوا ذَا الَّذِي كَفَرَ بِاللّٰهِ اَلَا تَاْتُوْنَ اَلَا تَعْلَمُوْنَ** یعنی اگر وہ توبہ کرین اور نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں تو
 اودن کو چھوڑ دے یہ نہ جانے کہ کتنی سرد اور یہ حدیث ہو کہ جیسے حکم ہوا لوگوں سے لڑنا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ
 کہیں اور نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں پھر جب وہ ایسا کریں تو بچا لیا اور ہونے غلام اور مال - اور اس حدیث
 کی تاویل یہی ہے کہ بندہ نماز کی ترک مستحق ہو گا اُس سے انکار کا جو کفر کو ہوتی ہے نیز قتل کا یا حدیث محمود
 اُس پر جو نماز ترک کرنا درست سمجھو یا اوس کا انجام کفر ہے یا اوس کا فعل کفر ہونے کا سا ہے انتہی **بَابُ**
بَيَانِ كَوْنِ الْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ تَعَالٰی اَفْضَلَ اَلَا تَعْلَمُوْنَ ایمان لانا اللہ پر سب کا سون سے بڑا ہے
عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اَمَّا الْاِيْمَانُ اَفْضَلُ قَالَ رَجُلًا
بِاللّٰهِ قَسِيْرٌ ثُمَّ اِذَا قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ قَسِيْرٌ ثُمَّ اَمَّا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ قَسِيْرٌ ثُمَّ اَمَّا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ قَسِيْرٌ
 سئل اللہ صلوٰۃ علیہ وسلم جو چاہا کہ کمال کا نام فعل ہے لہذا کہ ہے بڑا کہ آپ فرمایا اللہ پر لایا نہ ہو چاہا اس کو بعد کیا ہو آپ فرمایا
 جہاں کہ اس کی راہ میں ہو چاہا کیا اس کے بعد کیا ہو آپ فرمایا جہاں کہ ہے بڑا کہ آپ فرمایا جہاں کہ ہے بڑا کہ آپ فرمایا جہاں کہ ہے بڑا کہ

جس میں کوئی گناہ نہ ہو اور بعضوں نے کہا ہر جہت میں قبول ہے
 کی نشان دہی ہے کہ حج کے بعد نیک کام زیادہ کرے اور گناہوں کو چھوڑے **فَلْيَسِّرْ** اَللّٰهُ قَالَ فَاَنْتَ
 بَارِسْتُوْنَ اَللّٰهُ اَيُّ الْاَحْكَامِ اَفْضَلُ قَالَ اَلْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَالْجِهَادُ فِيْ سَبِيلِهِ قَالَ فَاَنْتَ اَيُّ الْوَقَائِدِ
 اَفْضَلُ قَالَ اَلْفَتْحَةُ عِنْدَ اَهْلِهَا وَارَاكَ فَرُحْنَا قَالَ فَاَنْتَ اَيُّ الْاَعْمَالِ قَالَ فَاَنْتَ اَيُّ الْاَعْمَالِ قَالَ فَاَنْتَ اَيُّ الْاَعْمَالِ
 اَوْ فَتَحْتَ لَهَا خَصْرًا قَالَ فَاَنْتَ بَارِسْتُوْنَ اَللّٰهُ اَرَاَيْتَ اِنْ خَفَعْتُ عَنْكَ بَعْضَ الْعَمَلِ قَالَ فَاَنْتَ
 شَرَكْتَ عَنِ النَّاسِ فَاَنْتَ كَاَصَدَقَةٍ مِّنْكَ عَلَى نَفْسِكَ ترجمہ ابو ذر سورہت ہے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم میرے پرچہ پر کن سے اعلیٰ افضل ہے آپ نے فرمایا ایمان لانا اللہ پر **ف** اس کے معلوم ہوا کہ عمل کا
 طلاق ایمان پر ہی ہوتا ہے اور مرد اس کے وہ ایمان ہے جس کے سبب آدمی مسلمان ہوتا ہے اور وہ دل پر ہے
 کرتا ہے اور زبان سے کہتا ہے شہادتین کا تو ثقیں دل کا ہے اور گناہ زبان کا عمل اور ایمان ایمان میں اور
 اعمال داخل نہیں ہیں جیسے نماز روزہ جہاد حج وغیرہ کیونکہ انکو آگے بیان کیا ہے اور اس سے یہ لازم نہیں
 کہ ان اعمال کو ایمان نہ کہیں **ل** اس سراج الودج **ف** اور جہاد کرنا اس کی راہ میں ہیں نے کہا کہ ان
 بردہ آزاد کرنا افضل ہے آپ نے فرمایا جو بردہ اس کے مالک کو عمدہ معلوم ہو اور جسکی قیمت بہاری ہو **ف**
 چاہے ہو کہ ایک ہی بردہ آزاد کرنا چاہے اور جو اس کے پاس کچھ روپیہ ہوں اور ان کے بدلے دو
 بردہ اسے اسکی ہون پر اعلیٰ بردہ ایک ہی آتا ہو تو دو کو لیکر آزاد کرنا افضل ہے ایک عمدہ کے آزاد کر کے
 سے اور یہ قربانی کے خلاف ہے قربانی میں ایک سو فی مائے بکری دو دو بلی بکریوں سے بہتر ہے **ل** اس سراج الودج
ف میں نے کہا اگر میں یہ نہ کر سکوں آپ کو فرمایا تو مدد کر کسی صنائع کی **ل** اس سراج الودج میں ہو کہ بعض صنعتوں
 میں بجاے صنائع کے صنائع ہے یعنی گلاسنے والا اور بعض صنعتوں میں صنائع ہے مگر صحیح صنائع ہے صاومہلہ میں
 صورت میں صنائع ہو صاومہلہ اور زن سے تو معنی یہ ہو کہ مدد کر کسی کارگر کی جو تہہ نہ چھوٹے اور ضروری کرنا
 ہو جیسے بڑھاپی یا لونمار یا درزی وغیرہ کیونکہ یہ کیا بیان حلال ہیں اور مرد وہ پیشہ والا ہو جسکو اسکی کمائی بہ
 نہونی ہو اور اس کے بچے بال بہت ہوں جسکی پرورش اس کی کمائی میں دشوار ہو تو اسکی مدد کرنا اگر
 ہے اور جس صورت میں صنائع ہو صاومہلہ سے تو وہ صنایع سے ہے جس کے معنی عیال کے ہیں یعنی جو عیال دار ہو
 مفلس ہو اسکی مدد کر اور جس صورت میں صنائع ہو صاومہلہ اور غنیمت معجز سے تو معنی نہیں مبنی کیونکہ صنائع سے
 چاندنی کے گلاسنے والا کو کہیں گے پھر اسکی خدمت کو کوئی وجہ نہیں ہے اور امام زوی نے اس مقام پر

اولاد کو کہاں سے کہلاؤں گا انکو ارڈا لے تو یہ بڑا گناہ ہے جو بشرک کے بعد ہی بڑا درجہ گناہوں کے بڑا ہے کس
 لیے کہ یہ گناہ کیا ہے مجبور ہو گناہوں کا اول تو نافع خون کرنا دوسرے خدا کی نسبت بدعتا و ہونا و جبرک پیدا کرنا
 ہے اسکا رزق بھی ادا کرتا ہے تو یہ کس حصر کہانے کی چوتھی بخیل یا چوتھیں بے رحمی چوتھی کمینہ پن اور باجی
 اور ہمیشی خدا بچا دے اس پر خیالوں سے **ف** میں نے کہا پھر کوئی گناہ اپنے فرمایا تو نہ کرے اپنے ہمسایہ
 کی عورت سے **ف** اسکی بی بی یا لونڈی سے چہچہ نہ کرنا مطلقا کسی عورت کو ساتھ ہو بڑا گناہ ہے ہر ہمسایہ
 کی بی بی کے ساتھ بڑا اور بی بی بڑا گناہ ہے کہ نہ کہ ہمسایہ کو توقع ہوئی ہے کہ اسکا ہمسایہ اسکی مدد کرے گا اس کے
 بال بچوں کی ضرورت کی وقت حفاظت کرے گا پھر ایسے موقع میں اسی کی بی بی کے ساتھ نہ کرنا کتنی بڑا
 بیحیالی اور حیا نیت ہے خدا بچا دے **عَنْ** عُبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ كَانَ يَتَمَسَّكُ
 عِنْدَ اللَّهِ قَالَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ تَقَاتُلَ الْفُلَّ فَتَقَاتُلَ الْفُلَّ
 أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ تَقَاتُلَ الْفُلَّ فَتَقَاتُلَ الْفُلَّ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ
 أَنَّ تَقَاتُلَ الْفُلَّ فَتَقَاتُلَ الْفُلَّ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ تَقَاتُلَ الْفُلَّ فَتَقَاتُلَ الْفُلَّ
 بڑا ہے اللہ نزدیک آپ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا شریک کرے کسی کو حالانکہ پیدا کیا تجھے اللہ نے اس کے کہا پھر
 کیا آپ نے فرمایا یہ کہ تو قاتل کرے اپنی اولاد کو اس سے کہ وہ کہا و گئی میرے ساتھ اس نے کہا پھر کیا آپ
 نے فرمایا یہ کہ تو نہ کرے اپنے ہمسایہ کی عورت سے پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اسکو موانع ادا کرنا اور اللہ
 لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ خَيْرٌ لَّكَ يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ لَكَ عَلَيْهِمْ حَصْرَةٌ وَهِيَ الْيَوْمَ الْيَوْمَ
 خدا کو اور نہیں منسل کرتے اور جانکو جسکا قاتل کرنا اللہ نے حرام کیا مگر کسی حق کے بدلے اور نہیں نہ کرنا
 اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اسکی سزا دیوگا **فَابْ** الْكَبَائِرُ الْكَبِيرُ الْكَبِيرُ الْكَبِيرُ الْكَبِيرُ الْكَبِيرُ الْكَبِيرُ
 گناہوں کے جو کبیرہ ہیں پھر ان میں بڑے کو کون گناہ ہیں ان کا بیان **عَنْ** أَبِي جَعْفَرٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ
 عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِكَبَائِرِ الْكَبَائِرِ فَمَنْ كُنَّا الْكَبَائِرُ
 يَا اللَّهُ وَخَفِئَاتِ الْكَبَائِرِ وَشَهَادَةُ الْوَرِثَةِ وَالْوَرِثَةُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا
 فَيَجْلِسُ فَمَا ذَاكَ يَكْرَهُ فَمَنْ كُنَّا الْكَبَائِرُ وَشَهَادَةُ الْوَرِثَةِ وَالْوَرِثَةُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا
 تم کو بڑا کبیرہ گناہ تین بار آپ نے فرمایا **ف** تو یہی گناہ تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے بڑا کبیرہ گناہ کی تعریف میں ابن عباس

سے مروی ہے جس چیز سے کلمہ منع کیا ہے اور کفارنا کبیرہ ہے اور یہی اختیار کیا ہے اُستاد ابو اسحق نے اور
 ناضی عیاض نے یہ مذہب متفقین کا لکھا ہے اور دلیل اُن کی یہ ہے کہ ہر ایک مخالفت اللہ جل جلالہ کے نظر کرنے
 کبیرہ ہے اور جو سلف اور خلف اس طرف گئے ہیں گناہ دو قسم ہیں ایک کبیرہ ایک صغیرہ اور یہ بھی
 ابن عباس سے مروی ہے اور کتاب اور سنت اور سلف اور خلف کے اقوال سے اس پر بہت دلیلین ہیں امام
 غزالی نے بسط میں لکھا ہے کہ صغیرہ اور کبیرہ میں جو فرق ہے اور کفارنا فتنہ سے بعید ہے کیونکہ شرع کے
 منافی ہیں یہ امر ثابت ہے اور اور لوگوں نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور بیشک اللہ جل جلالہ کی مخالفت خواہ کسی
 چھوٹی ہو نہایت بُری ہو بہ نسبت اللہ کی جلال اور بزرگی کے بعضی مخالفت بعض سے بڑا کہتا ہے اور اس پر
 بعض گناہ اس پر ہیں جو معاف ہو جائیں مثلاً درود کا درج اور عمر کے اور وضو وغیرہ عبادات جو عبادت
 صحیحہ میں داخل ہے اور بعض ایسے ہیں جو معاف نہیں ہو پہلے اول قسم کے گناہ صغائر ہیں اور دوسرے قسم کے
 کبائر اب جب یہ ثابت ہوا کہ گناہ دو قسم کے ہیں ایک صغائر اور ایک کبائر تو اختلاف کیا علما نے ان کے
 ضبط میں بڑا اختلاف ابن عباس رضی سے مروی ہے کبیرہ وہ گناہ ہے جس پر اللہ نے جہنم یا عقیصہ یا لعنت یا
 عذاب یا اور کوئی لفظ ماندا اسکے فرمایا ہے اور حسن بصری سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور بعضوں نے کہا
 کبیرہ وہ گناہ ہے جس پر اللہ آخرت میں جہنم کا وعدہ کیا یا دنیا میں کسی سزا (حد) کا امام غزالی نے بسط
 میں کہا کہ عمدہ تعریف یہ ہے کہ جو گناہ انسان کرتا ہے اور سکون کا سمجھ کر اور اُس سے ڈرتا نہیں نہ شرمندہ
 ہوتا ہے وہ کبیرہ ہے اور جس سے اور سکون نہ ہوتی اور آئندہ بچنے کا خیال ہوتا ہے وہ کبیرہ نہیں ابن الصلاح
 نے کہا کبیرہ کبھی میں بڑے گناہ اور کبھی کسی نشانیاں میں ایک یہ اوس میں حد ہو (جیسو دنا یا چوری یا
 شراب خوری یا قہمت زنا یا رباہنی) دوسرے یہ کہ اوس پر وعدہ ہو جہنم کے عذاب کا تیسرے یہ کہ اوس کو کرنے
 والا کو ناسق کہا ہو چوتھی یہ کہ اوس پر لعنت کی ہو جیسو لعنت کی ہے کلمہ اوس پر جو زمین کی نشانی
 مثلاً و - امام ابو محمد بن عبد السلام نے کہا جب تو صغیرہ اور کبیرہ کو پہچانتا چاہے تو اُس گناہ کی برائی میں
 غور کر اگر اوس کی بُرائی اُن گناہوں کی بُرائی سے خشک و حدیث میں کبیرہ کہا ہے برابر یا زیادہ ہو تو وہ
 کبیرہ ہے ورنہ صغیرہ ہے تو جس نے خداوند کریم کو برا کہا یا اوس کو رسول کو برا کہا یا تو میں کی کسی پیغمبر کی چٹھیا
 کسی پیغمبر کو یا کعبہ میں نجاست لگائی یا قرآن کو اُٹھا کر نجس جگہ میں پھینک دیا تو اس نے بڑا کبیرہ گناہ کیا
 حالانکہ شرم نے ان افعال کو کبیرہ نہیں کہا اسی طرح اگر کسی شخص نے ایک پاکہ میں عورت کو کھڑا کرنا کرے

کے لیے یا کسی مسلمان کو کپڑا خون کرنے کے لیے ترک چھوہ شک نہیں کہ اوسکی برائی بتیم کے مال کہہ ساجائے
 سے بڑھ گئی اور وہ کبیرہ ہے پس یہی کبیرہ جو ہے اسی طرح اگر کافروں کو مسلمانوں کے بال بچے عمر تین بنیادیں
 اور وہ جانتا ہے کہ کافر انکو ستا دینگر اور عورتوں کو سیرت کرین گے تو اسکی برائی میدان جنگ میں
 پہانے سے زیادہ ہے پس یہی کبیرہ ہوا اسی طرح اگر کسی آدمی پر ایسا جھوٹ باندھ جس کی وجہ سے جانتا ہے
 کہ وہ مارا جا دیگا تو یہ ایک کبیرہ ہوا البتہ اگر اسکی وجہ سے ایک کچھ اور اس کی جاتی رہی گی تو وہ کبیرہ نہیں ہے
 اور شرع نے نصیر ہم کردی کہ چوٹی کو اسی اور یتیم کا مال کہا جاتا دونوں کبیرہ گناہ ہیں پہر اگر ان دونوں
 کا من بڑا نقصان ہو تو ظاہر ہے کہ وہ کبیرہ ہیں اور جو نقصان بہت قلیل ہے جب بھی وہ کبیرہ ہیں تاکہ ان
 گناہوں کی جڑ مٹ جاوے اور لوگ باز آدین جسے شراب کا ایک قطرہ پینا کبیرہ ہے اگرچہ اس سے کوئی گناہ
 نہیں ہوتا اسی طرح ناحق فیصلہ کرنا بھی کبیرہ ہے کیونکہ چوٹی اگر اسی سبب سے ناحق فیصلہ کی ہے جب چوٹی
 گواہی کبیرہ گناہ سے تو فیصلہ اور حکم ناحق کرنا ضرور کبیرہ ہوگا اور بعض علما نے یہ تقریظ کی ہے کہ کبیرہ وہ
 گناہ ہے جسکو ساتھ کوئی دھبہ یا حد یا لعنت مذکور ہو پہر جو گناہ برائی میں ایسے گناہ کے برابر ہو وہ بھی کبیرہ
 ہوگا۔ امام ابو الحسن واحدی نے کہا صحیح یہ ہے کہ کبیرہ کی کوئی تقریظ نہیں بلکہ بعض گناہوں کو شرع نے
 کبیرہ کہا اور بعضوں کو صغیرہ اور بعض گناہوں کا ذکر شرع نے نہیں کیا اور ان میں کبیرہ بھی نہیں اور صغیرہ
 بھی اور حکمت بیان کر سکی یہ ہے کہ آدمی اولن سب گناہوں سے بچو اس ڈر سے کہ کہیں کبیرہ نہ ہوں اور یہ
 ایسا ہے جسکو شرع نے شیعہ قدر کر اور ساعت کچھ پایا۔ علما نے کہا ہے کہ صغیرہ بار بار کرنے سے کبیرہ ہو جاتا
 ہے اور حضرت عمر اور ابن عباس سے منقول ہے کہ توبہ اور استغفار کے ساتھ کوئی گناہ کبیرہ نہیں اور اصرار
 (یعنی بار بار کرنا) کے ساتھ کوئی گناہ صغیرہ نہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ کبیرہ گناہ توبہ اور استغفار سے معاف
 ہو جاتا ہے اور صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے ابن عبد السلام نے کہا کہ اصرار کی حد یہ ہے کہ اتنی بار اور گناہ
 کو کرے جس سے اسکی بے پرواہی معلوم ہو اسی طرح جب کسی صغیرہ گناہ ہوں کہ وہ سب ملا کر کبیرہ کی برائی کو
 پہنچ جائے اور ابن الصلاح نے کہا اصرار یہ ہے کہ گناہ کو کر کے اس سے باز آنیکا قصد نہ کرے بلکہ پہر کرنے کا یا پہلے اسکو
 کرتا رہے مترجم کہتا ہے کہ اصرار کی تقریظ یہی صحیح ہے ورنہ بار بار کرنا اصرار نہیں اگر بار بار توبہ باندھت ہو
 حدیث میں ہے کہ جس نے استغفار کیا اسکی اصرار نہیں کیا اگرچہ دن میں ستر بار وہی گناہ کرے
 نہ منکر کرنا اللہ کے ساتھ یہ تو ظاہر ہے کہ سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے (اور ستر بار توبہ کرنا مان باب کی)

حدیث میں عشق کا لفظ ہر جس کے منہ کاٹا اور نہ ماننا اور عاق اوں کو کہتے ہیں جو اپنے باپ کی اطاعت
 چھوڑ دے نووی نے کہا جو عشق خسر میں حرام ہے اوں کی تعریف کم لوگوں کی ہے شیخ امام ابو
 عبد اللہ اسلام نے کہا میں نے عشق والدین اور ان کے حقوق میں کوئی عمدہ قاعدہ نہیں پایا اس لیے کہ باقی
 علماء ہر ایک امر اور غنی میں والدین کی اطاعت ضرور اور وجہ نہیں البتہ جہاں بغیر ان باپ کی اجازت
 کے درست نہیں کیونکہ باپ پر جہاں بہت گران گذرتا ہے وہ بچے میں لڑکے کے رحمی ہونے یا مارے
 جانے سے اور اس کے انکو بہت رنج ہوتا ہے ہی ہر ایک کو قیاس کر لیا جائے جیسے جان جانیکا یا
 اور کسی صیغہ کا خوف ہو ابن ابراہیم نے کہا جو عشق حرام ہے وہ یہ ہے کہ کوئی کام ایسا کرے جس سے
 والدین کو رنج ہو اور رنج بھی کیسا سخت بشرطیکہ وہ کام اس پیشہ کے رد و وجہ اور فرض نہ ہو اور حضور
 نے کہا ہے کہ والدین کی اطاعت ہر ایک امر میں واجب بشرطیکہ وہ امر گناہ نہ ہو اور ان کا خلاف کرنا عقوبت
 ہے اور مشتبہ کاموں میں ہی اون کی اطاعت بعض علماء نے وجہ کی ہے اور ہمارے علماء نے وجہ عام یا
 مجازت کر لیے سفر جائز کہا ہے بغیر ان باپ کی اجازت کہ وہ ہمارا اس کلام کے خلاف نہیں ہو جو ہم نے
 بیان کیا۔ مترجم کہتا ہے کہ والدین کی اطاعت فرض ہے مثل اور موانع کی مگر خدا کی اطاعت اون کی
 اطاعت پر مقدم ہے تو نہ ترک کیا جاوے فرض خدا کا ان کے کہنے سے اور ترک کیا جاوے سب اح اور سنون
 اور شب کیوں کہ فرض کا کرنا مقدم ہے اور جہاں کو جانا فرض عین میں ہو اس لیے کہ باپ کی اجازت
 کے جانا حرام ہے اور طلب علم فرض عین سے اسی طرح کسب معیشت و سطر پرورش اہل و عیال کے تو اس
 میں اجازت اون کی ضرور نہیں پرچہ تاک ہو کر اگر اون کی خوشی کے ساتھ علم حاصل کرے اور روٹے
 کماؤ کو بہتر سے تیسری چھوٹی گواہی دینا یا چھوٹ بولنا ف نووی نے کہا ہر چند والدین
 کی نافرمانی اور چھوٹی گواہی دونوں کبیرہ گناہ ہیں پر وہ مشرک کو برابر نہیں ہو سکتی اس صورت میں تاویل
 کرنا ہوگی کہ مراد وہ چھوٹا گناہ ہے جو کافر بھی ہو یا مراد وہ شخص ہے جو اس کام کو درست سمجھ کر کرے یا
 من کا لفظ محذوف ہے یعنی یہ چیزیں کبیرہ گناہوں میں سے ہیں اور یہی تیسری تاویل ہے اس لیے کہ
 چھوٹی گواہی کو بیان کرنے سے یہ مقصود ہو کہ لوگ اس سے باز رہیں اور کفر کی برائی تو ہر ایک شخص کو معلوم
 تھی یہ حدیث کا اطلاق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹی گواہی ہر طرح کی کبیرہ گناہ ہے خواہ بڑے حق کے
 لیے ہو یا چھوٹے حق کے لیے انہی ت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں لگا گئے تھے آپ بیٹھ گئے اور بار

باریہ فرمانے لگے (تا کہ لوگ خوب گاہر جاوین اور ان کا مونک بازر میں) اپنی اپنے دل میں کہا کاش آپ
 چپ ہو رہیں (تا کہ آپ کو زیادہ ریخ نہ ہوان گنا ہوں کا خیال کر کے کہ لوگ انکو کیا کرتے ہیں) **عَنْ**
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَبَائِرِ قَالَ النَّبِيُّ يَا اللَّهُ وَعُقُوفُ الْوَالِدَيْنِ وَ
قَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّورِ ترجمہ اس نے روایت ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہوں
 کے باب میں وہ شرک کرنا ہے اللہ کے ساتھ اور نافرمانی کرنا مان باپ کی اور خون کرنا (ناحق) اور
 جھوٹ بولنا **عَنْ** **النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** **قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَبَائِرَ**
أَوْ سَمِعَ الْكَبَائِرَ فَقَالَ النَّبِيُّ يَا اللَّهُ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوفُ الْوَالِدَيْنِ وَقَالَ إِنْ
أَنْتَ كُنْتَ كُنْتَ الْكَبَائِرَ قَالَ قَوْلُ الزُّورِ أَوْ شَهَادَةُ الزُّورِ قَالَ شُعْبَةُ وَكَانَ بَر
ظَنِّي أَنْكَ قَالَ شَهَادَةُ الزُّورِ ترجمہ اس بن مالک سے روایت ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 کیا کبیرہ گناہوں کا یا آپسے پوچھا کسی نے کبیرہ گناہوں کو آپ نے فرمایا شرک کرنا اللہ کے ساتھ اور نافرمانی
 کرنا اور نافرمانی مان باپ کی اور آپ نے فرمایا میں تکو بلاؤں سب کبائر میں بڑا کبیرہ وہ جھوٹ بولنا
 ہے یا جھوٹی گواہی دینا شعبہ نے کہا میرا گمان غالب ہے کہ جھوٹی گواہی کو فرمایا **ف** امام نووی سے
 جو فائدہ اور پقتل ہوا وہ اس مقام سے متعلق ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے جھوٹی گواہی کو شرک
 سے کیونکر بڑا یا اور وجہ اسکی یہ ہے کہ اگر جس بن جھوٹی گواہی سے ڈرنا زیادہ منظور تھا کیونکہ خوف ہوگا
 لوگوں کے پڑ جانے کا اس گناہ میں اگرچہ جھوٹی گواہی یا جھوٹ بولنا شرک کے برابر نہیں کیونکہ شرک
 سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے اور ایک بہید یہی ہے کہ شرک حقیقت ایک قسم ہے جھوٹ کی یا جھوٹی
 گواہی کی کیونکہ شرک جھوٹی گواہی سے اللہ پر یا جھوٹ ہو جیسو ایک جھوٹ ہوتا ہے ہندوؤں پر ویسوی
 شرک ایک جھوٹ ہو اللہ پر پھر جس شخص نے جھوٹ بولنا روا رکھا یا جھوٹی گواہی دی وہ شرک کرتے ہیں
 یہی پاک نہ کرے گا اور اکثر ایسا معلوم ہوا ہے کہ جھوٹی گواہی وہی لوگ دیتے ہیں جنکے دل میں اللہ کی
 عظمت مطلق نہیں ہوتی تب تو اسکا نام لیکر سوا اللہ جھوٹ بولتے ہیں اور جھوٹی قسم کہاتے ہیں دو
 پیسے کو طعم میں ایمان کہتے ہیں پس بے شخص شرک کرتے ہیں یا شرک کی بات کہتے ہیں کب رکیونکو
 اگر انکو ایک درہم ہی طعم دیا دے **عَنْ** **ابْنِ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُؤْبَقَاتِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ قَالَ لِلشِّرْكِ يَا اللَّهُ

خود گالی دی اپنی مان بابت کو انسان کی حرمت اور عزت خود اس کے ہاتھ میں ہے کسی کو گالی دینا پہرہ
گالی کہا نا کہ نئی بڑی حماقت ہو نودی نے کہا اس حدیث معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص سب سے کسی کام کا تودہ
کام اس کی طرف منسوب ہو سکتا ہے اور بد کام کا جو ذریعہ ہو وہ ہی بد ہے تو شیرہ انکار کا بیچنا اس شخص کے
ہاتھ جو اس کی شراب بتاتا ہے یا تہیا بیچنا اس شخص کے ہاتھ جو ڈاکہ مارتا ہے ناجائز ہوگا **باب**
حسنِ خیر الکبریٰ دیکھنا کہ لینے غرور اور غرور پسندی کی حرمت اور اس کا بیان **حسنِ خیر** عبد اللہ
بر مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یدخل الجنة من كان في قلبه ذنبا
ذکر من کے بر فقال رجل ان الرجل یحب ان یتکبر فیکون کتوب حسدا و فکله حسنة قال
ان الله جمیل یتحیی الجمال انک من یظفر الحق و غمط الناس محمد عبد الله بن مسعود
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں نہ جاؤ گا وہ شخص جس کے دل میں رتی برابر بھی غرور
اور گھٹ بڑھوگا ایک شخص بولامہ ایک آدمی چاہتا ہے اسکا کپڑا اچھا ہو اسکا جوتا اچھا ہو (اوروں سے
تو کیا یہ بھی غرور اور گھٹ بڑھ ہے) آپ نے فرمایا اللہ جمیل ہے دوست رکھتا ہو جمال کو **حسن** یعنی اللہ جل جلالہ
سب سے زیادہ پاکیزہ اور خوش اور خوبصورت ہو تو وہ پسند کرتا ہے خوبصورتی اور پاکیزگی اور ستہرائی کو
عمدہ کپڑے عمدہ جوتی جسد رحال میں وہ پہنتا اور زینت کرنا اور خوشبو لگانا یہ امر شیخ ع کے روئے حلال بلکہ
بہتر ترین اور یہ چیزیں کبر اور غرور میں داخل نہیں اگر کسی آدمی کو شوق ہو لباس کل وہ دوسروں سے بہتر کپڑے پہنتا
چاہے یا جوتا پہنتا تو یہ بڑا نہیں بلکہ بہتر اور عمدہ ہے کیونکہ صفائی اور ستہرائی اور پاکیزگی اور حسن و جمال
سب صفات میں اللہ جل جلالہ کے اور انسان کو بالطبع یہ امر مرغوب ہیں پس انکا حاصل کرنا یا ان کا شوق رکھنا
کسی طرح برائ نہیں ہو سکتا اور ان کا شوق کبر اور غرور نہیں ہو سکتا بلکہ کبر کے وہ مغر ہیں جو آگے بیان ہوگا
نودی نے کہا یہ جو آپ نے فرمایا اللہ جمیل ہے پسند کرتا ہے جمال کو تو علما نے اسکو معنوں میں اختلاف کیا ہے
نے کہا اسکا معنی یہ ہے کہ اللہ کی ہر ایک صفت جمیل ہے اور ہر ایک کام جمیل ہے یعنی عمدہ اور بہتر ہے اور اس کے
تمام نام بہتر ہیں اور تمام صفات جمال اور کمال اُس میں موجود ہیں ابوالقاسم قشیری نے کہا جمیل کے معنی جلیل
یعنی بزرگ اور خطاب نے نقل کیا کہ جمیل کے معنی نورانی اور روشن یعنی وہ مالک ہے روشنی اور تازگی کا
اور بعضوں نے کہا اسکا افعال جمیل ہیں کہ وہ نظر کرتا ہے اپنی بندوں پر رحمت کے ساتھ اور تکلیف دیتا
ہے شہوڑے انسان کا سون کی اور ثواب دیتا ہے بہت اور جمیل ایسا اسم ہے جو صحیح حدیث میں خدا کے

لیے آیا ہے پر یہ حدیث خبر واحد ہے اور اسما و جہی کی حدیث میں بھی یہ اسم موجود ہے لیکن اس کو اسناد میں
 گنجلکہ ہے اور محتار یہ ہے کہ اسم کو تحصیل بول سکتے ہیں اور بعض علماء نے اوس سے منع کیا ہے امام الحرمین نے کہا کہ
 اسم بول جلالہ کے ہے جو اسما اور صفات شرع میں ہر اسم اور اسم کا اطلاق کرینگے اور جن کو شرع نے منع
 کیا ہے اون کے اطلاق سے بائز ہیں گے اور جو اسما اور صفات شرع میں نہیں آئے اون کی جواز اور عدم جواز
 کسی کا حکم نہ کرینگے اس لیے کہ شرع کے احکام لفظ سے معلوم ہو ہیں اور اگر ہم جواز یا عدم جواز کا حکم کر دین
 تو ہم نے ایک حکم کیا بغیر شرع کے پھر اطلاق کے جائز ہونگے کیونکہ یہ ضرور نہیں کہ وہ دلیل قطعی ہو لہذا یہی
 آیت یا حدیث متواتر بلکہ وہ دلیل کافی ہے جو موجب ہوتی ہے عمل کو اگرچہ علم کو موجب نہ ہو (یعنی خبر واحد
 کافی ہے) البتہ قیاس کو اس میں دخل نہیں ہو سکتا تمام ہوا کلام امام الحرمین کا اور ان کا درجہ اور رتبہ ہر
 ایک علم میں خصوصاً اس فن میں یعنی علم کلام میں تو انتہا درجہ کا ہے اور یہ وہ ہونگے کہا کہ ہم جواز اور
 عدم جواز کا حکم نہ کریں گے جب تک دلیل شرعی نہ ہو تو بنا اوسکی اور اس مذہب پر جو مختار ہے اور صحیح
 ہے محققین کے نزدیک کہ اصل اشیا میں یہ ہے کہ کوئی حکم نخب یا جادو جبت تک شرع وارد نہ ہو نہ صحت نہ حرمت
 نہ اباحت کا کیونکہ اہل سنت کے نزدیک حاکم شرع ہے اور ہمارے بعض علمائے کہا کہ اصل اشیا میں با
 ہے اور بعضوں نے کہا کہ اصل حرمت ہے اور بعضوں نے کہا کہ اصل توقف ہے اور مختار وہی ہے جو پہلے مذکور ہوا
 اور اہل سنت کو اختلاف کیا ہے کہ اسم تعالیٰ پر اون اسما اور صفات کا جو شرع میں وارد نہیں ہو کر
 اطلاق کیا جاوے یا نہ کیا جاوے بشرطیکہ وہ ہوا اور صفات جمال اور جلال اور کمال اور روح کے ہوں
 تو بعضوں نے ان کا اطلاق جائز کہا ہے اور بعضوں نے منع کیا ہے جب تک کوئی دلیل قطعی جیسے آیت
 یا حدیث متواتر یا اجماع نہ ہو اور خبر واحد سے جو اسم یا صفت ثابت ہو اوس کے اطلاق میں اختلاف ہے
 خاصہ نے کہا صحیح یہ ہے کہ اوسکا اطلاق جائز ہے اتنی ماقال النووی راجع الیہ من ہے
 کہ اسم جل جلالہ کے اسما اور صفات میں وقف صحیح ہے نیز جو اسما اور صفات شرع میں وارد ہوئے
 ہیں ادنیٰ کا اطلاق کرنا چاہیے اور اپنی طرف سے نئے نام اور صفات پر شائبہ نہیں گوارا کرے
 معنی عمدہ ہوں امام بیہقی کی کتاب الاسما و الصفات اس باب میں نہایت عمدہ اور جامع کتاب ہے
 شاعر اور گہشد یہ کہ انسان حق کو ناحق کرے (یعنی اپنی بات کہے پھر سے یا فسادیت سے
 ایک بات دہری ہو اور صحیح ہو اوسکو روکے اور نہ مانے) اور لوگوں کو حقیقہ سے جو ف اور اپنی

اصل اشیا میں با

اصل اشیا میں با

شکیں عالی اور بلند اور معزز خیال کرے یعنی نفس پروردی کرے یہ صفت ایسی بری ہے کہ انسان کو بہت
 ذلیل کرتی ہے اور لوگ اُس سے ناراض ہو جاتے ہیں اور اُس سے دشمن ہو جاتے ہیں اس کم بخت صفت کی
 وجہ سے کچھ صفت یہی عذاب نہیں کہ جنت سے محروم ہوگا بلکہ دنیا میں ہی بڑی تکلیف اور مصیبت ہوگی جو
 شخص گھنڈہ کرنا ہے اور دوسری لوگ اوسکو فکر میں رہتے ہیں اور کسی موقع پر اوسکو ایسا ذلیل کرتے ہیں
 کہ اُسکا سارا عز و رناک کی راہ نکل جاتا ہے حدیث میں غمط الناس طار مہلہ سے مروی ہے جسکو سننے لوگوں
 کو حقیر جانتا اور صحیح مسلم کے سبب خون میں یہ لفظ یون ہی ہے اور ابو داؤد نے بھی اُسکو اسی طرح
 نقل کیا ہے لیکن ترمذی نے غمض صا و مہلہ سے نقل کیا ہے اور معنی اسکا یہی ہے **عَنْ**
عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ
حَبَّةٍ تَخْرُجُ مِنْ إِيْمَانِهِ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ تَخْرُجُ مِنْ قَلْبِهِ
 ترجمہ عبد اللہ بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم میں نہ جاویگا (یعنی ہمیشہ
 کے لیے) وہ شخص جسکو دل میں رائی کے دانے برابر ایمان ہو اور جنت میں نہ جاوے گا وہ شخص جسکو
 دل میں رائی کے دانے برابر گھنڈہ اور عز و ر ہو **ف** ترمذی نے کہا اسکی تاویل میں علما کا اختلاف
 ہے خطاب نے دو وجہیں بیان کی ہیں ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو ایمان لانے میں اتنا ذرا سا
 بھی عز و ر کرے اور ایمان نہ لاوے وہ جنت میں نہ گزرنے جاوے گا جب اسی حالت پر مرے دوسرے یہ
 کہ جب لوگ جنت میں جاویں گے تو ان کے دلوں میں رائی کے دانے کو برابر بھی عز و ر نہ ہوگا اس لیے
 کہ اللہ فرمایا سننے نکال لیا بہشتیوں کے دلوں میں سو جو کچھ کہنا کہ تہی ادن میں اور یہ دونوں تاویل
 بعید ہیں اس لیے کہ حدیث وارد ہوئی ہے کہ ہر کی ممانعت میں لوگوں کو اس پر ہی بابت سے بچانے کے لیے
 اور ادن دونوں تاویلوں کی وجہ سے وہ مطلب فوت ہو جاتا ہے تو ظاہر وہ ہے جو قاصی عیاض اور
 محققین نے اختیار کیا ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ وہ جنت میں نہ جاوے گا جب تک اُسکو اس کہہ کا بدلہ نہ ملے یا اگر
 اوسکو بدلہ ملے تو یہی بدلہ ہے کہ وہ جنت میں نہ جاوے اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ پرہیزگاروں کے ساتھ
 پہلی بار میں جنت نہ جاوے گا **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ**
الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبَرٍ ترجمہ عبد اللہ بن سعد سے روایت ہے کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں نہ جاوے گا وہ شخص جسکو دل میں رائی برابر عز و ر ہو **بَابُ**

الذَّالِجِلَ عَلٰی اَنْ مِّنْ مَّائَاتٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَانْ مَّائَاتٍ مُّشْرِكًا دَخَلَ النَّارَ
 جو شخص شرک سے پاک ہو اور سر تو وہ جنت میں جاوے گا اور جو شرک کی حالت میں سر وہ جہنم میں جاوے گی۔
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ رَوَيْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو مُسْلِمٍ سَمِعْتُ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِّنْ مَّائَاتٍ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ وَقُلْتُ
 اَنَارَ مَنْ مَّائَاتٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ ترجمہ عبداللہ بن مسعود روایت ہے رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ فرماتے
 تھے جو شخص مروجہ اور ان کے ساتھ کسی کو شرک کرنا ہو تو وہ جہنم میں جاوے گا عبد اللہ بن مسعود فرمایا
 میں کہتا ہوں جو شخص مروجہ اور ان کے ساتھ کسی کو شرک کرنا ہو تو وہ جنت میں جاوے گا **ف**
 ایسا ہی ہے صحیح مسلم کے اکثر نسخوں میں اور صحیح بخاری میں اور قاضی عیاض نے بھی ایسا ہی نقل کیا
 ہے اور بعض نسخوں میں اس کے برعکس ہے یعنی پہلا جملہ کہ ابن مسعود کا کلام نقل کیا ہے اور دوسرا جملہ
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حمیدی نے کنز المجمع میں الصحیحین میں ایسا ہی نقل کیا ہے ابو موسیٰ
 نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ دونوں جملہ مروجہ جابر سے ثابت ہیں پہلے ابن مسعود نے جو ایک
 جملہ حضرت کثیرؓ سے نسبت کیا اور ایک اپنی طرف سے اس کی وجہ یہ ہوگی کہ انہوں نے حضرت سے ایک ہی
 جملہ سنا ہوگا اور دوسرا جملہ قرآن وحدیث میں انہوں نے خود نکالا مگر اوسین پر خرابی ہوتی ہے کہ ابن مسعود
 نے خود دوسری روایت میں دونوں جملوں کو حضرت سے نقل کیا تو شاید ابن مسعود کو اس روایت کے
 وقت ایک جملہ یاد رہا ہوگا اور دوسرا یاد نہ ہوگا اس لیے انہوں نے اپنی طرف نسبت دیا اور اللہ اعلم۔
عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْمُوجِبَاتُ
 فَقَالَ مَن مَّائَاتٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَن مَّائَاتٍ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ
 النَّارَ ترجمہ جابر سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یا رسول
 اللہ وہ دو باتیں کون سی ہیں جو واجب کرتی ہیں جنت کو اور جہنم کو آپ نے فرمایا جو شخص مروجہ اور
 وہ ان کے ساتھ کسی کو شرک کرنا ہو تو وہ جنت میں جاوے گا اور جو شخص مروجہ اور ان کے ساتھ کسی کو شرک کرنا ہو تو
 وہ جہنم میں جاوے گا **ف** نویں نمبر اس پر اجماع ہے مسلمانوں کے لیکن شرک جہنم میں جاوے گا وہ دوسرے جہنم میں جاوے گا اور ہفتہ
 اس میں ہے کہ اگر یہودی اور نصرانی اور سب قسم کے کافروں کا یہی حکم ہوگا ان میں کوئی فرق نہیں

زود
 قلت

قال

دوسرے ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اسبطرح جو کافر ہو عناد و یا بغیر عناد کے یا جو مخالف ہو ملت اسلام
 کے یا جو اسلام کی طرف منسوب ہو یعنی مسلمان کہلاوے پہر حکم کیا جاوے اوس کے کفر کا کسی امر کے
 انکار سے اور جو شرک ہو مودعہ ہوا اور کائنات میں جا یا بھی یقینی ہے پہر اگر اوس سے کہیو گناہ پر اصرار
 نہیں ہوا وہ تو پہلے ہی دہم میں جنت میں جاویگا اور جو کبیرہ پر اصرار ہوا ہے تو وہ خدا کی مشیت پر
 ہی چاہئے اور معاف کرے اور سیدنا جنت میں لجاوے اور چاہے چند روز عذاب کر کے جنت
 میں لے جاوے لیکن وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا **حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ لَقِيَ اللَّهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَنَزِلَ فِيهِ لَيْثٌ لَيْثٌ بِمِثْلِ النَّارِ** ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کو شرک کرنا نہ ہو وہ جنت میں جائے گا اور جو اُس سے لے کر کسی کو اُس کے ساتھ شرک کرنا ہو وہ جہنم میں جاوے گا **حَدَّثَنَا ابْنُ دُرَيْمٍ عَنْ التَّيْمِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ أَنَا فِي جَبْرِئِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَبَشَّرَنِي أَنَّهُ لَمَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ فَلَمْ يَنْزِلْ فِيهَا وَرَأَى سَرَفًا وَقَالَ وَرَأَى رَفًا وَرَأَى سَرَفًا وَرَأَى رَفًا** ترجمہ ابو ذر غفاری سے روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت جبریل علیہ السلام سے کہ اگر وہ شرک کرے جو شخص تمہاری امت میں ہو اگر وہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرے گا تو جنت میں جاویگا میں نے کہا اگر وہ زنا کرے یا چوری کرے انہوں نے کہا اگر وہ زنا کرے یا چوری کرے تو اسے اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہوگا تو جنت میں جاویگا میں نے کہا اگر وہ کبیرہ گناہ کرے تو وہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ جہنم میں یا تو بالکل نجات دیا جائے گا یا جو چند روز کے بعد دہان سے نکلے جنت میں جاویگا اور اوپر اس کے بیان کی تفصیل گزری ہے اگر وہ زنا اور چوری کو اس لیے خاص کیا کہ یہ دونوں بڑے کبیرہ گناہ ہیں اور زنا حق اللہ اور چوری حق العباد تو معلوم ہوا کہ جو شخص خود ہوا اور اُس گناہ میں مبتلا ہو جو حق العباد ہو تب بھی وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ کسی کبھی وہان سے نکلے آخر کو جنت میں ضرور جاویگا **حَدَّثَنَا ابْنُ دُرَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ لَقِيَ اللَّهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَنَزِلَ فِيهِ لَيْثٌ لَيْثٌ بِمِثْلِ النَّارِ** ترجمہ ابوبکر صدیق سے روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کو شرک کرنا نہ ہو وہ جنت میں جائے گا اور جو اُس سے لے کر کسی کو اُس کے ساتھ شرک کرنا ہو وہ جہنم میں جاوے گا **حَدَّثَنَا ابْنُ دُرَيْمٍ عَنْ التَّيْمِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ أَنَا فِي جَبْرِئِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَبَشَّرَنِي أَنَّهُ لَمَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ فَلَمْ يَنْزِلْ فِيهَا وَرَأَى سَرَفًا وَقَالَ وَرَأَى رَفًا وَرَأَى سَرَفًا وَرَأَى رَفًا** ترجمہ ابو ذر غفاری سے روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت جبریل علیہ السلام سے کہ اگر وہ شرک کرے جو شخص تمہاری امت میں ہو اگر وہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرے گا تو جنت میں جاویگا میں نے کہا اگر وہ زنا کرے یا چوری کرے انہوں نے کہا اگر وہ زنا کرے یا چوری کرے تو اسے اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہوگا تو جنت میں جاویگا میں نے کہا اگر وہ کبیرہ گناہ کرے تو وہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ جہنم میں یا تو بالکل نجات دیا جائے گا یا جو چند روز کے بعد دہان سے نکلے جنت میں جاویگا اور اوپر اس کے بیان کی تفصیل گزری ہے اگر وہ زنا اور چوری کو اس لیے خاص کیا کہ یہ دونوں بڑے کبیرہ گناہ ہیں اور زنا حق اللہ اور چوری حق العباد تو معلوم ہوا کہ جو شخص خود ہوا اور اُس گناہ میں مبتلا ہو جو حق العباد ہو تب بھی وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ کسی کبھی وہان سے نکلے آخر کو جنت میں ضرور جاویگا

کی لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کیا سمجھتے ہیں اگر میں بڑا
 ایک کون سے پہر بیان کیا دیتا تو اسی طرح جیسے اوپر گزری حکایت اسامہ کے بنی نہیں دیکھنا حدیث
 ابن ابی شیبہ: قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ فَمَجَّعَنَا الْحَرُّ كَانَتْ
 مِنْ حُرِّ يَمِينِهِ فَأَذْرَكْتُ رَجُلًا فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَخَطَعْنَاهُ فَوَضَعَتْ يَدَايُهَا مِنْ ذَلِكَ
 فَذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَفَعَلْتَهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِنَ السَّيْلِ رَاحَ قَالَ أَفَلَا
 شَفَعْتُ عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا فَمَا زَالَ يُكَيِّدُهَا عَلَيَّ حَتَّى ثُمَمْتُ أَرَأَيْتَ لَأَسْأَلَهُ
 يَوْمَئِذٍ قَالَ فَقَالَ سَعْدُ وَأَنَا وَاللَّهِ لَا أَثَلُّ مُسْلِمًا حَتَّى يَقْتُلَهُ ذُو الْبَطْنَيْنِ يَعْنِي أَسَامَةَ
 قَالَ قَالَ رَجُلٌ أَلَمْ تَقُلْ اللَّهُ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَتَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ يَنْتَ فَقَالَ
 سَعْدُ قَدْ قَاتَلْنَا حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَأَنْتَ أَهْلُكُمْ أَبْكَ يُرِيدُونَ أَنْ تُقَاتِلُوا حَتَّى تَكُونَ
 فِتْنَةٌ ثُمَّ جِئْتُمْ سَامَةَ بْنَ زَيْدٍ بِرِزَايَتِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرُوا إِلَيْهِ مِنْ هَيْجَا رَسُوهُ
 لَكَيْتُمْ هِيَ لَشَرِّهِمْ أَيْكَ لَكَيْتُمْ كَوْجِبِينَ جَابِرًا دَمِي تَكُ سَمَةَ مِنْ أَيْمِ صَبْرٍ كَوَاطِئَ حَرَكَاتٍ سَوْجِبِينَ مِنْ
 سَاحِلِ حَرَكَاتٍ لَنْجَمِ حَاوِزِ شَيْخٍ رَأْيِكَ قَبِيلِهِ (پھر میں نے ایک شخص کو پایا اوس نے لالہ الہ الامہ کہا
 میں نے خبر چاہی سوا کو مار دیا بعد اوس کے میرے دل میں وہم ہوا (کہ لالہ الہ الامہ کہنے پر بارنا درست تھا)
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا کیا اوس نے لالہ الہ الامہ کہا تھا اور تو نے
 اُسے مار ڈالا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اوس نے بتایا سے ڈر کر کہا تھا آپ نے فرمایا کیا تو نے اُس کا
 دل چیر کر دیکھا تھا مجھے معلوم ہوتا کہ اُس کے دل نے چکر کہا تھا یا نہیں (مطلب یہ کہ دل کا حال مجھے
 کہان سے معلوم ہوا) پھر آپ بابر بھی فرماتے یہاں تک کہ میں نے آنر نو کی راس میں اسیدن مسلمان
 مبرا ہوتا (تو اسلام لائیکے بعد ایسے گناہ میں مبتلا ہوتا کہ چونکہ اسلام لانے سے کفر کے اگلے گناہ سحان
 ہو جاتے ہیں) سعد بن ابی وقاص نے کہا تم خدا کی میں کسی مسلمان کو نہ اردن کا جب تک اس کا دل بولطین
 لینے اسامہ نہ مارے (بگین نصیر ہے بطن کی اور بطن کہتے ہیں پیٹ کو اسامہ کو ذوالبطین اس لیے
 کہتے ہیں کہ اون کا پیٹ بڑا تھا) ایک شخص بولا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لوطان سے جیتاک کہ فساد نہ ہے
 اور دین سب اللہ کے لیے ہو جاوے سعد نے کہا ہم نو لٹے (کافروں سے) اس لیے کہ فساد نہ ہو اور

تو اور تیرے ساتھی اس کے لڑنے میں کہنا وہ ہشتاد امہ شالی نے فرمایا سورۃ انفال میں وَقَاتِلُوا
 حَتْمَ حِمْيَرَ لَا تَكُونُوا فِتْنَةً وَتَكُونُوا الَّذِينَ كُنْتُمْ لَكُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَكِنَّ يَوْمَئِذٍ فَتْنَةٌ مِّنْكُمْ
 نَزَرَ لُّوْثٌ جَابِرٌ وَهُوَ اِيْمَانٌ مِّنْ خَلْلِ ثَمَالٍ سَكِينٍ اور ہو جاؤ تو ذین الصد کا اس شخص کا مطلب اس
 آیت کے پڑھنے سے یہ تھا کہ مسلمان بھی اگر نساؤ کریں تو ان سے لڑنا جائز ہے سعد بنے اس کا الزام نہ یا
 کہ یہ تو اور نساؤ پڑنا ہے آپس میں لڑنا اور ہماری لڑایاں نساؤ پڑنے کے لیے تھیں جس کا وہ اسامہ
 بن زید کا کہنا تھا فَخَرْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْأَنْزَلَةِ مِنْ جُنَيْكَةَ فَخَبَّرَنَا
 الْقَوْمَ فَوَقَعْنَا سَاهُمْ قَالَ وَلَقِيتُ أَكَاوِجَ لَاحِلَةً مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا وَنَحْوَهُ فَبَكَتَا غَسِيْنَةً
 قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ فَكَفَّ عَنْهُمَا الْأَنْصَارِيُّ وَطَحْنَتْهُ مِنْ جُنَيْكَةَ فَخَبَّرْتُكَ قَالَ فَلَمَّا
 قَدَرْنَا بَلَّغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَيْنًا اسَامَةُ أَتَقْتُلْتُهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا
 إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ قُلْتُ بَارِسُوهُ اللَّهُ إِنَّكُمْ كَانْتُمْ مُنْعَوِدًا قَالَ فَقَالَ أَتَقْتُلْتُهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ
 إِلَّا اللَّهُ قَالَ قُلْتُ لَا لَكِنَّ رُحَاءَ عَلَى حَقِّ قَوْلِكَ أَتَقْتُلْتُهُ قَبْلَ ذَلِكَ أَلَيْسَ
 ترجمہ اسامہ بن زید سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سچو کہ یہ طاعت پہنچا جو ایک قبیلہ حبشہ
 میں سے پہرہ میں صبح کو وہاں پہنچے اور ان کو شکست دی یہ سچ اور ایک انصاری آدمی نے ملکر
 ایک شخص کو پکڑا جب اس کو گھیرا تو وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگا انصاری تو یہ سنکر اُٹھ بیٹھا گیا اور
 میں نے یہاں سے اس کو مارا یہاں تک کہ وہ مر گیا جب ہم لوٹ کر آئے تو یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کو پہنچی اور پہلی روایت میں ہے کہ اسامہ بن زید کو فرمایا یہ آپ کو پہلے خبر پہنچ گئی ہوگی یہ اسامہ
 نے بھی ذکر کیا ہوگا اور سوخت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اسامہ تو نے اس کو مار ڈالا لا الہ
 الا اللہ کہنے کے بعد میں نے کہا یا رسول اللہ اس نے اپنے تین بچائے کے لیے کہا آپ فرمایا تو نے
 اس کو مار ڈالا لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد پہر آپ بار بار یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ میں آرزو کی کاغذ پر
 مسلمان نہوا ہوتا اور سن سے پہلے (تو یہ گناہ پہر نہوتا) صغوان بن حذافہ کہہ دیتا
 أَتَجِدُكَ بِنَ عَبْدِ اللَّهِ الْبَحْلِيِّ بَعَثَ إِلَى عَفْسٍ بِنِ سَلَامَةَ زَمَنْ فَيَنْدُبُ بِنِ الْبَحْلِيِّ
 فَقَالَ اجْمَعُوا لِي نَفْسًا مِّنْ إِخْوَانِكِ حَتَّى أَجِدَ نَفْسًا تَبْعَتِ رَسُولَ الْيَمَعِ حَتَّى أَجْمَعُوا
 جَاءَ جُنْدُكَ وَعَلَيْهِمْ مِّنْ كُنْ أَصْفَرُ فَقَالَ أَتَحَدُّنَا بِمَا كُنْتُمْ تَحَدُّونَ بِهِ حَتَّى

اَللّٰهُمَّ
 اِنِّیْ
 اَسْأَلُكَ
 اَلْجَنَّةَ

انجیر کرم عن نبی اکرم ادرست میں تو مطلب صاف ہو یعنی میرا ارادہ کچھ تھا سوا اسکے کہ حدیث بیان
 کروں تم سے تمہارا جو پیغمبر کی اور نودی کی کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نسخے میں لا کا لفظ نہیں
 ہے تو شاید مراد اذن کی وہ نسخے ہیں جو اذکود شق میں دستیاب ہو۔ نودی نے کہا بیان پر یہ
 اشکال ہوتا ہے کہ جب تک خود جس سے کہلا بھیجا کہ تم لوگوں کو جمع کرو۔ میں ان سے حدیث بیان
 کروں گا پھر جب آؤ تو خود کیسے کہنے لگے کہ میرا ارادہ حدیث بیان کرنیکا نہ تھا اور اس کا رفع و طرح
 سے ہو سکتا ہے ایک تو یہ کہ لا کا لفظ زائد ہو اس صورت میں ترجمہ ہو گا جو اوپر مذکور ہوا یعنی میرا
 تمہاری پاس آیا اس ارادے سے کہ بیان کروں تم سے حدیث تمہارے پیغمبر کی اور مطلب صاف ہو گا
 گا جیسے قرآن میں لا کا لفظ لَمْ یَعْلَمْ اَهْلَ الْکِتَابِ۔ اور مَا مَنَعَكَ اَنْ لَّا تُشْجِدَ مِنْ زَائِدٍ ہے دوسرے یہ کہ لا
 کا لفظ زائد نہ ہو اور مطلب یہ ہو کہ میں تمہاری پاس آیا اور میرا ارادہ حدیث بیان کرنیکا نہ تھا بلکہ پھر
 طرف سے بابتین کرنیکا پر میں اب اپنا ارادہ سے زیادہ حدیث ہی بیان کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اخیر تک خیر جاری میں ہے کہ شاید اس پہلے سہزہ
 استفہام محذوف ہو یعنی میں تمہارے پاس آیا اور یہ ہو سکتا ہے کہ میرا ارادہ حدیث بیان
 کرنیکا نہ ہو (یعنی میرا ارادہ ہے) و اما علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو
 کا ایک لشکر مشرکوں کی ایک قوم پر بھیجا اور وہ دونوں ملے (یعنی آمناسا مناسا ہو امید ان جنگ میں)
 تو مشرکوں میں ایک شخص تھا وہ جس مسلمان پر چاہتا اس پر حملہ کرتا اور مار لیتا آخر ایک مسلمان نے
 اس کی غفلت کرتا کا اور لوگوں نے ہم سے کہا کہ وہ مسلمان اسامہ بن زید تھو پھر جب انہوں نے تلوار
 اور سپر سیدی کی تو اس نے کہا لا الہ الا اللہ لیکن انہوں نے مار ڈالا اس کو بعد اس کے قاصد خود بخوبی
 لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا آتے اُس سے حال پوچھا اس نے سب حال بیان کیا یہاں تک
 کہ اس شخص کا یہی حال کہا یعنی اسامہ بن زید کا آپ کو انکو بلایا اور پوچھا تم نے کیوں اس کو مارا اس
 نے کہا یا رسول اللہ اس نے بہت تکلیف دی مسلمانوں کو تو مارا فلا نے اور فلا نے کو اور نام لیا کسی سپر
 کا پھر میں اس پر غالب ہوا جب اس نے تلوار کو دیکھا تو لا الہ الا اللہ کہنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا تم نے اس کو قتل کیا انہوں نے کہا مان آپ کو فرمایا تم کیا جریب دو گے لا الہ الا اللہ کا
 جب وہ آؤ گے قیامت کو دن انہوں نے کہا یا رسول اللہ وہ کجی میرے لیے بخشش کی آپ نے فرمایا تم

کیا جواب دو گے لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنتَ کَاجِبَ دِهْ آجے کا قیامت کے دن ہجر آپ نے
 اس سے زیادہ کچ نہ کہا اور یہی کہتے رہے کہ تم کیا جواب دو گے لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنتَ کَاجِبَ
 دِهْ آجے کا قیامت کے روز **بَاب** قَوْلِ الشَّيْخِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَكَلَّمَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْكَ السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا جَوْشَخْصِ سِلْمَانُونِ پُر ہتیار اُٹھا دے
 وہ مسلمان نہیں ہے **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ عَنِ الشَّيْخِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 أَنَّهُ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْكَ السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا **ترجمہ** عبداللہ بن عمر سے
 روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص سپر ہتیار
 اڑھتا دے وہ ہم میں سے نہیں ہے **ف** نووی نے کہا جو شخص مسلمانوں
 پر ہتیار اڑھتا دے نا حق بغیر کسی قسم کے تاویل کے لیکن اس فعل کو حلال نہ
 جانے وہ تو گنہگار ہے اور کافر نہ ہوگا اور جو حلال جانے وہ کافر ہے اور یہ
 حدیث محمول ہے حلال جانے والے پر یا مراد یہ ہے کہ وہ ہمارے عمدہ طریقے
 پر نہیں ہے **عَنْ** سَكْمَةَ عَنِ الشَّيْخِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَ
 سَكْمَةَ قَالَ مَنْ سَلَّ عَلَيْكَ السَّيْفَ فَلَيْسَ مِنَّا **ترجمہ** سلمہ بن الاکوع سے
 روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر تلوار کیسے
 وہ ہم میں سے نہیں ہے **عَنْ** ابْنِ مَوْسَى عَنِ الشَّيْخِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْكَ السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا **ترجمہ** ابی موسیٰ سے
 روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتیار اڑھتا
 وہ ہم میں سے نہیں ہے **بَاب** قَوْلِ الشَّيْخِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَعَشْنَا فَلَيْسَ مِنَّا **ترجمہ** جو شخص مسلمانوں کو فریب دہو
 وہ مسلمان نہیں ہے **عَنْ** ابْنِ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْكَ السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا وَمَنْ نَعَشْنَا فَلَيْسَ
 مِنَّا **ترجمہ** ابی ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتیار اڑھتا دے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو شخص

ہم کو دھوکا دیوے وہ ہم میں سے نہیں ہے **حکم** اَبَا ہُرَیْرَةَ
رَفَعِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
عَلَى صُحْبَةِ طَعَامٍ فَإِذَا خَلَّ يَدَكَ فَنِيْعًا كُنَّا لَكَ أَصَابِيْعُهُ بَكَلًا فَمَنْ
مَا هَذَا أَيَا صَاحِبِ الطَّعَامِ فَقَالَ أَصَابَتْهُ الشَّيْطَانُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ
أَفَلَا جَعَلْتَهُ تَوَقُّقَ الطَّعَامِ ثُمَّ كَرَّاهُ النَّاسُ مِنْ عَشَشَ ذَلِكَ مِنْهُ

نہی

ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک ڈھیر اناج کا راہ میں آپ نے اسے سنا
ہاتھ اس کے اندر ڈالا تو انگلیوں پر ترسی آگئی آپ نے پوچھا اسے اناج
کے مالک یہ کیا ہے وہ بولا بانی بڑ گیا تھا اوس پر بار رسول اللہ آپ
نے فرمایا پرتو تو اوس پہلگی جوئی اناج کو اوپر کیوں نہ رکھا کہ لوگ دیکھ
لیتے جو شخص فریب کرے دھوکا دیوے وہ جہم سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا
باب تَحْرِيمِ ضَرْبِ الْحَدِّ وَدِرْأَوْ تَوَقُّقِ الْجِيْوَبِ وَاللُّعَاظِ

و

يَدُ مَخْوِي الْجَاهِلِيَّةِ كَالْمِثْنِ ارْغِيبَانِ بِهَارِثَانَ اور جابلیتہ کی سے
باتین کرنا حرام ہے **حکم** عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنْكُمْ مَنْ ضَرَبَ الْحَدَّ
أَوْ شَقَّ الْجِيْوَبَ أَوْ دَعَا يَدَ مَخْوِي الْجَاهِلِيَّةِ هَذَا أَحَدُ ثَلَاثٍ يَكُونُ

اہل

وَأَمَّا اِثْنِ مَسْكِيْنٍ وَابْنُكَ فَقَالَ وَشَقَّ وَدَعَا يَدَ مَخْوِي الْفِتْرِ **ترجمہ** عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ وسلم نے فرمایا ہم میں سے نہیں ہے وہ شخص جو گاتوں کو سپیٹے یا کر بانون
کو پہاڑے باجا بلیت (کفر) کے زمانے میں کی باتیں کرے اور دوسری
روایت میں آؤ کے بدلے تو ہے **ف** یعنی یون ہے جو شخص گاتوں
کو سپیٹے اور گریبا نون کو پہاڑے اور جابلیتہ کی سی باتیں کرے (یعنی
صحبت کے وقت ہماری شریعت میں یہ سب کام حرام ہیں) اِنَّا لِلّٰہِ

ہم میں سے نہیں ہے وہ شخص جو یہ کام کرے **باب** بَيَانِ غِلْظِ خَيْرِ الْمَيْمَنَةِ حَيْثُ مَرَى حَتَّ
 حرام ہے کہ **حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى** قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَبِي عَدَسٍ قَالَ حَدَّثَنَا
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَسَائِكُمْ ترجمہ حدیثہ کو نمبر پہنچا
 کہ فلان شخص بات لگا دیتا ہے (یعنی چغلی کہتا ہے) انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
 سنا آپ فرماتے تھے چغل جو حنبت میں نہ جا دیکھا **ف** انہوں نے کہا چغلی کہتے ہیں لوگوں کی بات
 دوسروں کو پہنچانا لڑائے اور فساد کرانے کے لیے امام غزالی نے احبار العلوم میں کہا اگر چغلی اسکو
 کہتے ہیں کہ ایک کی بات دوسرے سے لگا دینا یعنی اس شخص سے کہنا کہ فلاں ناجھے ایسا کہتا تھا اور حالانکہ
 چغلی کچھ بھی امر نہیں بلکہ ہر بری بات کا بیان کرنا چغلی سے حاذہ اس کے اُس بات کہتے ہوئے کو رنج ہو یا
 حکم لیے کہی جاوے اسکو رنج ہو یا اور کسی تیسرے کو رنج ہو اور یہ بیان خواہ زبان سے ہو یا اشارے
 اور کماٹے سے سب چغلی میں داخل ہے تو حقیقت چغلی کی راز کا کہو لانا ہے اور پردہ فاش کرنا جو کسیکو
 ناگوار ہو پھر اگر کسی شخص کو دیکھا اپنا روپیہ کاٹتے ہوئے اور نہ کر کیا اسکا دوسروں سے تو چغلی کی پھر
 امام غزالی نے کہا اب جس شخص کے پاس کوئی چغلی کہاوے اسکو جو یہ باتیں ضرور میں ایک تو یہ کہ اس
 کی بات سچ نہ جائے کیونکہ چغل خود فاسق ہے دوسرے یہ کہ اسکا کام سے اسکو منع کرے اور برا کہے اور اسکو
 تیسرے یہ کہ اس شخص کو برا جائے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بُرا ہے (یعنی چغلی کہاں والا) چوتھی یہ کہ
 اپنے بہائی پر جسکی چغلی اس نے کہائی ہے بدگمانی کرے پانچویں یہ کہ اُس بات کا زیادہ تبسُّن کرے
 اور اسکو دریافت نہ کرے چھٹی یہ کہ خود چغلی خور نہ بنے یعنی اوس بات کو کسی اور سے نقل نہ کرے ورنہ خود
 اوی گناہ میں بہنسرگا جس سے چغل خور کو منع کرتا تھا انتہے۔ امام نووی نے کہا یہ سب اس صورت میں
 ہے جب اوس بات میں کوئی مصلحت شرعی نہ ہو لیکن اگر اوس کے فاش کرنے میں کوئی مصلحت ہو تو
 منع نہیں مثلاً کوئی کسیکو قتل یا عزت زبری کا ارادہ رکھتا ہو تو اسکو مطلع کر دینے یا امام یا حاکم کو
 کسی شخص کے فساد یا ظلم کو بیان کرے جس میں اور لوگوں کا فائدہ ہو تو یہ حرام نہیں ہے بلکہ بعضی صورت
 میں واجب ہے یا مستحب اگر متعجب حکم کہتا ہے اس بات کو دیکھنا چاہیے اگر اوس کے فاش کرنے میں یا امام
 یا حاکم سے کہتے ہیں عام کی بہلائی اور اسفندت ہو تو بیشک کہنا چاہیے اور جو کسیکا فائدہ نہیں صرف
 اوس شخص کا ضرر ہے تو اسکا کہنا ضرور نہیں ہے پھر نووی نے کہا یہ جو فرمایا چغل خور حنبت میں نہ جاوے

نو اوس میں دوسری دو تالیفیں ہیں ایک یہ کہ مراد وہ شخص ہے جو پہلے کمرہ میں سمجھ کر دوسرے کمرہ میں سے
 کو جہل خرد اور اچھی جنہیوں کے ساتھ نہبت میں نہ جا دیکھا کہ جس نے ہم نام بن الحارث بن عوف قال کان
 رجل من اهل الجند قال لا بد لي ان اكون في المسجد فقال القوم طمأنينة فبقوا حتى
 ان اكلوا قالوا حتى جلس اليك فقال حدثني سمعت رسول الله صلى الله
 عليه وسلم يقول لا يدخل الجنة قتات ترجمہ ہم نام بن حارث سے روایت ہے
 ایک شخص لوگوں کی باتیں عام سے بیان کیا کرتا اور بجا برسم مجاہدین بیٹھے تھے لوگوں نے کہا یہ شخص عام
 بات کہہ رہا ہے پھر آیا اور بیٹھا ہمارے پاس حذیفہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے سنا آپ فرماتے تھے نہبت میں نہ جا دیکھا کہ جس نے ہم نام بن الحارث بن عوف قال کان
 مع حذيفة في المسجد فجاء رجل حتى جلس اليك فبقوا حتى جلس اليك فقال القوم طمأنينة فبقوا حتى
 الى السلطان اشيائه فقال حذيفة اراة انت يئوسه سمعت رسول الله صلى الله
 عليه وسلم يقول لا يدخل الجنة قتات ترجمہ ہم نام بن حارث سے روایت ہے وہم صحابہ
 حذیفہ کے ساتھ بیٹھ ہوئے تھے ان میں ایک شخص آیا اور ہمارے پاس آ بیٹھ گیا لوگوں نے حذیفہ سے
 کہا یہ یا و شاہ تک بات لگاتا ہے حذیفہ نے کہا وہ سنائی نیت سے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے نہبت میں نہ جا دیکھا کہ جس نے ہم نام بن الحارث بن عوف قال کان
 والمن بالعطية وتبين السكتة بالحلف وتبين الثلاثة الذين لا يكلمهم الله يوم القيمة
 ولا ينظر اليهم ولا ينصرون ولا يحزنون ولا يؤمنون ولا يحزنون ولا يؤمنون ولا يحزنون ولا يؤمنون
 کی اور مال کو چھوٹی قسم کہا کر چیتے کی سخت حرمت کا بیان اور ان میں اؤمیون کا بیان جن کے اللہ تعالیٰ
 قیامت کے دن بات نہ کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا نہ ان کو پاک کرے گا بلکہ ان کو وہ کا عذاب ہوگا جس کا
 انذیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ثلاث لا يكلمهم الله يوم القيمة ولا
 ينظر اليهم ولا ينصرون ولا يحزنون ولا يؤمنون ولا يحزنون ولا يؤمنون ولا يحزنون ولا يؤمنون
 علیہ وسلم ثلاث من ار فقال ابو ذر خا جوا وخبروا من ههنا رسول الله قال المثل
 والمثان والمثيقين سلكه بالحلف الكاذب ترجمہ ابو ذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کا اللہ تعالیٰ بات نہ کرے گا قیامت کے دن نہ ان کی طرف دیکھے گا

(رحمت کی نگاہ سے) نہ ٹھو پک کرے گا کئی ہونے اور انکو کہہ گا عذاب ہو گا آپ نے میں بار بار فرمایا
 دو ابو ذر نے کہا برباد ہو گئے وہ لوگ اور نقصان میں پڑے وہ کون ہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ایک تو
 لٹکانے والا **ف** ابغزوہ تبند یا یا جاے کو با کرتے کو ٹخنوں سے نیچے غزوہ اور کب کے راہ سے میری
 حدیث میں صاف آیا کہ اللہ تعالیٰ نہ کیجیگا اس شخص کی طرف جو کپڑا اپنا لٹکا دے غزوہ سے اور یہ غزوہ
 کی فتیہ خاص کرتی ہے ازار لٹکانے والے کے عموم کو اور اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ عیبہ اسی
 کے لیے ہے جو غزوہ سے لٹکا دے اور غزوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت دی سے حضرت ابو بکر
 کو کپڑا لٹکانے کی کیونکہ ان کا یہ فعل غزوہ کی راہ سے نہ تھا امام محمد بن جریر طبری نے کہا دوسری روایت
 میں حضرت نے صرف ازار لٹکانیوالے کو بیان کیا اس لیے کہ اکثر لباس اس وقت کا ازار ہی تھا
 اور تنصیب کا بھی یہی حکم ہے اور یہ ایک حدیث میں صاف آگیا ہے جسکو ابو داؤد اور ترمذی اور ابو
 ماصی نے ابن حنبل سے روایت کیا انہوں نے اپنے باب میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 لٹکانا ازار میں ہے اور تنصیب میں اور عامے میں اور جو کوئی ان میں سے کسی کو لٹکا دے غزوہ سے تو قیامت
 کے روز اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہ کیجیگا (نوی) **ف** دوسری احسان کو کہے اسکو جتنا والا
ف یعنی اچھا نسل مشہور ہے خدا اچھو کا احسان نہ کرادے جب کسی شخص سے کسی قسم کا سلوک
 کرے یا احسان تو تہذیب یہ ہے کہ اس کا ذکر کرے کسی عیبے میں اپنا احسان اور سپر خبا دی ورنہ
 نیکی برباد گنہ لازم ہوگا۔ **ف** تیسری جہول قسم کہا کہ اپنے مال کی نکاسی کرنے والا **ف** تیسری
 بے ایمان تاجردن کی عادت ہوتی ہے کہ اپنا مال کی خواہ مخواہ تعریف کرتے ہیں اگر خریدار کو اس کی
 قیمت میں یا خرید میں تردد ہو تو قسم کہا بیٹھے ہیں اور خریدار دھوکے میں آنکر خرید لیتا ہے **ف** چہ
 اَلَيْ دَرِيْعِن النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يَكُونُ فِيهِمْ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْبَائِسُ
 الَّذِي لَا يُعْطِي شَيْئًا إِلَّا مَتْنَهُ وَالْمُنْفِقُ سَلَعَتُهُ بِالْحَدِّ الْفَاجِسُ وَالسَّبِيلُ إِذَا دُرِكَ -
ترجمہ ابو ذر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کو اللہ تعالیٰ بات
 نہ کرے گا قیامت کے روز ایک تو احسان جتنا والا جو دیکر احسان جتا دے دوسرا اپنا مال چلانے والا
 جہول قسم کہا کہ تیسرے ازار لٹکانیوالے **ف** سیکھنا کہ بخدا اہل شناد وقال ثَلَاثَةٌ لَا
 يَكُونُ فِيهِمْ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْبَائِسُ الَّذِي لَا يُعْطِي شَيْئًا إِلَّا مَتْنَهُ وَالْمُنْفِقُ سَلَعَتُهُ بِالْحَدِّ الْفَاجِسُ وَالسَّبِيلُ إِذَا دُرِكَ - اس روایت

[illegible]

کا نہ ہے بیشک ہمیشہ جنہم میں رہیگا دوسرے یہ کہ ہمیشہ ہم سے مراد بہت مدت تک ہمارے تیسرے یہ کہ اوس کی نظر
 کا بدلہ ہی ہوا کہ ہمیشہ ہمیشہ جنہم میں رہے پھر خدا نے احسان کیا اور حکم دیا کہ جب کا خانہ اسلام پر ہوگا وہ ہمیشہ
 جنہم میں رہے گا **سُكُنْ ثَابِتُ بْنُ الصَّخْرَةِ اِنَّهُ بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
تَحْتَ الشَّجَرَةِ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ مَنْ حَاكَفَ عَلَى يَمِينِهِ يَوْمَ
غَيْرَةِ بَنِي نَدْلَةَ كَذِبًا فَخَوَّكَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِشَيْءٍ عَنَّا بِيَوْمِ الْهَيْمَةِ
وَلَيْسَ عَلَيْهِ رَجُلٌ نَدْلٌ فِي شَيْءٍ كَلِمَةٍ ترجمہ ثابت بن صخاک سے روایت ہے انہوں نے
 بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شجرہ رضوان کے تلے اور آپؐ فرمایا جو شخص قسم کھاوے کہ سیات
 پر اسلام کے سوا اور دین کی (یعنی بول کہے اگر میں ایسا کام کروں تو نضر لائی ہوں یا یہودی ہوں یا
 ہندو ہوں) جہنمی قسم تو وہ ویسا ہی ہو گیا جیسا اوس نے کہا **ف** یعنی کافر ہو گیا یہ رجز اور تغلیظ
 کے طور پر ہے نزوی نے کہا اگر اوس کے ولین اسلام کے سوا اور دین کی عظمت ہے وہ تو بلاشبہ کافر
 ہے اور جو اور دین کی عظمت نہیں بلکہ اسلام اوس کے دل میں راسخ ہے تو وہ کافر نہ ہوگا اس صورت
 میں کفر سے مراد ناشکری ہے کیونکہ اسلام کا متفقہی یہ تھا کہ ایسے بدقسم کہاں تاہا **ف** اور جس نے
 قتل کیا اپنے تئیں کسی چیز سے روہ اسی سے غضاب دیا جاوے گی قیامت کو دن اور کسی آدمی پر وہ نذر پوری
 کرنا واجب نہیں جو اوس کے اختیار میں نہیں یا اوس کے ملک میں نہیں (جیسے نذر کرے اور کسی کا
 برہہ آزاد کرنے کی) **سُكُنْ ثَابِتُ بْنُ الصَّخْرَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ**
لَيْسَ عَلَى الرَّجُلِ قَتْلُ مَنْ يَمْلِكُ وَلَعَنَ الْمُؤْمِنُ كَقَتْلِهِ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِشَيْءٍ
فِي الدُّنْيَا عَذَّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ اَدْعَى دَعْوَى كَاذِبَةً لَيْتَ كُنتَ بِهَا كَاذِبًا
اللَّهُ الْاَقْلَهُ وَمَنْ حَاكَفَ عَلَى يَمِينِهِ حَتَّى فَاَجَرَ فِي رَحْمَةِ ثَابِتُ بْنُ صَخَاكٍ سے روایت ہے رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی پر وہ نذر پور کرنا واجب نہیں جو اوس کے ملک میں نہیں اور
 مسلمان پر لعنت کرنا ایسا ہے جیسے کو قتل کرنا **ف** نزوی نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
 مسلمان پر لعنت کرنا بڑا سخت گناہ ہے امام غزالی نے کہا کسی مسلمان پر یا کسی جاہل پر لعنت کرنا درست
 نہیں اس بطور اور مسلمان پر جو ناسق ہو اسی طرح کسی عین کافر پر چاہ وہ زندہ ہو یا مر گیا ہو مگر اوس کا فریہ
 جبکہ کفر پر مرنافض سے ثابت ہو لعنت کرنا درست ہے جیسے ابولہب اور ابو جہل وغیرہ اور لعنت کرنا کافروں

کے گروہ پر درست ہے جس پر لعنت الہی کا فزون پر پایہ و دیون پر یا بضاری پر اور ظاہر حدیث یہ ہے کہ لعنت
 اور قتل و ذبح حرمت میں برابر ہیں اگرچہ قتل بہت سخت ہے یہی اختیار کیا ہے مائری سے
 اور جو شخص اپنی جان لیو کر دینا میں کسی سے پہلے گزردہ اسی سے عذاب دیا جاوے گا قیامت کو دن اور جو شخص
 جوہر مادہ عوی کرے انبیا مال بڑانے کے لیے تو خدا اس کا مال اور کم کر دے گا اور جو شخص تم کہادو حاکم کے حکم کو قبول
 اس کا مال ہی اسے تعالیٰ کم کر دے گا نودی نے کہا یہاں یہ عبارت مخدوٹ ہے یا وہ عطف ہے پہلے جملے
 کے مبتدا پر اور یہ طلب دوسری روایت میں پورا آیا ہے جو شخص تم کہادو حاکم کے حکم سے کسی مسلمان کا مال
 دبا لینے کو تو وہ اس کے سوا کسی اور سے عذر ہوگا **عَنْ** ثَابِتِ بْنِ الطَّحْطَاكِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَكَمْتُ بَيْنَ بَيْنِ مَوْلَى مَوْلَى الْإِسْلَامِ كَأَذْبًا مُتَعَدِّيًا فَهُوَ
 كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عَدَّ بِهِ اللَّهُ يَدَهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَهَذَا حَدِيثٌ سَنَيْنَ
 وَأَمَّا شُعْبَةُ فَقَدْ رَوَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَكَمْتُ بَيْنَ بَيْنِ
 الْإِسْلَامِ كَأَذْبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ ذَبَحَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ ذُبِحَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ حُمِلَتْ نَابِتُ
 بَنِ ضَحَّاكِ الضَّارِيِّ سَوْرَاتِ يَرْوَاهُ اسْمُ السَّعْدِيِّ وَاسْمُ السَّعْدِيِّ وَاسْمُ السَّعْدِيِّ وَاسْمُ السَّعْدِيِّ
 کے جوہر قند اتورہ دیا یہی ہو گیا اور جو شخص قتل کرے اپنی تین کسی سے تو خدا عذاب کرے گا اس کو اسی
 چیز سے جہنم کی آگ میں یہ روایت ہے سعیدان کی اور شعبہ کی روایت میں ہے جو شخص تم کہادو کسی بن
 کی سوا اسلام کے جوہر تو وہ دیا یہی ہو گیا جیسو اس نے کہا اور جو شخص ذبح کرے اپنے تین کسی پر
 سے تو وہ اسی چیز سے ذبح کیا جاوے گا قیامت کو دن **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَاكَ فَقَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ يُدْعَى بِالْإِسْلَامِ هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ
 فَلَمَّا حَضَرَ تَأَلَّقَ الْقَاتِلُ الرَّجُلَ قَتَلَهُ فَتَلَا شَيْءٌ كَأَصَابَةٍ جَرَّاحَةٍ ثَقِيلَةٍ الرَّجُلُ الَّذِي قَاتَلَ
 كَذَلِكَ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَالَ الْيَوْمَ قَتَلْتُ شَيْئًا كَأَصَابَةٍ جَرَّاحَةٍ ثَقِيلَةٍ الرَّجُلُ الَّذِي قَاتَلَ
 وَاسْمُ السَّعْدِيِّ فَقَالَ بَعْضُ السَّعْدِيِّينَ أَنْ يَمُوتَ قَاتَبَ نَبِيًّا هُمْ عَلَى ذَلِكَ ذُقُوا فَإِنَّهُ لَمْ يَمُوتْ
 وَلَكِنْ يَدُ جَرَّاحٍ شَدِيدٍ فَلَمَّا كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَصُفْ عَلَى الْجَرَّاحِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ
 فَاتَّخَذَ الشَّيْءُ حَتَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذَلُّكَ فَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ وَ
 رَسُولُهُ ثُمَّ بَلَكَ لَنَادَى فِي النَّاسِ إِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ لَحْلَ الْجَنَّةِ إِلَّا أَنْ تَمُوتُوا إِنَّ اللَّهَ يُؤْتِي لَهَا

الَّذِي يَأْتِي الرُّجُلَ الْفَاجِسَ تَرْجُمُهُ أَبُو هُرَيْرَةَ عُرْوَةَ هِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَسَاتُهُ تَرْتَجِمُ
 حَنِينِ بْنِ (قاصي عياض نے کہا صحیح خیر ہے بجا و حنین کے) آپ (فرمایا ایک شخص کو جو دعویٰ کرتا تھا
 اسلام کا دینے ابو تمین مسلمان کہتا تھا) جہنم والوں میں سے ہے جب لڑائی کا وقت آیا تو یہ شخص خوب
 لڑا اور جنتی ہوا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ (جس شخص کو جہنمی سمجھا یا تھا وہ لڑا جو خوب لڑا اور مر گیا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم میں گیا بعض مسلمانوں کو اس میں شک ہو گیا کہ یہ (کیونکہ ظاہر
 سے اس کا جنتی ہونا پایا جاتا تھا) آخر میں خبر آئی کہ وہ مرانہ میں ہے لیکن بہت سخت جنتی سے
 جب رات ہوئی تو وہ جنتوں کی تکلیف برداشت نہ کر سکا اور اس نے اپنے ہمین آپ (ار لیا جب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا اللہ بڑا ہے میں گماہی دیتا ہوں اس بات کی کہ میرا
 اللہ کا بندہ اور مسلمان ہوا ہوں (اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بات آپ کو بتلا دی تھی وہ سچ نکلی) پھر آپ نے
 حکم کیا بال کہ کو اسے سننا دی کر دی لوگوں میں کہ جنت میں نہ جاویگا کوئی شخص مگر وہی جو مسلمان ہو اور
 اللہ سے دوسرے گا اس دین کی بے آدمی سے (تو یہ شخص منافق تھا ظاہر میں مسلمان و لیکن کافر اگرچہ
 اس نے اسلام کے لیے بہت کوشش کی لڑا اور جنتی ہوا پھر ایمان نہ ہونے سے کوئی کرشمہ اس کی کام نہ آئی
 معلوم ہوا کہ بغیر ایمان کے انسان کتنی ہی نیک باتیں کرے مسلمانوں کی مدد کرے اسلام کو فائدہ پہنچا
 پر وہ جنتی نہیں ہو سکتا **سُحِّلَ بَرَسُ السَّاعِدِ** **وَيَأْتِي** **رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
وَسَلَّمَ **الْفَقِي هُوَ وَالْمُتَرَكُّ كُونَ** **كَاتَقَاتُوا فَمَا لَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** **إِلَّا**
وَمَا لَ الْآخِرُونَ إِلَّا **الْعَسْكَ** **رَهُمْ** **وَيَأْتِي** **رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** **رَجُلٌ لَا يَكُنُّ**
لَهُ شَاةٌ وَلَا كَانَةٌ إِلَّا **أَتَبَعَهَا نَفَرٌ بِهَا يَسِيَهُ** **فَقَالُوا مَا أَجَنَ** **وَمَا الْيَوْمَ**
أَحَدٌ كَمَا أَجَنَ **فَلَاكَ** **فَقَالَ** **رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** **أَمَّا أَنْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ**
فَقَالَ **رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ** **أَنَا مَا حَبَّه أَبَدًا** **أَقَالَ** **خُذْهُ** **مَعَهُ** **كَلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ** **وَإِذَا**
اسْتَرَعَ اسْتَرَعَ مَعَهُ **قَالَ** **جُزْجِرَ** **النَّجْرُ** **أَجَزَ حَاشِدِيكَ** **فَاسْتَحْبَلِ** **الْمَوْتَ** **فَوَضَعَ** **سَيْفَهُ**
بِالْأَسْرِ **وَدَبَابَهُ** **بَيْنَ** **تَدْيَبِهِ** **مُمْ** **كَمَلِ** **عَلَى** **سَيْفِهِ** **فَقَتَلَ** **نَفْسَهُ** **فَخُذْ** **الرَّجُلَ** **إِلَى**
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **فَقَالَ** **أَسْهَلُ** **أَنْتَ** **رَسُولُ اللَّهِ قَالَ** **وَمَا ذَاكَ** **قَالَ** **الرَّجُلُ**
الَّذِي ذَكَرْتُ **إِنَّمَا أَنْتَ** **مِنْ أَهْلِ النَّارِ** **فَاعْظَمِ** **النَّاسُ** **ذَلِكَ** **فَقُلْتُ** **أَنَا** **لَكُمْ** **مِنْ خُرُوجِ**

فَوَضَّعَهُ حَتَّى جَرَّ حَتَّى رَدَّكَ فَاسْتَحْيَلُ الْمَوْتُ فَوَضَّعَهُ فَصَلَّيْتُ عَلَيْهِ بِأَلَا تُرَضُّ وَ
دُبَابُكَ بَيْنَ ثَنَائِيهِ لَمْ تَرَ عَامِلٌ لَمْ يَدْرِ تَقَعَلْ نَفْسُهُ نَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
سَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَحْمِلُ عَمَلَهُ أَهْلُ الْبَيْتِ فِيهِمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ
وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَحْمِلُ عَمَلَهُ أَهْلُ النَّارِ فِيهِمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ فِيهِمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ
سعدی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شکر کن کا سامنا جو جنگ میں تلوٹ پٹہ پر
آپ اپنی لشکر کی طرف جہاں اور وہ لوگ اپنے لشکر دان کی طرف گم تواب کے اصحاب میں ایک شخص تھا (اوس کی
نام قرمان تھا اور وہ منافقوں میں سے تھا) اگلے دن کے کوڑے چوڑا مالک اسکا پیچا کر کے تلوار سے مار ڈالا
ایسے جس کا زہ سے بڑھا اسکو قتل کرتا تو صحابہ نے کہا آج ہمارے کام عیسوی شخص آیا ایسا کوئی نہ آیا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو جہنمی ہے ایک شخص ہم لوگوں میں سو بلا میں اسکو ساتھ رہوں گا۔
(اور اسکی خبر رکھوں گا کہ وہ کون سا کام کرتا ہے جہنم میں جانیکا کیونکہ ظاہر میں تو وہ بہت عمدہ کام کرتا
تھا) پھر وہ شخص اسکو ساتھ نکلا جہاں وہ ٹہرتا یہی ٹہیرتا اور جہاں وہ دوڑ کر جاتا یہی اُسکے ساتھ دوڑ جاتا
آخر وہ شخص (یعنی قرمان) سخت زخمی ہوا اور (خونوں کی تکلیف پر صبر نہ کر سکا) جلدی مرنے لگا اور لوگوں
کا قبضہ زمین پر رکھا اور لوگ اوسکی دونوں چھاتیوں کے پیر چھین پیر اور سپر زور دیا اور اپنے تئیں مار ڈالا
تب وہ شخص (جو اسکو ساتھ گیا تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں اس
بات کی کہ آپ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا کیا ہوا وہ شخص بولا آپ (ابھی جس شخص کو جہنمی فرمایا تھا
اور لوگوں نے اوسپر تعجب کیا تھا تو میں نے کہا تھا میں تمہارے دھڑلے اور اسکی خبر رکھوں گا پھر میں اُسکو
مالاش میں نکلا وہ سخت زخمی ہوا اور جلدی مرنے لے لیا اوسنے تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور لوگ اُسکی
دونوں چھاتیوں کے پیر چھین پیر زور دیا اور سپر ہانک مار ڈالا اپنے تئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے یہ سنکر فرمایا کہ آدمی جہنمیوں کے کام کرتا ہے لوگوں کے نزدیک اور وہ جہنمی ہوتا ہے اور
جہنمیوں کے کام کرتا ہے لوگوں کے نزدیک اور وہ جہنمی ہوتا ہے تو انسان کو چاہیے کہ اپنے
اعمال پر غور کرے اور ہر دسانہ رکھی بلکہ خدا سے ڈرتا رہے اور حسن خاتمہ کے لیے دعا کرتا رہے اسبطرح
گنہگار کو ناسید نہ ہونا چاہیے اللہ کی رحمت سے شاید خدا اسکا خاتمہ عمدہ کر دے **عَنْ الْحَسَنِ**
يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكَ خَرَجَ بِمَنْفَعَةٍ فَمَكَأَ أَذَقَهُ اللَّهُ سَهْمًا

الْجَنَّةِ إِلَّا أَنْ يُدْعَوْا إِلَى الْحَرْبِ
 صَلَّی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابہ آئے اور کہنے لگے فلاں شہید اور فلاں شہید یہاں تک کہ گندے ایک شخص پر ترکہا
 پیشید ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں میں نے اسکو جہنم میں دیکھا ایک چادر یا عبا
 کی چوری میں (یعنی چوری کی وجہ سے) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے خطا کے بیٹے
 اودھ اور بکار دے لو گرن میں کہ جنت میں وہی جائیگے جو ایمان دار ہیں (اور چور بخا دین گے)
 حضرت عمرؓ نے کہا میں نکلا اور میں نے بکار دیا لو گرن میں خبردار ہو جاؤ جنت میں وہی جاویگے جو ایمان دار
 ہیں **سُورَةُ الرَّحْمٰنِ ۝۱۰۱ قَالَ خُذْنَاهُ مَعَ الْيَسْبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ**
اللّٰهُ عَلَيْنَا قُلْمُ نَحْنُكُمْ ذَهَبًا وَلَا وَرَقًا عَمِنَا الْمَنَاقِمَ وَالطَّعَامَ وَالْذِّيَابَ ثُمَّ انْخَلَقْنَا إِلَى
الْوَادِي وَمَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُ اللّٰهِ كُتَيْبُ بْنُ لُصَيْبٍ
عِدِي وَفَاعَةُ بْنُ زَيْدٍ مِنْ بَنِي لُصَيْبٍ فَلَمَّا نَزَلْنَا الْوَادِي قَامَ عَبْدُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُ رُحْلَهُ فَرَمَى بِسَهْمٍ فَكَانَ فِيهِ حَقْفَةٌ نَقَلْنَا هَنِيئًا وَ الشَّرْحَا
يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا وَالَّذِي لَفَنَسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ
إِنَّ الشَّيْطَانَةَ لَتَلْتَحِبُّ عَلَيْهِ نَارًا أَخَذَ هَامِرٌ الْقَضَاءُ يَوْمَ خَيْبَرٍ لَمْ تَصْبِحْ إِلَّا مَقَارِمُ
قَالَ فَمِنْ النَّاسِ نَجَاءَ رَجُلٌ بِشِرَافٍ أَوْ شِرَافٍ كَيْنٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَصَبْتُ
هَذَا يَوْمَ خَيْبَرٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِرَافٍ كَيْنٍ نَارٍ أَوْ شِرَافٍ
 میں نازی ترجمہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑی خیر کیطرت پر اس
 نے تختہ دی بہکو تو نہیں لوٹا ہم نے چاندی اور سونا (یعنی چاندی اور سونا ہاتھ نہیں آیا) ملک و شام نے
 اسباب اور اناج اور کپڑے پہرے چلے وادی کیطرت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا ایک
 غلام تھا (جبکہ نام مدغم تھا) جو جنتا تھا آپ کو ایک شخص نے خدام میں سے جبکہ نام مدغم بن زید تھا
 بنی شہیب میں سوجب ہم وادی میں اترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام کھڑا ہوا آپ کا
 کجاوہ کہول رہا تھا اتنے میں ایک (غیبی) تیرا سکول لگا حسین اسکی موت حتی ہم لوگوں نے
 کہا مبارک ہو وہ شہید ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں مسم اوس شخص کی جس کے ہاتھ میں
 محمد کی خان سے وہ شملہ اس پر لگا کیطرح سلک لگا رہا ہے جو اوس مال غنیمت میں سے خیر

سے باتیں کرنا اور چلانا منع ہے نوری نے کہا اس حدیث سے ثابت بن نہیں کی بڑی مفہمت معلوم ہوئی کیونکہ
 اولن کا صنفی ہونا ثابت ہو اور اس سے یہ بات بھی نکلے کہ امام باقر کو اپنے لوگوں کا حال پوچھنا جا ہیہ جو چاہے
 ہر جا وہیں **عَنْ** النَّبِيِّ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَلْبِ بْنِ سَمَاعٍ خَطِيبٌ لَكَافِرٍ فَكَتَبَ
 نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَخَوَّ حَدِيثُ سَعْدِ بْنِ زَيْدٍ وَكَانَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ مَرْحُومٍ
 دوسری روایت میں یوں ہے کہ ثابت بن نہیں بن شماس انصار کے خطیب تھے ہر جب یہ آیت اترتی اخیر تک
 اور سہین سعد بن معاذ کا ذکر نہیں ہے **عَنْ** النَّبِيِّ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَكَاتُ لَكَتُ يَا كُفَّارُ الْكَافِرُ الْكَافِرُ
 لَكَتُ نَفْعُوا اَلْهَوَا اَلْهَوَا اَلْهَوَا صَوْتِ الْمَيْمَنِيِّ وَكَانَ مِنْ كَرَمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْحَدِيثِ مَرْحُومٍ وَهِيَ
 چارہ پر گزرا **عَنْ** النَّبِيِّ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثُ وَلَمْ يَذْكُرْ
 سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ وَكَانَ قَدْ كُنَّا لَمْ يَمْشِ بَيْنَ اَخْطَرِ بَارِئِ الْجَلِ اَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ
 ترجمہ اس روایت میں بھی سعد بن معاذ کا ذکر نہیں اتنا زیادہ ہے کہ اس نے کہا ثابت بن نہیں لوگوں کے بیچ
 میں چلے تھے ہم ان کو دیکھتے تھے ایک شخص صنفی ہم میں جا رہا ہے **بَابُ** هَلْ يُؤَاخَذُ بِالْعَمَلِ
 الجاہلیہ میں جب کوئی مسلمان ہو جاوے تو کفر کے وقت کے اعمال کا مواخذہ ہو گا **عَنْ** عَبْدِ اللَّهِ
 قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ سُوَيْدٍ لَمَّا سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي رَسُولَ اللَّهِ أَخُو أَخِي بِنَاكِحِي
 الجاہلیہ میں قال أَمَا مَنْ أَحْسَنَ مِنْكَ فِي الْإِسْلَامِ فَلَا يُؤَاخَذُ بِمَا كَانَ أَمَّا مَنْ أَسَاءَ لِحَدِّ
 بِعَمَلِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَلَا يُسَلِّمُ مَرْحُومٍ عبد اللہ بن سعدی روایت ہے کہ لوگوں نے کہا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم یہاں رسول اللہ کیا ہم سے پوچھ ہوگی اون کا منوں کی جو ہم نے جاہلیت کے زمانے میں
 کیے ہیں آپ فرمایا تم میں سے جو اچھی طرح اسلام لایا یعنی سچا مسلمان ہو ادا ہے (اوس کے تو پوچھ ہو
 جاہلیت کے کا منوں کی اور جو برا ہے (یعنی صرف ظاہر میں مسلمان ہوا اور دلعین اور اسکے کفر کا) اس
 سے پوچھ ہوگی جاہلیت اور اسلام دونوں وقت کے کا منوں کی **ف** کیونکہ وہ کفر پر قائم رہا اور
 حقیقت مسلمان ہی نہیں ہوا بلکہ منافق رہا نوری نے کہا دوسری حدیث صحیح میں ہے کہ اسلام اگر ادا
 ہے پیشتر کے گناہوں کو بغیر کفر کے زمانے کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اسلام لانے سے اور
 اس پر احاطہ ہے مسلمان کا **عَنْ** عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخُو أَخِي بِنَاكِحِي
 فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ فَلَا يُؤَاخَذُ بِمَا كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ أَسَاءَ

النَّبِيِّ
 ر
 آيَةً

قَوْلًا وَجَعَلَهُ

وہ مرنے کے قریب پہنچے تو رسول کو بہت زینک اور منہ پھیر لیا اپنا دیوار کی طرف انگو بیٹھ کھینٹے لگو باوا تم کو کیا رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طیف نور خجری نہیں دی تھا انہوں نے اپنا منہ سامنے کیا اور کہا کہ سب باتوں میں فضائل ہم سب سے بہتر ہیں اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا خدا کے اور محمد اس
 کے بھیجے ہوئے ہیں اور میرے اور پر مین حال گذرے ہیں ایک حال یہ تھا جو تو نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم سو زیادہ مین کھینچو پڑا نہیں جاتا تھا اور مجھے آرزو تھی کہ کسی طرح مین قابو پاؤں اور
 انکو قتل کروں (معاف اندر) پھر اگر مین مرجاتا اس حال میں تو جہنمی ہوتا دوسرا حال یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ
 نے اسلام کی محبت سیکر دل میں ڈالی اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا مین نے کہا اپنا دہانہ
 ہاتھ پڑائے تاکہ میں نہایت کر دین آپ آپ نے ہاتھ پڑایا میں نے اس وقت اپنا ہاتھ کہیںچ لیا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہوا تم کو اسے عمرو میں نے کہا میں بشرط کرنا چاہتا ہوں
 آپ! فرمایا کیا بشرط میں نے کہا یہ بشرط کہ میرے گناہ معاف ہوں (جواب تک کہ میں) آپ نے فرمایا
 اے عمرو تو نہیں جانتا کہ اسلام اگر ادیتا ہے پیشتر کے گناہوں کو اسی طرح سیرت گرا دیتی ہے پیشتر کے گناہوں
 کو اسی طرح جگر اگر ادیتا ہے پیشتر کے گناہوں کو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو زیادہ مجھ کو کسی کی محبت
 تھی اور نہ میری نگاہ میں آپ سو زیادہ کسی کی نشان تھی اور میں آنکھ بہہ کر آپ کو نہ دیکھ سکتا تھا
 آپ کو حلال کی وجہ سے اور اگر کوئی مجھ کو آپ کی صورت کو پوچھے تو میں بیان نہیں کر سکتا کیونکہ میں
 آنکھ بہہ کر آپ کو دیکھ نہیں سکتا تھا اور اگر میں مرجاتا اس حال میں تو امید تھی کہ جنتی ہوتا بعد اوس کے
 چند اور چیزوں میں ہم کہ بہت اڑا میں نہیں جانتا میرا حال کیا ہو گا اونکی وجہ سے خوب میں مرجاؤں
 میرے جنازہ کے ساتھ کوئی روئے چلائے والی نہ ہو اور نہ انگاہو اور جب مجھ کو دفن کرنا تو مٹی ڈال دینا
 مجھ پر اچھی طرح اور میری قبر کے گرد کھڑے رہنا اتنی دیر تک جتنی دیر میں اونٹ کاٹا جاتا ہے اور اسکا
 گوشت بانٹا جاتا ہے تاکہ میرا دل پہلے تم سے (اور میں تنہائی سے گہرا نہ جاؤں) اور دیکھ لوں پورے
 کے دیکھ لوں کو میں کیا جواب دیتا ہوں **ف** یعنی منکر نیک سر کر۔ فرمایا نے کہا اس حدیث سے کسی بات میں
 معلوم ہو کہ ایک تو یہ جو مرنے کے قریب ہوا اسکو تسلی اور تسفی دینا چاہیے اور امید اور عفو اور خوشی
 کی باتیں اور حدیثیں سننا چاہیے جس عمر کے بیٹے نے کیا اور یہ خوب ہی بالاتفاق دوسرے یہ کہ صحابہ
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کس قدر عزت اور حرمت کرتے تھے قیس یہ کہ جنازے کو ساتھ روئے

والی اور انکار لیجا مانع ہے اور علمائے اسکو مکروہ کہا ہے لیکن فصر کرنا وہ لو حرام ہے اور انکار لیجا مکروہ ہے
 بوجہ دوسری حدیث کے اور سبب کراہت کا یہ ہے کہ وہ عادت ہو جاہلیت کر زمانے کی اور ابن جنیب مالکی نے
 کہا کہ انکار کہنے میں مشکون بد ہے مرد کے لئے جو تہی یہ کہ مٹی ڈالنا قبر پر جسے باخچہ بن یہ کہ قبر پر سیڑھا
 نہیں چاہیے جیسے بعض ملکوں میں دستور ہے چہنچہ یہ کہ قبر میں مرد کے کا استخوان ہوتا ہے اور فرشتی اس کے
 سوال کرتے ہیں اور یہی نہیب ہے اہل حق کا ساتویں یہ کہ وطن کے بعد تہوڑی دیر تک قبر پر ٹہرنا چاہیے
 اور یہ تمہید ہے آٹھویں یہ کہ مردہ اپنی قبر پر حاضر موقوفوں کی آواز سنتا ہے تو یہ یہ کہ شترک گشت کا
 باٹ پسند درست ہے سبطر حرمیون کا جیسے انکو روغیر اور سپہین ہمارے اصحاب کا اختلاف ہے
 جو مشہور ہے **نقصی مختصر اسکل** ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اَنْكَ سَاعَتَيْنِ اَهْلَ الشِّرْكِ قَتَلُوا اَفَاكَ لَمْ يَدْعُوْا
 نَاكَ قَتَلُوا نَفْسَهُ اَوْ اَحْمَدُ اَصْلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا اِنَّ الدِّنَّ اِي قَوْلٍ وَقَدْ عَوَّ اَلَيْسَ
 لِحَسَنٍ وَ دُوْخُ خَيْرٌ عَا تِلْ مَا عَمِلَ لَكَ فَامَرَهُ فَتَنَلْ وَ الدِّينَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلَٰهًا اُخَرَ
 وَ يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ اِلٰى حَيْثُ حَضَرَ اللّٰهُ اَوْ لَا يَحِقُّ وَ لَا يَدْعُوْنَ وَ مَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَكُنْ اَقَامًا وَ مَنْ كَانَ
 يَكْفُرُ بِاللّٰهِ اَلَّذِيْنَ اَسْرَجُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَكَ لَقَدْ قَتَلُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ الْاٰتِيَةَ ثُمَّ رَجَعُوا عَنِ
 عَبَّاسٍ رَوَايَتِ هُوَ مَشْرُوكٌ تَنْهَدُ لَوْ كُنْ نَعَى (منکر کی حالت میں) بہت غم کیے تھے اور بہت لڑنا کی
 تھی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس گئے اور عرض کیا آپ جو فرماتے ہیں اور جس احکام کی طرف بلا
 ہیں وہ جنب ہے اور جو آپ ہجرت بلادین ہمارے گناہوں کا کفارہ تو ہم سلام لادین تب یہ آیت اترے
 وَ الدِّينَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلَٰهًا اُخَرَ اَخِيْرَ تِلْكَ سَاجِدٌ جَوْ لَوْ كُنْ خَدَا كَسَا تَهْ اَوْ دُوْخُ خَدَا كُوْنِ مِثْلَ
 جَانِ كَا مَارِ نَا خَدَا نَعَى حَرَامٌ كِيَا هُوَ اَوْ سُوْكَ نَهِيْنِ مَارِ نَعَى لَكِ كِسِيْ حَقِّ كَسَا لَعَى اَوْ رَزَا نَا نَهِيْنِ كَسَا لَعَى اَوْ رَزَا
 اِنْ كَا سُوْنِ كُو (یعنی غم اور رزا اور شترک) کرے تو وہ بدلہ پاوے گا اور اوسکو دونا عذاب ہے گا نیت
 کے رزاد و یہ پیغمبر رہے گا عذاب میں ذلت ہو مچو کوئی ایمان لایا اور اس نے توبہ کی اور نیک کام کیے تو
 اسکی برائی مٹ کر نیکان ہو جاوین گی اور اللہ تعالیٰ مہربان ہے بخیر والا اور خدا نے ان لوگوں کو
 بتلادیا کہ تم سلام لاؤ تمہارے اگلسب گناہ شترک کر زمانے کے معاف ہو جاوین گے) اور یہ آیت اتری
 يٰۤاَعْبَادِيَ الَّذِينَ اٰمَنُوا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَخِيْرَ تِلْكَ سَاجِدٌ جَوْ لَوْ كُنْ خَدَا كَسَا تَهْ اَوْ دُوْخُ خَدَا كُوْنِ مِثْلَ
 كِيَا هُوَ اَوْ سُوْكَ نَهِيْنِ مَارِ نَعَى لَكِ كِسِيْ حَقِّ كَسَا لَعَى اَوْ رَزَا نَا نَهِيْنِ كَسَا لَعَى اَوْ رَزَا
 كِيَا هُوَ اَوْ سُوْكَ نَهِيْنِ مَارِ نَعَى لَكِ كِسِيْ حَقِّ كَسَا لَعَى اَوْ رَزَا نَا نَهِيْنِ كَسَا لَعَى اَوْ رَزَا

نَاكَ
 قَاتَا

ن
 مَذْكُورٌ

باب

نیک کام کرے پھر مسلمان ہو جاوے **ک** حکیم جو خدا کا احب ہے کہ اللہ قال لیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ انیت اموراً کنت احدث بها فی الجاہلیۃ هل لانی فیہا کمن لکنی فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلمت علی ما اسلمت من حدیث قال لکنی التفتبت ثم صیحت حکیم بن حزام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کیا آپ مجھ میں جاہلیت کو زائل میں جو میں نے عبادت کے کام کیے زبانی نیک سچ کرنا وہ سے کلن کے لیے انکا کچھ ثواب مجھ کو ملے گا (یعنی کفر کے زمانے کے نیک کام بیکار نہ جاویں گے) آپ نے فرمایا تو سلام لایا اگلے دن سب نیکیوں پر جو کر چکا ہے **ف** یعنی جب تو مسلمان ہو گیا تو میرے کفر کے زمانے کی نیکیاں بھی بیکار نہ جاویں گی بلکہ ان سب کا ثواب لیگا البتہ اگر تو مسلمان نہ ہوتا اور کفر ہی پر رہتا تو میری سب نیکیاں سٹ جا تیں یہی مطلب ہے حدیث میں نکلتا ہے اور یہی قول ہے ابن ابی ادریس کا کہ کافر اگر مسلمان ہو جاوے تو اسکو وہ نیک کام جو کفر کے زمانے میں کیے ہیں لغو نہ ہونگے اور خدا ان پر ثواب دے گا بدلیل حدیث کہ جسکو دواعظی نے از ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کافر مسلمان ہو جاوے پھر اسکا اسلام بچا ہوا نہ نکالی اسکی ہر ایک نیکی کو بچے گا جو کر چکا ہے اور ہر برائی کو سیٹ دے گا جو کر چکا ہے اور اسلام کو بعد از نیکی کر کے گا تو ایک کے بدلے دس کاسات سونک ثواب لیگا اور برائی کے بدلے ایک ہی برائی کو بھی جا بگی چوب خدا اسکو بھی معاف کر دے تو ایک ہی نہ بھی جاوگی۔ امام ابو عبد اللہ مازری نے کہا ظاہر حدیث خلاف ہے اس واقعہ کے جو مقرر ہو چکا ہے کہ کافر کو تقرب صحیح نہیں پورا اسکو نیکی پر ثواب بھی نہ ہوگا اور ایسا لانا اسکا اطاعت ہونہ تقرب سلیم کہ تقرب کی شرط ہے کہ جس سے تقرب کرنا ہے اسکو بچائے اور وہ کفر کی حالت میں کبر اور بربر پنا نہ تھا اس صحت میں حدیث کی تاویل کہ حاضر ہے یہی مطلب ہے کہ کفر کے زمانے میں تو نیکیاں تھیں انکی وجہ سے میری طبیعت نیک ہو گئی اور بچہ کام کرنے کی عادت پیدا ہوئی پھر قرعادت اور طبیعت اسلام میں ہی قائم رہا لہذا کفر نہ دے گا جو بچی بچہ کو نیک کاموں کی طرف یا یہ مطلب ہے کہ اون نیکیوں کی وجہ سے تو مستحق ہوا تعریف کا جو اسلام کی حالت میں ہی باقی ہے یا یہ مطلب ہے کہ اسلام کی حالت میں بچہ کو نیکیوں کا ثواب اور ان کے زیادہ دینا کیونکہ وہ پہلے ہی نیک کام کر چکا ہے اور جب کافر کو نیک اعمال کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوگی تو ثواب کا زیادہ ہونا بعد نہیں تمام ہوا کلام مازری کا ناقصی عیاں نے کہ بعض روایات کہا مغایب حدیث کا بہرہ ہو کہ اگلی نیکیوں ہی کی برکت سے خدا نے بچہ اسلام کی ہدایت کی اور نیکیاں ادائل میں دلیل میں حسن فائست اور

سارِ اعلیٰ علیہ وسلم سے یا رسول اللہ آپ کیا بھتر ہیں جو نیک کام میں جاہلیت کے زمانے میں کہ میں مسیور صدقہ بابر
کا آزاد کرنا یا نا تالانا اور ان کا ثواب مجھ کو ہر گاہ آپ (فرمایا تو اسلام لایا اور اسی نیک پر جو پہلے کر چکا ہے (یعنی وہ
نیک قاع ہے اب اس پر اسلام زیادہ ہوا) **عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَزَامٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَشْيَاءُ**
كُنْتُ أَفْعَلُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ هِيَ شَأْنٌ مِمَّنْ أَتَى فِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَأَلَّاهُ اسْمُكَ عَلَى مَا اسْتَفْتَيْتَ لَكَ مِنَ الْحَيَاتِ فَقُلْتُ قَوْلَ اللَّهِ لَا ادْعُ شَيْئًا مَعَهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ
وَالْأَعْلَى فِي الْإِسْلَامِ فَسَلَّمَ ترجمہ حکیم بن حزام نے کہا یا رسول اللہ کسی کام میں جس کو میں جاہلیت کے
زمانے میں کیا کرتا تھا ہاشام نے کہا (یعنی نیک کام) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام لایا تو
ان نیکوں پر جو تو نے کین میں نے کہا یا رسول اللہ تو قسم خدا کی پہر حق ہے (نیک کام میں) اتنا ہی اسلام
کی حالت میں بجا لاؤں گا (تاکہ جاہلیت کا زمانہ اسلام سے بڑھ کر نہ رہے نیکوں کی کثرت میں) **عَنْ**
عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حَزَامٍ اعْتَقَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَوَحَلَ عَلَى
مِائَةِ دَجِيزٍ ثُمَّ اعْتَقَ فِي الْإِسْلَامِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَوَحَلَ عَلَى مِائَةِ بَعْدٍ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ خَوْفَ مُحَمَّدٍ يَتَوَقَّعُ تَرْجُمَهُ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ رَوَيْتُ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَزَامٍ
نے جاہلیت کے زمانے میں سو بڑے آزاد کیے تھے اور سو اونٹ سواری کے لیے خدا کی راہ میں دے
تھے پہر انہوں نے اسلام کی حالت میں ہی سو بڑے آزاد کیے اور سو اونٹ خدا کی راہ میں سواری کے
لیے دیے بعد اوس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے پہر بیان کیا حدیث کو اور سبطرح حبیب اور دیگر
ف نووی نے کہا حکیم بن حزام مشہور صحابی ہیں وہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے یہ فضیلت اور کسبی
نہیں مل اور ایک عجیب بات یہ ہے کہ وہ ساٹھ برس تک جاہلیت کی حالت میں جیسے پہر ساٹھ برس تک
اسلام کی حالت میں زندہ رہے اور وہ سلمان ہو کر جس سال مکہ فتح ہوا اور مدینہ میں مسلمان ہو
میں تو اسلام کی حالت میں ساٹھ برس جن سے یہ غرض ہے کہ اسلام کے زمانے میں ساٹھ برس جیسے
يَا بَصِيدُ فَإِنَّ يَمَانَ وَخَلَّاهُ ایمان کی سچائی اور خلوص کا بیان **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ**
قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ الْآيَةُ آمَنُوا وَكَمْ يَكْسِبُوا إِيمَانَهُمْ يُكَلِّمُ شَيْءٌ ذَلِكَ عَلَى أَحْكَامِ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا أَيُّهَا لَا يُكَلِّمُ وَنَفْسُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ
هُوَ كَمَا أَنْظُرُونَ إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ

یا رسول اللہ
ہم نے جاہلیت کے زمانے میں کیا
آج کے کوئی نہ چور و چکا سب

حدیث

اخلاص

نفس

فقالوا

لکھنؤ عظیم مرثیہ عبداللہ بن مسعود روایت ہے کہ جب آیت اتری اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَکَلِمَةً لِّوَالِدَیْهِمْ
 اختیار کیا یعنی جو لوگ ایمان لائے پہر انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم نہیں کیا (یعنی گناہ میں بہہ نہیں
 اٹکے اس میں ہے اور وہی آیت راہ پانیولے تو بہت گراں گزری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر انہوں
 نے کہا یا رسول اللہ ہم میں سے کون ایسا ہے جو ظلم نہیں کرتا اپنے نفس پر (یعنی گناہ نہیں کرتا) رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آیت کا یہ مطلب نہیں جیسا تم خیال کر لے ہو بلکہ ظلم سے مراد وہ ہے جو حضرت
 لقمان سے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے میرے ساتھ شریک کر اللہ کے ساتھ بیشک شرک بڑا ظلم ہے پس
 تو ظلم سے مراد شرک ہے اس صورت میں آیت کا یہ مطلب ہو گا کہ جو لوگ ایمان لائے پہر انہوں نے شرک نہیں
 کیا اگرچہ وہ اور گناہوں میں جو شرک کہہ میں نہیں گئے ہوں صحیح بخاری کی روایت میں یوں ہے
 کہ جب یہ آیت اتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے اپنے شرک
 ظلم نجیاً موت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اوتاری کہ شرک بڑا ظلم ہے تو صحابہ نے ظلم سے مراد ہر ایک گناہ کو سمجھا
 ہٹا اس وجہ سے وہ آیت اٹھ پر بیماری ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ مراد ظلم سے مراد
 نہیں ہے بلکہ خاص ایک ظلم جو سب سے بڑا ہے یعنی شرک جیسے لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا کہ شرک بڑا ظلم ہے
 خطاب نے کہا صحابہ پر یہ آیت اس وجہ سے گراں گذری کہ ظلم کے ظاہری معنی ہی آئیں کہ لوگوں کے دبا لینا اور
 گناہوں میں مبتلا ہونا انہوں نے خیال کیا کہ یہی ظاہری معنی مراد ہیں اور اصلی معنی ظلم کا یہ ہے کہ ایک
 چیز کو اسکی جائے چوڑ کر دوسری جائے میں رکھنا پہر جس شخص نے اللہ کے سوا دوسرے کسی کی پرستش کے
 تو وہ بڑے ظلم میں سب ظالموں سے احمدیہ کی یہ بات معلوم ہوئی کہ سوا شرک کر اور گناہ کرنے سے آدمی
 نہیں ہوتا اور لقمان ایک شجر حکیم گذرے ہیں اور اختلاف کیا علمائے کہ وہ نبی تھے یا نہیں امام ابوہامق
 ثعلبی نے کہا وہ بالاتفاق حکیم تھے مگر عکرمہ نے کہا کہ وہ نبی بھی تھے اور کینہی انکو نبی نہیں کہا اور ثعلبی
 کے بیٹے کا نام جبکہ انہوں نے فیضیت کی تھی الغم تھا اور بعضوں نے کہا شکم و اللہ اعلم (نودی) عن
 الْاَکْثَرِ مِنْهُمْ قَالَ الْاِسْتِاذُ وَقَالَ الْاَوَّلُ کَیْفَ قَالَ ابْنُ اَدْرِیْسٍ حَدَّثَنِیْہُ اَنَّ اَبَا اَنَسٍ عَلٰی بْنِ قَلْبَةَ
 عَنْ الْاَکْثَرِ مِنْهُمْ فَتَمَّ سَمِعْتُهُ مِنْہُمْ مَرَّجَمَ اَعْمَشَ سے دوسری روایت یہی ایسی ہی ہے

بَابُ
 بَيَانُ مَا رَوَاهُ النَّبِيُّ عَنْ النَّبِيِّ وَالْخَوَاطِرُ بِالْقَلْبِ اِذَا لَمْ يَسْتَقْرِ وَبَيَانُ اَنَّهٗ تَعَالٰی اَمَّ
 يُكَلِّفُ الْاَمَانِيَّاتُ وَبَيَانُ حُكْمِ الْهَجْرِ بِالْحَسَنَةِ وَبِالسَّيِّئَةِ وَلَمِنْ جَوْدِ سَوْآتِہٖ مِنْ جَبِّ تَكْوِيْمِ

نکال

نہ جاوین اور پھر مواخذہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے اوتی ہی تکلیف دی ہے جتنی طاقت ہو اور یہی اور گناہ کا
 نشہ کرنا کیا حکم رکھتا ہے **سُكْرًا** اَبی ہریرہؓ قَالَ لَمَّا اُنْزِلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ
 وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَانْزِلَتْ عَلَیْہِ مَا فِی الْقُبُوْرِ لَا یَحْصِیْہَا سِوَ اللّٰہِ
 عَلَیْہِ غَفَرٌ مِّنْ یُّسُفَیْنِ وَیَعْنٰی بِمَنْ یُّسَافِرُ اِلَیْہِ اللّٰہُ عَلَیْہِ غَفَرٌ مِّنْ یُّسُفَیْنِ قَالَ لَمَّا اُنْزِلَتْ
 عَلَیْہِ اَنْحَاطَیْنِ سُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَالَ فَاَنْزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 بِرُكُوْعٍ عَلَی الْاَنْبِیَآءِ فَقَالَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ کُلُّنَا مِنْ الْاَنْجَالِ مَا لَیْسَ فِی الصَّلَاةِ وَالصَّیَامِ وَالْحَجِّ
 وَالشَّحْدِ قَدْرٌ قَدْ اُنْزِلَتْ عَلَیْکَ هٰذِہٖ الْاٰیۃُ وَلَا یُطِیْعُہَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 اَنْزِلَتْ وَنَ اَنْ تَقُوْلُوْا اَکْمًا قَالَ اَکْلُ الْکِیْسَانِیْنِ مِنْ قَبْلِکُمْ سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا بَلْ تَقُوْلُوْا
 سَمِعْنَا وَاطَعْنَا غَضَبُکَ رُبَّآ وَایْلَکَ الْمَصِیْرُ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاطَعْنَا غَضَبُکَ رُبَّآ وَایْلَکَ
 الْمَصِیْرُ کُلُّنَا اَقْرَبُ اِلَیْکَ الْقَوْمُ ذَلَّتْ جَمَاعَةُ السَّیِّئِیْنَ اَنْزَلَ اللّٰہُ فِیْ اَنْزِلَہَا مِنْ الرَّسُوْلِ وَاَنْزَلَ
 اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالتَّوْمِنُوْنَ کُلُّ اَمِّنْ بِاللّٰہِ وَمَا لَکُمْ کِتْمَہٗ وَکِتْمَہٗمُ وَرُسُلِہٖ لَا تَقْرُبُ بَیْنَ
 اَسْحَابِہُمْ سُرَّیۡہٗ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاطَعْنَا غَضَبُکَ رُبَّآ وَایْلَکَ الْمَصِیْرُ کُلُّنَا اَقْرَبُ اِلَیْکَ
 سَمِعْنَا اللّٰہَ کَانَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْہَا مَا اَکَسَبَتْ
 وَرُبَّآ لَا لَوْ اَحَدٌ سَا اَنْ اَنْتَیْنَا اَوْ اَنْحَا کَا قَالَ نَعَمْ رُبَّآ وَلَا تَحْجُلْ عَلَیْنَا اَهْرَآکَ مَا حَجَلَتْ
 عَلَی الْاٰیۃِ مِنْ قَبْلِکَ قَالَ نَعَمْ رُبَّآ وَلَا تَحْجُلْ مَا لَآ حَاوَدَہٗ لَنَا یَہٗ قَالَ لَعَمْرُاَعْمَعْنَا
 وَاعْمَعْنَا اَرْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلَا کَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ اَلْکَافِرِیْنَ قَالَ لَعَمْرُاَعْمَعْنَا
 ابھر رہے تھے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اتری تھی مافی السمووات وما فی
 الارض اخیر تک یعنی اس ہی کا ہے جو کہی کہ ہے آسمانوں اور زمین میں اور اگر تم کہو دل کی بات
 کو بیاچھاؤ اس کو اللہ تعالیٰ حساب کرے گا تم سے یہ شخص دیکھا جو چاہیگا اور عذاب کرے گا چاہیگا اور اللہ چاہے پھر قدرت کرے گا
 تو ان گزری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر **ف** امام ابو عبد اللہ ہارثی نے کہا یہ آیت ان
 پر گراں گزری کیونکہ وہ سچے ہم سے مواخذہ ہوگا اور ان دوسو سپہ جو جو بخود و دل میں گزرتے ہیں اور ہم کو
 ان کے دور کر نیکی طاقت نہیں پہنچ سکتے مالا لیاق تھری اور وہ جائز ہے عقلاً لیکن فہم لاف ہے کہ آما
 غفلت میں اور حکم ہوا یا نہیں **ف** اور وہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس پھر بیٹھ گئے

ص
 غرّوجل

گھنٹوں پر اور کہتے تھے یا رسول اللہ کہو حکم ہوا اور ان گھنٹوں کے کرنا جنکی طاقت پر جس پر نماز روزہ جہاد و صدقہ
اب آپ پر یہ آیت اتری اور اس پر عمل کرنے کی عظیم طاقت نہیں (یعنی اپنے دل پر ہمارا روزہ نہیں چلیا
کہ ربے شیطانی دوسو بالکل نہ آتے پاوین) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو ایسا کہتے
پہلو دونوں کتاب والوں (یہود اور نصاری) نے کہا (جیسا کہ حکم سنا) سنا سنو اور نافرمانی کی (یعنی ہم نے
تیرا حکم سنا پریم اور سپر عمل نہیں کریں گے) بلکہ یوں کہو سنا ہم نے اور مان لیا بخشہ ہو کہو اے ہمارے مالک
تیری ہی طرف ہو جانا ہے پس نہ کہ صحابہ نے کہا سنا ہم نے اور مان لیا بخشہ ہو کہو مالک ہمارا تیری ہی
طرف ہو جانا ہے جب لوگوں نے یہ کہا اور اپنی زبان سے نکالا اور اس کے بعد ہی یہ آیت اتری اس آیت کے
بجائے کہ اگرچہ یہ آیت دیکھ کر یمنی ایمان لایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کے پاس تھے اور
ایمان لائے مومن ہی سب ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے
رسولوں پر ہم ایسا نہیں کرتے کہ ایک سول کو مانیں اور ایک کو نہ مانیں (جیسے یہود اور نصاری نے کیا)
اور کہا انہوں نے ہم نے سنا اور مان لیا بخشہ ہو کہو اے ہمارے مالک تیرے ہی پاس ہے سب کو جانا ہے جب
انہوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے (اپنے فضل اور کرم سے) اس آیت کو (یعنی) **وَإِنْ تَحِبُّوا كُنَّ لَكُمْ**
مَنْفُوعًا کر دیا اور یہ آیت اتاری اللہ کسی کو تکلیف نہیں دینا مگر اس کی طاقت کو سوائے ہر کسی کو اسی سے
نیکیاں کام آئیں گی اور اس پر اس کی برائیوں کا وجہ ہوگا اے مالک ہمارا کہ اگر ہم بھول یا جو کہ جاویں
مالک نے فرمایا اچھا) اے مالک ہمارے مت لاؤ ہم پر ایسا جو جبہ جیسے لاؤا تھا تو نے انگڑوں پر (یہود پر پہر اور
ہو سکا انہوں نے نافرمانی کی) مالک نے فرمایا اچھا اے مالک ہمارا کہ اگر ہم بھول یا جو کہ جاویں
نہیں مالک نے فرمایا اچھا۔ اور صاف کر دے ہماری خطائیں اور بخشہ ہو کہو اور رحم کر ہم پر تو ہمارا مالک ہے ہر
ہماری اور لوگوں پر جو کا فر ہیں۔ پروردگار نے فرمایا اچھا **فَإِنْ تَحِبُّوا كُنَّ لَكُمْ**
مَنْفُوعًا اور جو بندوں کی سب دعا مین قبول کیں اور سخت احکام جو ان سے نہ ہو سکتے اسلام مین اٹھا دے اور
دین کو آسان کر دیا اور وہ حکم ہی اٹھا دیا جو پہلو دیتا تھا کہ دل کے خیال پر ہوا قہر ہوگا اب اگر کسی کو
مین گناہ کا خیال آوے تو جب تک اس گناہ کو کرے نہیں وہ گناہ نہ جاویگا امام مامون نے کہا **وَإِنْ تَحِبُّوا**
مَنْفُوعًا کے معنی یہ ہیں کہ اگر تم چاہو کہ تمہاری خطائیں اور جو گناہ تمہاری
ہو سکا اور ایمان جم ممکن ہے اس طرح کہ پہلی آیت عام ہو ہر ایک کو دوسو سون اور خیالوں کو جو اختیار ہیں

ہون یا نہ ہوں اور دوسری آیت سجدہ آیت خاص ہو گئی اچھا لوں جو اختیار میں ہیں مگر جس صورت میں
 صحابہ نے پہلی آیت سجدہ خیال سمجھو ہیں جو اختیار میں نہیں اس صورت میں البتہ دوسری آیت اس کی تائید
 کاغذی عیاں ہے کہ اس نسخہ سے کوئی امر مانع نہیں جب راوی سے خوف نسخہ کو نقل کیا ہو بعضوں نے کہا نسخہ سے یہاں
 مراد اون کے شبہ کا دور کرنا ہے جو انگوٹھا تھا پہلی آیت سجدہ اگر ان گذری تھی وہ اون پر اب دوسری آیت
 سے انگوٹھ بیان ہو گیا کہ مواخذہ طاقت سے زیادہ نہ ہوگا امام و احادیث نے کہا آیت کو نسخہ ہونے میں اختلاف
 ہے اور محققین کا قول یہ ہے کہ وہ محکم ہے نسخہ نہیں ہے (نوی مختصراً) **عَلَيْكَ** ابن عباس قال
 لما نزلت هذه الآية **وَإِنْ تَبَدَّلَ لَكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ مَا مَثَلَتْ عَلَيْهِمْ مَا مَثَلَتْ عَلَيْهِ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا**
دَخَلَ قُلُوبُهُمْ مِنْهَا شَيْءٌ لَمْ يَدْخُلْ قُلُوبُهُمْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ الرَّسُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقُلُوبُهُمْ مَثَلَتْ لَكُمْ وَأَطَعْنَا وَسَمِعْنَا قَالَ فَالْفَرَقُ اللَّهُ تَعَالَى أَلَا تَرَى أَنَّ فِي قُلُوبِهِمْ فَالْتِمَ اللَّهُ لَا
 يَكَلِّفُ اللَّهُ فِتْنَةً إِلَّا دُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْ لَنَا فِتْنَةً
 أَوْ آخِطَانَا قَالَ قَدْ فَعَلْتَ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا أَثْمَالَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا
 قَالَ قَدْ فَعَلْتَ وَاعْفُ عَنَّا وَاعْمِلْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ تَعْلَمُ مَا نَكُونُ قَالَ فَعَلْتُ ثُمَّ رَحِمَهُ عَبْدُ اللَّهِ
 بن عباس کہ روایت ہے یہ آیت ان ہی دورانِ تبدل و آمالیٰ اُنفسکم اور خوف و محارباں کے بعد اُن لوگوں کے دلوں میں
 وہ بات سگائی جو کسی چیز سے نہ سمائی تھی (یعنی بہت ڈر پیدا ہوا) تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 کہ ہر چیز سننا اور مان لیا اور اطاعت کی پہرہ اللہ نے ایمان آنکھوں میں ڈال دیا اور انہیں اس آیت کو لکھ دیا
 اَللّٰهُمَّ اَلَا تُدْعُوْنَا خَيْرَ نَزْلٍ بَيْنَ النَّاسِ كَيْفَ نُهَيِّنُ دِيَارَ كَيْدٍ كَرَامَةٍ مَوَاقِفَ جَوْدٍ كَرَامَةٍ كَاغْنِي لِي
 نِيكَ كَامِ اَوْسَاكَ ثَوْبِ اَوْسَاكَ دِيَارَ جَوْدٍ كَرَامَةٍ كَرَامَةٍ كَرَامَةٍ كَرَامَةٍ كَرَامَةٍ كَرَامَةٍ كَرَامَةٍ كَرَامَةٍ كَرَامَةٍ
 جَرَكِ مَن (ماکے فرمایا میں ایسا ہی کروں گا) اے مالک ہمارے دوست لاہم پر ہوجیہ جیسے تو نے لاہم ہمارا اکلون
 پر (ماکے فرمایا ایسا ہی میں کروں گا) اور بخشد و ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہمارا مالک ہے (ماکے فرمایا
 میں نے ایسا ہی کیا) **عَلَيْكَ** اِنِّي هُنِيكَ كَالْفَالِ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ
 اللَّهَ تَجَادَرًا مِثْقَالِ مَا حَكَمْتَ بِهِ اَنْفُسُكُمْ مَا لَكُمْ تَرَكْتُمْ لَكُمْ اَوْ فَعَلْتُمْ اَوْ بَرَكْتُمْ

ب
 فِي قُلُوبِهِمْ

ابو ہریرہ روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے درگزر کی سیرت سے اور دنیا لوں
 پر (گناہ کے) جو دل میں آدین جب تک انھوں زبان سے نہ گالیں با اوپر کل نہ کریں **ش** صراط اللہ

میں ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک قسم کا برا خیال اور ارادہ جو دل میں پیدا ہو وہ معاصی ہے کیونکہ
 اکثر حدیث میں عام ہر ایک خیال ارادے کو برا ہے کہ وہ خیال اور ارادہ دل میں چل گیا ہو یا نہ چلا ہو اور ہر
 دینیک یا بہت مدت تک ہر طرح کے معاصی کیا گیا ہے اس حدیث کے لیے اور یہ شرف خاص کیا گیا ہے اس حدیث
 سے برخلاف اور اعلیٰ ہمتوں کے کہ اولیٰ ہر دل کے خیال پر بھی مواخذہ ہوتا تو جس قسم کا خیال ہو اور بد دل
 میں ہے وہ معاصی ہے اور حسن خیال کی وجہ سے نہ انسان مرتد ہو گا نہ گنہگار نہ ہو گا نہ کوئی عبادت اوس کو جو جسے
 باطل ہوگی نہ کوئی طلاق یا اعتناق اوس کے چرے کا نہ اور کسی قسم کا کوئی معاملہ نافذ ہوگا اور ولایت کرتی بہت
 اس پر حدیث میں جو اسباب میں آئیں ہیں اور ان کے الفاظ بہت ہیں اب جو جتنے علماء سے منقول ہے کہ خیال
 دو طرح کے ہیں ایک تو وہ جو دل میں آیا اور چلا گیا اور دوسرے مواخذہ نہیں اور یہی خیال حدیث سے مقصود ہے اور
 ایک وہ خیال جو دل میں چل گیا اور مضبوط ہو گیا اور عقیدہ کے طور پر ہو گیا اور دوسرے مواخذہ ہو گا اور وہ عقیدہ
 نہیں اس حدیث سے تو اس فرق کی کوئی دلیل نہیں نہ ایسی تاویل کی ضرورت ہے کیونکہ حدیث عام ہے تمام
 ہے دونوں قسم کے خیالوں کو اور اگرچہ خیال دل میں جم جاوے پر آخر وہ خیال ہے رہیگا خارج ہونے پر
 کا جو اعمال کی طرح نہ ہوگا پھر اس کا مواخذہ کس وجہ سے ہوگا تو اس تاویل اور تکلف کی کوئی وجہ نہیں اور
 کلام نبوی کے خاص کرنے کی کوئی غلت نہیں اور کوئی ضرورت نہیں کہ اس پر وہ بات جو بڑے بڑے
 نہیں ہے باقی اور بندوں پر گناہ لازم کریں اور ان پر مواخذہ نہ کہیں اور اس امر جو بڑے شریعت کا اور ہر
 ہے اور بعض فرق کرنے والوں نے یہ کہا کہ جو خیال دل میں جم جاوے اور پھر تو عمل کیا گیا اب وہ عمل نہیں
 گئے میں کیونکہ داخل ہو گا جو مقصود ہے اس حدیث سے اور یہ قول عقل سے بہت بعید ہے کیونکہ عمل اور حکم تو
 خیال نفسی نے مقابل ہیں اندر یہ دونوں حد میں عفو کی اور کوئی عیب کا رہنما والا یہ طلب اس حدیث کی نہ
 سمجھے گا جو ان لوگوں نے سمجھا اور اس سے معلوم ہو گیا کہ جن لوگوں نے یہ فرق کیا ہے ان کا قول باطل ہے
 اور ان کے پاس کوئی دلیل نہیں بلکہ صرف یہ کہ ہے جس کی کوئی ضرورت نہیں اور جب پھر رسول نے ہم سے
 بیان کر دیا کہ اس عمل جلالہ کسی خیال پر مواخذہ نہ کرے گا جب تک اس پر عمل نہ کرے تو مقصد اور غرض اور عقائد
 اور نیت اگر فرض کیا جاوے کہ خیال سے زیادہ ہیں جب ہی اندر پر مواخذہ نہ ہو گا کیونکہ یہ چیزیں عمل نہیں ہیں
 اور مواخذہ عمل سے ہوتا ہے اور اس میں کوئی اہل لسان یا اہل شرع میں سے خلاف نہ ہو گا اور ان حدیثوں کے
 یہ بات ثابت ہے کہ مواخذہ نہیں ہوتا مگر عمل سے اور بڑی دلیل ہے جو ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ اگر

تقدیر کے ایک نئی کاپی پر اس کے ذکر سے تو اسے اس کے لیے ایک نئی لکھینکا اور اب ہر سیر کی مددیت ہو کہ اگر برائی
 کو بخشے تو اس کے لیے ایک نئی لکھو کیونکہ اس کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر برائی کا نقد کرے اور دوسرے عل کے تو
 ایک نئی کاپی کا تناسب ہوگا اور پھر اس سے معلوم ہو کہ جس نے نقد کیا برائی کا یا غرض کیا یا نیت کی یا ارادہ کیا تو اس کے
 برائی پر محسوس نہیں کیا پھر اس کے ایک نئی کاپی کا ثواب دیکھا جائے کہ برائی کا مواخذہ ہو اس صحت میں جس کا
 مواخذہ اور غرض اور نیت وغیرہ میں فرق کیا ہے اس کے کوئی فائدہ نہیں اور دوسری اہل کلام نے یہ کہا ہے کہ
 غرض پر مواخذہ اور کتاب ہوگا مثلاً کوئی غرض کرے کسی بغیر کی تو میں کا یا کسی کتاب آسمانی کی اختیار کرے تو
 اس غرض کرتے ہی کا فر ہو جاوے گا اگرچہ کوئی فعل مجھے اور کوئی بات زبان سے نہ نکالے اور یہ گمان انکا
 غلط ہے اس پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی نہیں کیونکہ وہ غایت جو مواخذہ کے لیے فرار دی گئی ہے عمل یا محکم
 ہے اور ایسا غرض کرنے والے نے نہ عمل کیا نہ محکم تو یہ کہنا کہ اس سے مواخذہ ہوگا بلا دلیل ہے بلکہ مخالف
 ہے دلیل صریح اور واضح کہ اور ادوں لوگوں نے جو ایسا کہا تو انکو ایک شبہ ہوا وہ یہ کہ اس شخص نے غرض
 کیا اس امر کا جو جائز نہیں اور یہ سبب ہے مواخذہ کا حالانکہ یہی انکی فطرت ہے اس لیے کہ اس نے بیشک غرض کیا
 اس کا جو جائز نہیں لیکن جو جائز نہیں وہ وہ کام ہے جبکہ اس نے غرض کیا تھا نہ خود یہ غرض جو ایک شرط علی
 دوسرے ہو اس لیے کہ وہ ضرورت کر دوسرے معاف ہو جب تک اس پر عمل یا محکم نہ ہو اور صرف غرض نہ علی ہے نہ
 محکم بل اتفاق اہل سنت اور اہل شریع اور یہی معنی ہے میں سلف صاحبین اس حدیث کو اور رحم کر کے اللہ
 شافعی پر کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب میں جبکہ نام ام ہے کہا ہے کہ جس خیال کو زبان بیان کرے وہ دل
 کا دوسرے ہو جبکہ معاف کیا گیا ہے آدمیوں پر اور جس نے تاویل کی ہے اس میں وہ صواب پر نہیں ہیں
 احادیث میں تاویل کرنے والا صواب پر نہیں تو اس سبب تقریر یہ بات معلوم ہوئی کہ اس حدیث کو وہ جرح
 معاف ہو جو اہل سنتوں پر تھا یعنی دل کے غرض پر ادوں سے مواخذہ ہوتا تھا اور دل کے خیالوں پر خواہ
 وہ جسم گئی ہوں یا نہ جسم ہوں اور مدت تک زمین یا تھوڑی دیر میں یہ سب متعمد کے خیالات ہو کہ معاف
 کیے گئے اور انکو دل پر ادوں کی وجہ سے عذاب ہوگا اور اس مسئلہ میں ہماری تقریر طویل ہو گئی اور پوری
 بحث اس کی کہ ہاویل الطالب علی ارجح المطالب میں ہے اور دیکھو کسی دوسرے کو کہ کن بون میں بچھو کہ نہ
 ملے گی اس سے نزدیکی نے کہا نام ماندری نے کہا قاضی ابوبکر بن الطیب کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص کسی گناہ
 کا ارادہ نہ کرے اور اپنے نفس کے اس پر مضبوط اور مستعد کرے تو گنہگار ہوگا اور یہ حدیث اور اس

قسم کی دوسری حالتیں محمول ہیں اور ہی خیالوں پر جدول میں گذرین اور چلے جاوین اور جی نہیں اسکی
 تم کہتے ہیں اور تم اور عزم میں فرق ہے اور حدیث میں تم کا لفظ وارد ہے یہ مذہب ہو قاضی ابوبکر کا اور
 مخالف ہیں اس کے اکثر فقہاء اور محدثین اور انکی دلیل ظاہر حدیث ہو قاضی عیاض نے کہا اکثر سلف اور
 اہل علم فقہاء اور محدثین قاضی ابوبکر کے مذہب کی طرف گئے ہیں کیونکہ دوسری حالتوں سے معلوم ہوتا ہے
 کہ اعمال پر مواخذہ ہوگا لیکن انہوں نے کہا ہے کہ یہ مواخذہ اس بنی پر نہ ہوگا جس کا قصد کیا تھا کیونکہ
 وہ برائی تو اس کی ہی نہیں بلکہ خود اس عزم پر ہوگا اس لیے کہ عزم خود ایک برائی ہے بھرا اگر وہ اس کی
 کو کرتا تو دوسرا گناہ اور کچھ جانا اب اگر برائی کو چھوڑ دیا تو ایک نیکی کہی جاوے گی جیسے حدیث میں وارد
 ہے کیونکہ اس نے چھوڑ دیا اللہ کے ڈر سے اور مجاہدہ کیا نفس امارہ سے اور نیکی سے لیکن وہ تم جو معاف
 ہے اور جب میں برائی نہیں لکھی جاتی ہے وہ وہ دوسرے جو بے اختیار دلیلیں گذرتا ہے نہ اس کا عزم ہوتا
 ہے نہ نفس میں وہ جتنا ہے اور بعض مشکلیں نے اس میں اختلاف کہا ہے کہ اگر اس نے برائی کو چھوڑ دیا تو گناہ
 سے شرم کر کے زحمت کے خوف سے تو اس کو نیکی کا ثواب نہیں ملے گا کیونکہ اس نے برائی کو چھوڑا احتیاس نہ خوف خدا
 ہے اور یہ ضعیف ہو اسکی کوئی دلیل نہیں تمام ہو اکلام قاضی عیاض کا امام نووی نے کہا کہ قاضی عیاض کا
 کلام بہت اچھا ہے کیونکہ شرع کے اور مقصود و آلات کہتے ہیں اسپر کہ جو عزم دل میں جم جاوے اس پر
 مواخذہ ہوگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ جاہل ہیں برائی پہینا مسلمانوں میں انکو دکھائی مارے اور فرماتا
 ہے جو تم کمان سے کیونکہ بعض گناہ گناہ ہوتا ہے اور اس باب میں بہت سی آیات ہیں اور مقصود شرعیہ
 اور اجماع علما سے یہ امر مسلم ہے کہ حد کرنا اور مسلمانوں کو حقیر جاننا اور انکی برائی کا فرمان ہونا حرام ہے
 حالانکہ یہ سب قلب کے اعمال ہیں مگر حجیم کہتا ہے مولانا ابوطیب کی تحقیق بہت عمدہ ہے اور موافق ہے
 ظاہر حدیث کو اور ایک جماعت سلف کی اسی طرف گئی ہے اور امام نووی اور اکثر متاخرین نے اسکا
 خلاف کیا ہے دلیل دوسری آیات اور احادیث کو اور میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی غلطی اور باطل خیال سے
 دعا کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل توفیق دے اس مسئلہ میں صواب بیان کرنے کی میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ خیال
 و قسم کے ہیں ایک تو خیال و قسم اسی کا جس کا کہنا زبان ہو لاکر نا ماتہ پاؤں سے شرع میں منع ہے جیسے
 غیبت رچوری یا زنا یا شرب خمر ان گناہوں کا اگر کوئی قصد کرے پھر خواہ وہ قصد دل میں جم جاوے
 یا بیخبر ہر طرح اور جس سے مواخذہ ہوگا حب تک وہ گناہ نہ کرے اور جو نہ کرے گا اللہ کے ڈر سے اس سے باز ہوگا

تو اس کو ایسے ایک نیکو کسی جاوے گی اور یہی مخلوق ہے ابوہریرہ کی حدیث کا جو آگے آئی ہے اور ایک وہ
 خیال جو خود شرع میں ایک گناہ قائم کیا گیا ہے جسے شرک کا اعتقاد وحدہ بغض مسلمان کی بدخواہی کہہ
 سکتے ہیں۔ خاص طور پر اس قسم کے خیال جب دل میں جم جاویں اور عقیدہ کی طرح ہو جاویں تو وہ گناہ ہمیں
 اور پرہیزگاروں کا البتہ اگر دل میں گزریں اور گزر کر چلے جاویں تو خداوند کریم سے ہرگز نہ موافقہ
 کرنے کا اور اگر یہ خیال گناہ نہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور پیغمبر گناہ نہ مانگتے اور نفس کے پاک
 کرنے کی دعا لے لیتے اور ایک جبری خیالی یہ ہے کہ اگر اس قسم کے خیال گناہ نہ ہوں اور انہیں موافقہ نہ
 ہو تو شرک کا اعتقاد رکھنے والا یا صفات اللہ کا انکار کرنے والا یا کفر جس نے زبان سے کوئی بات نہیں
 نکالی موافقہ دار نہ ہوگا اگرچہ اس کا خاتمہ یہی شرک اور کفر اور لفاظی پر ہو حالانکہ اس کا کوئی مسلمان قائل
 نہیں ہوا اور ستر سین یہ ہے کہ ایک تو دوسو سوہم جو دل میں گزرے اور چلا جاوے یا ایسا ہو جس پر بہت
 پانی پر نجاست پڑی اور یہ کسی اس سے پانی کی صفت نہیں بدل اور وہ پاک کا پاک اور صاف کا صاف
 ہے اور ایک اعتقاد ہے کہ ایک خیال دل میں آوے اور مضبوط ہو جاوے اور جم جاوے خواہ انسان یا
 کو منہ سے نکالے یا نہ نکالے پھر یہ خیال نفس کی صفت ہو جاتا ہے اور اعمال قلبیہ میں گنا جاتا ہے اور اس کی
 مثال ایسی ہے جیسے پانی میں نجاست گرے اور اس کو نا پاک بدبودار کر دے اور یہ خیال حقیقت حجاب
 کے اور اعمال کی طرح خارج میں موجود ہے کیونکہ وہ صفت ہے نفس کی اور نفس خارج میں موجود ہے اور آخر
 قلب ہی زبان کی طرح ایک عضو ہے پھر زبان سے نکلی ہوئی بات تو خارج میں موجود ہو اور قلب کی صفت
 موجود نہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے پس حدیث میں جو کلمہ کلمہ لفظ وارد ہے اس سے یہ خیال نکل گیا کیونکہ
 یہ عمل قلب ہے اب اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس صورت میں جو یہی یا زنا کا بھی خیال اگر جم جاوے تو وہ بھی
 نفس کی صفت ہو جاوے گا پھر چاہیے کہ اس پر یہی موافقہ ہو حالانکہ اوپر ہم کہہ چکے کہ ان گناہوں کے
 خیال پر موافقہ نہیں تو ہم یہ جواب دیں گے کہ بیشک اگر یہ خیال نفس میں جم جاوے تو نفس کی ایک صفت
 ہوگا پس شرع نے زنا اور چوری کا مفہوم یہ خیال نہیں رکھا بلکہ جوارح سے جو افعال کیے جاتے ہیں انکو
 زنا اور چوری کہا برخلاف بدعتی اور سیدی اور غرور اور لفاظی اور حد اور بخل کے کہ ان کا مفہوم نفس
 کی صفات کو قائم کیا اور جب زنا اور چوری کا مفہوم عمل خارج ہوا اس صورت میں اس عمل کا انتساب نفس
 کی صفت ہوگا کیونکہ ایک عمل دعا مانوں کا ساتھ قائم نہیں ہو سکتا نہ ایک عرض و موضوع (محل) میں پایا

جاسکتی ہے پس ان گناہوں میں تا تکمیل تک اس کا عمل مراد ہوگا یعنی عمل جاریہ اور جب تک وہ گناہ جاریہ
 سے نہ کرے گا اور ان کے خیال پر خواہ وہ کسی طرح کا ہو مواخذہ حضور کا اب اگر فرض کیا جاوے کہ ایک شخص اسلام
 لانے کا بعد گناہ کیا ہو گیا اور اس نے اپنا دل اسلام کے عقیدہ و ن سو پیر کر کفر کے عقیدہ و ن پر جادیا لیکن
 کوئی عمل کفر کا نہ کیا اور زبان تو کام ہی کی نہ رہی کہ اس سے کفر کا کلمہ نکالنا تو کیا اس کے مواخذہ نہ ہوگا اور
 اس کو کفر کے عقیدہ پر عذاب نہ ہوگا حالانکہ ظاہر حدیث سے جو حدیث نکلتے ہیں اس کے بموجب چاہے مواخذہ
 حضور مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حدیث ہی اس بات پر باطن ہے کہ اس سے مواخذہ ہوگا کیونکہ
 اس کا کلام نہ مگر نا حرف خدا کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ زبان اس کی گونگی ہو گئی اور جو وہ بولتا ہے تو کفر
 کی بات زبان سے نکالتا اس لیے تعالیٰ بجاوے حکم ایک قسم کے باطل و سوسون اور خیالوں سے اور پاک کر دے
 ہمارے نفس کو بے اعتقاد اور بری صفات سے آمین یا رب العالمین **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ**
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَجَادِلُ الْمُؤْمِنِيَّ عَمَّا كَذَّبَتْ بِهِ أَنْفُسُهُمَا لَمْ
تُحَلِّمْ بِهِ أَوْ تَرَكَ كَلِمَةً ترجمہ ابورریہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ
 نے مجھ یا میری امت کو دل کی باتوں کو جب تک اور پھر عمل کرے یا زبان سے نہ نکالے **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ**
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا كَفَرُ عَبْدِي بِسِتٍّ فَلَا يَكْتُوبُهَا عَلَيْهِ فَإِنْ
عَمِلَهَا فَانْكَتَبُوهَا سِتَّةً وَإِذَا هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَفْعَلْهَا فَانْكَتَبُوهَا حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا
فَاكْتُوبُوهَا عَشْرًا ترجمہ ابورریہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے
 دیا واجب میرا بندہ برائی کا قصد کرے (دل میں) تو مت مگر ہو اس کو پھر اگر وہ برائی کرے تو ایک برائی کچھ ہو
 اور جو نیکی کا قصد کرے لیکن کرے نہیں تو ایک نیکی اس کے لیے کہہ لو اور اگر کرے تو دس نیکیاں کہہ لو
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا هَمَّ
عَبْدِي بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَفْعَلْهَا فَانْكَتَبُوهَا حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا فَانْكَتَبُوهَا عَشْرًا
سَبْعِينَ مَرَّةً ترجمہ ابورریہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے فرمایا واجب میرا
 بندہ قصد کرتا ہے نیکی کر نیکیاں پھر کرتا نہیں اس کو تو میں اس کے لیے ایک نیکی کہتا ہوں اور جو کرے تو دس

نسخہ
 مائتہ و ثمانون

وَمَنْ هَكَذَا نَبِيٌّ فَلَكَ يَمْلِكُهَا لَمْ تَكُنْ وَإِنْ عَمِلَ مَا كَيْتَبَتْ مَرَجِعُهُ إِلَى رُبِّهِ
 ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھائے نیکی کا اور نہ کرے اسکو تو اس کے لیے ایک نیک
 بھی جانی ہے اور جو شخص قسم کھائے نیکی کا اور کرے اسکو تو اس کے لیے دس سات سو نیکیوں تک بھی
 جانی ہیں اور جو شخص قسم کھائے برائی کا پھر نہ کرے اسکو تو وہ نہیں لکھی جاتی اور جو کرے تو بھی جانی ہے
 عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفِيعَةُ ابْنُ رُوَيْحٍ عَنْ رُبِّهِمْ عَمْرٍو قَالَ قَالَ
 اللَّهُ كَمَا لِي كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَّ ذَلِكَ فَقَدْ نَزَلَ هَمَّ حَسَنَةً فَلَمْ يَفْعَلْهَا كَتَبَهَا
 اللَّهُ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ
 إِلَى سَبْعِينَ مِائَةً وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ عِنْدَهُ وَحَلَّ
 عِنْدَهُ كَامِلَةً وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ عِنْدَهُ سِتَّةً وَارْبَعِينَ
 حَرْفٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفِيعَةُ ابْنُ رُوَيْحٍ عَنْ رُبِّهِمْ عَمْرٍو
 سے فرمایا تحقیق اللہ نے لکھ لیا نیکیوں اور برائیوں کو پھر بیان کیا اسکو جو کوئی قسم کھائے نیکی کا پھر کرے
 نہیں اسکو تو اللہ اسکو لیے پوری ایک نیکی لکھینگا اگر قسم کھائے نیکی کا اور کرے اسکو تو اسکو لیے دس سو
 تک اور زیادہ بھی جاوینگا اور اگر قسم کھائے برائی کا پھر اسکو نہ کرے تو اللہ اس کے لیے ایک پوری نیکی لکھے
 گا اور جو کرے تو اللہ اس کے لیے ایک ہی برائی لکھے گا **ف** اس حدیث میں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ اگر
 کے دو چند ہو نیکی کوئی انتہا نہیں سات سو تک اور اس سے زیادہ بھی دو چند ہوئی ہے اور یہی مذہب صحیح
 اور مختار ہے اور ماوروسی نے بعض علما سے نقل کیا ہے کہ یہ دو چند ہونا سات سو زیادہ نہیں ہوتا
 اس حدیث میں اس قول کی غلطی ثابت ہوئی (نوی) **عَنْ الْجَعْدِيِّ ابْنِ عَمْرِو بْنِ قُطَيْبٍ هَذَا**
الْإِسْنَادُ بِهَذَا حَدِيثِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَذَاكَ أَصَحُّهَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَى اللَّهِ الْإِهْلَاكُ
 ترجمہ دوسری روایت یہی ہے جیسے اوپر گذری اتنا زیادہ ہے کہ اگر اس میں اسی کو کرے تو ایک
 برائی نفس جاوے گی یا اسکو وہی اللہ تعالیٰ سیٹ دیجے اور کوئی تباہ نہ ہوگا خدا کے پاس مگر جس کے منت
 میں تباہی ہے **بَابُ بَيَانِ الْوَسْوَاسَةِ فِي الْإِيمَانِ وَمَا يَقُولُهُ مَنْ مَجَّدَهَا وَسُوءِ**
 کا بیان اور جب وسوسہ آئے تو کیا کہے **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ جَاكُودُ بْنُ سُرْمٍ مَنْ أَصْحَابُ**
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ الْوَسْوَاسَةُ أَتَاكَ فَخُذْ بِهَا وَلَا تَجِدْ وَلَا تَفْسَحْ مَا يَتَعَلَّقُ

وَأَنْ

سات سو

تو یہی ہے جو حدیث میں مذکور ہوا اور یہی خیال کو وسوسہ کہ تیری ہر اور ایک وہ جو دل میں جم جاوے
 تو دفع نہیں ہر سے بغیر غور اور فکر اور نظر اور استدلال کے (نوروی) مقررہ حکم کہنا ہے کہ جو علاج حدیث
 میں مذکور ہوا وہی دونوں قسم کے وسوسوں کو علاج ہے اور اگر نظر اور استدلال میں پڑے تو اور زیادہ
 وسوسہ پیدا ہو جائے پس جبکا دور کرنا اخیر میں محال ہو جاتا ہے اور اس کلام کی وہ شصت نقدیق کر کے گاہ
 فلسفہ آبی اور حکمت اور کلام کو ذائقہ اچھی طرح چکھا ہو اور اس کو دلائل اور حقائق میں ایک رت تک
 نظر اور فکر اور غور و خوض کیا ہو میں نے اپنی عمر کے ایک حصہ کو اس میں صرف کیا اور بعد اس کے معامد ہوا
 کہ جبکہ نظر اور استدلال کو دست و دھند حیرانی اور پریشانی زیادہ ہوتی جاتی ہے اور کوئی دلیل
 کسی دعویٰ پر نقص یا معارضہ مخالف نہیں ہوتی الا اشارہ اس پر آٹھ بڑے بڑے متکلمین کے اماموں کے
 جیسے امام غزالی امام آدمی آبن خرمک امام فخر الدین رازی وغیرہ نے اپنی آخر عمر میں رجوع کیا طرک
 و سنت کی اور اخلاص کیا ان رسا دس اور خیالات عقلی سے جنہیں شیطان بھٹاتا دیا بتا پیر کیا پادشا
 نے جبکہ کو چاہا اپنے بندوں میں ہی اور اندر قلوب سے سر نہ پر اور اسی کی پناہ مانگنا چاہا شیطان کے
 شر سے امام فخر الدین رازی نے کہا کہ نہتا عقل دور اسنے کی یہ ہے کہ اخیر میں عقل ترک جاتی ہے اور اس کو
 حیرت ہو جاتی ہے اور بہت لوگوں نے جو اس میں کوشش کی وہ آخر گمراہ ہو گئے اب اسی شبہ کو دیکھو جو حدیث
 میں مذکور ہوا کہ اندر نے سب کو پیدا کیا پیر اب کو معاف اندر کس نے پیدا کیا یہ کتنا بڑا شبہ شیطان کا ہے
 جبکہ حاصل ہے کہ اندر تعالیٰ واجب پر یا ممکن اگر ممکن ہے تو اس کے واسطے ہی ایک خالق ضرور ہے اور جو
 واجب ہے تو اس کے وجوب کو ثابت کرنا چاہیے پیر جب اسکا وجوب ثابت ہوا تو اسکی توحید کو ثابت کرنا
 چاہیے اب حکماء اور متکلمین کو جو جو دست میں خدا کے وجوب اور وحدت کو ثابت کرنے میں پیش آئیں ہیں
 حکمت اور کلام کی کتابوں کو دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہیں اور جب انکو دیکھو اور ادون میں حزب غور کر
 تو یہی تجربہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی بات دل میں نہیں جیتی اور چار طریقے سے شبہات اور شکوک گہیر لیتے
 ہیں پیر پیر عامہ طریقہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کریم کے وجوب اور وجود اور وحدت کو ادون فطری دلائل
 سے ثابت کرنا جو خدا سے پہلے ہی عنایت اور ارادی کے دلائل میں رکھیں ہیں اور یہ بنیاد دلائل کو جو متکلمین
 اور حکماء نے قائم کیا ہیں ایک قلم چور دین حکماء اور متکلمین کے دلائل ایسے ہیں جیسے صنمندی پہول
 کہ خدا سے پہلے جو کشت خا پر تاثیر پہول کی انہیں بعوض اس تصویر اور بے انتہا نرشی کے جو پہول سے گئے

کو حاصل ہوتی ہے اس میں حقیقت پہول کو ایک طرح کی تشویش اور حیرت پیدا ہوتی ہے بہت فطری دلائل
 خدا کے بچانے کے ہیں جنہیں ذرا سی غور کرنے کے بعد خدا کا یقین ہو جاتا ہے اور اس کے تمام صفات
 کا ثبوت بھی اچھی طرح سے حاصل ہوتا ہے اور ان دلائل بخود مشہور عقلیہ کی احتیاج نہیں رہتی جنکو
 فلاسفہ اور سکالین نے قائم کیا ہے اور ہم نے ان دلائل میں سے کچھ دلیلوں کا بیان اوپر کیا ہے اور جو خدا
 جیسے تو ہم اس باب میں ایک جدا جدا مفصل سا لکھیں گے بڑی عمدہ دلیل خدا کے بچانے کی یہ کہ
 کسی کا خانے یا باغ یا مکان کا عمدہ کیا خراب انتظام ہی بدون ایک منتظم کے نہیں ہوتا پھر اتنی
 بڑی دنیا کا انتظام ہمیں ہزاروں عالم مثل ہماری زمین کے ہیں اور ان سب کی حرکات اور سکناات
 اور پیداوار اور دلیل و نہار کا بدون ایک حاکم نہ درست منتظم کے جو کسی کا محتاج نہ ہو کیونکہ ہو سکتا ہے اور جو
 شخص یہ سمجھتا ہے کہ یہ انتظام خود بخود ہو رہا ہے وہ اپنی عقل اور بصیرت سے کام نہیں لیتا وہ سن کر کہ جمل اللہ کہہ کر
 قائلین ہر شخص کہ **هَذَا مِنْ عَمَلِ اللَّهِ إِنَّ رَبَّهُ لَهُ الْمَوَاقِفُ الْكَافَّةُ** **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرَبِّكُمْ قُلْ لَمْ يَخْلُقْكُمْ إِلَّا لِلْعَمَلِ وَأَنْتُمْ كَارِفُونَ**
ذَكَرَ اللَّهُ مَا لَكُمْ فِي الشَّكِّ مِنَ الْغَيْبِ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يُدْرِكُ الْغُيُوبَ
 نے فرمایا شیطان تم میں سے ایک کے پاس آتا ہے پھر کہتا ہے کہ سنئے انھوں نے پیدا کیا کسی نے زمین پیدا کی تو وہ
 کہتا ہے اللہ نے پیدا کیا پھر شیطان کہتا ہے اللہ کو کسی نے پیدا کیا جیسا کہ میں نے کہا ہے تو کہہ دو
 ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسولوں پر **قُلْ لَمْ يَخْلُقْكُمْ إِلَّا لِلْعَمَلِ وَأَنْتُمْ كَارِفُونَ** اس کہنے کو شیطان بایوس ہو کر چلا جا رہا کیونکہ اس کے
 ہر کلمے کو کچھ نقصان نہیں ہوا اگر یہ شبہ دل میں آوے تو اس کا ایک علاج اور ہے وہ یہ کہ اس میں دو دو
 شیطان سے کہے کہ خدا تو سب کا پیدا کرینو والا ہے اور خدا اوسے کہتے ہیں جبکہ پیدا کرنے والا اور کوئی نہ
 نہ پھر تیرا یہ پوچھنا کہ خدا کو کس نے پیدا کیا بڑی نادانی اور حماقت ہے **قُلْ لَمْ يَخْلُقْكُمْ إِلَّا لِلْعَمَلِ وَأَنْتُمْ كَارِفُونَ**
قُلْ لَمْ يَخْلُقْكُمْ إِلَّا لِلْعَمَلِ وَأَنْتُمْ كَارِفُونَ **قُلْ لَمْ يَخْلُقْكُمْ إِلَّا لِلْعَمَلِ وَأَنْتُمْ كَارِفُونَ**
قُلْ لَمْ يَخْلُقْكُمْ إِلَّا لِلْعَمَلِ وَأَنْتُمْ كَارِفُونَ **قُلْ لَمْ يَخْلُقْكُمْ إِلَّا لِلْعَمَلِ وَأَنْتُمْ كَارِفُونَ**
 ترجمہ اوس پر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان تم میں سے ایک کے پاس آتا ہے
 پھر کہتا ہے کہ سنئے یہ پیدا کیا کسی نے پیدا کیا یہاں تک کہ یوں کہتا ہے کہ اچھا تیرا خدا کو کس نے پیدا کیا جیسا
 کہ میں نے کہا ہے تو کہہ دو کہ اللہ نے پیدا کیا پھر شیطان کہتا ہے اللہ کو کسی نے پیدا کیا جیسا کہ میں نے کہا ہے تو کہہ دو

یعنی پرخیاں ہو چڑھیں اور کسی کام میں مصروف ہو جاوے اور مجھ کے کرمی شیطان کا دوست ہے اور وہ گرا کر نہ چاہتا ہے
 (روای احمد بن حنبل) قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لَا تَعْبُدُ الشَّيْطَانَ
 فَيَقُولَ مَنْ خَلَقَكَ كَذًا وَكَذًا يُمِثِّلُ حَدِيثَ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ
 ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان بھروسے کے پاس آنا ہو اور کہتا ہے
 کس نے پیدا کیا کس نے پیدا کیا مجھ پر بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری مسکن کی حدیث
 عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ بُنِيَاءَ لَوْ كُنْتُمْ عَرَفْتُمُ اللَّهَ لَخَلَقْنَا مِنْ خَلْقِ اللَّهِ قَالَ وَهُوَ أَحَدُ بَيِّنَاتِ رَجُلٍ فَقَالَ صَدَقَ اللَّهُ وَاسْأَلْهُ قَدْ سَأَلَنِي أَنَا
 وَهَذَا الثَّالثُ أَوْ قَالَ سَأَلْنِي وَهَذَا الثَّانِي ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ تم سے ظلم کی باتیں بوجہ تہمید کے بیان نہ کریں کہ یہ کہہ دیں گے اللہ نے تو ہم
 کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا راوی نے کہا ابوہریرہ احمدیث کو بیان کرتے وقت ایک ہاتھ پر
 ہونے سے انھوں نے کہا پھر کہا اللہ اس کے رسول نے مجھ سے دو آدمی یہی بوجہ چکے ہیں اور یہ تیسرا
 یا چون کہ ایک آدمی بوجہ چکے ہے اور یہ دوسرا ہے مسکن محدث قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَا يَزَالُ
 النَّاسُ يُمِثِّلُ حَدِيثَ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ
 النَّاسُ قَدْ قَالَ فِي أَحَدِ حَدِيثِ صَدَقَ اللَّهُ وَاسْأَلْهُ ترجمہ محمد بن احمدیث موقوفہ ابوہریرہ پر
 مروی ہے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اسناد میں نہیں ہے لیکن اخیر حدیث میں یوں ہے
 کہ ترجمہ کہا اللہ اس سے رسول نے مسکن محدث قَالَ قَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَاسْأَلْهُ لَوْ تَبَيَّنَتْ نَفْسُكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ حَتَّى يَقُولَ هَذَا اللَّهُ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ قَالَ فَلْيَا أَنَا
 الْمَسْئَلُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هَذَا اللَّهُ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ قَالَ فَلْيَا أَنَا
 ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ قَوْلُكَ قَوْلُكَ صَدَقَ خَلْقِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ ابوہریرہ
 سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا اے ابوہریرہ لوگ تم سے بوجہ تہمید کے (دین کی تائید)
 یہاں تک کہ یوں کہیں گے یہاں اللہ تو یہ ہے اب اللہ کو کس نے پیدا کیا ایک بار ہم مسجد میں بیٹھ رہے تھے
 میں کچھ لوگ گھوڑا لے کر آئے اور کہنے لگے اے ابوہریرہ بھلا اللہ تو یہ ہے اب اللہ کو کس نے پیدا کیا یہ سنکر ابوہریرہ
 نے ایک شے بہرہ لکھ کر بیان کیا ماریں اور کہا اھو اھو اھو یہ سچ کہا تھا میرے دوست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

بُيِّنَ لَكَ

فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَكَ كَذًا وَكَذًا يُمِثِّلُ حَدِيثَ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَلَى رَأْسِ اللَّهِ

اور جنت حرام ہوئے سو بیگزمن ہے کہ اول دہا میں جب اوجنئی جنت میں جاوین گئے تو کچھ جانا نہ ملے گا اور یہ
 جوشیدہ لگائی کہ مسلمان کا حق مار لیر تو اس سے یہ غرض نہیں کہ کافر ذمی کا حق مار لینا حرام نہیں بلکہ مسلمان کا
 ہے کہ ایسے سخت وعید اوس کے حق میں ہے حق مسلمان کا حق تار اور کافر ذمی کا حق مارنا بھی حرام ہے لیکن
 یہ ضرور نہیں کہ اوس میں اتنا سخت عذاب ہو یقیناً اوس شخص کے مذہب پر جو جو مفہوم مخالف لغت کا قائل ہو کیونکہ
 جو مفہوم مخالف قائل نہیں اوس کو تاویل کی احتیاج نہیں ہے اور قاضی عیاض نے کہا مسلمان کی فیاد اس
 دہلی لگائی کہ اکثر معاصی مسلمانوں کے مسلمانوں سے ہی ہو کر تھے میں نہ اس لیے کہ کافر کا حق مارنا درست
 ہے بلکہ کافر اور مسلمان دونوں کے حق کا ایک حکم ہے پھر یہ عذاب اوس شخص کے لیے ہے جو مسلمان کا حق
 مارو اور تو یہ سو پہلے مر جاوے لیکن جو توبہ کرے اور سزا دہا اپنی کیے ہوئے پر اور وہ حق ہو اوس کو مار لینا
 اتنا پھر دیر سے تو اس سے گناہ مافظ ہو جاوے گا اور اس حدیث کی تائید ہوتی ہے مالک اور شافعی اور جوہر علماء
 کے مذہب کی کہ حاکم کا حکم سباج نہیں کرتا اوس حق کو جو اسکا نہیں ہے مگر ابوحنیفہ کے نزدیک سباج کر دیا
 ہے (نودی) **سُكُنْ** أَبُو مُصَاةٍ الْخَارِجِي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَجُلٌ
 مَرَّحِمَهُ أَبُو مُصَاةٍ وَدُوسِي دُوسِي هِيَ أَيْسَى هِيَ **ف** نُدِي نِي لَهَا جَن لُوكُون نِي صَاحِبَ كَال
 مِينَ كَتَا مِينَ لَكَمِينَ مِينَ وَهُ أَكْثَرُ كَتَمِينَ كَالْأَبَا مُصَاةٍ حَارِثِي يَنِي أَهْلِي رَاوِي نِي وَفَاتِ بَاكِي جَبِ سُولِ
 اَلْمَسْمُوعِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبَّكْ اَلْمَسْمُوعِ لَوْ لُطِي پَرِ اَبِ نِي اَنُزِنَا نَزِيرِي اِسْ مَدْرَتِ مِينَ مَسْلَمِ كِي رُوْمِثِ مَنَقْلُحِ مَوَكْ
 كِيُونَكْ عِدَا اَلْمَدِينِ كَمَبِ تَالِي هِي اَوْرُو كِيُونَكْ حَسَنُ سَكُنَا هِي اَوْسُ شَخْرَسِي جَسْ نَوَاتِ بَاكِي سَلَمَ سَجَرِي
 مِينَ لِيَكِنْ يَنْقُلُ اَلْأَبَا مُصَاةٍ وَفَاتِ كِي صَحِيحُ نَهْنِي كِيُونَكْ عِدَا اَلْمَدِينِ كَمَبِ سِي صَحْتِ مَنَقْلُحِ كِي وَفَاتِ بِيَانِ
 كِي مَجْهُو اَلْأَبَا مُصَاةٍ نِي جِيُو خُو سَلَمُ نِي دُوسَرِي رُوْمِثِ مِينَ كِيَا هِي پَرِ هِي لَقَرِ مَرِجُو عِدَا اَلْمَدِينِ كَمَبِ سِي سَلَمِ كِي
 اَلْأَبَا مُصَاةٍ سُو اَوْرَا سِ اَبْلِ جَوَاوَهُ جَوَكْ كَالِيَا كَالْأَبَا مُصَاةٍ نِي وَفَاتِ بَاكِي سَلَمَ مِينَ اَوْرَا كِيَا تَايُخِ وَفَاتِ صَحِيحُ مَرِ
 تُو سَلَمُ اِسْ سَنَدُ كَرْتَلِ نَحْتِي اَمَامُ اَبْنِ اَلْأَثِيرِ نِي اَبْنِي كِتَابِ مَعْرُوفَةِ اَصْحَابِ مِينَ اَلْكَارِ كِيَا هِي اِسْ تَايُخِ وَفَاتِ
 كَالْأَتَمِي **سُكُنْ** عَبْدُ اللَّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَكَمَ عَلَى بَوْرٍ صُلَ
 يَنْقُحُ جِهًا مَالِ اَمِيرٍ فَهُوَ فَوْقَهَا فَاجِرٌ لِيَعْلَمَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ قَالَ فَدَسَّخِلِ
 اَلْأَكْثَرُ بَنُ قُبَيْسٍ فَقَالَ مَا يَحْكُمُ تَكْرُ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ لَوْ اَكْنَا وَكَذًا قَالَ صَدَقَ اَلْبُخَارِيُّ
 فِي نَبَاتِ كَانَتْ بَنُو دِينَ رَجُلٍ اَهْلُ اَلْيَمَنِ فَاَجَمَعَتْهُ اِلَى اَلْثَرِثِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

کے حقوق میں خیانت کرے اور کو لیے جہنم ہے **عَنْ** الْحَسَنِ قَالَ عَادَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ مَعْقِلَ بْنَ كَيْسَارٍ الْكُرَفِيَّ فِي مَخْضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ مَعْقِلٌ لِي مَعْدُ ثَلَاثَ حَدِيثَاتٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِمْتُ أَنَّ لِي حَيَاةً مَا حَدَّثْتُكَ إِلَّا سَمِعْتُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَكُونُ عِنْدَ اللَّهِ دَعِيَّةً يَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٍ لِرَبِّ عَيْتِهِ إِلَّا حَضَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةُ **ترجمہ حسن** ہر عابد اللہ بن زیاد مَعْقِل بن کثیر کے ساتھ تھا جس نے اس کی موت کے وقت اس کے پاس تین حدیثیں سنی تھیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں اور اگر میں جانتا کہ ابھی زندہ رہوں گا تو تجھ سے بیان کرتا مگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ کوئی بندہ ایسا نہیں جسکو اللہ تعالیٰ ایک عیت دیوے پھر وہ مرے اور جہنم سے مرے وہ خیانت کرتا ہو اپنی عیت کو حقوق میں مگر خدا احرام کروں گا اور جہنم کو **ف** یہ حدیث مَعْقِل نے عبید اللہ بن زیاد سے مرے وقت بیان کی کیونکہ اون کو معلوم تھا کہ عبید اللہ بن زیاد کو یہ حدیث فائدہ ندیگی پھر انہوں نے خیال کیا کہ حدیث کا چھپانا بہتر نہیں اور نیک بات کو بتلانا ضرور ہے اگرچہ وہ مانے یا نہ مانے یا اس وجہ سے انہوں نے اپنی زندگی میں بیان نہ کی کہ ایسا نہ ہوا اس حدیث سے ایک مفسدہ پھیل لوگ عبید اللہ بن زیاد کو برا جانکر اسکی اطاعت سے پہر جاوین یا عبید اللہ بن زیاد مَعْقِل کو ایذا پہونچا دے کیونکہ وہ مردود و ظالم اور جابر تھا اور اس نے اپنی بیت نبوی کی حرمت نہیں کی تو اور کسی کو اس سے کیا توقع تھی۔ عیت کو حقوق میں خیانت کرنے پر مزا ہے کہ حاکم پر اپنی عیت کو دین اور دنیا و دونوں کی صلاح ضرور ہے پھر اگر اس نے لوگوں کو برا بھلا کیا اور حد و شرعیہ کو ترک کیا یا اون کی بات اور مال پر ناحق زیادتی کی یا اور کسی قسم کی نا انصافی کی یا اونکی حق تلفی کی تو اس نے اپنی فرض منصبی میں خیانت کی اب وہ جہنمی ہوا اگر اس کام کو حلال جانتا تھا ہمیشہ کے لیے جہنم کو محروم ہوا اور نہ اول و دوم جہنم اور جہنم جہنم میں جاوینگے جہاں سے محروم رہیگا **(نوی)** **عَنْ** الْحَسَنِ قَالَ دَخَلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ عَلَى مَعْقِلِ بْنِ كَيْسَارٍ وَهُوَ وَجَّعٌ فَسَأَلَهُ فَقَالَ لِي مَعْدُ ثَلَاثَ حَدِيثَاتٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِمْتُ أَنَّ لِي حَيَاةً مَا حَدَّثْتُكَ إِلَّا سَمِعْتُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَكُونُ عِنْدَ اللَّهِ دَعِيَّةً يَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٍ لِرَبِّ عَيْتِهِ إِلَّا حَضَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةُ **ترجمہ حسن** ہر عابد اللہ بن زیاد مَعْقِل بن کثیر کے ساتھ تھا جس نے اس کی موت کے وقت اس کے پاس تین حدیثیں سنی تھیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں اور اگر میں جانتا کہ ابھی زندہ رہوں گا تو تجھ سے بیان کرتا مگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ کوئی بندہ ایسا نہیں جسکو اللہ تعالیٰ ایک عیت دیوے پھر وہ مرے اور جہنم سے مرے وہ خیانت کرتا ہو اپنی عیت کو حقوق میں مگر خدا احرام کروں گا اور جہنم کو

وَعَدَا
يَوْمَ

پاس گیا اور وہ بیمار ہے اور کو بوجہ معقل نے کہا میں تجھ سے ایک بیٹ بیان کرتا ہوں جو میں نے بیان
 نہیں کی تھی تجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بندے کو عریض نہیں دیتا پہرہ مرتے وقت اگر
 حقوق میں خیانت کرتا ہو اور مرا ہے مگر اعجاز کفر کیا ہے اور سحر جنت کو اپن زیاد دے کہا کیا تھے یہ حدیث مجھ
 سے بیان نہیں کی اس سے پہلے معقل نے کہا میں نے بیان نہیں کی تجھے یا میں کا میکرو بیلا تجھ کو بیان
 کرتا اور اپنی جان پر مصیبت لیتا اب تو مر تا ہوں اب مجھ کو تیرا نہیں ہو اسطے بیان کر دے **عَنْ**
 هِشَامٍ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ كُنَّا عِنْدَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ لَمَّا كَانَ عَدُوُّ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ لَهُ
 مَعْقِلُ إِنِّي سَأَحَدُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَرَ ذَلِكَ مَعْقِلُ
 حَدِيثُ نَجِيحٍ مَرَّجِيهِ هِشَامُ رَوَيْتُ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَقُولُ مَا مِنْ أَمْرٍ عَلَى أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ لَمْ يَجْعَلْ لَهُ نَصْرًا وَيَجْعَلْ لَهُ الْكُفْرَ يَدُ خَلِّ مَعَهُمْ
 الْجَنَّةُ مَرَّجِيهِ أَبُو السَّيْحِ (عامر بن زید بن اسامہ مدنی بصری) اس روایت سے عبید اللہ بن زیاد نے بیمار پر
 کی معقل کے انکی بیماری میں تو معقل نے کہا میں تجھے ایک حدیث بیان کرتا ہوں مرنے والا نہ ہوتا تو تجھے
 بیان بخیر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو حاکم ہو مسلمانوں کا پہر انکی بہلائی
 میں کوشش کرے اور خالص نیت ہو انکی بہتری نہ جا ہے نودہ ان سے ساتھ محبت میں نہ جا دیگا (بلکہ پیچھے رہ
 جا دیگا اور اپنی نا انصافی کا عذاب بگہر کا **بَابُ** رَفْعِ الْأَمَانَةِ وَالْإِيمَانِ مِنَ تَعْبِثِ الْفُلُوبِ
 وَعَنْ عِزِّ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ بَعْضُ دُولِنَا أَمَانَتُهَا عَلَى الْوَجْهِ جَانِبُهَا بَيَانُ أَوْسْتَنْدَانِ كَأَمَّا دُولُنَا مِنْ عَنِ
 حَدَّثَنَا قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَيْنِ قَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنْتَ ظَلِمْتَ
 الْأُخْرَى حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ تَوَلَّتْ فِي جَنْدِ رِفْقٍ وَبِالسَّجَالِ لَمْ تَزَلْ الْفُرَانُ فَعَلُوا مِنْ الْقُرْآنِ
 وَعَلِمُوا مِنَ الشُّنَّةِ فَجَعَلُوا نَا عَنِ رَفْعِ الْأَمَانَةِ قَالَ يَا أَمْرُ الرَّجُلِ الثَّوْمَةُ تَقْبَلُ الْأَمَانَةَ
 مِنْ قَلْبِهِ بِظُلْمٍ أَنْ هَامُوهُ الْوَكَيْتُ لَمْ يَكُنْ الثَّوْمَةُ تَقْبَلُ الْأَمَانَةَ مِنْ قَلْبِهِ بِظُلْمٍ أَنْ هَامُوهُ

مِنْكَ أَتَى الْجَبَلُ كَيْسًا حَرَجًا عَلَى عَجَلٍ لَتَفُكَا فَمَنْ لَا مَنِيَّةَ لَكَ فِيهِ شَيْءٌ فَتَرَكْنَا
 حَصَاةً فَدَخَرَجَهُ عَلَى رَجُلِهِ لِيُخْبِرَ النَّاسَ بِمَا يَعْنُونَ لَا يَكَادُ أَحَدٌ يُجَوِّدِي إِلَّا مَا تَرَعَتْ
 يُقَالُ إِنَّ فِي سَبِيهِ نَلَكَ نَجَلًا آمِنًا حَتَّى يُقَالُ لِلنَّجْلِ مَا أَحْجَلَهُ مَا أَطْرَفَهُ مَا أَغْلَهُ
 وَمَا فِي قَلْبِهِ مَرْتَعَالٌ حَبَّةٌ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ إِيْمَانٍ وَلَقَدْ أَتَى عَلَى نَمَاتٍ وَمَا أَتَانِي إِلَّا يَكُمُ
 مَا بَعَثَ لَكِنَّ كَانَ مُسْلِمًا كَيْدَتْهُ عَلَى يَدَيْهِ وَلَكِنَّ كَانَ نَصْرَانِيًّا أَوْ يَجُودِيًّا كَيْدَتْهُ
 عَلَى سَاعِيهِ وَمَا الْيَوْمَ كَمَا كُنْتَ أَبَا يَعْزُبُ مِنْكُمْ إِلَّا ذُلًّا وَكُلًّا مَّرْحَمَةٍ حَدِيثُ بَنِ الْإِيْمَانِ
 سے روایت ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے (امانت کر باب میں) دو حدیثیں بیان کیں ایک
 تو میں نے دیکھی لی اور دوسری کا انتظار کر رہا ہوں حدیث بیان کی ہم سے (یہ پہلی حدیث ہے) کہ امانت لوگوں
 کے دلوں کی خبر پر اورتی ہے اور انہوں نے حاصل کیا قرآن کو اور حاصل کیا حدیث **ف** نودی نے کہا
 ظاہر یہ ہے کہ امانت سے دو کیف مراد ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دی اور وہ اقرار جو اللہ تعالیٰ
 ابوحسن واحدی نے اس آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاٰمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ کی تفسیر میں کہا ابن عباس
 نے کہا امانت اللہ تعالیٰ کے وہ فرائض ہیں جو اس کے فرض کیے اپنے بندوں پر اور جس نے کہا امانت
 سے مراد دین ہے اور دین سب امانت ہے اور ابوالعالیہ نے کہا امانت سے مراد امر اور نہی اور نہی اور
 مسائل نے کہا امانت سے عبادات مراد ہیں واحدی نے کہا اگر مفسرین کا یہی قول ہے تو امانت اور
 کے نزدیک عبادات اور فرائض ہیں جنکے ادا کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے عذاب ہوتا ہے اور
 صاحب تحریر نے کہا کہ حدیث میں امانت سے مراد وہی ہے جو اس آیت میں اِنَّا عَرَضْنَا الْاٰمَانَةَ اور وہ عیسوی
 ایمان ہے تو جب ایمان انسان کے دل میں خوب جما ہوگا اس وقت وہ کالیف کو پورا کرے گا اور اس کے
 ادا کرنے میں کو شرف کرے گا اتنے مترجم کہتا ہے کہ امانت اور ایمان کا مادہ ایک ہی اور شعبے میں ایمان
 اور امانت لازم و ملزوم ہیں کہ دینیں امانت بھی ہے اور جو کہ دین ایمان میں امانت بھی نہیں اور مراد امانت سے یہ
 ہے کہ دل میں ایک طرح کی پاکیزگی اور صفائی اور سچائی ہو اور انصاف و راستی کوٹ کوٹ کر بہری گئی
 ہو جو دل نہ مانہ جاہلیت میں ایسے تہہ انہوں ہی نے سلام کو سمجھ کر قبول کیا اور شرک و کفر کو چھوڑا پھر قرآن
 اور حدیث کو حاصل کرنے سے سوا دوسرے اور زیادہ ذرا چڑھ گیا آئینہ تمام تھا اور سب پر اوصیل جہی اور حسن دلوان
 میں امانت نہ تھی مگر اور خیانت سے اور نکاح سے ہوا تھا اور جو شرک اور کفر کی تاریکی چھائی ہوئی تھی سب کو جوہل

کا دل ایسے دلوں کو قرآن اور حدیث کی کچھ فائدہ نہوا وہ سرگرم مسلمان نہ ہوئے بلکہ اپنی شیطنت اور مکر اور
 خیانت کی وجہ سے اور زیادہ کفر میں مضبوط ہو گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انکو ہلاک کیا اور جسے سوا
 اور کچھ انکا علاج نہ تھا **فت** پھر حدیث بیان کی آپ نے ہم سے (یہ دوسری حدیث ہے) کہ یہ امانت اور
 جاوگی تو فرمایا ایک شخص تہوڑی دیر سو دیکھا پھر اس کے دل سے امانت اٹھالی جاو گئی **فت** سنئے
 یہی ظاہری معنی مراد میں یا سونے سے یہ مقصود ہے کہ تہوڑی دیر خدا کی یاد سے غافل ہو گا اور بری صحبت
 میں بیٹھے گا بے ایمانوں کے ساتھ یا تہوڑی دیر تک دنیا کے کام کلج بچ بچ کہوچ میں مصروف ہو گا۔
فت اور اس کا نشان ایک پیپر رنگ کی طرح رہ جاوے گا **فت** یعنی نورا ڈر جاوے گا اور رنگ
 رہ جاوے گی جیسے ایک عمدہ رنگ کو دھو ڈالو تو سیاہ سا دھبہ رہ جاتا ہے حدیث میں روکت کا لفظ
 ہے جب کہ معنی ہلاک و اوعی ہونے کے کہ اپنی سیاسی اور بعضوں کے کہا وہ رنگ جو پیپر رنگ کو خلافت میں
فت پھر ایک فیصلہ لیا تو امانت دل سے اٹھ جاوے گی اور اس کا نشان ایک چھان کو کی طرح رہ جاوے گا
 جیسے تو ایک انگارہ اپنی پاؤں پر لڑکھا وہ پیپر کہاں پہول کر ایک چھان (آئینہ) نکل آوے اس کے اندر
 کچھ نہیں پھر آپ نے ایک کنکری لیکر اپنے پاؤں پر لڑکھائے **فت** نووی نے صاحب تخریر سے
 نقل کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ امانت ذرا دن دل سے اٹھنا شروع ہوگی جب پہلا حصہ اٹھ جاوے گا تو کھانا
 رہو گا اور ایک سیاہ دھبہ رہ جاوے گا پیپر کے رنگ کا گویا پہلے رنگ کے خلاف یہ رنگ پیدا ہو گا پھر جب اور ایک
 حصہ اٹھ گیا تو چھان کی طرح نشان ہو جاوے گا اور یہ ایک مضبوط و اوعی ہے جو مدت میں جاتا ہے اور اس میں
 سیاسی ادل سے زیادہ ہوگی تو امانت کو زور جائیگا اور بے ایمانی کی تاریکی چھانے کو مشابہت دی ایک
 انگارہ پاؤں پر چلائے سے کہ آگ کا زور تو چٹ چلا جاتا ہے اور ایک سیاسی کا داغ کہاں پر چھوڑ جاتا ہے
 اور کنکری چلا کر تپ سے اسے شیشہ کو اور داغ کر دیا تو لوگ بخوبی سمجھ جاوے ہیں حاصل ہے کہ ایمان کا زور
 آہستہ آہستہ دل سے اٹھتا جاوے گا اور کفر کی کانکس چھانے جاوے گی پھر ایک ہلکا سا دھبہ ہو گا پھر اور
 زیادہ پھر اور یہاں تک کہ بالکل دل کا لاہو جاوے گا اور ایمان کے بدل کفر چھان جاوے گا خدا کی پناہ **فت**
 اور فرمایا لوگ بچ کر بچ گئے اور ان میں سے کوئی ایسا نہ ہو گا جو امانت کو ادا کرے۔ یہاں تک کہ لوگ کہیں گے
 کہ فلاں قوم میں ایک شخص امانت دار ہے **فت** یعنی اس نے اپنے جیسے شخص امانت دار سے کوئی کسی
 حق نہیں ہوتا ہر ایک کو دو سرے پر ظہر دے گا یہ بات بالکل جان سے ہے کہ امانت کا نام و نشان دنیا

سے اور پھر جاوے گا مگر کہیں کہیں ہزاروں لاکھوں میں ایک آدمہ شخص ایماندار خدا ترس ہو جاوے گا جو اس
 دوزخ کو لوگ اسکو مشہور کرینگے کہ ایک وہ شخص امانت دار ہے ایسا زمانہ اب موجود ہے کہ کوئی کسی پر ہوسا
 نہیں کرتا جسکو روپیہ دودھ پیچم کر جاتا ہے امانت کا ادا کرنا تو کیا **ف** اور یہ بات کہ لوگ ایک شخص
 کو کہیں گے وہ کیا ہوشیار اور خوش مزاج اور عقلمند ہے یعنی اس کی تعریف کریں گے اور اس کے دل میں
 راضی کے واسطے برابر بھی ایمان نہ ہوگا **ف** یعنی چونکہ ساری دنیا میں بے ایمانی پھیل جا رہی تو ایمان
 کی قدر اور منزلت بھی دل سے نکل جاوے گی تعریف بھی کریں گے تو بے ایمانوں کی تین نے اپنی آنکھوں سے
 یہ حال حیدر آباد میں دیکھا ہے وہ لوگ جو مومن مسلمان کہلاتے ہیں ذرے ذرے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے ہیں
 بے ایمان لوگوں کی تعریف کرتے ہیں انکی خوشامد کرتے ہیں اور جو شخص دین کی تائید کرے اسکو ان بڑا ہٹ
 کے خوش کرنے کے لیے بلاتے ہیں لاکھوں دلاؤ تو وہ جب تو خدا کی مارا ایسے نام کے مسلمانوں پر پڑی ہے کہ
 وہ علاؤنگی حکومت میں رہنے کے اسکی نگاہ میں ایسے ذلیل اور خوار ہو گئے ہیں کہ سوا باوجودی گری حضرت
 گامری خانہ مالی کے اور کوئی کام اون سے نہیں لیا جاتا اور ایک زمانے میں مسلمان تمام قوموں کے
 سرترج تھے انکا رعب اور دنا کہ ایسا تھا کہ کافران کے نام سے لڑتے تھے ہر ایک مسلمان خدا کے
 احکام پر اپنی جان نثار کرنے کو فخر جانتا تھا۔ بہین نقاد رہ انکا جاست تاجا۔ **ف** پھر خدا
 نے کہا میرے اوپر ایک زمانہ گذر چکا ہے جب میں بے آنکھ ہر ایک سے معاملہ کرتا (یعنی لین دین) اس لیے کہ
 اگر وہ مسلمان ہوتا تو اسکا دین اسکو بے ایمانی سے باز رکھتا اور جو نصرانی یا یہودی ہوتا تو حاکم اسکو اپنا
 سر باز رکھتا **ف** چونکہ امانت اور ایمان داری کا زمانہ تھا اس لیے مسلمان تو سب امانت دار تھے
 اور جو بخیف و خطر معاملہ اور لین دین کرنا پیسہ مار لینا تو ڈرتے تھے یہی نہیں اور یہودی یا نصرانی بھی
 بے ایمانی نہ کرتے ڈر کے مارے اور جو کرتے تو ایماندار حاکم موجود تھے جو انکو سزا دیتے اور بے ایمانی سے
 باز رکھتے اور میرا پیسہ چھو کر دلا دیتے وہ ہرگز نہ دیتا **ف** لیکن آج کے دن تو میں ہم لوگوں کو
 کہی معاملہ نہ کروں گا البتہ ظلمان اور مسلمان شخص سے کروں گا **ف** چند لوگوں کا نام کیا جو
 ایماندار ہوں گے باقی لوگوں کا بھروسہ نہیں اور جب لوگ بے ایمان ہو تو حاکم ہی ویسے ہی سزا دیتا
 وہ رشوت خوار اور ظالم ہونیکے علاوہ حق کو ناحق کرتے ہیں اور غریب عایا کو ستمنازی اور انکا حق تلف
 کرتے ہیں سوجہ سوجہ حاکم سے بھی امید نہیں رہتی کہ وہ بے ایمان کو سزا دیکر اور حق نہ ڈنڈو دیکر۔ تافنی عیال

یسعیان سے جو حسین برائے یوں کو **فت** بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کے پاس حضرت عمرؓ کے ہاتھ
 تھے فتون سے وہ فتون سے بوجہ دی کو اس کو گہرا بار در مال اور ہاکی میں جو میں انہوں نے کہا ان
 حضرت عمرؓ کے کہا ان فتون کا کفارہ تو گز اور روزی اور زکوٰۃ سے جو فائز ہے لیکن قرآن سے کہتے
 اس پر ان فتون کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دیا کی موجودگی میں اس کا کوئی کفارہ
 حضرت عمرؓ کی مراد فتون سے وہ فت و تہر جو تہر و آپ کی ہمت میں غلبہ ہو چکا جن میں آپس میں
 سہارون کے کشت و خون ہو گیا دیگر اسی پہیلگی **فت** خذیفہ نے کہا ایک ایک سب ایک چپ
 ہر رہے ہیں کجا میں کسب ہے حضرت عمرؓ نے کہا تو نے نسبت تیرا باپ بہت چپ تھا **فت**
 جس کے فتنے سے تہہ ساز کا پیدا ہو حدیث میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے ایک کوئی کی
 عادت ہے جب کسی کی تعریف کرتے ہیں تو اس کو کہتی ہیں کیونکہ آپ کی نسبت کہ خدا کی طرف سے
 کی بزرگی بیان کرنا ہے میری کہتی ہیں بیت اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ
 جیسی بات دیکھتے ہیں تو یہ کہہ گئی ہیں لینے تیرا باپ تیرا احمد تھا جیسی یہ کہہ پوڑا زور دی
فت خذیفہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں فتون اور
 چارے کوئی کو ایک کہ عبد ایک یہ کہ بوری کی تیلیان ایک کہ عبد ایک مٹی میں **فت** حدیث میں
 کہ کھنڈیر کوڑا ہو گا ہے کسوتین حرم چڑھتا ہے ایک غوی غوی اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ
 غور اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ
 وجہ کو بیان کرتے ہیں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتون وجہوں کو ذکر کیا ہے کہین حل جیہ کو اختیار کیا ہے
 کہنا کہ ہر بزرگ شیخ ابو الحسن بن سرہر نے دوسری وجہ کو اختیار کیا ہے اب تین وجہوں کے ترجمہ ایک
 ایک مذکور ہوتا ہے چوتھی وجہ کہ ترجمہ یہ ہے کہ فتنے و فتنوں میں ایک کے بعد ایک لگتے ہیں
 سے ہرے کی تیلیان زینبی کہتے ہیں ایک کہ عبد ایک لکھی جاتی ہیں یعنی بوریہ ہنر والی
 تیسرے ہرے کو کہتی ہیں کہ ہرے کو کہتے ہیں کہ ہرے کو کہتے ہیں کہ ہرے کو کہتے ہیں کہ ہرے کو کہتے ہیں
 تینوں کے کہ ہرے کو کہتے ہیں کہ ہرے کو کہتے ہیں کہ ہرے کو کہتے ہیں کہ ہرے کو کہتے ہیں کہ ہرے کو کہتے ہیں
 تیسرے کو کہتے ہیں کہ ہرے کو کہتے ہیں کہ ہرے کو کہتے ہیں کہ ہرے کو کہتے ہیں کہ ہرے کو کہتے ہیں کہ ہرے کو کہتے ہیں
 تیسرے کو کہتے ہیں کہ ہرے کو کہتے ہیں کہ ہرے کو کہتے ہیں کہ ہرے کو کہتے ہیں کہ ہرے کو کہتے ہیں کہ ہرے کو کہتے ہیں

تیسری وجہ کا ترجمہ یہ ہے کہ فتنہ و فلول پر اویٹنے اور چپکین گے پورے کی طرح خدا کی پناہ خدا کی پناہ
 اور فتنوں سے مٹی خدا انکو بچا دے ان فتنوں سے (نوفی) پہ جس دل میں وہ فتنہ چرچا دینگا (یوسف ص ۱۶۷)
 گا اور بیٹہ جاوینگا) تو اس میں ایک کلا داغ پیدا ہوگا اور جو دل اُس کو نہ مانینگا (اور قرآن اور حدیث پر قائم رہینگا)
 اور میں ایک سفید نورانی دیہہ ہوگا یہاں تک کہ اسی طرح کالے اور سفید دیہے ہوتے ہوتے دو قسم کے دل ہو جائیں
 گے ایک ترخالص سفید دل جو بڑا بہتر کی طرح (جس میں کوئی چیز رنگ نہیں سکتی قہ شبیہ جو اس دل کی صاف بکلیں بہتر
 سے معنی جیسے اس قسم کا بہتر صاف دھون ہو پاک ہوتا ہے ویسا ہی یہ دل ہی ان فتنوں کی الایش سے
 پاک اور صاف ہوگا) دوسرے کالے سفیدی مائل (یعنی بہرا) اوندھ کوڑے کی طرح جو نہ کسی اجبی بات کو اجسا
 سمجھینگا نہ برے کو برا اپنی خواہش کی تابع ہوگا **ف** حدیث میں مراد اُکا لفظ ہے اور بعضوں نے اس کو
 مرید ڈاڑھ سے راوی سے خود اسکی تفسیر آگے بیان کی ہے اور کہا ہے کہ ہود مراد اُسے پیر اور ہر کہ سفیدی
 کا غالب ہونا سیاہی میں قاضی عیاض نے کہا ہمارے بعض مشائخ کہتے تھے کہ اس میں غلطی ہوئی ہے یعنی شدت
 البیاض نے مساوی میں اور بجائے شدت کے شبہ کا لفظ صحیح ہے یعنی سیاہی مائل سفیدی کے کیونکہ جو سیاہی
 میں سفیدی کا غالب ہو اسکو ربدہ نہیں کہتے بلکہ بن کہتے ہیں اگر بدن میں ہو اور آنکھ میں ہو تو جو کہتے
 ہیں اور ربدہ تو وہ ذری سہ سفیدی ہے جو سیاہی میں ملی جلتی ہے جسکو شہر منہ کا رنگ ہوتا ہے اور اسکو
 اسکو ربدہ کہتے ہیں ابو عبید نے ابو عمرو سے نقل کیا کہ ربدہ وہ رنگ ہے جو سیاہی اور خاک کے بیچ میں ہوتا ہے
 ابن درید نے کہا ربدہ تیرہ رنگ کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ جس سیاہی میں تیرگی ملجاوے اور مچھلیا
 کے معنی اوندھا اور اسکی تفسیر یہی آگے آتی ہے قاضی عیاض نے کہا مجھے جو ابن سراج نے کہا کا لکھو ترجمہ یہ اسکی سیاق
 کی تشبیہ نہیں ہے بلکہ ایک دوسرے وصف کا بیان ہے اسکو اور صاف میں سے یعنی وہ دل اوندھا ہو گیا ہے جیسے
 کوڑہ اوندھا جاتا ہے پیر اور میں پانی نہیں رہ سکتا اسی طرح اس دل میں کوئی بہتری اور بہلائی اور حکمت
 کی بات نہ رہیگی اور اُسکا بیان کیا یہ کہ نہ وہ پہلی بات کہ پہلی سمجھے گا ثری کو بری قاضی عیاض نے کہا جو دل
 پہلی بات کو نہ جھنے دے اسکو مشابہت ہی اوندھ کوڑے کی جیسے پانی نہیں ٹہرتا صاحب تخریر نے
 کہا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جیسا دھی اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے یا لگتا ہوں کا مرکب ہوتا ہے تو یہ ایک
 گناہ کے کرنے سے اسکی دل میں تاریکی آتی جاتی ہے پھر وہ فتنوں میں پڑ جاتا ہے اور اسلام کا نور بالکل اسکی
 دلیلیں خست ہو جاتا ہے اور دل مثل اوندھ کوڑے کی اولٹ جاتا ہے یعنی جیسے کوڑے کو اوندھا دو تو اس

میں جو کچھ ہوتا ہے کل جانا ہے پہر کچھ نہیں سمجھتا اسی طرح ادس کے دل کو سارا اسلام کا نور نکل جاتا ہے اور پہر
 بالکل نہیں آتا (نودی) **ف** حدیفہ نے کہا پہر میں نے حضرت عمرؓ سے حدیث بیان کی کہ تمہارا عہد
 اُس فتنے کے پہر میں ایک روزہ ہر چوبند ہے مگر نزدیک ہے کہ وہ ٹوٹ جاوے حضرت عمرؓ نے کہا کیا ٹوٹ جاوے
 گا تیرا باپ نہیں اگر کل جانا تو شاید پھر بند ہو جاتا میں نے کہا نہیں ٹوٹ جاوے گا **ف** ثواب فتنوں
 کا روکا ممکن نہ ہوگا اور وہ اسٹڈ اسٹڈ کر سوجن کی طرح آنے لگیں گے یہ جو حضرت عمرؓ نے حدیفہ سے کہا تیرا باپ
 نہیں یہ ایک کلمہ ہے جو عرب کی زبان میں کیا مگر پرستند کر نیکو کہتے میں بیٹو سچے کو کی بچا نیوالا نہیں اگر
 خیر تیرا باپ زندہ ہوتا تو وہ صیبت میں تیرا شریک ہوتا اور کچھو اشقی تکلیف نہ اٹھاتا چڑچڑ پر اب تو تو کیا
 ہے پہر کوشش کر اور مستعدی کر اپنے بچانے میں (نودی) **ف** اور میں نے اون سے حدیث بیان کی کہ
 یہ روزہ ایک شخص ہے جو مارا جاوے گا یا مارا جاوے گا یہ حدیث کوئی غلط (دل سے نہائی ہوئی بات) نہ تھی۔
ف یعنی تیرا روزہ جاوے ہی بند ہے اور فتنوں کو روکے ہوئے ہے ایک شخص کی ذات ہے جس کے سب
 سے تمام ہٹ ور کے ہوئے ہیں پہر چوبند وہ مارا جاوے گا یا مارا جاوے گا تو گویا روزہ ٹوٹ گیا اور فتنوں کی
 اب دھڑا دھڑا فتنوں کی سوجن اسٹڈ اسٹڈ کر آئیں گی اور سب لوگ تلامذہ میں چڑچا دیں گے دوسری روایت میں
 ہے کہ وہ ذات حضرت عمرؓ کی ہے اور شاید حدیفہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں ہی سمجھا ہوا تھا کہ طہر
 کہ وہ مارے جا دیں گے یا مارا دیں گے یا حدیفہ یہ جانتی ہوں گے کہ حضرت عمرؓ مارا جا دیں گے لیکن انہوں نے اسکا
 صاف بیان کرنا ان کے زور و بڑبڑا سچا دوسری روایت میں ہے کہ عمرؓ وہی اس روزہ کو جانتے تھے
 جیسے یہ بات جانتے تھے کہ آج کی رات کل کون سے پہلے ہو اور یہ جو حدیفہ نے کہا یہ حدیث غلط تھی یعنی دیکھا
 تیرا بیٹا ہوئی تھی نہ اہل کتاب کی کتابوں سے نکالی گئی تھی بلکہ خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے
 پہر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ یہاں ہی ہوا اور حضرت عمرؓ فتنوں کی زد کہ تیرا شہید ہو اور ان کو
 بعد سے برابر فتنوں کا روزہ کھل گیا حضرت عمرؓ کی شہادت حضرت عثمان کی شہادت جنگ جمل جنگ صفین
 قتل خراج حضرت علی کی شہادت حضرت امام حسن کی شہادت واقعہ مکہ کہ ابوالامام حسین علیہ السلام کی شہادت
 اہل بیت ہدی کی ہجرتی مختار بن عبیدہ ثقفی کی جنگ مصعب کی جنگ مختار بن عبد اللہ بن زبیر کا قتل مکہ معظمہ میں
 اہل مدینہ کی بربادی یزید پیسے کے ہاتھ سے کی طرح کو ہزاروں فرمایاں اور فتوح اب تک اہل اسلام کو پیشین میں
 واقع ہوئے سب جان اور حضرت عمرؓ کی فضیلت اور بزرگی کے لیے عقل منہ آدمی کے نزدیک ایک ہی حدیث کافی ہے

شروع ہوا تھا (بدیگر کو) تو خوشی ہو غریبوں کے لیے **ف** اسلام شروع ہوا مدینہ کی یعنی
 پہلے اون لوگوں کو شروع ہوا جو مدینہ منورہ میں مکہ معظمہ کی ہجرت کر کے آئے تھے اور وہ غریب مسافروں پر اپنے
 وطن پہنچ کر آئے تھے اور پھر ایسا ہی ہوا جاوینکا یعنی اخیر زمانے میں اسلام ستر ستر سمیٹو پھر مدینہ میں آجاوینکا
 اور ساری دنیا میں کفر کا زور ہو گا جو مسلمان ہون گے وہ کافروں کے دوسرے مدینہ میں بہاگ کر آجاوین گے
 قاضی عیاض نے کہا مطلب حدیث کا یہ ہے کہ پہلے اسلام شروع ہوا تھا چند معدود لوگوں کو پھر اخیر زمانے
 میں ہی اس طرح گھٹ کر نہوڑے لوگوں میں رہ جاو گا اب یہ جو فرمایا طوبی ہو غریبا کے لیے تو طوبی کے معنی
 خوشی اور سرور اور نعمتوں نے طوبی کی حجت کو مراد لیا ہے بعضوں نے اس حجت کو حجت میں ہو اور
 یہ سب معنی بن سکے ہیں (نوی) **سکن** اَبْرَحَ عَنْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 إِنَّ الْأَسْلَامَ بَيْنَ أَعْرَبِيَّائِ سَيَعُوذُ غَرِيبًا كَمَا بَدَأَ أَوْ هُوَ يُبَادِلُ بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ كَمَا بَدَأَ
 الْحَيَاةَ فِي حَجْرٍ هَذَا محمد بن عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام شروع
 ہوا غربت میں اور پھر غریب ہو جاوینکا جیسے شروع میں تھا اور وہ سمٹ کر دونوں مسجدوں کے (اور مدینہ کو)
 کیچرچ میں آجاوینکا جیسے سانپ سمٹ کر اپنی سوراخ میں (بلین) جلا جاتا ہے **ف** قاضی عیاض نے
 کہا اسکا مطلب یہ ہے کہ ایمان اول و آخر دونوں زمانوں میں اسی حال پر ہو گا کیونکہ اول زمانے میں جو سچا
 ایمان دار تھا وہ مدینہ میں جلا آیا تو ہجرت کر کے اسکو وطن بنا لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
 کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیکو ایسا ہی خلفائے زمانے میں رہا اور ایسا ہی اوس کے بعد جو عالم اپنی وقت
 کے پیشوا اور امام گرے ہیں وہ حدیث حال کرنیکے لیے مدینہ میں آئے اور ہمارے زمانے تک یہی لوگ ہیز
 جا ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کو لیے اور وہاں کے اور شہداء اور آثار کی زیارت
 حاصل کرنے کے لیے تو مدینہ میں نہ آوینکا مگر وہی جو مومن ہو گا انتہی سراج الودیع میں ہے کہ شاید یہ واقعہ
 قیامت کو قریب ہو گا اور اس حدیث کی یہ بات معلوم نہیں ہے کہ اسلام اخیر زمانے تک رہو گا اور وہ غریب ہو
 جاوینکا اور زمین میں سمٹ کر آجاوینکا اور یہ وقت ابھی تک نہیں آیا باوجود اسکو اسلام غریب ہو گیا اور کسی غیبت
 دوسری روایت میں ہے کہ عربوں کی عورتوں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہین سمٹ کر حجاز میں آجاو
 گا جیسے سانپ اپنی بل میں سما جاتا ہے اور دین حجاز سے اس طرح بندہ جاوینکا جیسے بکری پہاڑ کی چوٹی سے
 اور دین شروع ہوا ہے غربت کی اور پھر ایسا ہی ہو جاوینکا جیسے شروع ہوا تھا تو خوشی ہو غریبا کے لیے اور غریبا

وہ مہین جو سد بارہین گئے میری سنت کو جب لگ بگائیں گے اور سور وایت کیا اور سکوتر مذی مرقاۃ مہین سے
 کہ حجاز عرب کو اور شکر طے کا نام ہے جس مہین کہ اور مدینہ ہوا اور اس کے گرد کی بستی ان اور یہ بات تو بعض مہینوں نے
 کہا کہ بولی جاتی ہے اس مہینے میں اسلئے کہ تمام دنیا کے شہر بہر گئے مہین مدینہ سے اور ہفت مہین میری سنت
 گیا ہے حجاز کی طرف اور حجاز سے اور مبارک شکر طے کی طرف جسکو مہین کہتے ہیں کیونکہ مہین سے ایک جماعت
 پیدا ہوئی اہل حدیث کی جنہوں نے سدہ لائن سنتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگو لوگوں نے
 بگاڑ دیا تھا اور اب تک بعض لوگ اُن مہین کے مہین باقی مہین یا تو تکہ اوں مہین کو کر اور ہمارا حشر اوں کے
 ساتھ کر مضر حجم کہتا ہے کہ مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ اخیر زمانے
 میں اسلام کو تنزل شروع ہوگا اور جا بجا کافر مسلمانوں کے اور غالب ہو جائیں گے یہاں تک کہ تمام ممالک
 اور بلاد کافروں کی حکومت میں آجائیں گے اور سب جگہ کافروں کا زور ہو جائیگا اور آخر پیچہ و پیشہ ہر شے کہ اور
 مدینہ جہان سے اسلام شروع ہوا تھا مسلمانوں کے پناہ کی جگہ ہوگی اور یہ امر کچھ ظاہر ہو چکا ہے اور کچھ باقی
 ہے سب سے پہلے جو ملک مسلمانوں کے قبضہ سے گیا وہ اندلس کا ملک تھا جہان کی مسجدین اور مدینہ مسلمانوں
 کے بنوائے ہوئے اب تک یادگار ہیں اور ایک مسجد قرطبہ میں اتنی بڑی ہے کہ ویسی مسجد دنیا میں اور کہیں
 نہیں پراستوس ہے کہ نصاریٰ نے غالب کر اور مسجد کو گرجا کر دیا ہے اور گھنٹہ بجاس سال کو تو ہفتہ رجبہ
 جلد مسلمانوں کا تنزل ہو رہے اور انکی حکومتیں برباد ہوتی جاتی ہیں کہ اگر ایسا ہی رہا خدا اٹھو ہستہ تو
 بہت قریب زمانہ زمین مسلمانوں کی حکومت صرف کہ مغرب اور مدینہ میں رہ جاوے گی وہ ملک جہان صد بار سک
 مسلمان ہستہ اور رہتے تھے اور کافروں کا نام و نشان نہ تھا اب دن دن پر کافرا و شاہ مہین اور مسلمان
 ذلیل اور خذلہ پہلے ہندوستان کی سی مہین اور مدینہ ولایت مسلمانوں کے قبضہ سے نکھر نصاریٰ کے
 قبضہ میں آئی ہر اسی چند ہی روز گذرے کہ کاشغر کو چین کے بت پرستوں نے چھین لیا اور بخارا اور خوار
 اور وسط ایشیا کے ملک کو روس کے نصاریٰ نے دبا لیا اور بلقان اور بوسنیا اور سربیا اور جبل اسود جو
 روم کے سلطان کے نوکر تھے وہ خود مختار ہو گئے اسی طرح یونان کا حاکم نصاریٰ پاوشاہ خود مختار
 ہو گیا اب ہفت مہین جب میں احمدیہ کی تفسیر لکھ رہا ہوں مراد ترکستان کا ملک ہے جس سے لکھنؤ کی سنہ
 دبا لیا ہے اور اس کی نظر افغانستان پر بھی ہے اور آسٹریلیا وستان کے نصاریٰ افغانستان پر
 دعویٰ کر رہے ہیں اور ولایت مصر کو سلطان روم کے اختیار میں لکھنؤ کا ملک و مان اپنا اقتدار چار مہین اور

جزیرہ عرب کی بنیاد رشل خدین اور سولہ گنہن وغیرہ کے اپنی قبضہ میں کیے ہیں اب جو دو سلطنتیں نام کے یو بانی ہوں
 یعنی روم اور ایران کی وہ بھی لشکاری و خالفت اور لرزان ہیں اور انہی کی مرضی کے موافق انتظام کرتے
 ہیں جو دو شرعیہ کا نام و نشان نہیں منق و منجز کا علی الاعلان بازار گرم ہے اب وہ زمانہ بہت قریب معلوم
 ہوتا ہے جب نام کے لیے بھی مسلمانوں کی سلطنت اور حکومت نہ ہوگی اور وہ سب لشکار کی رعایا بن کر رہیں گے
 اور جو سچے مسلمان ہوں گے وہ ان کی حکومت کو بہاگ کر کے اور مدینہ میں دم لیں گے اور وقت اس حدیث کا
 پورا طور پر ظہور ہو جاوے گا اگر کوئی کہے کہ اور مدینہ میں تو اس وقت خود بدعات کا زور ہے اور قرآن و حدیث
 کی نشر و دہان کچھ شیطا طین میں جو مانع ہونے ہیں پھر اسلام کے منشی ہو کہ اور مدینہ کی کثرت کیا ہوا ہوگا
 تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان شیطا طین کا زور کہ اور مدینہ میں ہے الحال ہو جبکہ سچے اور پکے مسلمان ساری دنیا
 میں پہلے ہوئے ہیں پھر جب یہ سب سچے مسلمان کا فردن ہو کر رہے اور مدینہ میں جا کر جن کے تو ان شیطا طین
 کی اچھی طرح خبر لینے اور اس وقت میں بڑی آزمادی کے ساتھ کتاب اور سنت کو پوری حرمین میں پکڑ
 ہوگی اور بدعات کی سرکوبی بخوبی ہو جاوے گی جو کوئی زندہ رہے گا وہ اس کو دیکھے گا انشاء اللہ تعالیٰ متعلق
 اِنِّیْ هُوَ بَرُّکٌ اِنَّ رَسُوْلًا لِّلّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَالَ اِنَّ کُلَّ اَیْمَانٍ لِّکِیْرٍ ذٰلِی الَّذِیْ یَبْتَغِی
 تَاْرِکُ الدِّیْنِ اِلٰی حُجْرَتِہَا ثُمَّ جِئَہُ اَبُو ہریرہؓ کہ روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان
 سمٹ کر مدینے میں اس طرح ہو جاوے گا جیسے سانپ سمٹ کر اپنی بل میں سما جاتا ہے **باب**
ذہاب الایمان اخذ المؤمنان اخیر زمانے میں ایمان کا سمٹ جانا **حَدَّثَنَا**
حَسَنُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّلَاحَةُ حَتّٰی لَا یَقَالَ فِی الْاَرْضِ اَللّٰہُ ثُمَّ جِئَہُ اَبُو ہریرہؓ
 ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت نہ ہوگی جب تک کہ زمین میں اللہ اللہ کہا جاتا ہے
 پھر جب کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ رہے گا اس وقت قیامت قائم ہوگی تو وہی نے کہا ہمارا یہ ہے کہ قیامت اچھی
 وقت ہوگی جب لوگ بدترین ہو جاوے گے جیسے دوسری روایت میں ہے اور زمین کی کثرت کو ایک ہوا دیگی
 قیامت کو قریب تو سب میں ہو جاوے گے اس ہوا سے یہ بات کہ زمین میں کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ رہے
 مجھ کو قیاس ہے کہ یہ معلوم ہوتی تھی پر اس نے میں اسکی تصدیق ہو گئی اور حدیث پر کامل یقین ہو گیا ہمارے
 زمانے میں اللہ کے منکر بہت پہلے جاتے ہیں اور کوئی اللہ کا نام لےوے تو اس پر ستر ہزار سال قیامت کو قریب
 کم محبت اسی قسم کے منکر بن لینے دوسری اور تیسری روایتیں ہیں کہ اللہ کو ماننے والے سب اونٹ جاویں گے

میں کوئی ایسا خلاف کرے تو پھر اسکو اپنی مسجد میں آنے نہیں دیتے لاجل لاؤۃ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور اس کے
 زیادہ ظالم کون ہو جو اللہ کی مسجدوں میں اللہ کی یاد کو کسی کو بروکے تمام اہل قبلہ کو لازم ہے کہ کسی شخص کے خواہ
 وہ کتنا ہی مخالفت ہو مسجد میں آنے سے اور اس میں نادر پڑھنے سے منع نہ کریں یہاں تک کہ شیعہ اور خارجی اور
 معتزلے کو بھی منع کرنا اور غلام سے ہو کتنا نادرست ہو **مَا يَسُبُّ تَالِفَ قَلْبٍ مِّنْ تَحَدُّثٍ عَلَىٰ رَأْيِهِ**
لِيُصْنِفَهُ وَاللَّهِ عَنِ الْقَطْعِ بِأَكْيَمَانَ مِنْ عَنِّي دَلِيلٌ قَاطِعٌ جَوْشَعُ صَنِيعَتِ الْإِيمَانِ هُوَ اسکا دل ملانا
 اور جب تک ایمان کا یقین نہ ہو کسی شخص کو مومن نہ سمجھنا **سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ**
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْطَانَا لَكَ فَإِنَّهُ مَوْسِمٌ قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْفُوا لَهَا تِلْكَ تَوْبَتُهَا عَلَىٰ تِلْكَ أَوْ مَسْمُوكٌ قَالَ إِنْ لَمْ يَكُنْ
الذَّجَلُ وَغَيْرُكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ مِنْهَا فَانْهَ أَنْ يَكُنَّ بَيْنَهُ اللَّهُ وَخَرَجَ جَلَّ فِي النَّاسِ مَرَّجَمٌ مَعْدِنٌ
 ابی وقاص سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال بانٹا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ظلال
 کو دیکھو وہ مومن ہے آپ نے فرمایا یا مسلمان ہے **فَسَبَّ** یعنی تو اسکو یقیناً مومن کہہ کر کہتا ہے شاید مسلم ہو
 تو یوں کہہ دے مومن ہے یا مسلم ہے تو اس سے اس کے ایمان کا انکار نہیں نکلتا بلکہ منع کیا آپ نے اسکو
 یقیناً مومن کہنے سے **أَوْفُوا لَهَا تَوْبَتُهَا عَلَىٰ تِلْكَ أَوْ مَسْمُوكٌ** یہ کہ ایمان ایک فعل
 قلبی ہے اسکا حال اللہ ہی خوب جانتا ہے برخلاف اسلام کے کہ وہ ظاہر ہی زبان سے اقرار کر کے ہے اور حجاب
 تحریر سے کہا کہ اس میں اشارہ ہے اس شخص کے مومن نہ ہونے کا حالانکہ اس میں اشارہ ہے اس کے مومن ہونے
 کا کیونکہ آگے آپ نے فرمایا کہ بعض شخص کو میں زیادہ چاہتا ہوں پر دیتا اور کو ہوں ایسا نہ ہو وہ جہنم میں اپنا
 گرایا جاوے اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایمان اور اسلام میں فرق ہے اور اس سلسلہ میں بڑا
 اختلاف ہے اور کچھ بیان اسکا اور پھر دیکھا اور اس میں اشارہ ہے اس مذہب کی طرف جو حق ہے کہ فقط زبان
 سے اقرار کر لینا کافی نہیں جب تک دل سے یقین نہ ہو اور اگر اسید اور بعضی حربیہ کہتے ہیں کہ صرف زبان
 سے اقرار کر لینا کافی ہے حالانکہ یہ صاف غلطی ہے اور خلاف ہے مسلمانوں کے اجماع کے اور خلاف ہے اور ان کی بات
 اور احادیث کو جس سے منافقوں کا کفر ثابت ہو رہا ہے حالانکہ منافقوں کا یہی حال تھا کہ وہ دل سے یقین نہ
 رکھتے تھے پر زبان سے اقرار کرتے تھے (نودی) **فَمِنْ** میں نے نہیں باری ہی کہا کہ وہ مومن ہے آپ نے
 ہر بار یہی فرمایا مسلمان ہے پھر آپ نے فرمایا میں ایک شخص کو دیتا ہوں حالانکہ دوسرے کو اس سے زیادہ چاہتا ہوں

کے جی اوشٹنے میں اور ہمارے پیغمبر کو شک نہیں ہوئی تب آپؐ اور لگان غلط کرنے کے فرمایا کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام پیغمبر تھے اور پیغمبر ہی کیسے خلیل اللہ پر اگر انکو شک ہوئی تو جھگڑ بھی شک ہے لیٰ اور حضرت
ابراہیم علیہ السلام کو آپؐ فرماتے اور پر قدم کیا برطریق قاضی اور ادب کے اور شاید اسوقت تک آپکو معلوم ہوا
ہوگا کہ آپؐ پیغمبر سے جو زمین زیادہ ہیں پھر اختلاف کیا ہے علمائے کتب حضرت ابراہیمؑ کو شک تھی تو
انہوں نے خدا سے درخواست کیوں کی کہ مجھ کو دکھلا دے تو کیونکر جلا دیکھا مروں کو بیان کیا ہے کئی وجہوں
کو لیکن ظاہر یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مروں کے جی اوشٹنے پر یقین تھا پر انہوں نے چاہا کہ اور
زیادہ دل کو اطمینان ہو جائے اور یہ اس طرح ہے کہ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دلائل سے علم حاصل ہو چکا
تھا کہ اللہ تعالیٰ مروں کو جلا دیکھا لیکن انہوں نے اپنی آنکھ سے اس امر کو نہ دیکھا تھا سو ابراہیمؑ انہوں کو چاہا کہ
علم استدلالی سے ٹیڑھ کر یقین حاصل ہو اور وہ مشاہدہ سے ہوتا ہے کیونکہ علم استدلالی میں شک کو باقی رہتا
میں پھر مشاہدہ سے وہ سب شک کو مٹ جاتے ہیں یہ مذہب ہی امام ابو منصور ازہری کا دوسری وجہ یہ ہے کہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا درجہ خدا کے پاس آنا چاہا کہ خدا انکی درخواست قبول کرتا ہے یا نہیں اور
اس صورت میں تو کم تر یقین کے پیغمبر ہوں گے کیا مجھ کو یقین نہیں اس بات کا کہ تو میرا درست ہے اور
تیرا مرتبہ اور درجہ میرے نزدیک ٹیڑھا ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے یقین کو ٹیڑھا
چاہا اگرچہ پہلے ہی انکو یقین تھا اور شک بالکل نہیں ہو وہ علم معیت میں تھا انہوں نے چاہا کہ اس سے ٹیڑھ کر یقین
یقین کا درجہ حاصل ہو جو حق ہے کہ جب انہوں نے ششرون پر دلیل قائم کی کہ میرا بعد و کار جلا تا
اور مانا ہے تو خدا سے چاہا کہ اس امر کو دکھلا دے تا انکی دلیل صاف ثابت ہو جاوے اور بعضوں نے اس وجہ
بیان کی ہیں پر وہ ظاہر نہیں ہیں امام ابو بکر بن ہادی نے کہا اختلاف کیا ہے لوگوں نے کہ حضرت ابراہیمؑ
نے یہ سوال کیا کہ اگر تو لوگوں نے کہا ہے کہ انہوں نے ایک مردار جلا کر دیا گے کہ اسے دیکھا جس نے
کے درخت اور پرندے اور دریا کے جانور کہا ہے تھے انکو یہ خیال آیا کہ اس جانور کے ٹکڑے کیونکر اٹھا ہونگے
اور ان کے دل کو شوق ہوا کہ درخت کا جی اٹھنا دیکھیں انکو شک تھی لیکن انہوں نے یہ بات
چاہی کہ اسکو دیکھ لیں جس پر مومنین چاہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجنبت کو دیکھیں اور خدا
و دیدار کی طالب ہیں حالانکہ انکو یقین ہے ان سب کا اور شک نہیں ہے اور میں انتہے
اور رحم کرے اللہ تعالیٰ حضرت لوط علیہ السلام پر وہ پناہ چاہتے تھے مضبوط سخت کی

فرشتے اللہ کا خدا ہے لیکن حضرت لوط علیہ السلام پاس آ کر تو خوب صورت لوگوں کی نہیں ہیں آ کر مجھے حضرت
 لوطؑ کو لے کر وہاں پہنچا کر انکی مہمانی کرنا چاہیے پراونکی قوم کے لوگ جو لوطؑ سے اور لوطی بانی میں مبتلا تھے
 جمع ہو کر گئے اور ان مہمانوں کوستانا چاہتے تھے لوطؑ نے کوئی دقیقہ ان مہمانوں کی خاطر داری اور دل
 جوئی میں نہ چھوڑا اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا خدا سے ڈرو اور مجھ کو رسوا مت کرو مہمانوں کے روبرو اگر
 گواہی ہی نہ دے سکتے تھے تو میری بیٹیاں حاضر ہیں اس پر بھی انہوں نے نہ مانا تب حضرت لوطؑ نے
 فرمایا کاش مجھے زور ہوتا تو شکوہ کروں یا پناہ کی کسی منسوب سخت کی لینے میرے گنہگار سے ہو تو ان
 کی پناہ لیتا اور یہ جو انہوں نے اپنی قوم کا اور اپنے گنہگاروں کی پناہ کا ذکر کیا تو وہ جو یہ نہ تھا کہ وہ
 خدا سے غافل تھے بلکہ انہوں نے اپنے مہمانوں کے دل کو خوش کرنا چاہا کہ میرا بس جہانک چلتا میں تم کو
 بچاتا اور شاید اس وقت رنج میں اللہ تعالیٰ کی پناہ لینا بہول گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
 خداوند پر رحم کرے۔ **ت** اور اگر میں ہدیہ خانے میں اتنے دنوں رہتا جتنے دن حضرت یوسف علیہ السلام
 رہے تو میں تو فوراً بڑھنے والے کے ساتھ چلا جاتا **ف** جب لیلا کی تہمت سے حضرت یوسف
 علیہ السلام قید ہو کر مدت تک بیوقوفی میں رہا آخر غریب مصر کی طرف سے ایک بلال
 والا آیا کہ چکر اسکی خواب کی تعبیر بیان کریں پھر حضرت یوسفؑ نے مانا اور فرمایا جب تک عمر توں گمار کی دنیا
 ضوکی اور میری صفائی بالکل نہ ہو جاوے گی اس وقت تک میں نہ آؤں گا تو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
 حضرت یوسف کی فضیلت بیان کی اور میں کہہ دے کہ یہ اللہ استقلال تھا کہ ایسا دوسرے میں ہونا مشکل
 ہے ورنہ انسان جب بصیبت میں گرفتار ہوتا ہے تو بے حال ہو کر اس سے چوٹنے میں جلدی کرتا ہے۔
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثٍ يُؤْتِي عَنْ النَّبِيِّ
 فِي حَدِيثٍ مَالِكٍ لَكِنْ لَيْطَمَتْنِ قُلُوبِي قَالَ كُفِّرَ قَرْنَهُ هَذِهِ الْآيَةُ حَتَّى جَاءَهَا مَرَحِمُهُ دُوسَرِي
 رَدِيتُ هِيَ الْوَمْرِيهِ كَرِيسِي هِيَ اس مین یہ سنہ کہ پڑا اپنے اس آیت کو بہانہ کہ پورا کیا اسکو۔
عَنْ النَّبِيِّ كَرِيسِي هِيَ الْوَمْرِيهِ كَرِيسِي هِيَ الْوَمْرِيهِ كَرِيسِي هِيَ الْوَمْرِيهِ كَرِيسِي هِيَ الْوَمْرِيهِ
 مَرَحِمُهُ دُوسَرِي جَوَارِ كَرِيسِي هِيَ الْوَمْرِيهِ كَرِيسِي هِيَ الْوَمْرِيهِ كَرِيسِي هِيَ الْوَمْرِيهِ كَرِيسِي هِيَ الْوَمْرِيهِ
 الْحَبِيبِ النَّاسِ سَيِّدِهِ هِيَ الْوَمْرِيهِ كَرِيسِي هِيَ الْوَمْرِيهِ كَرِيسِي هِيَ الْوَمْرِيهِ كَرِيسِي هِيَ الْوَمْرِيهِ
 كَرِيسِي هِيَ الْوَمْرِيهِ كَرِيسِي هِيَ الْوَمْرِيهِ كَرِيسِي هِيَ الْوَمْرِيهِ كَرِيسِي هِيَ الْوَمْرِيهِ كَرِيسِي هِيَ الْوَمْرِيهِ

حَالِينَ أَهْلَ دِيَارٍ مِنْ تَحْتِهِ إِلَّا قَدْ أُعْطُوا مِنَ الْآيَاتِ مَا شَاءَ أَمِنْ عَلَيْهِمُ الْبَشَرُ إِنَّهُ كَانَ الَّذِي
أَنْزَلَ سُبْحَانَ اللَّهِ إِلَهُ الْعَرْشِ عَظِيمِ وَارْجُوا أَنْ أَكُونَ أَكْثَرُكُمْ نَابِعًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِنَّكُمْ

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک پیغمبر کو وہی معجزہ ملے گا جو اس کے پہلے
دوسرے پیغمبر کو مل چکا ہے۔ پھر ایمان لائے اور سپرد آدمی لیکن چونکہ جو معجزہ ملا وہ قرآن ہے جو اللہ کے لیے ہے
پس (ایسا معجزہ نہ ملے گا کہ نہیں ملے) اس لیے میں اسے دیکھتا ہوں کہ میری پیروی کرنے والے اور پیغمبروں کو
پیروی کرنے والوں کو زیادہ ہونے کی قیامت کو دن فتنے میں ملے معجزہ قرآن ایسا تھا کہ معجزہ ہے جو پہلے
کسی پیغمبر کو نہیں ملا اس لیے میری تابع زیادہ ہوں گے یا قرآن ایسا معجزہ ہے جس میں سحر وغیرہ کا شائبہ نہیں ہو
سکتا برخلاف اور معجزوں کے کہ ان میں سحر وغیرہ کا شائبہ ہو سکتا تھا اس لیے میری پیروی کرنے والے زیادہ
ہونگے یا دوسرے پیغمبروں کے معجزے لگے جنہیں ان کا زمانہ گزرا اور میرا معجزہ جو قرآن ہے قیامت تک باقی ہے اور وہ
معجزہ اس طرح ہے کہ قرآن کے طرز بیان اور اس کی فصاحت اور بلاغت اور نیک حالات اسے آپ میں ملے گا جو کہ
کوئی اس کی مثل ایک سطرہ ہی بنا سکے اگرچہ وہ سب جہج ہوں تب بھی نہیں ہو سکتا اس لیے تیرے سوا ہرگز نہ
ہزاروں قرآن کے مخالفین ہوں گے کہ کسی سے یہ نہ ہو سکا کہ اس کے مقابلے کی ایک سطرہ بنا تا ہمارے زمانے
میں لیکن یہ خوف عقل کے دشمن ہندی یہاں ایسے نکالیں جو قرآن کی عربیت کو فصیح نہیں جانتے اور سہر
اعتراض کرتے ہیں کوئی ان کو پوچھے کہ متھے عربی زبان میں کیا لیاقت پیدا کی ہے اور صرف دعوے ہی جانتے
ہو یا نہیں ان جواب ملتا ہے کہ نہیں سب جان لیں کہ یہی نزاکم ہوا بڑے بڑے عرب کے اہل زبان تو قرآن کو
سن کر حیران ہو گئے اور ایمان لائے اور آج تک اس کی فصاحت اور بلاغت اور طرز بیان بمیشل ہونیکا اقرار کرتے
ہیں ہر ایک کے نوٹس کے پاس ہندی بڑے بڑے کہوڑے جن کو کوئی مسلمان کی حکومت میں ٹھکے کو نہ پوچھے مسلمانوں کے
صلح بن کر بیٹھے ہیں اور یہ اصلاح کرتے ہیں کہ حدیث اور قرآن کو معیت میں لاکھلا لاکھ - پھر جو رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں فرمایا کہ جو ہر ایک کی پیروی کرنے والے زیادہ ہونگے قیامت کے دن
یہی آپ کا ایک معجزہ ہے کہ چونکہ آپ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ایسی رونق بخشی کہ عرب سے مشرق
تک پہنچ گیا اور بڑی ولایتیں مسلمانوں نے فتح کیں اور جیسی اسید آپ کی تھی ویسی ہی اللہ تعالیٰ نے کر دیا
اور انکار ہے اس کی لغتوں پر جو ہے آتا ہیں - اور خلاصہ یہ تو ہے پہلا اسلام کو ترقی بخشی تھی اور مخالفین کو
ریک کیا تھا ویسی ہی اس زمانہ میں ہی اسلام کی مدد کر اللہ اپنے پیچہ دین اور پیچہ بغیر کی طغیانی سے مسلمانوں

وہ کہتے ہیں کہ

طریقی

کے دنوں کو مضبوط کرنا دوسرے دین کی مثل میں مصروف ہوں اور دنیا میں نیک نامی اور عزت اور آخرت میں ثواب اور حبست حاصل کریں آمین یا رب العالمین ﴿مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾

ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اسکی جس کے ماتھے میں محمد کی جان ہے اس ماتھے کا درخت میرے وقت اور میرے بعد قیامت تک (کوئی یہودی یا نصرانی یا اور کوئی دین والا) میرا حال سنی پھر ایمان لے لگاؤ اور سچ جو کہ میں دیکھ رہا گیا ہوں (یعنی قرآن پر) تو جنہم میں جاؤ گیگا شتا نووی نے کہا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگلی شریعت میں سب منسوخ ہو گئیں ہمارے پیغمبر کی شریعت سوا دیر بات نخلی کہ جس کو اسلام کی دعوت نہ پہونچی وہ معذور ہے کیونکہ یہ قاعدہ اصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ شریعت آسنے سے پیشتر کوئی حکم انسان پر نہیں ہوتا انتہی۔ اگرچہ اس زمانہ میں مسلمان ہر ایک ملک اور ولایت میں پھیل گئے ہیں پر وہ کہے کے سب اپنی دنیا کے کاموں میں مصروف ہیں اور دین کو انہوں نے بالآخر طاق کر دیا ہے الا اشارہ دین کی دعوت کا فردن کو تو کیا وہ عام مسلمانوں کو بھی دین کے حکام نہیں بتلاتے پہانک کہ اکثر مسلمان شریعت کے حکام سے بالکل ناواقف ہیں اور صرف نام کے لیے مسلمان کہے جاتے ہیں دعوت دین کی ایسی ضروری چیز ہے کہ ہر ایک پیغمبر نے اپنی ساری عمر میں صرف کی ہے اور کافرانہ پیدا اور بے شمار ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے پاس تشریف لے گئے تو ان کے حواریوں نے دین کی دعوت پہلانا شروع کی اور باوجودیکہ ان کے مخالف نے اور اور دنیا کے حاکم تھے پراخرا دعوت نے رفتہ رفتہ ایسا اثر کیا کہ مخالفین کی قوت ٹوٹ گئی اور ہزاروں لاکھوں ان میں کے عیسوی ہو گئے اور آخر عیسویوں کی قوت پہانک ٹوٹ گئی کہ ساری دنیا میں ان کا دین پھیل گیا چنانچہ ہمارے زمانے تک اوس دعوت کا اثر باقی ہے اور اب تک عیسوی عالم دعوت کو نہیں چھوڑتے اور رات دن تحریک اور تقریر سے عیسوی مذہب کو تائید اور مدد دیتے ہیں اور جس ملک کو گرن کو سنتے ہیں کہ وہ دین عیسوی سے ناواقف ہیں وہ ان فوراً جیسے ہو سکے ہیں پوچھتے ہیں اس کام میں جا ہے جان جاوے جا ہے دعوت سب قبول ہو رہی ہے دین پہلانا نیکو لیے سب گوارا کر لیتے ہیں بڑا افسوس ہے کہ مسلمان اس سے بالکل غافل ہیں اور ان کے ملا اور سولوی اور درویش سوا ابرام سے رہنماں کہا نیکی دین کا کوئی کام نہیں کرتے نہ سفر کرتے ہیں نہ اور نہ

کی اقوام کی زبانیں سیکھتی ہیں نہ اور زبانوں میں اسلام کی کتابوں کا اور قرآن کا ترجمہ پہیلانے میں ہاں
 بڑے رنج کی بات ہو کہ نصاریٰ نے اپنی وقفیت کیوہی قرآن کا ترجمہ انگریزی اور فرانسسیسی اور جرمنی زبانوں
 میں کیا یہ مسلمانوں کو یہ توفیق نہیں کہ وہ قرآن کا اور دین کی کتابوں کا ترجمہ غیر زبانوں میں خصوصاً
 کافروں کی زبانوں میں کر کے اوس کے ہزاروں لاکھوں سختی کافروں میں پہیلادین تاکہ وہ سچو دین شریعت
 و حق ہوں نصاریٰ نے اپنا دین ایسا حزب کر لیا ہے کہ عاقل آدمی اگر ذرا سہی اپنے عقل سے کام لےوے تو کہو
 یہ دین لغو معلوم ہوتا ہے تین خدا کا ایک خدا اور ایک کے تین ایسی ہی بات ہو جو کسی کے ذہن میں نہیں
 آتی پہر یہ کہنا کہ جیسے خدا کے بیڑ میں باوجودیکہ عیسوی کہاتے تھے اور پیتے تھے اور گھٹے تھے اور مٹتے تھے اوس کے
 بھی زیادہ خلاف نیاس اور بعید از عقل ہے تو یہی وہ دعوت کو نور کو عقلوں اور بوقیوں میں بھی
 پہیلاتا ہے اسلام کا تو دین ایسا صاف اور کھرا اور بے لوث ہے کہ جہین سوا کے ایک سچی خدا بروت کر جس نے
 ہم کو اور آسمان اور زمین اور سب مخلوقات کو پیدا کیا کسی اور کی پرستش نہیں اور اس پر شیخ کوئی بات
 عقل سلیم کے خلاف نہیں جیسے اور دینوں میں بائی جاتی ہے پہر یقین ہے کہ اگر مسلمان نصاریٰ
 کی نسبت اپنی پیار کو دین کے پہیلانے میں عشر عشر بھی کر شل کرین تو اس کا اثر نصاریٰ کی کوشش سے
 کہیں زیادہ ہوگا اور چونکہ اس ماننے میں لوگوں کا رجحان عقل کی طرف زیادہ ہے پس اس میں کوئی شک نہیں
 کہ وہ سب دینوں میں اسلام کو ترجیح دیں گے اور شرک و کفر کو چھوڑ کر خدا پرستی کی توحید کے قائل ہونگے جو سب
 سے اعلیٰ مکن اسلام کا ہے اب یہ دعوت مختلف طور پر ہو سکتی ہے کچ لوگ قرآن اور حدیث کا ترجمہ کر دین
 کی زبانوں میں کریں کچ اسلام کی حقیقت کو دلائل بمقابلہ اور مذہب کو نہایت صاف طور پر لکھ کر ہر ایک
 قوم کے کافروں میں پہیلادین کچ کافروں کی زبان میں لکھ کر ان کے ملک میں جا کر زبان پند اور نصیحت
 اور دعوت کریں و کہنا **عَنِ الشَّعْبِ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ سَأَلَ الشَّعْبَ فَقَالَ**
يَا أَبَا عَمْرٍو إِنَّ قَبْلَكَ مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ يَهُودٌ وَنَحْنُ فِي الرَّجُلِ إِذَا أَعْتَقَ أَمَتَهُ نَفَرْنَا وَجَعَلْنَا مِنْهُ كَالْأَمَةِ
بَدَأَتْ فَقَالَ الشَّعْبُ حَدَّثَنِي أَبُو بَرٍّ دَعَانِي مَوْلَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ يَكُونُونَ أَحْسَنَ مَرْتَبِينَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِدِينِهِ وَأَدْرَكَ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ يَدِّ وَأَشْفَعُ وَصَدَّقَهُ فَكَهْ أَجْرَاتٍ دَعْبٌ مَعْلُوكٌ أَدَّى حَقَّ اللَّهِ
عَلَيْهِ وَحَسَنٌ سَيِّدٌ بَكَهْ أَجْرَانِ وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أُمَةٌ مَعْدَاهَا نَا حَسَنٌ عَدَا عَهَا ثُمَّ أَدْبَهَا

وَأَكْرَمَهُ اللَّهُ هَذَا لَا تَرَى إِلَّا مَا تَفْقَهُ مِنْهَا فَطَاهَرَنِي عَلَى الْحَقِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

مَا حَسَنَ أَذْبَعَهُ لَمْ تَرَ عَفْهًا وَتَرَى حَقًّا فَكَلِمَةُ أَجْرَانِ كَثُرَتْ فَكَالِ الشَّعْبِ فِي الْحَقِّ سَأَلِي خُذْ هَذَا
 الْحَدِيثَ بِحَبْلِ شَيْءٍ يَنْقُلُ كَانَ الْحَبْلُ يَنْحَلُّ يَنْقَادُونَ هَذَا إِلَى الْقِدْرَةِ مَرْجُمَةً أَيْكَ شَخْصٍ
 خُزَّاسَانِ كَارِهُو دَالَاهُمْ شَيْخِي سَيِّدِي بُوَ حَاكِي لَوْ كَتَبْتُ هَذَا لَمْ يَكُنْ خُزَّاسَانِي لَوْ تَدْرِي كَوْنُ أَوَّلِهِ سَيِّدِي
 اسے نکاح کر لیو تو اسکی مثال ایسی ہے جیسو کوئی بھری کے جانور پر سواری کرے نبی نے کہا مجھ سے تین
 کیا ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے انہوں نے ابو موسیٰ شعری اپنی باپ سے کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 تین آدمیوں کو دوسرا ثواب ملے گا ایک تو اس شخص کو جو اہل کتاب میں سے ہو (یعنی یہودی یا نصرانی) ایمان
 لایا ہو اپنے پیغمبر پر پہرہ زنا نہ پاوے اور مجھ پر ہی ایمان لاوے اور میری پیروی کرے اور چھ کو سچا
 جانے لے تو اسکو دوسرا ثواب ہو اور ایک اس غلام کو جو اسکا حق ادا کرے اور اپنے مہمان کا بھی ادا کرے
 دوسرا ثواب ہو اور ایک اس شخص کو جسکا پاپن لڑائی ہو پہرہ چھی طرح اور اسکو کہلاوے اور پلاوے بعد اسکو
 اچھی طرح تعلیم اور تربیت کرے پہرہ اسکو آواز کرے اور اس سے نکاح کر لیوے تو اسکو بھی دوسرا ثواب ہو
 پہرہ شعی نے خُزَّاسَانِ سے کہا تو یہ حدیث ہے بے بحث تین تو ایک شخص اس سے چوٹی حدیث کی ہے کہ
 ایک سفر کرتا تھا شعی نے اسکو طے کیا کہ خُزَّاسَانِ کو حدیث کی قدر ہوا ورنہ اسکو یاد رکھے سبحان اللہ
 اگر لوگوں میں دین کی طرح کسی کی ہے انتہا کو نشین کہین ہیں کہ ایک ایک حدیث سنو کے وہ طے و منزلان کا سفر
 کیا اور خلیفین اٹھائیں اسکا کو جزاے خیر دیرے تمام مسلمانوں کی طرقت سے اس لیے کہ انکا احسان سے سب مانا ورنہ
 پر ہے نوری نے کہا اس حدیث سے بڑی فضیلت نکلی اس اہل کتاب کی جو مسلمان ہو جاوے اور اس غلام
 کی جو خدا کے ارسیان کے درون کے حقوق ادا کرے اور اس شخص کی جو اپنی لڑائی کو آواز کرے اسکا
 نکاح کر لیوے **عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ** قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
بَابُ بَيَانِ تَرْكِ عَيْسَى بْنِ مَرْيَمَ حَاكِي كَمَا لَبَّيْتُ بِهِ نَبِيًّا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَضَرْتُ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ كَمَا بَيَانِ أَوْ شَرِيعَتِ مُحَمَّدِي كَمَا مَوَافَقِ جَلَنَةِ كَا حَكِي
أَوْ هُوَ رِيكَ يَقُولُ وَالرَّسُولُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْكَذِبُ نَسْيِي بَيْدَةَ أَيْ كُنْتُ كُنْتُ أَتِ
يَنْبُلُ فِيهِ كَمَا بَيَانِ مَنْ كَبَّرَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ حَكَمًا مَقْصُودًا نَيْكَسَ الصَّيَابِيَّةَ يَقْتُلُ الْخَنَزِيرَ
 وَيَصْنَعُ الْحَبْلَ بِئِهِ وَيَقِيضُ اللَّالَ حَتَّى لَا يَقْبَلَكَ أَحَدٌ مَرْجُمَةً أَيْكَ شَخْصٍ بُوَ حَاكِي لَوْ كَتَبْتُ هَذَا لَمْ يَكُنْ خُزَّاسَانِي
 اسے نکاح کر لیو تو اسکی مثال ایسی ہے جیسو کوئی بھری کے جانور پر سواری کرے نبی نے کہا مجھ سے تین
 کیا ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے انہوں نے ابو موسیٰ شعری اپنی باپ سے کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 تین آدمیوں کو دوسرا ثواب ملے گا ایک تو اس شخص کو جو اہل کتاب میں سے ہو (یعنی یہودی یا نصرانی) ایمان
 لایا ہو اپنے پیغمبر پر پہرہ زنا نہ پاوے اور مجھ پر ہی ایمان لاوے اور میری پیروی کرے اور چھ کو سچا
 جانے لے تو اسکو دوسرا ثواب ہو اور ایک اس غلام کو جو اسکا حق ادا کرے اور اپنے مہمان کا بھی ادا کرے
 دوسرا ثواب ہو اور ایک اس شخص کو جسکا پاپن لڑائی ہو پہرہ چھی طرح اور اسکو کہلاوے اور پلاوے بعد اسکو
 اچھی طرح تعلیم اور تربیت کرے پہرہ اسکو آواز کرے اور اس سے نکاح کر لیوے تو اسکو بھی دوسرا ثواب ہو
 پہرہ شعی نے خُزَّاسَانِ سے کہا تو یہ حدیث ہے بے بحث تین تو ایک شخص اس سے چوٹی حدیث کی ہے کہ
 ایک سفر کرتا تھا شعی نے اسکو طے کیا کہ خُزَّاسَانِ کو حدیث کی قدر ہوا ورنہ اسکو یاد رکھے سبحان اللہ
 اگر لوگوں میں دین کی طرح کسی کی ہے انتہا کو نشین کہین ہیں کہ ایک ایک حدیث سنو کے وہ طے و منزلان کا سفر
 کیا اور خلیفین اٹھائیں اسکا کو جزاے خیر دیرے تمام مسلمانوں کی طرقت سے اس لیے کہ انکا احسان سے سب مانا ورنہ
 پر ہے نوری نے کہا اس حدیث سے بڑی فضیلت نکلی اس اہل کتاب کی جو مسلمان ہو جاوے اور اس غلام
 کی جو خدا کے ارسیان کے درون کے حقوق ادا کرے اور اس شخص کی جو اپنی لڑائی کو آواز کرے اسکا
 نکاح کر لیوے

سریم کے بیٹرم لوگوں میں اور حکم کرتے کہ موافق اس شریعت کو اور انصاف کریں گے اور توڑ ڈالیں گے رسول کو
 جو انصاف سے بنا کر ہی ہے اور اس کی پرستش کرتے ہیں اور مار توڑ لیں گے سر کو اور موقوف کر دیں گے جیسے
 کو اندھ بہت دیگر مال کو بہا نکالے گا کوئی نہ لینگا **ثانی** فرمائی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام توڑ ڈالیں گے رسول
 کو اس کے بھگتا ہے کہ منکرات اور لہو و لعب لہ باطل کے آلات مہربا جی اور قصاص و عذوبہ توڑ ڈالنا جاہی ہے
 اور سور کا مارنا بھی اسی قسم میں ہے اور اس میں دلیل ہر اس مذہب کی جو مختار ہے کہ سور کو سمجھ جان یا بدن
 اگرچہ دار الکفر میں ہو اور ہم قادر ہوں اور اس کے قتل پر تو نفل کریں جو اس کو اور یہ قول خلاف ہے کہ اس کو چھوڑ دینا
 یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ موقوف کر دیں گے جیسے کو بھی صحیح معنی سے حدیث کا ذکر
 احسن نے میں کا فردن کو حکم ہوگا یا مسلمان ہوں یا قتل کیے جا دیں جزیہ لینا موقوف کیا جاوے گا ایسا ہی کہا
 ہے امام ابو سلیمان خطابی نے اور قاضی عیاض نے نقل کیا بعض علماء سے کہ حضرت عیسیٰ جزیہ مقرر کریں گے
 سب فردن پر اور اس پر جو ہر مال کی زیادتی ہوگی پر صحیح نہیں ہے اور ٹھیک سنو وہی ہے جو خطابی نے
 کہا اگر اسے بطرت کے زمین چھو رہو علماء اگر اس حدوت میں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ حکم تو خلاف شریعت محمدی ہے
 اور حدیث میں یہ آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ موافق شریعت محمدی کے حکم کریں گے اور اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حکم شریعت
 محمدی کے خلاف نہیں ہے اس لیے کہ یہ لیتے کا حکم اسی وقت تک ہر جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تیر
 اور جب یہ امر حدیث میں بصرح ہے تو یہ حکم ہماری شریعت محمدی کا ثبوت عیسیٰ علیہ السلام کا - اور یہ جو فرمایا ہے
 دنیا کی مال کو تو مطلب یہ ہے کہ عدل و انصاف کی وجہ سے رکست بہت ہوگی اور مال بڑھ جاوے گا یا زمین اپنے
 سزا نے نکالے گی جیسے وہ جہی حدیث میں آیا ہے یا تو گورن کی غربت مال کی طرف کم ہوگی بوجہ قرب قیامت
 کے ہوجہ ہر مال بہت بڑا رہے گا اور اندھ غریب جانتا ہے اصل حال کو **ثالث** النقص من الیہ انما یزید
 وقی ردوایہ فیہ یزید حجتہ امامہ منفسک از حکمہ عدلہ وقی ردوایہ یقولن حکماء لا اکتہ کہ ردوایہ
 امامہ منفسک وقی حدیث حلیہ حکمہ امامہ منفسک کا کمال الکلیث وقی حدیثہ من الزیادۃ رحمتی
 بکونک الشیخ یزید الذی یزید من الذی یزید ما فی حجتہ یقول ابو ہریرہ کہ انہ یزیدون ان فی حجتہ و ان فی حجتہ
 اهل ال کے آداب لایہ یزید قبل مرجعہ کا لایہ ترجمہ زہری سے دو سرے ہر تین ہی اسی ہی ہے
 ابن عیینہ کی روایت میں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام ہوں انصاف کریں اے اور حاکم ہونے عدل کرنے
 دار اور پرنس کی روایت میں کہ حاکم ہوں گے عدل کریں اے اور میں نہیں ہے کہ امام ہوگی انصاف کرنے

حدیث

دارالحدیث میں روایت ہے کہ

حاکم نے انصاف کرنے

والے صبر و استقامت کی روایت میں ہے اور میں اتنا زیادہ ہر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتنا بہت مال بہاؤ ہو گا کہ ایک
 سجدہ اور اس مال سے میں ساری دنیا سے بہتر ہو گا **ف** ایسے لوگوں کی عزت اور مال سے میں عبادت کی
 طرف زیادہ ہو گا بوجہ قرب قیامت کے اور مال سے نفرت ہو گی تو ایک سجدہ اور کم تر دیکھ دنیا و مافیہا سے بہتر
 ہو گا اور قاضی عیاض نے کہا ایک سجدے کا ثواب اور اس مال سے میں ساری دنیا کا مال بصدق کرنے سے زیادہ
 ہو گا کیونکہ مال کی اور وقت امتیاج نہ ہو گی بسبب کثرت کے اور سجدے سے مراد وہی نظر ہی معنی ہے سجدہ
 کا یا نماز مقصود ہے **ف** بھرا ابو ہریرہ کہتے تھے اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھو کوئی ایسا نہیں
 کتاب میں جو ایمان نہ لاؤ عیسے پر اور ان کے مرنے سے پہلے **ف** ایسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام حسب
 اوتربین گے تو ان کے زمانے میں جو اہل کتاب ہونگے وہ ایمان لا دیں گے اور یہ یقین کر لیں گے
 اپنی غلطی کا اور جاہلین گے کہ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اسکی لڑائی کے بیٹے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے
 کہ ابو ہریرہ کا مذہب یہی تھا کہ قرآن میں جو قبل موت کی ضمیر ہے وہ حضرت عیسیٰ کی طرف پھرتی ہے اور
 یہی قول ہے ایک جماعت مفسرین کا اور اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ وہ ضمیر اہل کتاب کی طرف پھرتی ہے
 اور معنی آیت کا یہ ہے کہ کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو اپنے مرنے سے پہلے عیسے پر ایمان نہ لا دے یعنی جانا
 نکلنے کی وقت اور سکوت بات گھل جاتی ہے کہ میں جو عیسے کو معاف اللہ خدا کا بیٹا جانتا تھا یہ غلط ہے پراور
 وقت کا ایمان فائدہ نہ دیکھا سو پھر کہ وہ حالت نزع اور سکرات پر ایسی حالت میں قول و فعل کسی کا
 اعتبار نہیں اور ایسی حالت میں نہ اسلام صحیح ہے نہ کفر نہ وصیت نہ بیع نہ عناق نہ اند کسی قسم کا کوئی عقیدہ
 کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ان لوگوں کی توبہ کچھ نہیں جو برائی کیا کرتے ہیں جب موت آن پڑے ہر کہ توبہ
 میں اب ہم نے توبہ کی اور یہ مذہب یادہ ظاہر ہے کیونکہ پہلے نہ سب کے موافق آیت خاص ہو جاتی ہے اور
 کتابی ہے جو حضرت عیسے کے زمانے میں ہو گا اور دوسرے مذہب کے موافق ایک کتابی لیے عام رہتی ہے اور دوسرے
 اسکی قرارت قبل موت ہی کی اور بعضوں نے یہ کہا کہ ہر کی ضمیر ہمارے پیغمبر کی طرف پھرتی ہے اور توبہ کی کتابی کی
 طرف اور معنی آیت کا یہ ہے کہ ہر ایک کتابی ایمان لاؤ پھر ہمارے پیغمبر اپنے مرنے سے پہلے واداعلم
 (نور دینی) **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ لَيَنْزِلُ لِيَأْتِيَ
 حَكَمًا عَادًا فَلَيْسَ كَمَنْ فِي الصَّلَاحِ وَلَيْسَ كَمَنْ فِي الْخَيْرِ وَلَيْسَ كَمَنْ فِي الْكِبَرِ وَلَيْسَ كَمَنْ فِي
 الْفَلَاحِ فَلَا يُسْجَعُ عَلَيْهِ أُولُو الْقُلُوبِ وَالْمُتَعَانِدُونَ وَالْمُتَالِفُونَ وَالْمُتَعَانِدُونَ وَالْمُتَعَانِدُونَ**

شریعت محمدی کے اوپر ہر وی کر نیگے قرآن اور حدیث کی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر چہ پیغمبر ہیں مگر ان کی پیغمبری کا زمانہ پہلے کے پیغمبر کے ظہور پر ختم ہو گیا اب جو وہ دنیا میں آئیں گے تو ہمارے پیغمبر کی ہمت میں بڑھ کر نہ ہوں گے اور حدیث کے موافق عمل کر نیگے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود مجتہد ظلمت ہو گئے اور قرآن اور حدیث کے احکام نکالیں گے اور کسی مجتہد کے تابع نہ ہوں گے اور یہ بات بعید از عقل ہے کہ پیغمبر کے ایک مجتہد کا مقلد ہو اور باطل ہے وہ خیال حنفیہ کا کہ عیسیٰ علیہ السلام امام ابوحنیفہ کے مذہب میں چلیں گے بلکہ ایسے خیال میں تو ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکلمی ہے اور جن حنفیہ نے ایسا خیال کیا ہے وہ ان پر چار محققین نے رد کیا ہے اور جو حنفی مذہب کو علماء نے اس کو باطل قرار دیا ہے اس طرح یہ قول کہ امام مہدی علیہ السلام ابوحنیفہ کے مقلد ہوں گے یا حضرت خضر علیہ السلام ابوحنیفہ کے شاگرد تھے یہ سب خرافات میں خیر اکث یل ہی کتاب و سنت یا عقل سلیم سے نہیں اور تعجب ہے وہ ان علماء کو چہ نہ کہ بے سمجھے بوجھے ایسی باتوں کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے اور جاہل ان باتوں پر بغیر تہ و تدبیر کے جو جاتے ہیں انصاری جلالہ کو سید ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں قرآن اور حدیث کو پیر اور تابع ہوں گے اور ابوحنیفہ کے محداد و معاون ہوں گے اور مجتہدین کے اختلافات بالکل اوٹھا دیں گے اور جو مستحب و مقلد ان کا کہنا تھا انہوں نے وہ دلیل اور حراز ہوں گے اور انکی تلوار سے قتل کیے جاویں گے اور سب کمان ایک ہی راہ پر ہو جاویں گے جو زندہ رہے گا وہ ان سنا راہ و مقام ہماری اس کلام کی تقدیر کرے گا اور ہمارے سلام آند و نون حضرت کی صحبت میں ہو چکا ہو گا اور ہماری سعی اور کوشش انکی دعا سے خیر سے آخرت میں نیک نفع و کھلاویگی اور ہمارا بہرہ و سوا تو بالکل ہماری خداوند پر ہے جو ہمارا مالک زندگی اور موت کے بعد اور ہمارا اسکی غلامی اور بندگی میں ہے دنیا اور آخرت میں ہی ہمارے صاحب مالک خداوند ہم کو اپنی غلامی میں قبول فرما اور ہمارا دل اپنی یاد میں لگا دے اور ہو فنا کر دے اے عشق اور محبت میں آمین یا رب العالمین **عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يَقُولُونَ عَلَى نَفْسِهِمْ عَظَاهِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ كَيْفَ ذَلِكَ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ يَقُولُ أَمِينُ لَكُمْ دَعَا صِلَ لَنَا نَقُولُ لَا إِيَّاهُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ أَمَّا أَنْ تَكْرِمَهُ اللَّهُ هَذِهِ كَلِمَاتُ مَرْجِيءٍ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ** سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے ہمیشہ ایک گروہ میری امت کا رہے گا (کافرون اور منافقون سے) حق پر قیامت تک وہ غالب ہوگا پر عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ان پر

اور اس کردہ کا امام کہے گا اے نماز پڑھائیے (حضرت عیسیٰ کو کہیگا) وہ کہیں گے نہیں تم میں سے ایک دوسرے پر
 برحکم ہمیں یہ وہ بزرگی ہے جو اللہ تعالیٰ عنایت فرماوے گا اس بہت کو **وقت** کہ اتنے بڑے پیغمبر روح
 اور مسلمانوں کے امام کی امامت قبل فرما دیں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ سبحان اللہ حضرت عیسیٰ
 علیہ السلام ہمارے پیغمبر سے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں گے ہمارے پیغمبر سے بھی ایک بار عبد الرحمن بن
 عوف کے پیچھے نماز پڑھی ہے دوسرے کہ اس نے مانے میں مسلمانوں کے امام مہدی علیہ السلام کو رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بڑے فضیلت اور بزرگی فالو ہونگے (یعنی ہوا سداں ہی) **باب**
 بَيَانِ الرِّمَّةِ الَّذِي لَا يَقْبَلُ فِيهِ الْإِيمَانُ اور نہ مانیکا بیان چہ ایمان نہ ہوگا **عَنْ** أَبِي
 هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُولُوا السَّاعَةَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ
 مَرْجِهَا فَإِذَا أَطْلَعَتِ الشَّمْسُ مِنْ مَرْجِهَا آمَنَ النَّاسُ كُلُّهُمْ أَوْجَعُونَ فَيُؤَمَّنُونَ وَلَا يَنْفَعُ
 نَفْسًا إِيْمَانُهَا كَلَّا تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَنِينًا ترجمہ ابھر یہ ضرور دہت
 ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی جب تک آفتاب مجھ سے نہ نکلے چہ ایمان
 مجھ سے نکلے اس وقت سب آدمی ایمان لا دیں گے (خدا پر اپنی بڑی نشانی دیکھ کر) لیکن اس دن کا ایمان
 فائدہ نہ دیگا اور ہر شخص کو جو پہلے ایمان نہیں لایا یا اس کے ایمان کے ساتھ نیکی نہیں کی **ف** اس
 کہ خدا تو اس ایمان کو منظور کرتا ہے جو غیب پر ہو اور جب سب نشان کھل گئیں اور قیامت آگئی **ت**
 تو کافر اور مسلمان سب ہی کو خدا پر یقین ہو جاوے گا۔ قاضی عیاض نے کہا یہ حدیث اپنی ظاہر پر مجھ
 ہے اہل حدیث اور فقہاء اور متکلمین المسلمین کے نزدیک مگر باطنیہ نے (باطنیہ ایک فرقہ ہے صوفیوں میں سے جو
 ساری آیتوں اور حدیثوں کو ظاہری معنی سے پیہر کر ایک دوسری مطلب نکالتے ہیں اور مخالف ہوا کرتے
 تابعین اور ائمہ دین کی روشنی کے اور یہ فرقہ چھوٹا بچہ ہے پیچری اور فلسفی اور دوسری حکیموں کا) اس میں
 تاویل کی ہے انتہی سے ترجمہ کہتا ہے کہ میں نے اہل باطل کی تاویلات پر ایک مدت تک غور کیا اور ان کے
 عقل اور سبب کو دیکھا تو اکثر تاویلات اس قسم کی پائیں کہ وہ تاویل کرنیوالوں کے یہ سفید نہ ہوئیں
 بلکہ جو قبائح اور بھون نے اپنی سوزنہم سے ظاہری معنی میں خیال کیے تھے اس سے وہ چند نہ یادہ مفسد
 اور بلی معنی میں پیدا ہو گئے باوجود اس کے کہ وہ لگ اپنے تاویل ہی پر اڑے رہے اور یہ ایک سو مسہرے شیطان کا
 مدد اس سے پناہ میں کہ اس قسم کی ہے تاویل استوار کے ساتھ استیلا کے اور تاویل نزول کے ساتھ

نزولِ حُرس کر اور تاویلِ سہم اور بصیرتِ صفاتِ الہی کی اور بعضی تاویلات ایسی دیکھیں کہ اون میں تاویل کی
 علت موافق عقیدہ صاحبِ تاویل کے معلوم نہیں ہوتی اب اس کا تاویل کرنا درجہ سرفرازی نہیں یا درجہ
 وحقیقت اس عقیدے پر نہیں جبکہ ظاہر کرتا ہے بلکہ وہ عقیدہ اپنے تنہا ذیل اور رسدِ انگریز کے لکھتے ہوئے
 ہے بجز کے لیو اس نے صرف زبان کو اپنی طرف منسوب کیا ہے یا وہ وہاں سے تھا اور صفاتِ ہستی
 ہے کہ تاویل ضرور نہ ہونے کی صورت میں ہی تاویل کرتا ہے۔ اس حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ تیسرا تاویل
 ہوگی جب تک آفتابِ کچم سے نہ نکلے تو ماہیت نئے ہنگو اپنے ظاہری معنی پر محمول کیا ہے کیونکہ آفتاب
 کچم سے نکلنا نہ محال ہے نہ خلافِ عقل ہے نہ خداوندِ کریم کی قدرت کا ملکہ کو کچھ بعید ہے اس لیے کہ جس نے زمین
 کو مغرب سے مشرق کی طرف متحرک رکھا ہے وہ دنیا کو ختم کرتے وقت اگر اس کو مشرق سے مغرب کی طرف متحرک
 کر دیے تو کیا مشکل ہے اب باطنیہ نے جو احادیث میں تاویل کی تو وہ حال ہی خالی نہیں یا یہ تو یہ وہ باطنیہ
 میں جوہرِ حقیقتِ دہری اور طبعی اور نیچری ہیں اور خداوندِ کریم کے انکار کرنا اے اس صورت میں تاویل
 تاویل کی ضرورت ہے جو معاذِ الہ اس قسم کا بدعتِ عقاد ہو کہ خداوندِ کریم یا اس کی صفات کا ملکہ جو علم اور قدرت
 وغیرہ کا منکر ہو تو اس کو ضرورت ہی کیا ہے کہ پہلے حدیث اور قرآن کو تسلیم کرے اور بعد اس کی تاویل کے
 درپے ہو اس کے نزدیک تو دین اور ملت کوئی چیز ہے نہیں اور اس نے جو خبر کاٹ دی معاذِ الہ خدا کی اور
 پیغمبری کی پہر ایسے لوگوں سے جب آیت یا احادیث میں تاویلات سموع ہوتی ہیں تو اور زیادہ ان کی قہمت
 اور نادانی کا ثبوت ہوتا ہے اسی قبیل سے ہے وہ جو بعض باطنیہ اہلِ اتحاد دے ہمارے زمانے میں منجھرتے
 اور وحی اور نشر و نشر وغیرہ میں تاویل کی ہے اور فرستوں اور شیاطین میں اور جنوں کا انکار کیا ہے
 یا یہ وہ باطنیہ ہیں جو خداوندِ کریم اور اس کی صفات کا ملکہ اور اصول دین کے قائل اور معترف ہیں بہرہ
 لوگوں کو کون سی ضرورت ان پر کسی ہے جو احادیث میں تاویل کریں اور یہ امر یعنی آفتاب کا کچم سے
 نکلنا ایسا ہی ہے جیسو آفتاب کا پورب سے نکلنا پہر جیسو آفتاب کا پورب سے نکلنا ہیں کسی قسم کا استبعاد نہیں
 اسی طرح جو کچم سے نکلنا ہیں کوئی استبعاد نہیں اور پورب اور کچم اور شمال اور جنوب یہ چاروں چیزیں اعتبار
 میں اور ہر ایک ملک اور قطعہ زمین کے لحاظ سے ان میں تبدل و تغیر ہوتا رہتا ہے عرضِ سبعین میں نہ شرف
 ہے نہ مغرب بلکہ آفتاب چہرہ پہنوں تک افق کے قریب دسکر اور رہتا ہے اور چہرہ پہنوں تک اس کے نیچے علاوہ
 اس کو طلوع اور غروب آفتاب کو اگر موافق قواعدِ فلسفہ قدیم کے دیکھیں تو زمین کے ایک طرف سے حرکت نہیں ہوتی

زمین کی حرکت سے پیدا ہوتا ہے۔ بلکہ مقصود وہ حرکت ہے آفتاب کی جہاں اس کے منازل میں ہر جیسے کلیں سے منتقل
 ہے اور قنادہ اور مقال نے کہا کہ آفتاب چلا جاتا ہے ایک میعاد میں تک واحدی نے کہا ہر اس کا ٹھہرنا
 اور سرشت ہوگا جب دنیا ختم ہوگی ہر اس صورت میں حدیث کا مطلب حزب میں نشین نہیں ہوتا کیونکہ حدیث
 سے روز تخت العرش جانا اور سجدہ کرنا ثابت ہوتا ہے تو ہی نے کہا ایک جماعت مفسرین ظاہر حدیث کی طرف
 گئی ہے واحدی نے کہا اس صورت میں ہر روز حزب آفتاب ڈوبتا ہے تو تخت العرش ٹھہرتا ہے بہانہ تاکہ وہ
 طالع کرے گا مغرب کے مگر اس میں یہ اشکال ہے کہ آفتاب کا غروب تو ہر ساعت اور ہر لمحہ جاری ہے اس لیے کہ زمین
 لٹل کر رہے ہے اور اس کی اطراف و جوانب کے رہنے والوں کے لحاظ سے ہر ایک کے افق مختلف ہیں ہر غروب ہوتا ہے
 ایک قوم پر اور طلوع ہوتا ہے دوسری قوم پر اور ایک جگہ غروب ہوتا ہے اور دوسری جگہ نہیں ہوتا اور
 اگر افق سے افق حقیقی مراد ہو سکی وجہ سے زمین کے برابر دوسرے ہو جاتے ہیں ایک افق قانی اور ایک تختانی تو
 یہ اشکال رفع ہو جاوے گا و الا علم ہر اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اے اور اس کا
 رسول حزب جاتا ہے آپ نے فرمایا یہ چلا جاتا ہے بہانہ تاکہ اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر عرش کے تلے آتا ہو ورنہ
 سجدی میں گرنا ہے (اس سجدہ کا مفہوم اصرہ ہی جاتا ہے ہر اسی حال میں رہتا ہے بہانہ تاکہ اسکو حکم ہوتا
 ہے اونچا ہو جا اور جا جہاں سے آیا ہے وہ لوٹ آتا ہے اور اپنے نکلنے کی جگہ سے نکلتا ہے پھر چلتا رہتا ہے
 بہانہ تاکہ اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر عرش کے تلے آتا ہے اور سجدہ کرتا ہے ہر اسی حال میں رہتا ہے یہاں
 لگتا کہ اس سے کہا جاتا ہے اونچا ہو جا اور لوٹ جا جہاں سے آیا ہے وہ نکلتا ہے اپنی نکلنے کی جگہ سے
 پھر چلتا ہے اسی طرح ایک بار ہی طرح چلیگا اور لوگوں کو کوئی فرق اس کی چال میں معلوم نہ ہوگا بہانہ تاکہ
 کہ اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر آوے گا عرش کے قریب سویت اس سے کہا جاوے گا اونچا ہو جا اور نکل کر جہنم کی
 طرف سے جہنم تر ڈوبتا ہے وہ نکلے گا کچھ کی طرف سے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو یہ
 کب ہوگا (یعنی آفتاب کا کچھ سے نکلنا) یہ اس وقت ہوگا جب کسیوایمان لانا فائدہ نہ دیکھا جہیلے سوایمان
 نہ لایا ہو یا اس نے نیک کام نہ کیے ہوں اپنے ایمان میں شک کی کہ اَلَّذِيْنَ اَتَى النَّبِيَّ هَلْكَ اَللّٰهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ اَنْتُمْ اِيْرْتَدُّوْنَ اَيْرْتَدُّ هَبْ هَذِهِ الشَّمْسُ فَيُثْلِقُ مَعْلَى حَيَاتِ بَشَرٍ عَ كَيْفَ تَرْتَجِعُ
 ابُو رَزْوَد دوسری روایت یہی اسی ہے صبر و اور پر گزنی سکتی اَبُو رَزْوَد قَالَ دَخَلْنَا الْمَسْجِدَ
 رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَيْنِ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ هَلْ تَذَرُّجَانِ

خَلَقَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ عَمَلٍ أَفْتَرَعُوا رَبَّكَ الْأَكْبَرُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ الْإِنْسَانَ مَا كَانَ يَكْفُرُ
فَرَجَعَهُ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجَعَتْ يَدَايَايَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ لَهَا
فَقِيلَ لَهَا فَرَمَتْهُمَا حَتَّى نَهَضَتْ عَنْهُ السَّوْعَةُ كَقَوْلِ الْخَدِيجَةِ أَيْ خَدِيجَةُ مَالِي وَلَهَا
الْأَنْبَاءُ قَالَ لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي قَالَتْ لَهَا خَدِيجَةُ كَلَّا الْبَشَرُ خَوَالِدُ لَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا
وَاللَّهُ أَمَّا أَنْتَ لَتَصِلَ النَّجْمَ وَتَصُدُّكَ الْحَدِيثُ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَدِينَةَ وَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ
وَتُعِينُ عَلَى كَوَايِبِ الْحَرْقِ فَطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِوَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ
عَبْدِ الْعَزِيِّ وَهُوَ مِنْ عَمَلِ خَدِيجَةَ أَخِي أَبِيهَا وَكَانَ أَهْلًا تَقَرَّبَ إِلَيْهَا هَلِيسَةً وَكَانَ يَكْتُبُ الْكُتُبَ
الْعَرَبِيَّةَ وَيَكْتُبُ مِنَ الْأَخْبَالِ بِالْعَرَبِيَّةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ بَصَرُهُ
لَهُ خَدِيجَةُ أَوْ عَمْرٍاءُ اسْمُهُمْ مِنْ بَنِي أَخِيكَ قَالَ وَرَقَةُ بْنُ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ أَسَدِ بْنِ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَأَى فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ هَذِهِ النَّامُوسُ الَّذِي فِي أَنْفِكَ
عَلَى مِثْلِ بَالِ الْيَتَامَى فِيهَا حَبَدٌ عَالِيَا لِيَتَنَبَّأَ أَكُونَ حَبَّاحِدِينَ يُخْرِجُكَ فَرَمَتْكَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْشَرَجِي هُمْ قَالَ وَرَقَةُ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ جُلُوسًا بِمَا كُنْتُ بِهَذَا
وَإِنْ يَدْرِي كَيْفَ يَوْمَكَ أَنْصُرُكَ كَقَوْلِ رَجُلٍ مِنْ أُمَمِ بْنِ مَرْثَدَةَ بْنِ أَوْشَرَجِي هُمْ قَالَ وَرَقَةُ
پہل جو جس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پشور ہوئی وہ یہی کہ آپ کا خواب سچا ہوئے لگے تو آپ جب کوئی
خواب دیکھتے وہ منجی کی روشنی کی طرح نمودار ہوتا ہے نیز اس کی تفسیر سچی ہوتی صاف اور کمال پہل کی
وتم کا شعبہ اوسین بہشتیوں کے کہا کہ یہ حالت چہ بہشتیوں کی ہی قربت سے پہلے اس کے بعد ملائکہ حضرت جبریل
علیہ السلام آپ پاس تشریف لائے اور یہی ہمیں یہ تھا کہ اگر ولادت پہلے ہی سے حضرت جبریل آپ پاس آئے
تو شاید آپ گہرا جاتے اور بشریت کی وجہ سے ایک ہی ایک نبوت کا بار اوشہ نہ سکتا۔ یہ حدیث صحابہ کرام اسیل
سے کہ کہ حضرت عائشہ کی عمر اتنی تھی کہ انہوں نے خود فیض دیکھا ہو بلکہ سرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سلم کسی صحابی سے سنا ہوگا اور رسول صحابی کی باتفاق ظنا حجت ہو اور نہیں غلط کیا اس میں کسی
سوا ابراہیم اسحاق اسرافیل کے ۱۰۔ پھر آپ کہ تمہاری کاشوق ہوا ہے بغیر خلوت اور عزلت کا اور یہ
امر ہے جو ہر امر کی انسانی ترقیات کا اور توفیق ہے ہر ایک کی اور بنی اور صالح اور حکیم اور خیر و برکات کا کوئی شے
دنیا میں اس کے دگر کا نہیں گزرا جس نے خلوت اور عزلت کو اختیار کیا ہو اور ایک مدت ایک تہا ذکر فکر اور

مراقبہ نہ کیا ہو اور جو کچھ کی یہ چیز کہ تنہائی میں منکروب ہوتا ہے کیونکہ دل خالی ہوتا ہے مشاغل سے تو
 اسکو موقع ملتا ہے ایک مطلب کی طرف بخوبی متوجہ ہونیکا اور ہر ایک تبدیلی کو حالت استغراق پیدا کر سکے
 لیے اول تنہائی ضرور ہے پھر بقیہ قوت حاصل ہو جاتی ہے اور ہر کام ملکہ ہو جاتا ہے تو تنہائی کی ضرورت
 نہیں رہتی وہ لوگوں میں بیٹھے کرے ایک ہی مطلب کی طرف اپنی دلوں پر سی طرح لگا سکتا ہے اسکیلو بعد از
 نبوت کے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہائی کی ضرورت نہ تھی **ف** آپ حرا کی غار میں اسکی تلخ
 رکھتے تھے **ف** آخری پکارا بکسر حرا علی ایک پہاڑ سے کہتے تین میل پر جو شخص ملے سو مناکو جادو کر تو بائین
 ہاتھ پر پڑتا ہے اب وہ دن ایک قیہ بنا ہوا ہے اور اس پہاڑ کو جبل نذر کہتے ہیں **ف** وہاں عبادت کیا
 کرتے کئی کئی راتوں تک اور گہر میں نہ آئے اپنا توشہ ساتھ لیجائے پھر حضرت ام المومنین خدیجہ پاس لوٹ
 کر آتے وہ اور توشہ اتنا رہے تیار کر دینیں یہاں تک کہ ایک ہی ایلا آپ پر وحی اور وحی (اور آپ کو وحی کی
 توقع نہ تھی) آپ اسی حرا کی غار میں تھے کہ فرشتہ آپ پاس آیا اور اس نے کہا چڑھو آپ فرمایا میں پڑا ہوا
 نہیں آپ فرمایا اس فرشتہ نے مجھے پکڑ کر دو جا اتنا کہ وہ تہک گیا یا میں تہک گیا **ف** یعنی خوب
 ہی دو جا نہ رہے اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت تہک گئے ہونگے کیونکہ فرشتوں کو خداوند تعالیٰ نے بہت طاقت
 دی ہے اور وہ تہکتے نہیں۔ علمائے اختلاف کیا ہے کہ یہ فرشتہ کون تھا انگریز کہتے ہیں کہ حضرت
 جبریل علیہ السلام تھے کیونکہ وحی کا کام انہی کو ہے اور بعضوں نے کہا امیرئیل ہے اور یہ حضرت میکائیل
 فرمایا میں پڑا ہوا نہیں اس سے یہ غرض ہے کہ میں نے کوئی کتاب نہیں پڑھی یا میں اچھی طرح پڑھ نہیں سکتا
 کیونکہ اسی ہونا دوسرے کے پڑھنے سے پڑھنے کا مانع نہیں اور بعضوں نے کہا کہ اس فرشتہ نے ایک صحیفہ حیر
 کا آپ کے ہاتھ میں دیا تھا جب آپ نے فرمایا **ف** پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں
 اس نے پھر مجھے پکڑا اور دو جا یہاں تک کہ تہک گیا پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں نے کہا میں پڑھا نہیں اس
 نے پھر مجھے پکڑا اور دو جا یہاں تک کہ تہک گیا **ف** اس پر چنے سے یہ مقصود تھا کہ نذر ملک آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم کے تمام جہم شریعت میں سرایت کرے اور آپکا دل خوب متوجہ ہو اور اس پر صبر و بار بار یہ امر
 کیا **ف** پھر چھوڑ دیا اور کہا اقرا باسم ربک الذی خلقنا خیر تاک یعنی پڑھ اپنی مالک کا نام لیکر جس نے تجھکو
 پیدا کیا آدمی کو خیر کی پیشگی سے پڑھ اور تیرا مالک ٹہری عزت والا ہے جس نے سکھایا یا علم سے سکھایا
 آدمی کو وہ جو نہیں جانتا تھا **ف** اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ سب سے پہلے جو سورت قرآن کی

اور تری وہ بھی سورت ہو اور یہی صحیح ہے اور اتفاق ہے اس پر جو برسلف اور غلط کا اور بعضوں کا کہ
 کہ سب سے پہلے سورہ مدثر اور تری۔ ہے پر وہ قول صحیح نہیں ہے اور بعضوں نے اس حدیث سے دلیل کی ہے
 کہ بسم اللہ سورت کا جز نہیں کیونکہ یہاں بسم اللہ کو ذکر نہیں کیا اور اس کا جواب یہ ہے کہ شاید بسم اللہ بعد
 کو اور تری ہو جیسے باقی سورت یعنی (نودی) **ف** یہ نکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
 اور آپ کے مندر ہے اور گردن کے نیچے پکا گوشت پٹرک رہا تھا اور درخونت سے چونکہ یہ وحی کا پہلا مرتبہ
 تھا اور آپ کو عادت نہ تھی اس واسطے کہ یہاں تک کہ پہنچے حضرت خدیجہ کے پاس اور آپ نے
 فرمایا مجھے ڈھانپ ڈھانپ دو (کپڑوں سے) انہوں نے ڈھانپ دیا یہاں تک کہ آپ کا ڈھانپا ہوا سر
 وقت آپ کو بی مذہب کیسو فرمایا اے خدیجہ مجھے کیا ہو گیا اور سب حال بیان کیا اور کہا مجھ پر اپنی جان
 کا ڈر ہے **ف** قاضی عیاض نے کہا یہ فرمانا آپ کا اس وجہ سے تھا کہ آپ کو شک تھی اللہ کے پیغام
 میں بلکہ آپ ڈر کہ شاید اتنا بڑا بوجھ آپ سے اٹھنے نہ سکے اور جان نکل جاوے کیونکہ وحی کی سختی
 سے بہت مشقت ہوتی ہے یا ریحناں اس وقت تک ہو جیتا تھے اب بین نبوت کی بشارتیں ہو چکی ہیں
 اور فرشتے کی آواز آپ نے سنی پر اس سے ملاقات نہیں کی تو آپ کو خوف تھا شیطان کا چرب
 فرشتے سے ملاقات ہو گئی اور وقت تو کسی طرح کا شک نہیں رہ سکتا اور نہ شیطان کے غلبہ کا ڈر سکتا
 ہے۔ نودی نے کہا دوسری تاویل ضعیف ہے کیونکہ حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ
 فرشتہ کی ملاقات کے بعد فرمایا **ف** خدیجہ نے کہا ہرگز نہیں آپ خوش ہو جیسے قسم اللہ کی اللہ
 تعالیٰ اکیلو کہی رسوا نہ کرے گا یا کہی تجبیہ نہ کرے گا آپ تو اللہ کی قسم تائے کہ جوڑے کہیں سچ
 بولتے ہیں تو جہاں اٹھاتے ہیں (یعنی عیال اور اطفال و یتیم اور مسکین کے ساتھ سلوک کرتے ہیں ان کا
 بار اٹھاتے ہیں) اور نادار کے لیے کما کر تے ہو اور خاطر داری کرتے ہو مہمان کی اور سچی آفتون نیز
 (جیسے کوئی قرضدار ہو گیا یا مفلس ہو گیا یا اور کوئی تباہی آئی) مدد کرتے ہو لوگوں کی **ف** سچی
 آفتیں کہیں اس لیے کہ جو آفتیں ناحق کی وجہ سے آدیں جیسے کوئی فضول خرچ سے مفلس ہو جاوے یا ظلم
 کرے اور بلا میں پھنس جاوے تو اس کی مدد کرنا ضرور نہیں سبحان العلیٰ بی ہو تو ایسے جیسے حضرت
 خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا نہیں جو اپنے خاوند کو مصیبت کی وقت میں تسلی اور تسنی دیوے اور ہر ایک
 معاملہ میں صلاح نیک دیکھ حضرت خدیجہ کی عقل مندی اور دانائی اور لیاقت اور استعداد کے ثبوت

کے لیے صرف یہی ایک حدیث کافی ہے متکلم الہی گفتگو کا یہ ہے کہ آپ کے اخلاق اور عادات اور حضائل تو
 نہایت عمدہ ہیں جنکی جسکے خدا ہی آپکے خوش ہے اور خلق خدا ہی راضی ہے پھر آپ پر اُفت یا عقل
 کے خلاف ہے۔ ملاحظہ ہے کہ ہماری شریعت میں اور نیز اگلی شریعتوں میں جب عوام و خواص کو تو معلوم
 ہوتا ہے کہ گناہ و مہم کے ہیں ایک قسم تو وہ جو خلق سے تعلق نہیں رکھتی صرف خدا سے تعلق رکھتے ہیں
 شرک کرنا کفر کا اعتقاد نہ کہنا تو دوسرے وہ جو خلق سے تعلق رکھتے ہیں جنکی وجہ سے خدا کی مخلوق کو تکلیف
 ہوتی ہے کچھ پہنچتا ہے تقریباً اکثر گناہ بلکہ ساری اسی قسم کے ہیں جیسے زنا اور چوری اور ظلم اور سود
 خورزی غلیبت اور حسد اور اتفاق بخیلی وغیرہ پھر جو شخص دونوں قسم کے گناہوں سے پرہیز کرتا ہو اور بعض
 اس کے وہ نیکیاں کرتا ہو جن سے خدا خوش ہوتا ہے اور خدا کی مخلوق ہی خوش ہوتی ہو وہ کامیکو مصبت
 میں پہنچ کر لگا اوسکو تو روز بروز خوشی بڑھتی جاوے گی اور وہ ہمیشہ اپنے نیک اعمال کے اثر سے اور انکے
 تصور سے پہلا ہوا لگن بنا رہے گا تو حقیقت ہر ایک گناہ ایک رنج ہے جو انسان کی زندگی کو خراب کر دیتا
 ہے اور عیش کو گرا اور تلخ بنا دیتا ہے اس پر جس پر تمام شریعتوں نے باتفاق گناہ کو منع کیا ہے مثلاً جو شخص بخلی
 کرے گا اور اپنی جو روپوں مانے والوں و دوستوں کے حق اچھی طرح ادا کرے گا تو بے سبب اوسکو دشمن
 بنادینگے اور جہانگیر ہو سکے گا اوس کے جان اور مال کو نقصان پہنچا دیں گے جو شخص حسد کرے گا وہ اپنے
 ہاتھ سے اپنے دشمن نقصان پہنچا دیگا جو ظلم کرے گا لوگ اوس کے دشمن ہو کر اوس سے بدالیں گے اسی طرح سارے
 گناہوں کا حال ہے کہ انجام اُن کا اندازہ اور رنج ہے پھر جو شخص گناہ کو لذت سمجھ کر کر بیٹھتا ہے وہ انجام میں
 اور بار بار یہ نہیں سمجھتا اگر وہ خوب فکر کرتا تو اوسکو یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ یہ گھڑی بہر کی لذت اور
 بے انتہا تکلیف کے سامنے جو آگے آتی ہے کچھ حقیقت نہیں رکھتی زنا کے وقت جو ایک آدھ کھلہ لذت
 ہوتی ہے اوسکی کیا باطنی معاذ اللہ ان آفتوں کے سامنے جو زمانہ کرنا لے کر آگے چلے پیش آتی ہیں کتنی
 شریف آدمی اوس کے آئینہ انہو گھڑی میں روادار نہیں ہوتا کوئی اوس کے ہمسایہ رنج کو پسند نہیں کرتا جس
 زنا کی اوس عورت کا اگر شوہر ہے تو وہ اس کے خون کا پیاسا بن جاتا ہے اور جب قہم پاتا ہے اوسکو قتل کرتا ہے
 اور جو شوہر نہیں تو بھوک اور غریزہ و اقارب تائے شتر و اے دشمن ہوتے ہیں اس کے مارنے کی فکر میں رہتے
 ہیں اور اگر فرماں کریں کہ وہ عورت خود زانیہ ہو اور اس کے زمانے تے شتر و اے ہی نہ ہوں یا ہوں پر برائے مانیں
 ہی یہ نقصان ہے کہ اس شخص کو زنا کی عادت پڑ جاتی ہے پھر ہر ایک عورت ہی اس فعل کے کرنے پر مستعد ہوتا

ہے اور نقصان پانا ہے دوسرا اسکی بی بی اور بی بی کے عزیز واقارب اور کوششیں بچاتے ہیں اور اکثر ایسے
 بہرہ دار خاندان بی بی کے ہوتے ہیں دیتے ہیں اور اگر بھی نہ ہو تو زانیہ عورتوں کے ساتھ برکات کر کے
 سے انسان کو طرح طرح کی بیماریاں جیسے آتشک سوزاک جذام وغیرہ امراض ضعیفہ لاحق ہوتے ہیں جنکا اثر
 کسی پشت تک لا دین بھی چلا جاتا ہے اور جب کو یہ بیماریاں لاحق ہوتی ہیں اسکی تو زندگی سے موت تیر
 معلوم ہوتی ہے معاذ اللہ ایک ان کے مزے جو حلال طور سے ہی ممکن ہے ساری عمر کے لیے کسی سخت تکلیف
 اوٹھانا غافل کام نہیں آتا بس سے کوئی یہ نہ سمجھ کر گناہ سے بچنے کا فائدہ صرف دنیا کی زندگی ہی میں ہے
 نہیں بلکہ آخرت کا فائدہ اس کے سوا نہیں اور جو بیان اور پیغم نے کیا اور جس سے یہ غرض ہے کہ بعض لوگ جو
 کو پوری سمجھ نہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ گناہوں سے بچنا دنیا میں کوئی مفید نہیں بلکہ ادھیں صرف آخرت
 ہی کا فائدہ ہے حالانکہ خیال نری حماقت اور سفاهت کا خیال ہے شریعت اور مذہب پر چلنا اور بری
 باتوں سے بچنا اور نیک کاموں کو کرنا دنیا اور آخرت دونوں کو درست کرتا ہے اور پیغمبر مذہب اور شریعت
 پر چلنے سے انسان آخرت کو خداوں سے بچ چکا ویسے ہی دنیا کی آفتیں اور رنجوں سے بھی محفوظ رہیگا
 اگر کوئی یہ کہے کہ دنیا میں ایسے آدمیوں پر بڑی بڑی عیسیتیں اور کاسیفین ہوئیں ہیں اور بہت سی بد
 کاروں نے ساری عمر چین اڑایا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ چین اور عیسیت ظاہر بنیوں کی نظر میں
 ہے و حقیقت بدکاروں کو کوئی چین نہیں اور نیکوں کو کوئی رنج نہیں نیک شخص پر کسی ہی آفت آدمی پر
 اسکا دل اپنی بصورتی اور پاکی کا تصور کر کے خوش ہے اور انجام اس آفت کا حسرت ہو اور بدکار کا دل
 وقت قلع میں ہے کسی ہی عیش کے سامان اسکو پاتھ میں پرید دل میں اطمینان اور سکون نہیں گناہوں
 کی فکر و ناخوشی کا خوف لگا ہوا ہے تو یہ سامان سب بچ ہے ھَذَا مَا الْهَوَىٰ فِي خَرَابٍ وَجَلَّ دَاخِلُ الْوَلَدِ
 پر مزید یہ آپ کو درم بن نفل پاس لے گئیں اور وہ خدیجہ کے چچا زاد بہائی تھے (کیونکہ درم نفل کے بیڑ تھے
 اور نفل اس کے اور خدیجہ خولید کی بیٹی تھیں اور خولید اس کے بیڑ تھے تو درم اور خدیجہ کے باپ بہائی
 تھے) اور حاجت کے زمانے میں وہ نصرانی ہو گئے تھے اور عربی مکہ جانتے تھے تو انیل کو عربی میں کہتے تھے
 جتنا اللہ کو منظور تھا ۱۰ صحیح بخاری میں ہے کہ عربی مکہ جانتے تھے اور انیل کو عربی میں کہتے تھے
 تو وہی نے کہا دونوں صحیح ہیں اور حال ہے کہ وہ نصاریٰ کے دین کو خوب نفرت تھی اور انیل کو عربی میں کہتے تھے
 تھے کہی اور کو عربی میں لکھتے تھے کہی عربی میں ۱۰ اور بہت بڑے تھے اور انکی میناٹی جاتی رہی تھی

(ٹہن پے کی وجہ سے) خدیجہ سے ادا کیا گیا (وہ چاہا کہ بیٹہ پر بزرگی کے لیے انکو چاہا اور ایک استیضہ
چاہا کہ بیٹہ میں) انہی بیٹے کی سندور نے لکھا اور بیٹے سے تم کیا دیکھتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ
کیفیت دیکھی تھی سب بیان کی ورنہ نے کہا یہ تو وہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام ہا اور اتنا ہفت
ناموس کے مراد جبریل علیہ السلام ہیں اور صل یعنی ناموس کے پہلی بات چہا بیٹہ والا جیسے جاسوس کی بات چہا بیٹہ والا
جبریل کو ناموس اس لیے کہ میں نے کہہ ادا کیا ہے وہ اسد تعالیٰ کے راز کو پہنچے دے کو بندوں تک پہنچا تے ہیں **ہفت**
کاش میں اُس نے میں جو ان ہر ناگاش میں زندہ رہتا اور سنت تک جب تمہاری ختم نکو کا لہرگی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ مجھے نکال دین گے ورنہ نے کہا ان جب کوئی شخص دنیا میں وہ لیکر آیا جو کہ
تم لائے ہو (یعنی شریعت اور دین) تو لوگ اس کے دشمن ہو گئے اور جو میں اوس دن کو پاؤں لگا تو اچھی طرح
تمہاری مدد کروں گا **ہفت** ہر ناموس نے کی زندگی نے وفاداری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ کرنا
نے کے نہ نکال دیا جیسے ورنہ نے کہا **ہفت** عَائِشَةُ قَالَتْ اَكَلْتُ مَائِدِي يَوْمَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ وَنَاوِلَ الْحَدِيثَ يَوْمَ نَزَلَ بَنُو النَّضَرَ عَنْكَ اَنَّهُ قَالَ قَوْلَ اللَّهِ لَا يَخْرُجُ
اللَّهُ اَبَدًا اَوْ قَالَ فَقَالَتْ حَدِيثُهَا اَيُّ ابْنِ عَمْرٍو اسْتَمَعَ مِنْ ابْنِ اَخِيكَ تَرْجُمَهُ امِ الْمَوْنِيْنَ هَا تَسْمَعُوْنَ
دوسری روایت ہی ایسی ہی ہے امین اتنا فرق ہے کہ خدیجہ نے کہا تم اس کی اللہ کو کہی تجھ سے نہ
کر گیا (اور اگلی روایت میں یوں تھا رسوا نہ کر گیا) اور خدیجہ نے ورنہ سے کہا امیر چاہا کہ بیٹے سن انہی بیٹے کی
بات (اور اگلی روایت میں یوں تھا اے چچا میں نے بیٹے کی بات **ہفت** عَائِشَةُ قَالَتْ اَكَلْتُ مَائِدِي يَوْمَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ وَنَاوِلَ الْحَدِيثَ يَوْمَ نَزَلَ بَنُو النَّضَرَ عَنْكَ اَنَّهُ قَالَ قَوْلَ اللَّهِ لَا يَخْرُجُ
اللَّهُ اَبَدًا اَوْ قَالَ فَقَالَتْ حَدِيثُهَا اَيُّ ابْنِ عَمْرٍو اسْتَمَعَ مِنْ ابْنِ اَخِيكَ تَرْجُمَهُ امِ الْمَوْنِيْنَ هَا تَسْمَعُوْنَ
خدیجہ کی طر اور اہل دل کا نہ ہا تھا اور اس میں یہ ذکر نہیں کہ سب پہلے جو دے آپ پر شروع ہوئی
وہ چاہا اب تھا اور پہلی روایت کی طرح اس میں یہ ہے کہ تم کی اللہ آپ کو کہی رسوا نہ کرے گا اور خدیجہ
نے ورنہ سے کہا کہ امیر چاہا کہ بیٹے سن انہی بیٹے کی بات **ہفت** عَائِشَةُ قَالَتْ اَكَلْتُ مَائِدِي يَوْمَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ وَنَاوِلَ الْحَدِيثَ يَوْمَ نَزَلَ بَنُو النَّضَرَ عَنْكَ اَنَّهُ قَالَ قَوْلَ اللَّهِ لَا يَخْرُجُ
اللَّهُ اَبَدًا اَوْ قَالَ فَقَالَتْ حَدِيثُهَا اَيُّ ابْنِ عَمْرٍو اسْتَمَعَ مِنْ ابْنِ اَخِيكَ تَرْجُمَهُ امِ الْمَوْنِيْنَ هَا تَسْمَعُوْنَ

ن
قَالَتْن
يَوْمَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

[illegible]

ص ۱۰۰
۲۹۶
۳۰۰

نہیں ہوئی تھی **عَنْ** جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ أُمَّ الْقُرَآنِ أُنْزِلَ مَكْلُومٌ قَالَتْ بَابُهَا الْمَدِينَةُ
فَقُلْتُ أَوْ آخَرُ فَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أُمُّ الْقُرَآنِ أُنْزِلَ مَكْلُومٌ قَالَتْ بَابُهَا الْمَدِينَةُ
فَقُلْتُ أَوْ آخَرُ قَالَ جَابِرُ أَخْبَرْتُكُمْ مَا حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
جَاوَزْتُ بِهَذَا شَعْرًا فَلَمَّا أَقْبَضْتُمْ جَوَارِيَّ نَزَلَتْ فَاسْتَبَطْنَتْ بَطْنُ الْعَادِي فَنُودِيَتْ
فَنَظَرْتُ أَمَّا حِي وَخَالِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي فَلَمَّا رَأَيْتُهَا لَمْ تَرَ فِيَّ نَظَرْتُ فَلَمْ أَرَ
أَحَدًا لَمْ تَرَ فِيَّ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا هُوَ عَلَى الْعَرْشِ فِي الْعَوَاءِ يَنْفَعِي جِبْرِيلُ فَأَخَذَنِي
بِجَفْرِ شَدِيدَةٍ فَأَنكِسْتُ خَدِّي حَتَّى قُلْتُ دَنُّوْنِي فَدَنُّوْنِي فَكَسَبُوا عَلَيَّ مَا كُنْتُ أَلَّهُ

فَقُلْتُ يَا بَابُهَا الْمَدِينَةُ ثُمَّ فَانَدَنِي وَدَبَّكَ فَكُنْتُ وَتِيَابَكَ كَطَهْرٍ تَرْجُمَةُ سَيِّدِ رُوحِ مَدِينَةِ بَابِهَا
سے پوچھا جسے پہلے قرآن میں سو کیا اور انہوں نے کہا یا بَابُهَا الْمَدِينَةُ میں نے کہا یا اُمُّ الْقُرَآنِ انہوں نے کہا میں
نے جابر بن عبد اللہ سے پوچھا قرآن میں سو پہلے کیا اور انہوں نے کہا یا بَابُهَا الْمَدِينَةُ میں نے کہا یا اُمُّ الْقُرَآنِ
کہا میں تم سے وہ حدیث بیان کرتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بیان کی تھی آپ نے فرمایا
میں حرام میں ایک مہینہ تک واجب میری حدیث میں کی پوری ہو گئی تو میں اور اُمُّ الْقُرَآنِ اور اوس کے اندر چلا
کسی نے مجھ کو آواز دی میں نے سانس اور پیچہ اور دامن اور بائیں و بیکہ کوئی نظر نہ آیا پھر کس نے مجھے آواز
دی میں نے دیکھا کسی کو نہ پایا پھر کس نے مجھے آواز دی تو میں نے سر اوپر اٹھایا دیکھا تو وہ ہوا میں ایک تخت
پر میں بیٹھ جہر ٹیل علیہ السلام مجھ پر دیکھ کر رزہ چڑھ آیا سخت (مہیت کو مارے) تب میں خدیجہ باسر
آیا اور میں نے کہا مجھے کپڑا اور ٹاؤ کپڑا اور دو دوا نہوں نے کپڑا اور ٹاؤ اور پانی میرے اور ڈال (ایت
دور کرنے کے لیے) تب اللہ تعالیٰ نے یہاں میں اور تار میں یا اُمُّ الْقُرَآنِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَكُنْتُ وَتِيَابَكَ كَطَهْرٍ
(انکا رحمت اور گزرا) **عَنْ** جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ أُمَّ الْقُرَآنِ أُنْزِلَ مَكْلُومٌ قَالَتْ بَابُهَا الْمَدِينَةُ

بَيِّنَ اللَّهُ مَا كُنْتُ أَكْتَرُجِي تَرْجُمَةُ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ سَأَلَ أُمَّ الْقُرَآنِ أُنْزِلَ مَكْلُومٌ قَالَتْ بَابُهَا الْمَدِينَةُ
یہ سو کہہ ایک تخت پر تیر زمین اور میں کے پیچ میں **بَابُ** اُمُّ الْقُرَآنِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَلَا اَللّٰهُمَّ وَفَرَضَ الصَّلَاةُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَا اَسْمَانِ پَر تشریف لیجانا (یعنی معراج)
اور نمازوں کا فرض ہونا **ف** نودی نے کہا یہ بہت بڑا باب ہے اور میں اسباب میں مختصر مختصر
اپنے اپنے موقع پر بیان کر دے گا اور قاضی عباس نے معراج کے بار میں چند فقرے بہت عمدہ لکھ دیے ہیں انہوں

نے کہا لوگوں نے خدشات کیا ہے کہ یہ معراج کس حالت میں ہوتا اور بعضوں نے کہا کہ یہ سب خناسیہم اور جرح
 ہے اور اکثر سلف اور متاخرین نے اور سکو اختیار کیا ہے فقہاء اور محدثین اور مسکلمین میں سہوہ یہ جو کہ معراج
 بیداری کی حالت میں ہوتا اور آپ پنجم کے ساتھ تشریف لے گئے تھے اور محدثین اس امر پر دلالت کرتی ہیں
 اور ظاہر ہو عدول کرنے کے لیے کوئی وجہ نہیں اور نہ یہ محال ہے تاکہ تاویل کی احتیاج ہو اور شریک نے معراج
 کی رویت میں کئی جگہ ہجوم کیا ہے خیر انکار کیا ہے علماء نے اور امام مسلم نے اسپر تنبیہ کی ہے اور کہا کہ شریک
 نے اس رویت میں تقدیم اور تاخیر اور کمی اور بیشی کی ہے ایک دن میں سہوہ یہ کہ وہ معراج کو نبوت سے پہلے
 نقل کرتا ہے حالانکہ یہ غلط ہے معراج کم سے کم نبوت کے پندرہ مہینوں کے بعد واقع ہوا اور جرحی نے کہا
 معراج ستائیسویں شب کو ربیع الثانی میں ہجرت سے ایک سال پہلے ہوا اور زہری نے کہا معراج نبوت
 کے پانچ برس بعد ہوا اور ابن اسحاق نے کہا معراج اوسوت ہوا جب اسلام مکہ میں پہلے گیا تھا اور عرب
 کے قبیلوں میں اور ان سب قولوں میں زہری اور ابن اسحاق کا قول زیادہ ٹھیک ہے اس لیے کہ سب
 باتفاق کہا ہے کہ حضرت خدیجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی نماز فرض ہونے کے
 بعد اللہ سماعت میں خدشات نہیں کہ حضرت خدیجہ ہجرت سے تین سال پہلے گذر گئیں اور بعضوں نے
 کہا پانچ سال پہلے دوسرے یہ کہ علماء نے اتفاق کیا ہے اس امر پر کہ نماز معراج کی رات کو فرض ہوئی پھر
 معراج نبوت سے پہلے کیونکر ہو سکتا ہے اور یہ جو شریک کی رویت میں ہے وہ آپ سوئے تھے اور دوسری
 رویت میں ہے کہ میں سوئے اور جاگنے کے بچپن ہوتا خانہ کعبہ باسرف اس کے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ
 معراج خواب میں ہوتا کیونکہ یہ حالت اوسوت کی ہے جب آپ پاس فرشتہ آیا اور حدیث میں اسکا
 کہان ذکر ہے کہ سارا فتنہ خواب میں گزرا تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا نزدیکی نے کہا شریک کے سوا اکثر
 کی حدیث کو اور حافظوں اور عالموں نے رویت کیا ہے جو جیسو ابن شہاب اور ثابت ثنائی اور قتادہ فرانس
 سے اور انہوں نے شریک کی باتیں بیان نہیں کیں اور شریک اہل حدیث کے نزدیک حافظہ نہیں ہے پھر
 کہتا ہے کہ جن لوگوں نے معراج کا حالت بیداری میں جسم کے ساتھ انکار کیا ہے انکا انکار دو وجہ سے ہے
 ایک تو یہ کہ ہمدرد تیز حرکت قیاس میں نہیں آتی کہ لاکھوں کروڑوں برس کا فاصلہ ایک جسم ٹھوکرے زانے
 میں طوکرے اور پھر اسکا اجزا میں اتصال قائم رہے دوسری یہ کہ کہ آسمان مثل پاز کے چمکوں کے ایک
 پرت دوسرے پرت سے ملے ہو کر ہیں اور وہ پہنچو اور چڑھنے کو قابل نہیں ہیں۔ دوسرا شبہ تو صرف بطلیموس

کی تقلید سے پیدا ہو گیا تھا کیونکہ اوس نے نواسمان ٹھوس اور سخت ایک ایک سے ہوئے نکالے اور ہی نکالا
 بہر ا نظام مسلمانوں نے عربی زبان میں نقل کیا اور وہی مسلمانوں میں شائع ہوا حالانکہ خود حکماء نے اس نظام
 کو باطل کر دیا اور یہاں تک ان کا جسم ایسا سخت کہ جس میں کوئی چیز پھرنے سے غلط ہوا اور ثابت ہوا یہ امر کہ
 ہزار ہا مارو اور اجسام ان اسمانوں میں جو فضا کی طرح معلوم ہوتا ہے پیرا کرتے ہیں اور اگر یہ امر مان لیا
 جاوے کہ آسمان ٹھوس اور سخت اجسام ہیں تو یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ اول میں دروازہ اور کھڑکی
 نہیں ہیں اور جو یہ بھی فرض کیا جاوے تو یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ وہ پٹھن اور چڑھنے کے لائق نہیں ہیں
 جو دلیل گلے حکمائے آسمانوں کے نہ پٹھن پر قائم کی ہے وہ کئی جگہ سو مخدوش ہے اور اسکو مقدمات
 ممنوعہ میں اب رہ پھلا امر تو اسکا جواب یہ کہ صرف قیاس میں نہ آئے سو کوئی امر حال نہیں ہو سکتا
 خود زمین کی حرکت کو دیکھو ہاں زمین اسرائیل ایک گھنٹہ میں طے کرتی ہے یعنی توپ کو گولے سے ایک
 سو بیس گنا جلد جا رہی ہے پر نہ زمین کے اجزاء میں تفرق ہوتا ہے اور نہ ہیکو کسی قسم کی پریشانی رہی
 نیز حرکت کو حاصل ہوتی ہے اور جن لوگوں کے نزدیک آفتاب متحرک ہو اور زمین ساکن ہے تو
 آفتاب زمین سے دس کروڑ میل کے فاصلہ پر ہونے سے اسکا مدار ساٹھ کروڑ میل کا ہوا اور ساٹھ کوہم
 پر تقسیم کرو تو ہر ایک ساعت میں اڑائی کروڑ میل آفتاب کی حرکت ہوئی حالانکہ ہفتہ تیز حرکت سے بھی
 نہ آفتاب کا جرم ہٹتا ہے نہ اوس کے اجزاء میں تفرق ہوتا ہے اب اس سے بھی زیادہ تیز حرکت کو دیکھو
 روش آفتاب سے ہم تک پہنچتی ہے اسکی حرکت ایک دقیقہ یعنی منٹ میں ایک کروڑ بیس لاکھ میل ہے اگر
 کوئی کہے روشنی ایک عرض ہے جو دوسرے جسم سے قائم ہے اور کلام جہاں کی حرکات میں ہے تو اسکا جواب یہ ہوگا
 خیال ہی غلط ہے کہ روشنی عرض ہو بلکہ روشنی ایک جسم ہے جو چھوٹے چھوٹے اجزاء سے مرکب ہو اور وہ اجزاء
 ہنایت تیزی کے ساتھ روشن جسم سے سب طرف پہنچ جاتے ہیں ہر جہت کی تیزی کی کوئی انتہا
 نہ نکلی اور نہ جسم کی سختی کی اس صورت میں خداوند کریم قادر مطلق کی قدرت کاملہ سے کچھ بعید نہیں ہے کہ وہ
 ایک جسم کو جتنی چاہے تیز روی عنایت فرماوے گو ہمارے قیاس اور عادت سے بعید ہو تو جو چاہے اپنی ہی تمیز
 سے معراج کو بعید سمجھ کر اوسکا انکار کیا اور حضرت صدیق نے عقل سلیم سے کام لیا اور معراج کی تقدیر
 کی و ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُنِيتُ بِالْبَرِّ وَهُوَ أَكْبَرُ أَبْهَضُ طَوِيلُ الْفَتْوَى الْخَارِ وَدَوْنُ الْبَعْلِ يَصْخَرُ حَافِرُ الْخَنْدِ

۲۰

مُتَّبِعِي خُرُوفِهِ قَالَ لَمْ يَكُنْ رُكْبَةً حَتَّى أَتَيْتُ بَيْتَهُ الْمَدِينَةَ قَالَ لَمْ يَجْعَلْهُ إِلَّا لِقَاءَ رَجُلٍ يَرْتَدُّ بَيْنَهُمَا
الْأَنْبِيَاءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ السُّجْدَ لَصَلَّيْتُ رُبْعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فِي الْمَرْجَلِ يُقِيلُ عَلَيْهِ
السَّلَامُ يَا نَافِعُ خَيْرٌ وَإِيَّاكَ مِنْ لَبَنٍ فَأَخْبَرْتُ اللَّذِينَ فَقَالَ جَبْرِيلُ اخْفِرْتِ الْبَطْرُقَ قَالَ ثُمَّ
خَرَجَ بِنَا إِلَى السُّجْدِ فَأَسْفَقْتُمْ جَبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جَبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ
قَالَ خِدْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بَعِثَ إِلَيْكَ قَالَ قَدْ بَعِثَ إِلَيْكَ فَقِيلَ لَنَا إِذَا
أَنَابَ يَدَامَ حَمْدُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعْنَا وَدَعَا ابْنُ خَبْرٍ فَنُفِّرُ عَنْهُ بِأَنَّ إِلَهُ الْغَالِيَةِ نَاسْتَشِيرُ
جَبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جَبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ قُبُعْتُ إِلَيْهِ

سَلَّمَ قَبِيلٌ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِمْ قَالَ فَفُتِحَ لَنَا فَادَّانَا بَابُنِي الْخَالَةَ عَيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ وَخُجَيُّ بْنُ دَكْرَمَا
صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمَا فَرَحَبَا وَدَعَا ابْنُ خُجَيٍّ فَنُفِرَ عُرْجُ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ جَبْرِيلُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جَبْرِيلُ ثَمَّ قَالَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ
وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِمْ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِمْ فَفُتِحَ لَنَا فَادَّانَا بَابُ مَوْسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَادَّاهُو قَبِيلُ
أُطَيْطَ سَطْرُ الْحُسَيْنِ فَارْحَبْ رَدَّ عَالِي خُجَيٍّ فَنُفِرَ عُرْجُ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جَبْرِيلُ عَالِي
السَّلَامِ فَقِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جَبْرِيلُ فَقِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ
بُعِثَ إِلَيْهِمْ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِمْ فَفُتِحَ لَنَا فَادَّانَا بَابُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَارْحَبْ رَدَّ عَالِي خُجَيٍّ قَالَ
اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ رَدَّ فَعَلْنَا مَعَكُمْ نَا عَلَى كُنْ فَنُفِرَ عُرْجُ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ

قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جَبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ الْكَافِرُ
قَالَ قَدْ بُعِثَ قَالَ فَفُتِحَ لَنَا فَادْنَا أَبَا بَكْرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحِبْتُ وَدَعَا إِلَى خَيْرٍ ثُمَّ عَرَّجَ بِنَا إِلَى
السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جَبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ
مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ الْكَافِرُ قَالَ قَدْ بُعِثَ الْكَافِرُ قِيلَ فَفُتِحَ لَنَا فَادْنَا
السَّلَامَ وَرَحِبْتُ ثُمَّ عَرَّجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قِيلَ
مَنْ هَذَا قَالَ جَبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ الْكَافِرُ
قَالَ قَدْ بُعِثَ الْكَافِرُ قِيلَ فَفُتِحَ لَنَا فَادْنَا أَبَا بَكْرٍ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَرَحِبْتُ وَدَعَا إِلَى خَيْرٍ ثُمَّ عَرَّجَ بِنَا
هُوَ يَدُلُّ عَلَى كُلِّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَمُوتُونَ الْيَوْمَ ثُمَّ ذَهَبَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الثَّامِنَةِ أَوْ لَدَا

صلی اللہ علیہ وسلم

فیصل

فَاذَا

کے دروازے پر ہے اور باندھ دینے سے یہ معلوم ہوا کہ انسان کو اپنی چیزوں کی احتیاط اور حفاظت ضرور ہے اور یہ توکل کے خلاف نہیں (پھر میں مسجد کے اندر گیا اور دو رکعتیں نماز کی پڑھیں بعد اس کے باہر نکلا تو حضرت جبریل علیہ السلام دو برتن لیکر آئے ایک میں شراب تھا اور ایک میں دودھ لادے پھر کیا حضرت جبریل نے کہا تم نے فطرت کو اختیار کیا **ف** نووی نے کہا اس روایت میں اختصار ہے اور مراد یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام نے آپ کو اختیار دیا کہ ان دونوں برتنوں میں سے جو چاہیں اختیار کریں آپ نے دودھ پسند کیا جیسے دوسری روایت میں ابوہریرہ کے صاف موجود ہے کہ آپ کو الہام ہوا دودھ کے اختیار کرنا اور فطرت سے مراد اسلام اور استقامت ہے اور مطلب یہ ہے کہ سننے اسلام کی علامت کو اور اس پر استقامت کو اختیار کیا اور دودھ اسلام کی علامت ہے جو یہ ہو کہ وہ پاکیزہ خوش گوار نیک انجام ہے اور شراب تو سب ناپاکیوں کی جڑ ہے اور حال یہ کہ دونوں میں برائیاں پیدا کرنے والا ہے انتہی سے ترجیح کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ فطرت سے مراد ایمان لغوی معنی کا ہے یعنی پیدائش اور آفرینش اور مقصود یہ ہے کہ دودھ فطری غذا ہے انسان کی حیاتی پیدا ہوتا ہے تو اس کی پرورش بشیر دودھ کے مشکل ہے اور دودھ وہ غذا ہے جو نہایت مقوی سیرجہ الاضمضہ کو بڑھانے والا جسم کو پرورش کرنے والا ہے اور حسین غذا ہے اور ایمان دونوں موجود ہیں اور وہ فطری ہے یعنی پیدائش سے خداوند کریم نے اس کو بنایا انسان کی صفت کہ اس میں داخل نہیں برغلات شراب کے گوہ اس میں غذا ایمان ہے جو انسان کے جسم کی پرورش کے لیے کافی ہو نہ وہ فطری ہے بلکہ انسان کی ترکیب اور صفت سے تیار ہوا ہے اور حقدار منفعت اس سے حاصل ہوتی ہے اس سے زیادہ ضرر اور نقصان پیدا ہوتا ہے **ف** پھر جبریل ہمارے ساتھ آسمان پر چڑھا (جہان پہنچے) تو فرشتوں سے کہا دروازہ کھولنے کے لیے انہوں نے پوچھا کون ہے جبریل نے کہا جبریل ہے انہوں نے کہا تمہاریساتھ دوسرا کون ہے جبریل نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں فرشتوں نے پوچھا کیا وہ بلائے گئے تھے جبریل نے کہا ہاں بلائے گئے **ف** نووی نے کہا یہاں سے کوئی بائین معلوم ہو سکتا ہے ایک یہ کہ جب کان دالا اندر سے پوچھے کون ہے تو اس کے جواب میں اپنا نام بیان کرے نہ یہ کہ عین کہے کیونکہ اس کی مانع آئی ہے اور میں کہتا ہوں فائدہ ہے دوسرے یہ کہ آسمان میں دروازہ نہیں تیسرے یہ کہ دروازوں پر محافظ درجہ کیا رہیں **ف** پھر دروازہ کھول لگیا ہمارے لیے اور بنو آدم علیہ السلام کو دیکھا اور انہوں نے مرحبا کہا اور میرے لیے دعا کی بہتری کی **ف** مرحبا وہ لفظ ہے جو عرب کے لوگ یہاں کے انیسویں وقت بولتے ہیں یعنی خرم اچھے فراخ اور کشادہ نگاہ میں آئے اس سے معلوم ہوا کہ جو کسی شخص طاقات کر آئی اس کی خاطر داری

کرنا اور کشادہ پیشانی سے ملنا اور اسکی تفریق کرنا بشیر طیکہ وہ غور نہ ہو درست ہو اور یہ طریقہ ہے انبیاء کا
 پہرہ جبریل ہمارے ساتھ چڑھے دو سر آسمان پر اور دروازہ کھلوا یا فرشتوں نے پوچھا کون ہے انہوں نے کہا جبریل
 فرشتوں نے پوچھا تمہارے ساتھ دوسرا کون شخص ہے انہوں نے کہا محمد بن فرشتوں نے کہا کیا انکو
 حکم ہوا تھا بلانیہا جبریل نے کہا مان انکو حکم ہوا ہے پہرہ دروازہ کھلوا تو میں نے دونوں غلہ زار دہا بیو کو
 دیکھا یعنی حضرت عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کوان دونوں نے مرجا کہا اور میرے بہتری
 کی دعا کی پھر جبریل ہمارے ساتھ چڑھے آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلوا یا فرشتوں نے کہا کون ہے جبریل
 نے کہا جبریل فرشتوں نے کہا تمہاری ساتھ دوسرا کون ہے جبریل نے کہا محمد بن فرشتوں نے کہا کیا انکو
 پیغام کیا گیا تھا بلائے کے لیے جبریل نے کہا مان انکو پیغام کیا گیا تھا پہرہ دروازہ کھلوا تو میں نے حضرت یوسف
 علیہ السلام کو دیکھا اللہ تعالیٰ نے اسکی دعا قبول فرمائی (کا آواز حصہ انکو دیا تھا انہوں نے مرجا کہا جبریل کو اور نیک دعا
 کی پھر جبریل ہمارے ساتھ چڑھے آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلوا یا فرشتوں نے پوچھا کون ہے جبریل پوچھا
 تمہارے ساتھ دوسرا کون ہے کہا محمد بن فرشتوں نے کہا کیا انکو بلائے گئے ہیں جبریل نے کہا مان بلائے
 گئے ہیں پہرہ دروازہ کھلوا تو میں نے اور یس علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے مرجا کہا اور اچھی دعا دی مجھ کو
 اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہم نے اوٹھالیا اور یس کو اونچی جگہ پر (تر اونچی جگہ سے یہی چوتھا آسمان مراد ہے)
 پہرہ جبریل ہمارے ساتھ باسچوین آسمان پر چڑھے انہوں نے دروازہ کھلوا یا فرشتوں نے پوچھا کون کہا
 جبریل پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے کہا محمد بن فرشتوں نے کہا کیا وہ بلائے گئے ہیں جبریل نے
 کہا مان بلائے گئے ہیں پہرہ دروازہ کھلوا تو میں نے حضرت زین علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے مرجا کہا اور مجھ کو
 نیک دعا دی پھر جبریل ہمارے ساتھ چڑھے آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلوا یا فرشتوں نے پوچھا کون
 کہا جبریل پوچھا اور کون ہے تمہارے ساتھ انہوں نے کہا محمد بن فرشتوں نے کہا کیا خدا نے انکو پیام
 بھیجا آنے کے لیے جبریل نے کہا ہاں پہرہ دروازہ کھلوا تو میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا
 انہوں نے مرجا کہا اور اچھی دعا دی مجھ کو پھر جبریل ہمارے ساتھ باسچوین آسمان پر چڑھے اور دروازہ
 کھلوا یا فرشتوں نے پوچھا کون ہے جبریل پوچھا تمہارے ساتھ اور کون ہے کہا محمد بن فرشتوں نے
 پوچھا کیا انکو بلائے گئے ہیں انہوں نے کہا مان بلائے گئے ہیں پہرہ دروازہ کھلوا تو میں نے حضرت ابراہیم
 علیہ السلام کو دیکھا وہ نیک لگا ہے مجھ کو پھر جبریل ہمارے ساتھ باسچوین آسمان پر چڑھے اور دروازہ
 کھلوا یا فرشتوں نے پوچھا کون ہے جبریل پوچھا تمہارے ساتھ اور کون ہے کہا محمد بن فرشتوں نے

پہنچا نہ دست ہو) اور تین ہر روز ستر بار فرشتے جاتے ہیں جو پہر کبھی نہیں آتے اسی سے کہتے ہیں کہ یہ ستر بار فرشتے
 پہر جاکر کبھی چار آسمانوں کے اوپر اور سکو معبود اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ آباد رہتا ہے ہر روز نئے ستر بار فرشتے
 وہاں عبادت کر لیتے آتے ہیں جو پہر کبھی نہیں آتے اس سے معلوم کرنا چاہیے کہ فرشتے کتنے حساب ہیں
 ہر چہ جبریل جبکہ سترہ منہی پاس لگے **ف** سترہ منہی ایک درخت ہے ہر کارا توں آتا ہو
 کے اوپر وہ حد ہے فرشتوں کے جانے کی یا حد ہے ان کے علم کی اوس کے آگے کا علم سوا خدا کے کیونکہ نہیں ہے
 ابن عباس نے کہا اسکا نام سترہ منہی ہے کہ ہر ایک کا علم وہاں تک ختم ہو گیا اور اس کے آگے کوئی
 نہیں بڑا سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جب ابن مسعود سے منقول ہے کہ اوسکو منہی اس لئے کہتے ہیں
 کہ جو اوپر سے اترتا ہے وہ وہاں آکر ٹہر جاتا ہے اور جو نیچے سے چڑھتا ہے وہ وہی وہاں ٹک جاتا ہے یعنی خدا
 کا حکم **ف** اوس کے پتے اتنے اتنے بڑے ہیں جیسے ہاتھی کے کان اور اوس کے جیسے قلعہ (ایک بڑا پہاڑ
 جس میں دو شک یا زیادہ پانی آتا ہے) پہر جب اوس درخت کو اللہ کے حکم نے ڈھانکا تو اسکا حال ایسا ہو
 گیا کہ کوئی مخلوق اُسکے خوبصورتی بیان نہیں کر سکتا **ف** پہر جب اللہ جل جلالہ کی خاص تجلی اس درخت
 پر ہوئی تو اس کا رنگ روپ ہی بدل گیا اور حسن و جمال اسکا بظاہر ہو گیا جسکی تعریف بیان نہیں ہو سکتی چہرہ
 مخلوق کی کیا مجال جو اپنے خالق فدو بجلال کی تعریف کر سکے **ف** پہر اللہ جل جلالہ نے ڈالا سیر کے دل
 میں جو کچھ ڈالا اور پچاس نازین ہرات اور دن میں چھ پر فرشتے کہیں جب میں وہاں ہوا تو اسے اور حضرت شاہ
 علیہ السلام کے ہم نچا تو انہوں نے پوچھا تمہارے پروردگار نے کیا فرض کیا تمہاری است پر میں نے کہا پچاس
 نازین میں سے کہیں انہوں نے کہا پہر لوٹ جانا اپنے پروردگار کے پاس **ف** اس سے صاف
 ثابت ہوتا ہے عقیدہ ہفت است کا کہ خدا اسکا اپنے عرش پر آسمانوں کے اوپر سے در نہ لوٹ جانے کو
 کیا منے ہوں گے **ف** اور تحفہ چاہو کیونکہ تمہاری است کو اتنی طافت نہ ہوگی اور میں نے نبی
 اسرائیل کو آزمایا ہے اور انکا امتحان لیا ہر مین لوٹ گیا اپنے پروردگار کے پاس **ف** نووی
 نے ہمتام پر یہ تاویل کی ہے کہ میں لوٹ گیا اس مقام پر جہاں میں نے خدا اور کریم سے باتیں کی تھیں
 اور پہر عرض کیا وہ بارہ اور نقل کیا اسکو مولانا ابوطیبی نے سراج الوماج میں اور نہین رو کیا اس تاویل کو حال
 یہ تاویل مردود ہے اور نووی نے متاخرین متکلمین کی تقلید کر کے یہ تاویل کی جو خداوند کریم کو جہت اور
 مکان سے متاخر خیال کرتے ہیں اور علماء احمدیہ اور سلف صالحین کے مذہب پر اس حدیث میں کوئی

تاویل کی ضرورت نہیں اس لیے کہ اذن کے نزدیک خدا کا مکان عرش ہے اور وہ جہت فوق میں ہے پس طلب
 حدیث کا صاف ہے کہ میں خداوند کریم کے پاس پہنچ گیا اور جن لوگوں نے یہ خیال کیا ہے کہ معاذ اللہ خدا
 کی ذات ہر جگہ ہے اور عرش سے ذات کو کوئی خصوصیت نہیں اذن کے طریقہ پر معراج کی کوئی فضیلت
 نہیں نکلتی ہے اور نہ اتنی تکلیف کی کوئی ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ رات کی فوج ساتون آسمانوں
 کا سفر آپ کو دہریش ہو کیونکہ اذن کے نزدیک تو خدا زمین پر بھی ذات ہے موجود ہے پھر سالوں آسمانوں
 کے اوپر طائے سے کیا مقتضو تھا لا تخلق لا فؤادہ یہ کم بخت عقیدہ جمہ بن صفوان سے پہلے جس نے جس
 نے اذن مسلمانوں کو گراہ کیا اور اہل بیت گرامی اس کی قائم ہے اور نجات دی اللہ جل جلالہ نے اس
 شیطان کے شر سے علماء حدیث اور سلف صالحین کو اور جنہوں نے اونچی راہ اختیار کی اللہ تعالیٰ
 سب کو سلف کی پیروی نصیب کرے اور ہمارا حشر اذنی کے ساتھ کرے آمین یا رب العالمین
 اور عرض کیا اے پروردگار تخفیف کر میری امت پر اللہ تعالیٰ فرما دے کہ میں نے اللہ جل جلالہ سے بلا واسطہ کلام کیا
 اور خدا تعالیٰ نے آپ کو جواب دیا اب وہ لوگ جو کہتے ہیں معاذ اللہ خدا بات نہیں کرتا نہ اس کی بات
 میں آواز اور حرف ہیں وہ گویا حدیثوں اور آیتوں کا رد کرتے ہیں جنہو صاف اللہ تعالیٰ کا بات کرنا
 اور سمجھنا آواز ہونا ثابت ہو چکا ہے میں لوٹ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام پاس آیا اور کہا کہ پانچ
 نمازیں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو معاف کر دیں انہوں نے تمہاری امت کو اتنی طاقت دی کہ تم پر جاؤ اپنی طرف
 کے پاس اور تخفیف کر اؤ آپ نے فرمایا میں اس طرح برابر اپنے پروردگار اور حضرت سرگے سے چھ مہینہ پہلے
 کیا یہاں تک کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اسے محمد وہ پانچ نمازیں میں ہر دن اور ہر رات ہیں اور ہر ایک نماز
 میں دس نماز کا ثواب ہے تو وہی پچاس نمازیں ہوئیں (سبحان اللہ تاک کی کیسی عنایت اپنی غلاموں پر
 ہے کہ چھ مہینے تو پانچ نمازیں اور ثواب ملے پچاس کا اور جو کوئی شخص نیت کرے نیک کام کرنے کی پہلے اس کو نذر
 تو اس کو ایک نیکی کا ثواب ملے گا اور جو کرے تو دس نیکیوں کا اور جو شخص نیت کرے برائی کی پہلے اس کو نذر
 تو کچھ نہ کم جاوے گا اور اگر کر بیٹھے تو ایک ہی برائی لکھی جاوے گی۔ آپ نے فرمایا پہلے میں اور حضرت سرگے
 علیہ السلام پاس آیا انہوں نے کہا پہلے جاؤ اپنے پروردگار بالقرآن تخفیف چاہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا میں اپنے پروردگار پاس پہلے کر گیا یہاں تک کہ میں شرم گیا اس سے پہلے

بار بار عرض کرنے سے اس کا تحفہ چاہنے سے اب مجھ کو شرم آگئی اب نہیں جاسکتا کہ آپ کو یہ خیال نہ کہ میری است
 ان پہنچے نازوں کو یہی ہر روز ادا نہ کر کے کی بچہ بنظر اہلی تھا وہ عہدا۔ یہ جو بار بار تحفہ ہوتی تو علمائے
 اختلاف کیا ہو اس میں کہ آیا پہلے پچاس نازوں کا جو حکم ہوا تھا وہ دجوبی تھا یا غیر دجوبی خطابی نے کہا کہ وہ
 غیر دجوبی تھا اور نہ تحفہ کسی ہونے اور صحیح یہ ہے کہ وہ حکم دجوبی تھا کیونکہ اگر غیر دجوبی ہوتا تو تحفہ چاہنے
 کی ضرورت نہ پڑتی اب یہ تحفہ نسخ ہے قبل عمل کے اور وہ جائز ہے **عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَنَّ**
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَيْتُ قَانَطَقَ لَقَوَّيْنِي إِلَّا زَنْزَمَ قَالَ فَشَرَحَ عَنِّي فَفَعَلْتُ بِمَا كُنْتُ
فَعَلْتُ أَنْزَلْتُ مَرَّ حَجَّهَ ابْنِ مَالِكٍ رَوَيْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَوْ أَنَّ
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَيْتُ قَانَطَقَ لَقَوَّيْنِي إِلَّا زَنْزَمَ قَالَ فَشَرَحَ عَنِّي فَفَعَلْتُ بِمَا كُنْتُ
 اور مجھے لگے زَنْزَمَ کے پاس پہرچہ اگیا سینہ میرا اور وہ ہوا گیا زَنْزَمَ کے بالی سے پہرچہ پڑو یا گیا میں اپنی جگہ
 پر فہم ہوا اسی جگہ جہاں سے لے گئے تھے یہ معنی اس صورت میں ہے جب حدیث میں انزلت بضم
 صیغہ واحد تکم مجھ پر ہوا جو بسکون تھا ہو صیغہ واحد کونٹ مجھ پر تو اس صورت میں اس کا مفعول عالم ہے
 فاعل محدود ہوا اور وہ مذکور ہے برقی کی روایت میں اس طرح ثم انزلت علی طست من منہب مخلوۃ
 جگہ یعنی پہر اوتا رہا گیا مجھ پر ایک طست سونیکا جس میں مکت بہری ہوتی تھی **عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَنَّ**
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَيْتُ قَانَطَقَ لَقَوَّيْنِي إِلَّا زَنْزَمَ قَالَ فَشَرَحَ عَنِّي فَفَعَلْتُ بِمَا كُنْتُ
عَنْ قَلْبِهِ فَنَاسَخَ رَجُلًا قَلْبًا نَاسَخَ رَجُلًا نَاسَخَ رَجُلًا نَاسَخَ رَجُلًا نَاسَخَ رَجُلًا نَاسَخَ رَجُلًا نَاسَخَ رَجُلًا
وَقَطَّعَتْ مِنْ ذَهَبٍ بِمَا كُنْتُ زَنْزَمَ كَمَا مَبَّ لَكُمْ أَعَادَكَ فِي مَكَانٍ رَجُلًا رَجُلًا رَجُلًا رَجُلًا رَجُلًا رَجُلًا رَجُلًا
إِلَى أَمْرِ يَفْعَلُ طَلْعًا فَقَالُوا إِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قُتِلَ نَاسَخَ رَجُلًا وَهُوَ
مُنْتَقَمٌ الْكَلْبُ قَالَ النَّبِيُّ قَدْ كُنْتُ أَدَّاهُ أَنْزَلْتُ الْحَيَّ طِينِي صَدَقَ مَرَّ حَجَّهَ ابْنِ مَالِكٍ
 سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس جہیل علیہ السلام آئے اور آپ لڑکوں کے ساتھ کہیں سے تھے
 اونہوں نے آپ کو پکڑا اور پکڑا اور دلوں کو چیر کر نکالا پھر اس میں سے ایک شے جدا کر ڈالے اور کہا کہ اتنا حصہ شیطان
 کا تھا تم میں پہر اس دلوں کو وہاں سونیکا طست میں زَنْزَمَ کے بالی سے (اس کو یہ نہیں نکلتا کہ سونیکا میں بہن کا
 بہت مال درست ہے کیونکہ یہ ترستون کا نفل تھا اور ممکن ہے کہ انکی شریعت ہمارے شریعت کے معنی ہو وہ
 یہ کہ اس وقت تک اسے نہکا استعمال حرام نہیں ہوا تھا) پہرچہ اگیا اور اسکو اور اپنی جگہ میں رکھا اور لڑکے دوسرے
 انکی مان پاس آئے یعنی انحضرت کو انہا پاس اور کہا کہ محمد مار ڈالے گا تو یہ سکر لوگ دوسرے دیکھا تو آپ

صحیح اور سالم بن اور آپ کا رنگ بل گیا ہے (ڈراؤغ و سر) انس نے کہا میں اس سلائی کا (جو حضرت جبریل علیہ السلام نے کی تھی) آپ کو سیدہ برنشان دیکھتا تھا **عَنْ شَرِيكَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ إِنَّهُ كَانَ فِي بَيْتِهِ نَارٌ كَالنَّارِ فِي بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ فِيهَا نَارٌ كَالنَّارِ فِي بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ فِيهَا نَارٌ كَالنَّارِ فِي بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ** انس بن مالک کہہ بیان کرتے ہیں اس بات کا جس میں معراج ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ جب آپ پاس میں فرشتہ آؤ دھجی آنے سے پہلے اور آپ عبد بن سور سے تھے یہ بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے ثابت از روایت کیا انس سے لیکن آگے بیان کیا بعضی باتوں کو اور بھیجے بیان کیا بعضی باتوں کو اور زیادہ کیا اور کہا **عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ وَكَانَ فِي بَيْتِهِ نَارٌ كَالنَّارِ فِي بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ فِيهَا نَارٌ كَالنَّارِ فِي بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ** انس بن مالک کہہ بیان کرتے ہیں اس بات کا جس میں معراج ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ جب آپ پاس میں فرشتہ آؤ دھجی آنے سے پہلے اور آپ عبد بن سور سے تھے یہ بیان کیا حدیث کو اسی طرح جیسے ثابت از روایت کیا انس سے لیکن آگے بیان کیا بعضی باتوں کو اور بھیجے بیان کیا بعضی باتوں کو اور زیادہ کیا اور کہا **عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ وَكَانَ فِي بَيْتِهِ نَارٌ كَالنَّارِ فِي بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ فِيهَا نَارٌ كَالنَّارِ فِي بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ**

[illegible]

فَرَضَ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

سے وہ ان کے کعبہ پر دار کو کہا کہ بول اوس پوچھا کون ہے جب بولے کہ خضر کبیل پوچھا اور نبی کوئی تیرے ساتھ نہیں
 ہے میرے پاس ہے کہا ان مجھے میں پوچھا کیا وہ بلائے گئے کہو کہا ان تب اوس نے دروازہ کھولا جب ہم آسمان کے اوپر
 گئے تو ایک شخص کو دیکھا جسکی وہ اپنی طرف ہی جھٹکتی تھی (روحون کے) اور بائیں طرف ہی جھٹکتے تھے
 اور یہ اپنی طرف دیکھتے تو ہنستے اور جب بائیں طرف دیکھتے تو روتے اوس نے مجھے دیکھا کہ کہا حباب اور نیکبخت
 نبی اور نیک بیڑ میں سے خضر کبیل سے پوچھا یہ کون ہے اور انہوں نے کہا یہ آدم علیہ السلام میں اور یہ جو لوگوں کے
 جہنم اور ان کے واسطے اور بائیں ہیں یہ اونکی اولاد ہے تو وہ اپنی طرف رو کر لوگ ہیں جو جنت میں جاویں گے
 اور بائیں طرف رو کر لوگ ہیں جو جہنم میں جاویں گے اسلیو وہ جب وہ اپنی طرف دیکھتے ہیں خوشی کے
 مارے ہنس دیتے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو رنج کے ماریں دیتے ہیں **ف** ماضی میں
 نے کہا اس مقام پر یہ شکل ہوتا ہے کہ کافروں کی رو میں تو سجدت میں ہیں مہین میں ہیں جو ساتویں میں میں
 یا اس کے نیچے ہے باقیہ میں رہتی ہیں اور مومن کی رو میں جنت میں آرام باقی ہیں پہرہ رو میں آدم
 علیہ السلام کے پاس کیونکہ جہ جہ میں اور اسکا جواب یہ ہے کہ شاید حضرت آدم علیہ السلام کے پاس ان روحون
 پیش ہوئے اسکا ایک وقت معین ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتفاق سے اس سیرت و گمان پوچھ تو ان روحون
 کو دیکھا اور یہ بھی استمال ہے کہ کافر اور احکا جہنم میں اور مومن اور روح کا جنت میں رہنا ہمیشہ نہ ہو بلکہ خاص
 ایک وقت میں ہوتا ہو جیسے قرآن میں ہے کہ صبح اور شام جہنم کے سامنے وہ کہو جا دیں گے اور حدیث میں ہے
 مومن کے سامنے اسکا تھکا جنت میں پیش کیا جاویگا اور اس سے کہا جاویگا کہ تیرا یہ ٹھکانا ہے یہاں تک کہ
 اللہ تعالیٰ ہو پوچھا تو قبہ کو اس جگہ اور یہ بھی استمال ہے کہ جنت حضرت آدم علیہ السلام کی وہ اپنی طرف ہو
 اور جہنم بائیں طرف واللہ تعالیٰ اعلم **ف** پہر اپنے فرمایا جبریل علیہ السلام مجھ کو لیکر چلے یہاں تک کہ
 دروکر آسمان پر پہونچے اور اسکی جگہ دار سے کہا دروازہ کھول اوس نے ہی ایسا ہی کہا جیسے پہلے آسمان کے
 چکر کیدار نے کہا تھا پہر دروازہ کھولا ان بن ملک نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان پر حضرت آدم
 اور ادریس اور عیسیٰ اور یونس اور اس پر ایم علیہم السلام سے ملاقات کی اور یہ بیان نہیں کیا کہ ان میں سے ہر ایک
 کون سے آسمان پر ملا پاتا تھا کہ آدم سے پہلو آسمان پر ملاقات ہوئی اور اس پر ہم سے چھوڑ آسمان پر ہوئی
 جب جبریل اور آپ حضرت ادریس کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا حباب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ
 نے پوچھا یہ کون ہیں جبریل نے کہا یہ ادریس علیہ السلام ہیں آپ ہیں حضرت سوس علیہ السلام پر سو گزرا اور انہوں

نے کہا حسبِ اِیضیٰ صالح اور بہائی صالح میں بچہ پوچھا یہ کون ہیں اور انہوں نے کہا یہ سب علیہ السلام ہیں
 پھر بزرگ حضرت عیسیٰ پر گدڑا اور انہوں نے کہا حسبِ اِیضیٰ صالح اور بہائی صالح میں بچہ پوچھا یہ کون ہیں انہوں
 نے کہا عیسیٰ میں مریم کے بچے تھے حضرت ابراہیم پر گدڑا اور انہوں نے کہا حسبِ اِیضیٰ صالح اور بہائی صالح
 میں بچہ پوچھا یہ کون ہیں انہوں نے کہا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام میں فتیٰ نودی نے کہا اس رویت
 میں جو ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات چچے آسمان پر مذکور ہے یہ مخالف ہے اس روایت کے جو پہلے گزری خبر
 میں ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات ساتوین آسمان پر مذکور ہے تو اگر معراج دوبار ہوا ہو اس صورت
 میں کوئی اشکال نہیں سلیک کہ ایک بار چچے آسمان پر ملے ہوں اور دوسری بار ساتوین آسمان پر اور
 جو ایک ہی بار ہوا ہو تو شاید ابراہیم علیہ السلام چچے آسمان پر ملے پھر ساتوین پر بھی آپ کو ساتھ چلے گئے
 ہوں والدہ اعظم ابن شہاب کہہ چاہے سزا بن حزم نے بیان کیا کہ ابن عباس اور ابو جابر انصاری
 (علمی مالک یا مالک) دونوں کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میں چڑھا گیا ایک تار
 بلند مقام پر وہاں میں سنتا تھا قوموں کی آواز **ف** جعفر شتون کے کہنے سے نکلتی تھی اور یہ کہنا
 فرشتوں کا یا تو اللہ کے احکام اور وحی کو بتا یا وہ لوح محفوظ سے نقل کرنے تھے قاضی عیاض نے کہا یہ
 دلیل ہے اہلسنت کو غیب کی کہ وحی اور فتاویٰ سب اللہ تعالیٰ کی کتاب لوح محفوظ میں لکھی ہیں اور لکھتے ہیں قوموں
 سے اور وہی جانتا ہے اسکی کیفیت کو جو آیات اور احادیث صحیحہ میں وارد ہو وہ اپنے ظاہر پر محمول ہو
 پر اسکی کیفیت و صورت اور جنس کو خدا ہی حزب جانتا ہے یا وہ شخص جانتا ہے بلو خداوند و اسے اپنے
 فرشتوں اور پیغمبروں میں سے اور جو لوگ اس قسم کی آیتوں یا حدیثوں کی تاویل کرتے ہیں اور نظام سے انکو
 پھیرتے ہیں وہ ضعیف النظر ہیں اور ضعیف الایمان سلیک کہ جب شخصیت مقدسہ میں یہ امور وارد ہیں اور
 عقلاً محال نہیں ہیں تو ان میں تاویل کی کیا ضرورت ہو اور اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے
 جیسے چاہتا ہے اور یہ لکھنا ایک حکمت الہی ہے جس سے وہ غیب کی باتیں اپنے بندوں کو بتانا چاہتا ہے
 ورنہ وہ خود بے پرواہ ہو کتابوں کو اور اسکو یاد رکھنے کے لیے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ قاضی نے کہا ہے
 پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا اس مقام تک جانا اور ساری پیغمبروں کے مقاموں سے آگے بڑھ جانا دلیل ہے سارے
 پیغمبر کی شناسیت کی اور پیغمبروں پر اور ہزار نے ایک روایت حضرت علی سے معراج میں کی ہے اور میں یہ
 کہ جب پہلے علیہ السلام آپ کے ساتھ چلے یہاں تک کہ پڑے کہ پاس ہو بچے وہاں سے ایک فرشتہ نکلا جسے پہلے نے کہا

رکھتا تھا جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی تھی مجھ کو اوس پہوار کیا بہر ہم چلے یہاں تک کہ پہلے آسمان پر تھے جبریل
 نے دروازہ کھلوایا فرشتوں نے پوچھا کون ہے کہا جبریل کہا تمہارے ساتھ کون ہے کہا محمد کہا او نہوں نے
 کیا بوائے گئے ہمیں یہ جبریل خ کہا مان پہر دروازہ کھلا اور فرشتہ منیج کہا مرحبا مبارک ہو آپ کا تشریف لانا
 بہر ہم آئے آدم علیہ السلام اور بیان کیا حدیث کا پورا نقشہ اور ذکر کیا کہ آپ کو دو ستر آسمان پر ملاقات کی عیسیٰ
 اور عیسیٰ علیہما السلام اور تیسرے آسمان پر پرست علیہ السلام اور چوتھے آسمان پر اور یس علیہ السلام اور پانچویں
 آسمان پر نازون علیہ السلام پر پہر کہا کہ ہم چلے یہاں تک کہ چوتھے آسمان پر پہو پہنچے وہاں حضرت سوئے اوکو
 میں نے سلام کیا او نہوں نے کہا مرحبا نیک بہائی اور نیک نبی حبیب میں اگے بڑھ کر تھوڑے لگے آواز آئی اے
 موسیٰ کہ میں نے تھوڑا دھون کیا اے پروردگار اس لڑکے کو تو نے میرے بعد پیغمبر کیا اور اس کی مست بہن بخت یسوز
 زیادہ لوگ جاوین گئے میری ہست سے تو حضرت موسیٰ کو پہنچا ہوا اپنی قوم پر چلا لاکہ اوکی شہادہت تھی چھٹی
 دن میں کم تھے ہمارے پیغمبر کی ہست سے (پہر آپ نے فرمایا ہم چلے یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر پہو پہنچو وہاں
 میں نے آپ پر سلام علیہ السلام کو دیکھا اور بیان کیا اس حدیث میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے
 چار نہرین دیکھیں جس سدرۃ المنتہی کی جڑ سے نکلتی تھیں دو نہرین تو کہلین تھیں اور دو نہرین اٹھنی تھیں
 میں نے کہا اسے جبریل یہ نہرین کسی بہن او نہوں نے کہا اٹھنی جوئی دو نہرین تو حبت میں گئی بہن اور
 کہلی یہ نہرین نیل اور فرات ہیں **ف** نیل ایک دریا ہے مکہ افریقہ میں جس کا طول تین ہزار میل کے قریب ہے
 اور قاسرہ ہائے سخت مصر اسی دریا کے کنارے واقع ہے ملک مصر کی شادابی اور سرسبزی اسی دریا سے ہے
 جب یہ دریا اُٹھتا ہے اور پانی اس کا چڑھتا ہے تو تمام ملک سیراب ہو جاتا ہے اور فرات وہ دریا ہے جو عراق
 عرب میں واقع ہے شہر کوفہ جو اب بالکل اور جاڑے ہے اسی دریا کے کنارے واقع تھا اور واقعہ کہ بلا اسی دریا کے کنارے
 واقع ہوا تھا بانی اسکا نہایت شیریں اور صاف اور ناصف ہے۔ قاضی عیاض نے کہا اس حدیث سے معلوم
 ہوتا ہے کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ زمین ہے کیونکہ نیل اور فرات پہلی جڑ سے نکلیں تو وہی نے کہا یہ کچھ ضرور نہیں
 پہلی کہ احتمال ہے کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ سے یہاں دو نہرین دریا نکلتے ہوں پہر چلے گئے ہوں جہاں تک آگے
 جانا اور زمین پر نمودار ہو ہوں اور یہاں سے نخلانہ شمع ہے نہ طلائع عقل ہے اور ظاہر حدیث سے ہی معلوم
 ہوتا ہے تو اسی کی قطعاً ناچار ہے **ف** پہر اٹھایا گیا میرے لیے بیت معمور میں نے کہا اے جبریل یہ کیا ہے او نہوں نے
 کہا یہ بیت المعمور ہے ہمیں ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہیں جو پہر کہی اور ہمیں نہیں آتے ہیں ہی دن کا

اخیر تا جو بہرہ پر پاس دو برتن لائے گئے ایک میں شراب تھا اور ایک میں وہ دونوں سیر سامنے کیے گئے
 میں نے دودھ کو پینے کیا اور آدمی آپیک کیا تم نے خدا نے تمہیں آپیک رہتو پر لگایا اور تمہاری ہستی پر
 تمہارے ہستی پر چلے گی بہرہ پر کے اور پر پاس میں میں ہر روز ہجرت کیا سارا قصہ اخیر تک **عَنْ**
مَالِكِ بْنِ مَعْمَرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَكَرَّ حَوْضَهُ دَاوُدَ فِيهِ دَاوُدُ
بِطَسْتٍ مَرْنَحٍ مُمْتَلِكَةٍ حِكْمَةً وَإِنَّمَا نَاكَشُوا مِنَ التَّخَرُّكِ إِلَى مَرَاتِي الْبَطْنِ نَعْسِلُ بِمَا كِدَرْتُمْ
نُفْرًا مِلَّ حِكْمَةً وَإِنَّمَا نَاكَشُوا حِكْمَةً ترجمہ مالک بن معمر روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 وہی حدیث جو اوپر گذری اتنا زیادہ ہے کہ میرے پاس ایک طشت لایا گیا سو نیکو جو بہرہ پر ہوا تھا حکمت اور
 ایمان جو بہرہ پر گیا سینے سے لیکر پیٹ کے نیچر تک اور وہ ہوا گیا زخم کے پانی سے اور بہرہ پر گیا حکمت اور ایمان
عَنْ **قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ يَقُولُ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
يَعْرِضُ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أُسْرِيَ بِهِ فَقَالَ مُوسَى أَدُمُ
طَوَالَ جَعْفَرٍ مِنْ تَجَالٍ شَتُوْدَةً وَقَالَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ جَعْفَرُ مَرْجُومٌ وَذَكَرَ مَالِكُ
خَارِزَنَ جَعْفَرٌ وَذَكَرَ الدَّجَّالُ ترجمہ قنادہ روایت ہے کہ ابوالعالیہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے مجھ سے
 حدیث بیان کی تمہارے پیغمبر کے چچا زاد بھائی نے یعنی عبد اللہ بن عباس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ذکر کیا معراج کا تو فرمایا موسیٰ علیہ السلام ایک لہو آدمی تھے گویا شتوہ وہ ایک قبیلہ ہے عرب میں کے آدمی اور
 عیسیٰ علیہ السلام کہو نگر مال داسے سب سے زیادہ اور بیان کیا مالک کا جو داروغہ ہے جنم کا اور ذکر کیا دجال کا **عَنْ**
قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَدْتُ إِلَيْكَ أُسْرِيَ بِي عَلَى مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ رَجُلٌ
أَدُمُ طَوَالَ جَعْفَرٍ كَانَتْهُ مِنْ تَجَالٍ شَتُوْدَةً وَكَأَنِّيْتُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ مَرْجُومٌ تَخْلُفُونَ إِلَى التَّخَرُّكِ
وَالْبَيَاضِ سَبِيحُ الرَّاسِ فَرَأَيْتُ مَالِكًا خَارِزَنَ الشَّارِدَ الدَّجَّالَ فِي نِيَاثِهِ أَرَاهُنَّ اللَّهُ إِيَّاهُ فَلَا تَكُنْ
فِي مَرْيَمَةَ مَرْنَحٍ لِقَائِهِ قَالَ كَانَ قَتَادَةُ يَقُولُ هَذَا كَيْفَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لَقِيَ مُوسَى
عَلَيْهِ السَّلَامُ ترجمہ قنادہ روایت ہے کہ ابوالعالیہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے مجھ سے
 تمہارے نبی کے چچا کے بیٹے نے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس ات مجھ سے معراج ہوا
 میں کہ ابن عمران پر گزرا وہ ایک لہو آدمی تھے کہو نگر مال داسے سب سے زیادہ اور ذکر کیا دجال کا اور میں نے

عیسیٰ بن مریم کو وہ سیانہ قد نہیے اور رنگ ان کا سرخ اور سفید تھا اور بال اس کے سبط چہرے ہوئے تہرہ
 سبط کے منہ سے سید اور صاف حسین چنیدگی نہ ہوا اور اوپر کی رویت میں ہر کہ ان کے بال گہو نگرتے تو جہا
 اسکا یہ چہرہ گہو نگرد و قسم کے ہیں ایک تو سخت گہو نگر عیسوی جسدین کے بال ہوتے ہیں اسکو عزمین قسط
 برتتے ہیں اور ایک ہلکے گہو نگر جو سید اور صاف ہو تو ہرین اور صرف کناہن ہر ذرا حنیدہ ایسے بالوں کو
 سبط کہہ سکتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ پہلی حدیث میں جب کے لفظ گہو نگر بال مراد نہیں ہیں بلکہ جب
 جود و جسم سے مشتق ہے یعنی بدن کا گٹھا اور سخت اور ٹھوس ہونا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ حضرت سید
 کی صفت میں ایک روایت میں جب کا لفظ آیا ہے حالانکہ دوسری روایت میں ہر کہ ان کے بال سید ہے
 صاف تہرہ اور وہ کہلا سے گئے انکے ہاٹاک جہنم کے داروغہ اور دجال دن نشانوں میں جو اللہ نے
 وہاں مین ترست شک کر آپ کی ملاقات میں موسیٰ علیہ السلام صرف یہ استفہام ہی آیا کہ یہ فلان
 لکن فی ذلک تریعت ایہ حرج کی تفسیر قتادہ نے نہیں کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ سے دیکھ
 لے ہیں اور یہی اختیار کیا ہے ایک جماعت نے جیسے مجاہد اور کلبی اندسہ وغیرہ نے تو آیت کی معنی انکے
 مذہب پر یہ ہوں گے کہ شک است کہ تو اپنی ملاقات میں موسیٰ علیہ السلام سے اور جبہ و علما کے نزدیک آیت
 کے یہ معنی ہیں کہ شک کر موسیٰ کو کتاب بنو مین اور یہی مذہب ہے ابن عباس اور قتال اور نزاج کا یہ
 آیت سورہ الم تنزل السجدہ پارہ (۲۱) میں ہر اور شروع اس آیت کا یہ ہے **وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ**
اخیر تک **ح** **ابْرَحْمَاتِ** **اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَرَّ بِوَادِی الْاَزْدَقِ فَقَالَ**
اٰی دَا دِہٰنَ اَنْفَلَاوْہَا دَا دِی الْاَزْدَقِ قَالَ کَا تَا اَنْظُرْ اِلَی الْمَوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ ہَا بَطَامِدَ
النَّبِیَّةِ ذَکَرْتُ اِلَی اللّٰہِ بِالْکَلْبِیَّةِ فَخَرَّ اَنْی اَعْلَانِیۃً ہَرَمَی فَقَالَ اٰی نَبِیۃً ہٰذِہٖ قَالُوْا اَنْبِیۃً
ہَرَمَی قَالِ کَا تَا اَنْظُرْ اِلَی الْمَوْسٰی فَخَرَّ اَنْی اَعْلَانِیۃً ہَرَمَی فَقَالَ اٰی نَبِیۃً ہٰذِہٖ قَالُوْا اَنْبِیۃً
حِطَامٌ نَاقَتِہٖ رَحْلَبٌ وَہُوَ یُکَلِّی قَالِ اَبْرَحْمَاتِ اِلَی ہَرَمَی قَالِ کَا تَا اَنْظُرْ اِلَی الْمَوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ ہَا بَطَامِدَ
 عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی ازرق پر گزرے تو پہاڑ پر کون سی وادی تا
 لوگون نے کہا وادی ازرق اپنے فرمایا گیا میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں وہ اتر رہے ہیں چوٹی پر
 اور آواز سے لپیک پکار رہے ہیں ہر آپ ہر شاکی چوٹی ٹیکری پر آئے (وہ ایک پہاڑ ہے شام اور بریک
 رہے رجفہ کر قریب) اپنے چوچہ کو کسی ٹیکری سے لوگون نے کہا کہ شاکی ٹیکری پر آپ نے فرمایا گیا میں دیکھ رہا ہوں یونس

عبداللہ بن عباس کے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ اور دین کے پیچھے ایک آدمی پر
گندہ آپ پر چھاپا یہ کہن ہی وادی ہے لوگوں نے کہا وادی ازرق آپ فرمایا گو یا میں دیکھ رہا ہوں موسیٰ
علیہ السلام کہ یہ بیان کیا ان کا رنگ اور بالوں کا حال چرچا دینا وادوین ابی ہبہ کہ (حور وادی ہر سحریش
کا) اور انگلیاں اپنے کانوں میں رکھ رہی ہیں اور خدا کو پکار رہے ہیں اور سے لبیک کہہ کر اس وادی میں چلا
رہے ہیں عبداللہ نے کہا یہ ہم علیہ بیان تک کہ ایک ٹھیکڑی پر آئے آپ فرمایا یہ کہن سائیکہ ہے لوگوں نے کہا
ہر شا کا یافت کا آپ فرمایا گو یا میں دیکھ رہا ہوں یونس علیہ السلام کہ ایک سرخ اونٹنی پر ایک جھٹ صوف کا
پتہ ہوئے اور انکی اونٹنی کی ٹھیکڑی کے چال کی ہر اس وادی میں لبیک کہتے ہوئے جا رہے ہیں **حسن**
لجہاد قال کنا عند ابن عباس ذاکم واللہ الخ قال رآته مکتوباً بکتاب عیدیکہ کا ذکر
قال فقال ابن عباس لکم اجمعہ قال ذاکم ولکنہ قال امّا ابراہیم فانا نظرنا الی صلحہ
والکامو لسی ذکرہ ادم جعک علی جمیل احمد مخطوطہ مکتوبہ کا ذکر فی النظر الکمر اذا اختلف
فی الودائی یکتی ترجمہ مجاہد روایت ہے ہم عبداللہ بن عباس کے پاس بیٹھے تھے لوگوں نے ذکر کیا
وہاں لگا اور کہا کہ اس کے دونوں آنکھوں کے پیچھے کافر کا لفظ لکھا ہوگا ابن عباس نے کہا یہ تو میں نے نہیں
سنا لیکن آپ فرمایا ابراہیم تو ایسے ہیں جیسے ہم اپنے صاحب کو دیکھتے ہو (یعنی میری شان بہر صحت
میں) اور موسیٰ ایک شخص تھے میں گندم رنگ کہو مگر بال والے بال کٹے ہوئے بدن کے سرخ اونٹ پر سوار ہیں
جسکی ٹھیکڑی کے چال کی ہے گو یا میں انکو دیکھ رہا ہوں جب اور تھے میں وادی میں تو لبیک کہتے
ہیں **حسن** جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عرض علی اکابیا فاذ انما
علیہ السلام صرخت من الرجال کانت من رجال قنوقہ وذا بیت عیسیٰ بن مریم فاذا
اقریب من ذابیت بہ شبعا عرۃ بن مسعود وذا بیت ابراہیم علیہ السلام فاذا اقریب
من ذابیت بہ شبعا کاحجۃ کعبی لنفسہ وذا بیت جبریل علیہ السلام فاذا اقریب
من ذابیت بہ شبعا کاحیہ وفی رواۃ ابن زبیر کحیہ بنی خلیفۃ مرقمہ جابر روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے لا کر گئے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام تو بیچہ بیچہ کے آدمی
تھے (یعنی نہ بہت موٹے نہ بہت دھبے گول بدن کے تھے) یا علی بن کے کم گوشت جیسے سفید
(ایک قبیلہ ہے) کے لوگ ہوتے ہیں اور میں نے دیکھا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو میں نے سب سے زیادہ

مشابہ عرفہ بن سعد کو پاتا ہوں اور میں نے دیکھا ابواسم علیہ السلام کو سب سے زیادہ ان کے مشابہ بہار
 صاحب ہن راہ (اپنے تین فرمایا) اور میں نے دیکھا جبریل علیہ السلام کو (آدمی کی صورت میں)
 سب سے زیادہ مشابہ ان کے وحی میں اور ابن رحمہ کی روایت میں ہے وحی بن خلیفہ علی بن ابی حمزہ
 قال قال الشیخ علیہ السلام حین اُمری فی لقیۃ موی علیہ السلام فرغعتہ النبی صلی
 اللہ علیہ وسلم فراد ارجل حصینہ قال مصطربک یجل الناس کانت من رجال سنوۃ قال و
 لقیۃ عیسیٰ علیہ السلام فرغعتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فاذا رجعت اخص کانتاخرج
 مردیہا من یغنی لکما قال ورایت ابویہم علیہ السلام وانا اشتبه وکذا یہ قال ثابت
 بانکدین فی احدہما لکن فی الاخر خمر فقیل لی خذ ایتھما فخذت اللہن فذرتہ
 فقال ہدیت لفظۃ او اصببت لفظت اما انک لو اخذت الخمر غوت امشک رحمہ
 ابوسریہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل کو یہ معراج ہوا کہ میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا پہر آپ
 نے انکی صورت بیان کی میں خیال کرتا ہوں آپ میں فرمایا (یہ شک ہے راوی کو) وہ لہجو چہرے تھے
 سیدہ بان اسے یہ سنوۃ کے لوگ پہنچے ہیں اور فرمایا کہ میں عیسیٰ علیہ السلام سے ملا پہر آپ نے
 انکی صورت بیان کی وہ میانہ قاسم تھے سرخ رنگ جسے ابھی کوئی حمام سے نکلا دینے اسے تروتازہ اور خوش رنگ
 تھے) اور آپ نے فرمایا میں ابواسم علیہ السلام سے ملا تو میں انکی اولاد میں سب سے زیادہ اون سے مشابہ ہوں
ف ایک روایت میں موسیٰ علیہ السلام کی نسبت ضرب لفظ آیا ہے یعنی پرگشت اور دوسری
 روایت میں مصطرب کا یہی کم گوشت تو دونوں میں تضاد ہے ہوا قاضی عیاض نے کہا کہ مصطرب کی تشا
 میں نہ آدمی کو شک ہے تو صحیح وہی ضرب کی روایت ہے اور نووی نے کہا تضاد میں نہیں اس لیے کہ ضرب کے معنی لغت میں
 بلکہ کم گوشت کے ہی آئے ہیں ایسا ہی ابن سبکت اور صاحب مجل اور زبیدی اور جہری نے کہا ہے اور
 عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت اس روایت میں ہے کہ انکار رنگ سرخ تھا اور ابن عمر کی روایت میں ہے کہ وہ
 گندم رنگ تھا اور بخاری نے ابن عمر سے نقل کیا کہ انہوں نے سرخ رنگ کا انکار کیا بلکہ قسم کھائی کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ کو سرخ رنگ نہیں فرمایا اور یہ راوی کا شبہ ہے قوشا دیرالحمہ کے لفظ
 حضرت آدم مراد ہوا اور گندمی صرف نہ ہو بلکہ گندمی اور سرخ کے بیچ میں ہو اور یہ جو حدیث میں ہے جو جیسے
 حمام سے ابھی کوئی نکلا تو یہ دنیا اس کے لفظ کا ترجمہ ہے اور دنیا اس دم سے مشتق ہے جس کے معنی خاک

میں چہا نا اور یہاں یا حاتم مرو ہے یا غار اور ترخان اور طلب یہ کہ ان کا رنگ روپ یا سیاہ یا سفید یا
 کسی چیز کو اندر سے نکالیں جس پر وہ پتہ پڑی ہو اور گرد و غبار نہ لگا ہو **فت** آپ (فرمایا) ہر سر پہاں دو
 برتن لائے گئے ایک میں دودھ تھا اور ایک میں شراب اور مجھ سے کہا گیا جسکو چاہو پسند کرو میں نے دودھ
 کا برتن لے لیا اور دودھ پیا اور اس نے کہا (یعنی اس فرشتے جو یہ دونوں برتن لیکر آیا تھا) نکو راہ ملی
 فطرت کی باتم پیو پچ گئے فطرت کو (اور اسکی تعمیر اور پرورش کی) اور جو تم شراب کو اختیار کرتے تو تمہاری
 است گمراہ ہو جاتی ہے **فت** بیخوساری است جیسر یہود اور نصاری سب کے سب گمراہ ہو گئے اب نصاری
 کا یہ حال ہے کہ ان میں بہت فرقے ہیں پر جو فرقہ سب میں اچھا خیال کیا جاتا ہے بنو پرورشیت وہ
 ہی حاکمیت میں گرفتار ہوئے اور دین کی پہلی اصل یعنی توحید ہی کو نہیں سمجھتا مسلمانوں میں اگرچہ بہت
 گمراہ فرقے ہیں اور ہزاروں لاکھوں اور میں نصاری کی طرح سچی توحید پر قائم نہیں شرک میں گرفتار ہیں
 پر ایک فرقہ انکا توحید اور اتباع سنت میں نہایت مضبوط ہے اور وہ ہمیشہ قائم رہیں مگر جو دین کو دشمن اس
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
أَنَا بَنِي لَيْلَةٍ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلًا أَدَمَ كَلْحَيْنِ مَاتَ دَاوُدَ بْنَ الْبَلْعِ مِنَ آدَمَ الرَّجُلِ كَلْحَتٌ
كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَيْتَ مِنَ الْإِمْرِ قَدْ رَجَلَهَا بَنِي نَفْطَرٍ مَاءَ مَكَّةَ مَكَّةَ عَلَى رَجُلَيْنِ أَوْ عَلَى عَوَاتِقَ
رَجُلَيْنِ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَكَلِمَةً مِنْ هَذَا فَقِيلَ هَذَا الْكَلْبُ مِنْ بَنِي كَلْبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَكَلِمَةً
بِرَجُلٍ جَعِدَ قَطَطُ أَعْوَرِ الْعَيْنِ أَيْمَانِي كَانَتْهَا عَيْنُهُ طَائِفَةٌ فَسَأَلَتْ مِنْ هَذَا فَقِيلَ هَذَا
الْكَلْبُ الْمَذْكُورُ ترجمہ عبد الباقی مگر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو ایک سات
 دکھائی دیا کہ میں کعبہ کے پاس ہوں میں نے ایک آدمی دیکھا کہ ہوں رنگ جس کو تو نے بہت اچھی کہہ دیں رنگ
 کے آدمی دیکھے ہوں اور اس کے کندھوں تک بال ہیں جس کو تو نے بہت اچھی کہہ دیں کندھوں تک کہ بال دیکھے ہوں اور بال
 میں گٹھلی کی ہے اور میں ہوں بالی جبکہ رہا ہے (یعنی ان میں تری اور تاری ایسی ہے جیسے ان بالوں میں
 سوتی ہے جو بالی بہرے ہوں باوجود حقیقت ان میں جو بالی نہ ہوتا ہے) اور کیا دیکھے ہو دو آدمیوں پر یاد وادیں
 کے کندھوں پر اور طواف کر رہا ہے کہہ کہ میں نے پوچھا یہ کون ہے لوگوں نے کہا یہ سید ہرین بیٹہ ہریم کے
 علیہما السلام **فت** تھانی عیاض نے کہا اگر یہ قصہ بیداری کا ہے تو یہی کوئی اشکال نہیں اس لیے کہ حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام زندہ اور سلامت ہیں ہم طواف کرتے ہیں کیا استبعاد ہے اور اگر یہ خواب کا قصہ ہے جیسے ہرین

ابن عمر کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن میں وہی کتاب لکھی گئی جو اوپر گزشتہ میں اور ظاہر ہے کہ یہ
 خواص وقت ہوں گے جس سے کہ اس میں وہابی کے طوائف کرنا چاہیں مذکور ہے حالانکہ حدیث صحیحہ میں درود ہے کہ وہابی کے مکر
 اور بدعتیں نہیں بتاویگا اور ان کے روایت میں جو وہابی کے طوائف کا ذکر نہیں اور شاید کہ درست کہ اور بدعت
 کی وہابی پر اس نے کہ اس سے خاص وجہ وہ مذکور ہے گا اور سچ حضرت عیسیٰ کو بھی کہتے ہیں اور وہابی کے
 بھی لیکن حضرت عیسیٰ کو سچ کہتے کی وجہ میں غلامانہ اختلاف ہے وہ احدی نے کہا ابو عبیدہ اور لیث نے کہا کہ سچ
 کی اصل عبرانی زبان میں شیخ جو پہر عربوں نے اس کو وہابی کر سیم کر لیا جیسے مگر اصل اس کی عبرانی زبان میں وہابی
 یا سیدھا اس صورت میں یہ لفظ مشتق نہ ہوگا لیکن جمہور علماء کے نزدیک مشتق ہے ابن عباس سے منقول ہے
 کہ اگر سچ اس لیے کہتے تھے کہ جب وہ کسی بہار پر سچ کرتے تھے تو ہاتھ پیرتے تو وہ تندرست ہو جاتا اور اگر سچ
 اور ابن اعرابی نے کہا سچ کہتے ہیں صدیق کو اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ انکو طوس و دونوں پانوں کے صاف اور
 برابر تھے چہ میں کہ نہ تھا اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ سے تیل گئے ہوئے پیدا ہوئے تھے اور بعضوں
 نے کہا اس لیے کہ برکت و نیر پیری گئی تھی جب وہ پیدا ہوئے اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ اس سے اون پر تہہ پیرا تھا
 یعنی خوب صورت پیدا کیا تھا اور سچ کا اور وہ چہ میں ہی بیان کی ہیں - اور وہابی کو اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی
 آنجناب میں عیسیٰ کا رنگ تھا اور کہنا ہے اور کہ انکو سچ کہتے ہیں یا اس لیے کہ وہ ساری زمین پر پیر گئے اپنے نکلنے کے
 وقت میں (نودی) حضرت پیر میں نے ایک شخص کو پیر گئے کہا مالابہت کہو نگہ دہنی انکھ کا کا نا اس کی
 کاغ انکھ پیر پیر انکو میں نے پیر چاہیہ کون ہر لوگوں کے کہا یہ سچ وہابی ہر خدا اسکو شریعہ مسلمان کو بچا دی
حکایت عبد اللہ بن عمر کہ کہہ سَوَّلَ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یَوْمَ مَا یُنِی ظُہْرَ لَی النَّاسِ
 الْمَسِیْرِ الذَّجَالِ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَیْسَ بِأَعْوَدَ الْآرَاتِ الْمَسِیْرِ الذَّجَالِ أَعْوَدَ عَنِ
 الْیَمَنِی كَانَ عِندَہ عِصْبَةٌ حَافِیَّةٌ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم أَرَأَیْتُ اللّٰیكَةَ
 فِي النَّاسِ عِنْدَکَ اَلْکُفَّۃُ فَاَذْجَلُ اَلْأَصْحَرُ فَتَحَسِّنْ مَا تَرِی مِنْ اَصْحَرِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَنْ یَنْتَ
 مُتَّکِبِیْہِ لَعَلَّ الشَّعْرَ یَقْطُرُ اَسْمَہَا وَارْضَ مَا یَدْرِی عَلٰی مِنْکَ بَیْ تَجْلِیْدِہِ وَهُوَ یَنْتَہِیْہَا یَطْوُو
 بِالْیَمَنِی فَقُلْتُ مَنْ هَٰذَا قَالُوا الْمَسِیْرِ اَبْنُ مِخْرَہَ وَرَأَیْتُہُ رَدَّ اَکْرَ رَجُلًا جَعَلَ تَطْطَا اَعْوَدَ عَنِ
 الْیَمَنِی کَا شَبِہَ مِنْ رَأَیْتُ مِنَ النَّاسِ بَابِ قُطْنٍ وَارْضَ مَا یَدْرِی عَلٰی مِنْکَ بَیْ تَجْلِیْدِہِ یَطْوُو
 بِالْیَمَنِی فَقُلْتُ مَنْ هَٰذَا قَالُوا هَٰذَا الْمَسِیْرِ الذَّجَالُ ثُمَّ عَمَّ عَمَّا بَنَی عَمْرَہُ رُوَیْتُہُ

صلی اللہ علیہ وسلم نے امیرن لوگوں کے پیچھے میں سر دجال کا ذکر کیا تو فرمایا کہ اللہ جل جلالہ کا نام نہیں ہے۔
معاذ اللہ اس کی تہ۔ انہیں صحیحہ اور سالم میں اور ہر طرح کے عیب اور نقس سے اور وہ پاک ہر طرح کے غفل اور
نقصان سے۔ اور سر دجال کا نام ہے وہ اپنی آنکھ کا اوس کی کان آنکھ جیسے پھول انگور (سب ہی ایک کہلی
نشان ہے اس بات کی کہ وہ مردود و بڑا ہے خدائی کے دعویٰ میں) آپ فرمایا ایک است خواب میں میں نے کعبہ
کے پاس دیکھا ایک شخص گیسوان رنگت جیسے بہت اچھا کوئی گیسوان رنگ کا آدمی اس کے پیٹے نوڑ ہون تک
اور بالوں میں گنگھی کی ہوئی تھی سر میں سر پانی ٹپک رہا تھا اور اپنے دونوں ہاتھ آدمیوں کے منڈ ہون پر
رکھے ہوئے طواف کر رہا تھا خانہ کعبہ کا میں نے پوچھا یہ شخص کون ہے لوگوں نے کہا یہ سید بن مریم کے بیٹے علیہ السلام
اور ان کے پیچھے میں نے اور ایک شخص دیکھا جو سخت گھونگراں والا وہ اپنی آنکھ کا کاٹا تھا میں نے سنا جو لوگ دیکھتے
ہیں ان سب میں ابن قطن اس کے زیادہ مشابہ ہے وہ بھی اپنے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے منڈ ہون پر رکھی
ہوئی طواف کر رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے لوگوں نے کہا یہ سید دجال ہے جس کا ابن قطن
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رَأَيْتُ عِنْدَ الْكُتُبَةِ رَجُلًا أَحْمَرُ سَبَطُ الذَّيْطِ أَخْمَرُ
يَدَاكَ عَلَى رِجْلَيْهِ سَبَطُ رَأْسُهُ وَنَظَرُ رَأْسِهِ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ
أَوَّلُ الْبَشَرِ بَنِي مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَيْدَرِي أَيْ ذَلِكُ قَالَ قَالَ رَأَيْتُ وَرَأَيْتُكَ رَجُلًا أَحْمَرُ جَعَلَ لِرَأْسِهِ
أَعْوَادَ الْعَيْنِ الْيَمْنَى أَشْبَهَ مِنْ رَأْسِهِ بِرَأْسِ قُتَيْبٍ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا الْمَسِيحُ الدَّجَالُ حَرَمُ
عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے کعبہ کے پاس کچھ شخص کو دیکھا جو گندیم
رنگ تھا اور سر بال شکر ہوئے تھے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے منڈ ہون پر رکھی تھا اور اس کے سر میں سر پانی
بر رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے لوگوں نے کہا یہ عیسیٰ بن مریم کے بیٹے یحییٰ بن مریم کے بیٹے علیہ السلام
نہیں کون سا لفظ کہا پھر ان کے پیچھے میں نے اور ایک شخص دیکھا سرخ رنگ گھونگراں والا وہ اپنی آنکھ کا
کاٹا سر کے زیادہ مشابہ اس سر قطن کا بیٹا ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے انہوں نے کہا یہ سید دجال ہے جس کا
ابو بکر بن عبد اللہ بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لَمَّا كُنْتُ بَنِي قُرَيْشٍ كُنْتُ مَعِي فِي الْحِجْرِ فَقَالَ لِي
بَيْتُ الْمُقَدَّسِ فَطَفِقْتُ أَخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِمْ وَكَانَ النَّظَرُ إِلَيْهِمْ ثُمَّ جِئْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَرَوَيْتُ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قریش کے لوگوں نے مجھے جہشلا یا قرین جلیہ میں کھڑا ہوا اور اللہ تعالیٰ
نے یہ سانس نہ کر دیا بیت المقدس کو میں نے اس کی نشانیاں قریش کو بتلانی شروع کیں اور میں دیکھ رہا تھا

یہ تفسیر

شخص کو شریک نہ کرے اللہ کے ساتھ باقی تمام تباہ کرنے والے گناہوں کو **کفر** مینے اور بڑے بڑے
 کبیر گناہوں کو اور طلب تبتہ کہ جو شخص اس راست میں سوئے اور وہ شریک میں گرفتار نہ ہو تو وہ ہمیشہ جہنم
 میں نہ رہے گا بلکہ یہی نہ کہی ضرور بخیر جاوے گا اور یہ مراد نہیں ہے کہ اسکو عذاب بالکل نہ ہو گا کیونکہ اور بعض دوسرے غریب
 اور اجماع است یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ بعض موحدین کو جو گناہگار ہونگے عذاب یا جاوے گا اور احتمال ہے
 کہ یہاں بعض خاص لوگ مراد ہوں جنکو سب گناہ بخشد یہ جاوے گا اور انکو بالکل عذاب نہ ہو گا۔ یا اللہ تو اپنے
 عنایت اور کرم سے ہمارے لوگوں میں نہ کر دے اور ہمارے گناہوں کو بخشد اور جیسا تو نے اب تک ہمارے شریک
 سے بچا لیا ہے ویسا ہی خاتمہ ہی ہمارا توحید پر کر اور مست مبتلا کہ ہمارے شریک ہیں بیشک تو سب اختیار کرتا
 ہے **فَاِذَا مَعْزٰی قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَقَدْ زَاۡجَعْنَا مِنَ النَّاسِ ذَاۤیَ الْاَلْبَیۡتِ صَٰلِحًا لِّاِنَّ اللّٰهَ عَلَیۡہِ**
وَسَلَمٌ ذٰلِکَ لَیۡلَۃُ الْاَحْزَابِ ترجمہ اس باب میں یہ بیان ہے کہ **وَلَقَدْ زَاۡجَعْنَا** کہ آخری سو کیا مراد ہے اور اس
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ جل شانہ کو معراج کی رات میں دیکھا تھا یا نہیں **فَاِذَا مَعْزٰی** قاضی عیاض نے
 کہا سلف اور خلف کو اختلاف کیا ہے اس امر میں کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ جل شانہ
 کو معراج کی رات میں دیکھا تھا یا نہیں تو حضرت عائشہ نے انکار کیا ہے دیکھو کہ جیسو خود اس کتاب
 میں اور روایت ہے اور ایسا ہی منقول ہے ابو ہریرہ اور ایک جماعت صحابہ سے اور دوسری مشہور ہے ابن مسعود
 سے اور سیوط لکھی ہے ایک جماعت محدثین کی اور شکیں کی اور ابن عباس سے یوں روایت ہے کہ
 آپ اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور ایسا ہی منقول ہے ابو ذر اور کعب سے اور حسن بصری اس بات کی قسم لیتا
 ہے اور ایسا ہی مروی ہے ابن مسعود اور ابو ہریرہ اور امام احمد بن حنبل سے اور اصحاب مقالات نے امام ابو
 الحسن اشعری نے انکو سمجھتا ہے نقل کیا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور ہمارے بعض مشائخ نے اس سکہ میں
 توقف کیا ہے اور کہا ہے کہ دیکھو ہر کوئی صاف دلیل نہیں لیکن دیکھنا جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا دیدار دنیا
 میں ممکن ہے اور حضرت موسیٰ کو درخست کرنا دیدار کے لیے یہی دلیل ہے مکان کی اسلیو کہ نبی اس امر کی
 درخست کیا کہ دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی نسبت محال ہے اور اختلاف کیا ہے علماء نے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
 نے حق تعالیٰ کو دیکھا یا نہیں اور قاضی ابو بکر نے کہا کہ حضرت مسد اور ہمارے پیغمبر علیہ السلام دو لون سے
 حق تعالیٰ کو دیکھا ہے اس طرح علماء نے اختلاف کیا ہے اس سکو میں کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
 نے حق تعالیٰ سے کلام کیا ہے معراج کی رات کو بلا واسطہ یا نہیں اور شری اور ایک جماعت شکیں ہیں

کے نزدیک کلام کیا ہے اور بعضوں نے اس فعل کی نسبت دی جعفر بن محمد اور ابن مسعود اور ابن عباس کے طریق
 اسی طرح علماء نے اختلاف کیا ہے اس آیت کے معنوں میں **مَنْ تَزَوَّجْنَا فَتَدُلَّ** یعنی پھر نزدیک ہوا اور اوڑھ آیا
 اور بعضوں نے کہا یہ نزدیک ہو جو ہر ذیل علیہ اسلام سے ہے یا سدرۃ المنتہی سے اور ابن عباس اور حسن اور محمد
 بن کعب اور جعفر بن محمد وغیرہم سے منقول ہے کہ یہ نزدیک ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا و غرض سے
 ہے اس صورت میں نزدیک ہونے کی تاویل کرنا پڑے گی اور مراد تو ہے یہ ہوگی کہ خدا کی بزرگی آپ پر ظاہر
 ہوئی اور انوار معرفت کھل گئے اور غیب کے اسرار معلوم ہو گئے اور قاب تو زمین و آسمان کی ہی تاویل
 کرنا ہوگی اور ایسی ہی تاویل کجا دے گی اور حدیث میں کہ جو شخص ایک بالشت مجسمہ نزدیک ہوتا ہے
 میں ایک ٹہنٹھاس سو نزدیک ہو جاتا ہوں تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا اور لیکن صاحب تحریر نے تو یہی اختیار کیا
 ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا و غرض کو دیکھا اور کہا کہ اس امر پر بہت سی دلیلین ہیں پر ہم انہیں
 حجت لائے ہیں جو قوی ہیں ایک حدیث ہے ابن عباس کی انہوں نے کہا کیا تم تعجب کرتے تھو اس بات سے
 کہ فلان ابراہیم کہ علی ہوا اور کلام موسیٰ کو اور دیا ز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور عکرمہ سے روایت ہے ابن عباس سے
 سوال ہوا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے انہوں نے کہا ہاں اور شعبہ سے بائسا و منقول ہے
 انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انش سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور حسن قسم کیا کہ
 تھے اس بات پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے اور اصل اسباب میں حدیث ہے ابن عباس کی
 اور ابن عباس عالم ہیں اس است کہ اگر شکل مسائل میں لوگ ان کی طرف رجوع کرتے تھے ابن عمر نے اس
 مسئلے میں انہی کی طرف رجوع کیا اور ان کے بچہ پر بھیجا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے انہوں
 نے کہا ہاں دیکھا ہے اور حدیث حضرت عائشہ کی صریح نہیں کرنی کیونکہ حضرت عائشہ نے یوں نہیں کہا کہ
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ فرماتے تھے میں نے نہیں دیکھا اپنے پروردگار کو بلکہ انہوں نے
 اپنی رائے بیان کی ان آیتوں پر خیال کر کے **وَمَا كَانُ لِنَبِيِّكَ أَنْ يُبَيِّنَ لَكَ مَا لَا يُخَالِفُ مَا أَنْزَلَ إِلَهُكَ** اور **وَمَا كَانُ لِنَبِيِّكَ أَنْ يُبَيِّنَ لَكَ مَا لَا يُخَالِفُ مَا أَنْزَلَ إِلَهُكَ**
رَسُولُ اللَّهِ اور **مَا كَانُ لِنَبِيِّكَ أَنْ يُبَيِّنَ لَكَ مَا لَا يُخَالِفُ مَا أَنْزَلَ إِلَهُكَ** اور صحابی جب کوئی بات کہے اور دوسرے صحابہ اس کو مخالف ہوں تو اس کا قول حجت
 نہیں ہے اور جب صحیح ہو گئیں روایتیں ابن عباس سے دیکھ کر کے اثبات میں تو ضرور حجت ثابت کرنا اس کا اسلحہ
 کہ یا عقل سے معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ ضرور ہر سننا شائع سے اور یہ کوئی نہ سمجھ کہ ابن عباس نے یہی اپنی رائے سے باج تہا
 سے دیکھ کر ثابت کیا معمر بن شیبہ نے کہا جب اختلاف بیان کیا گیا حضرت عائشہ اور ابن عباس کا روایت الہی ہر

کہ ہمارے نزدیک حضرت عائشہ ابن عباس سے علم میں زیادہ نہیں ہیں اور ابن عباس ثابت کرتے ہیں ایک امر کو جسکو
نفسی کی اور عقل نے اثبات کرنا مقدم ہے نفسی کو زیادہ پرانہ ہونا چاہئے کہ اگر عقل کے نزدیک ہے جسے کسی ہے کہ رسول اللہ
کیا پڑھ کر پائی دلائل انچھوڑ کر دیکھا مگر ایک بات کو اگر دلیل کی ہے جسے ابن عباس نے خبر کی اور ثابت ہے کہ ابن عباس نے رسول اللہ کی تعلیم
سے منکر ہے کہ اس کا کہنا کہ ابن عباس نے حضرت عائشہ سے جو کہ نفسی کی کچھ جیت نہیں کی اور اگر لکھے باس کوئی حدیث ہوتی
تو وہ بیان کرتین بلکہ انہوں نے استنباط کیا آیات سے اور ان کا مطلب اگے ہم بیان کرینگے یہ حضرت عائشہ
دلیل لائیں اس آیت سے کہ لا تدرکوا لکتابا منہا کلاما جو اب تو ظاہر ہے کہ چونکہ اور اک کہتی ہیں احاطہ کو اور اللہ تعالیٰ
کا احاطہ کوئی نہیں کر سکتا اور جب نص سے احاطہ کی نفسی عقلی تو اس سے روایت کی نفسی نہیں نکلتی جو بغیر احاطہ
کے ہو اور لوگوں نے ابھی جواب دیے ہیں اس آیت کو اگر ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں یہ جواب مختصر
اور عمدہ ہے جو ہم نے بیان کیا اور دوسری دلیل انکی اس آیت سے کہ ما کان لبشر ان یخبرکم اللہ عنہ الا وحیا او من
وراء حجاب کیا اس کا جواب کسی طرح جو ہے ایک تو یہ کہ روایت کو وقت کلام کا ہو نا ضرور نہیں تو جائز ہے روایت
بغیر کلام کے دوسرے یہ کہ اس عام میں سے ہمارے پیغمبر خاص کیسے لگئے ہیں تفسیر سے یہ کہ وحی سے مراد کلام
ہے بغیر واسطہ کے اگرچہ چھوڑ دیں کہتے ہیں کہ وحی سے اس جگہ الہام یا خواہ براد ہے اور حجاب کر یہ معنی ہیں کہ خدا
تعالیٰ صاف کہلے کہلا بات نہیں کرتا بلکہ وہ خدا کا کلام سنتی ہیں اور اس کو دیکھتے ہیں حجاب سے یہ عرض
نہیں کہ وہ ان کوئی پر وہ ہے جو جدا کرتا ہے ایک مقام کو دوسرے مقام سے انتہی اقبال انودی مختصر آملانا
الوہابی نے سراج النراج میں لکھا ہے کہ مجھے جو اس مقام میں معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ اس سبکی میں غامضی بہتر
ہے اور غور و خوض کرنا اچھا نہیں اس لیے کہ قرآن کی آیتیں محفل میں اور جب احتمال ہو تو استدلال نہیں
ہو سکتا اور جس روایت کو ثابت کیا ہے وہ قرآن سے ثابت کرتا ہے حالانکہ قرآن کا حال یہ ہے کہ وہ محفل ہے اور
ابن عباس کوئی مرفوع حدیث اس ثابت نہیں لائے بلکہ انہوں نے استدلال کیا آیات سے تو یہ بھی ان کا
جہتہا وہا اور اجتہاد کو کیا محبت نہیں جہتہا اس لیے دلیل نہ ہو اور حضرت عائشہ ہی دلیل لائیں اجتہاد سے
اور ان کا استدلال زیادہ واضح ہے اور ایک روایت میں صراحت ہے اسے ثابت ہے مسروق
سے کہ حضرت عائشہ نے کہا میں نے کسی سے پہلے اس آیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
اپنے نے فرمایا مراد اس سے جبریل ہیں اللہ اس سے صاف معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس آیت کی تفسیر کی ساتھ جبریل علیہ السلام کے جواب اس سے پہلے کہ کسی دلیل چاہیے

اس لیے ٹھیک ہے کہ توفیق کیا جاوے جسکے لیل قائم نہ ہو اور میں یہ نہیں کہتا کہ دیدار آہی جائز نہیں بلکہ
کلام آسمین ہرگز آیا دیدار ہوا یا نہیں اور حدیث مرفوعہ اس باب میں محبت نہیں ہو سکتی جب اس کے خلاف
دوسری حدیث مرفوعہ ہو اور یہ مسئلہ عقل اور اجتہاد سے معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ سماع چاہیے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہاں پر کوئی سماع مرفوع نہیں ہے انتہی مختصر **سُحُلُ الْمُتَكَيِّفَاتِ**
فَالْكَاتِبُ زَيْدُ بْنُ جَبْرِ عَنْ حُذَيْلٍ قَالَ لَكَ اللَّهُ تَعَالَى كُنْ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى قَالَ أَخْبَرَنِي
أَبُو مُسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَرِيهَةً كَرِهَتْهَا كَرِهَتْ
جَنَاحُ مُحَمَّدٍ سَلِيمَانَ ثِيَابِي سے روایت ہر مین نے نہ بن جیش و بویہ اس آیت کو دکان فاب
فَرَسَيْنِ اُڑنے یعنی پھر رہ گیا فرق دوکان کا یا اس سے بھی نزدیک اونہوں نے کہا مجھے عبد اللہ
بن مسعود نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا اُن کے
چہرہ سوازدہ ہے **فَإِذَا** یعنی اُن کی اصلی صورت پر دیکھا در نہ اور شکلوں سے ڈان کو اکثر آپ دیکھا کرتے
تھے عبد اللہ بن مسعود وہی جو اس حدیث کے راوی ہیں بڑے عالم ہیں اس مست کد معارض ہر انکا
قول عبد اللہ بن عباس کے قول کے لودی نے کہا عبد اللہ بن مسعود کا یہی مذہب ہے کہ مراد اس آیت سے
جبریل ہیں لیکن اکثر مفسرین اس طرف لگو ہیں کہ مراد دیکھنے سے دیکھنا حق سبحانہ و تعالیٰ کا ہے پہلے
لوگوں نے اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا اپنے پروردگار کو اپنے دل کی آنکھ سے دیکھا اور بعضوں
نے کہا ظاہر کی دونوں آنکھوں سے دیکھا امام ابو الحسن داحدی نے کہا یہ بیان ہر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے دیدار آہی کا معراج کی رات میں ابن عباس اور ابو ذر اصحابہ سچم تہی نے کہا کہ آپ
خدا تعالیٰ کو اپنے دل سے دیکھا اور یہ دیکھنا حقیقت صحیح دیکھنا تھا اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ایک آنکھ آپ کو
دل میں پیدا کر دی یا دیکھنے کی قوت دل میں ڈال دی اور آپ نے دیکھ لیا جیسے آنکھ سے دیکھتے ہیں
ایک جماعت مفسرین کی اس طرف گئی ہے کہ آپ نے انہی ظاہر کی آنکھوں سے خدا تعالیٰ کو دیکھا اور
یہی قول ہے **النَّاسُ أَرْعَافُ** اور عکرمہ اور حسن اور بیج کا (نودی) **سُحُلُ حُذَيْلٍ قَالَ لَكَ اللَّهُ تَعَالَى كُنْ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى قَالَ أَخْبَرَنِي**
أَبُو مُسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَرِيهَةً كَرِهَتْهَا كَرِهَتْ
کہا یہ جبریل تعالیٰ نے فرمایا **كُنْ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى** یعنی جو ٹھہ نہ دیکھا دل نے جو دیکھا مراد اس
جبریل علیہ السلام کا دیکھنا ہے آپ نے دیکھا ادن کو ادن کے چہرہ سو (۶۰۰) بسکھ تہو

حکم عبد اللہ قال لقد رآی من آیات کبیر الکبری قال رآی جبریل علیہ السلام
 فی صودیرہ کمر ستمائتہ جلیج ترجمہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا یہ جو حق تعالیٰ نے فرمایا لقد رآی من
 آیات ربہ الکبریٰ بیک دیکھیں اپنے رب کی بڑی نشانیاں مراد اس سے یہ ہے کہ آپ (ز) دیکھا جبریل
 علیہ السلام کو انکی اصلی صورت میں چہ سو بازو تھے اور ان کے حکم ابتر ہوا تھا
 ولقد رآہ نزلة اخری قال رآی جبریل علیہ السلام ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت
 ہے اس آیت کی تفسیر میں ولقد رآہ نزلة اخری یعنی دیکھا انکو دوسرا دوسرا میں کہ دیکھا آپ نے
 جبریل علیہ السلام کو وف نودی نے کہا یہ جو عبد اللہ بن مسعود اور ابو ہریرہ نے کہا ایسا ہی منقول
 ہے بہت سلف سے اور یہی روایت ہے ابن عباس اور ابن زید اور محمد بن کعب اور مقاتل بن حیان
 سے اور خماک نے کہا کہ مراد سترہ پہنچتی کا دیکھنا ہے اور بعضوں نے کہا کہ رزق سنبر کا اور وہ
 نے کہا کہ اکثر علمائے یون کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل (ز) کی اصلی صورت
 میں دیکھا اور یہی روایت ہے حکم ابتر ہوا تھا ترجمہ ابن عباس
 سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اپنے دل سے حکم ابن
 عتبیر قال ما کذب الفؤاد ما رآی ولقد رآہ نزلة اخری قال رآہ یقوادیہ مکرر
 ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے ما کذب الفؤاد ما رآی ولقد رآہ نزلة اخری کی تفسیر میں کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل سے دوبار دیکھا وف تو ابن عباس کا یہی
 قول ہے کہ مراد ان آیتوں میں دیدار الہی ہے اور اوپر کی تفصیل گزری حکم مکرر وف قال
 کنت متکئا عند عائشة فقالت یا ابا عائشة قلت من کلم یوحا کہ یوحا فقالت
 اعظم علیہ السلام قال ما هن قال من نعم ان محمد صلی اللہ علیہ وسلم رآی ربہ
 فقالت اعظم علیہ السلام قال وکنت متکئا عند عائشة فقالت یا اہل
 المؤمنین انظرونی ولا تعجلونی ان یقبل اللہ عز وجل ولقد رآہ الایمیین ولقد
 رآہ نزلة اخری فقالت انا اول ہدہ الی ما سئل عن ذلک رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم فقال انما هو جبریل علیہ السلام کہ رآہ علی صحتہ الکی حل علیہا
 غیرہا فلین انما رآہ منہ طائر السماء ساد اعظم خلقہ ما بین السماء الی الارض

اللہ عزوجل

فَقَالَتْ أَوَلَمْ تَسْمَعِ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ لَا تَدْرِكُ مِرَآةَ بَصَارٍ وَهُوَ يُدْرِكُ
 الْإِبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ أَوَلَمْ تَسْمَعِ أَنَّ اللَّهَ يَقُولُ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ
 اللَّهُ أَهْ وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا إِلَى قَوْمٍ إِنَّهُ عَلَىٰ حَكِيمٍ
 قَالَتْ وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ
 فَقَدْ أَظْهَرَ عَلَى اللَّهِ الْغُرْبَةَ وَاللَّهُ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي بَلَّغْتُ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ
 رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَغْتَ رِسَالَتِي قَالَتْ وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يُخْبِرُ بِمَا يُكُونُ
 فِي غَيْبٍ فَقَدْ أَظْهَرَ عَلَى اللَّهِ الْغُرْبَةَ وَاللَّهُ يَقُولُ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ
 وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ جِئَهِمْ مُسْرِقِينَ رَوَايَاتٍ مِنْ مَكِّي لَكَائے ہرے تہا حضرت عائشہ
 رضی اللہ عنہا کے پاس انہوں نے کہا اے ابو عائشہ (کیسیت ہو مسروق) کی تین باتیں ہیں
 جو کوئی اون کا قائل ہو اُس نے بڑا جھوٹا باندھا خدا پر مبنی ہے کہا وہ تین باتیں کن سی ہیں
 انہوں نے کہا (ایک یہ ہے) جو کوئی سمجھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رب کو دیکھا
 اس نے بڑا جھوٹا باندھا مسروق نے کہا میں تمہی لگا کے تہا یہ سنکر مین بیٹھ گیا اور مین
 نے کہا اے ام المؤمنین ذرا سمجھ بات کرنے دو اور جلدی مت کرو کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں
 فرمایا وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأَفْقِ الْمُبِينِ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ حضرت عائشہ نے کہا اس است میں سب
 سے پہلے میں نے ان آیتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھا آپ نے فرمایا سر اوالا
 آیتوں میں حضرت جبریل علیہ السلام ہیں میں نے ان کو انکی اصلی صورت پر نہیں دیکھا سو
 بار کے جکا ذکر ان آیتوں میں ہے میں نے دیکھا اگودہ اثر ہے تجھ آسمان سے اور ان کے
 تن و لوس کی بڑائی نے آسمان سے زمین تک روک دیا تہا پھر حضرت عائشہ نے کہا کیا تو نے
 نہیں سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَدْرِكُهُ الْإِبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْإِبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ کیا تو نے
 نہیں سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ أَهْ وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا
 عَلَىٰ حَكِيمٍ پہلی آیت سورہ النعام میں ہے (۱۴۱) رُكُوع میں ترجمہ اسکا یہ ہے اسکو
 نہیں پاسکتی انکہ میں اور وہ پاسکتا ہے انکہوں کو اور وہ پیدا جانتا ہے خبر دار - اور دوسری
 آیت شوری (۵۵) رُكُوع میں ہے ترجمہ پوری آیت کا یہ ہے اور کسی آدمی کی حد نہیں کہ

اوس سو بانیوں کے اسمہ مگر اشاری سے یا پردہ کے پیچھے ہو یا بیچے کوئی پیغام لانیوالا بھی ہو یا بچاؤ کو
 وہ اس کے حکم سے جو چاہے وہ سب کو اوپر سے حکمتوں والا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یون
 کہنا درست ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور طرف بن عبد اللہ نے ایسا کہنا مکروہ جانا ہے اور کہا ہے
 یون کہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور مست کہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پر طرف کا یہ قول مخالف ہے صحابہ اور تابعین
 کے فعل کے صحیح اور مختاریہ ہے کہ دونوں طرح کہنا درست ہے اور یہی قول ہے اگر مصلحت اور خلعت کا
 اور خود قرآن میں موجود ہے وَاللّٰهُ لَیْقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ یَدْرِی الْغُیُوْبَ اور صحیح مسلم میں ابو ذر سے روایت
 ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَثْمَانٍ اور جس
 نے اسکا انکار کیا اسکو پاس کوئی دلیل نہیں ہے (نوسی) **ف** (دوسری یہ ہے) جو کوئی
 خیال کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب میں سو کچھ چھپا لیا تو اس نے بڑا جھوٹا
 باندھا خدا پر اللہ فرمایا ہے یَا کَذِبُ اَلرَّسُوْلُ بَلٰغُ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَبِّكَ وَاِنْ تَوَلَّیْ فَمَا یَفْعَلُ فَمَا یَفْعَلُ رَسَا لَکَ
 یعنی اے پیغام پہنچانے والے پہنچاؤ جو اثرات تجھ پر تیرے رب کے پاس سے اور جو تو ایسا نہ
 کرے تو تو نے پیغام نہیں پہنچایا (تیسرے یہ ہے) جو کوئی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کل ہونیوالی بات جانتے تھے یعنی آئینہ کا حال) تو اس نے بڑا جھوٹا باندھا اللہ پر اللہ خود فرماتا
 ہے کہہ دے محمد آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب کی بات نہیں جانتا سوا خدا کے **ف**
 اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیب کا علم خدا ہی سے خاص ہے اور سوا خدا کے کسی اور کو غیب کا
 علم نہیں پہنچتا ہو یا فرشتہ یا ولی یا صالح یا سلطان یا عارف اور خود اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب
 میں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی بیان کی کہ لَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغُیُوْبَ لَکُنْتُ نَبِیًّا مِّنْ اَنْبِیَآءِ
 اَللّٰهِ اَنَا اَلْاَوَّلُ وَاَلْاٰخِرُ وَبَیْنَ یَمَیْنِیْ یعنی اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں بڑی پہلائی حاصل کر لیتا
 اور تجھ سے کہہ نہ پہنچتا میں تو ایک کہلا ڈرا نیوالا ہوں اور جب اللہ اور رسول کے بیان سے
 معلوم ہو گیا کہ غیب کا علم سوا خدا کے کسی کو نہیں اب دوسرے کے بیان کی کیا حاجت ہے اللہ
 تعالیٰ ہدایت کرے اور ان بدعتیوں کو جو غیب کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اور اولیاء
 اور مشائخ کے لیے ثابت کرتے ہیں اور اس پر کوئی دلیل نہیں بلکہ دلیل اوس کے خلاف
 میں موجود ہے خدا جانے ان کی عقلوں پر کیا مار پڑی ہے اور شیطان ان کو

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى اَمْرِئِكَ الْمُحْسِنِ الْمُسْلِمِ
 ہمارے ہر کہہ کر پانچ باتیں سنائیں آپؐ فرمایا عبد الجبار الجہین سوتا اور سونا اوس کے لائق نہیں دیکھ کر
 سونا آلات اور اعتنائے بدن کی تمکدات سے ہوتا ہے اور خدا متعالے پاک ہر کہہ کر دوسرے کہہ سونا
 غفلت ہو اور وہ مثل موت کہ ہے اور حشری پاک ہے اس کے چمکاتا ہے ترانہ کو اور اونچا کرتا ہے
 اور کوفت بندوں کے اعمال اور انفاق کے تو نے بین نودی نے کہا پتھیل ہے خدا کی تفسیر
 کے ترانہ سے تو نے کے ساتھ سراج الراج میں ہے کہ پتھیل نہیں ہے بلکہ حقیقتہ خدا تعالیٰ ایسا
 ہی کرتا ہے اور یہی ہے مذہب سلف کا اس قسم کی آیات اور احادیث میں اور تفسیل کے لائق پتھیل
 لوگ ہرے میں شکی بات کا کچھ اختیار نہیں **ف** اور ٹہایا جاتا ہے اور سلف رات کا عمل اور
 کے عمل سے پہلے اور دن کا عمل رات کے عمل سے پہلے **ف** یعنی رات میں جو اس کے بندے
 نیک کام کرتے ہیں وہ دوسرا دن گذرنے سے پہلے فرشتے اس کے پاس جٹ لے جاتے ہیں اس کے
 دن میں جو کام کرتے ہیں ان رات گذرنے سے پہلے شام ہے کہ خدا کے پاس لے جاتے ہیں۔ اس
 حدیث سے صاف یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ خدا متعالے بہت فوق میں ہے اور یہی مذہب ہے
 سلف کا رضی اللہ عنہم **ف** اور سکا پردہ نذر ہے **ف** نودی نے کہا پردہ لغت میں
 آزاد اور اوٹ کو کہتے ہیں اور یہ نشان ہے ان اجسام کی جو محدث ذہین اور خدا متعالے پاک ہر جسمیت
 اور محدث سے اس صورت میں پردے سے مراد روکنے والا ہے اور کو دیار سے یعنی نور اوس کے دیکھنے
 کا مانع ہے کس لیے کہ نور سے آنکھ بچا چوند ہو جانی ہے سراج الراج میں ہے کہ اس تاویل کی ضرورت
 نہیں بلکہ سلف کا یہ قول ہے کہ جو کچھ شریعت میں آیا ہے اوس کو جاننا اسی طرح جیسے آیا اور اوسکی
 کیفیت بیان نہ کرنا اوس میں تاویل اور تطیل اور تفسیل اور تشبیہ کرنا متحرجم کہتا ہے کہ متاخرین
 جیسے نودی اور سیوطی اور ابن جریر عقلان اور ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق دہلوی نے پتھیل
 تشکیک کی تقلید کر کے اس قسم کی آیات اور احادیث میں اکثر ایسی تاویلات کی ہیں جو سلف کے
 طریقے کے خلاف ہیں اسی حدیث میں دیکھیے حجاب کی جو تاویل کی ہے وہ اس بنا پر کہ حجاب
 شان ہے اجسام کی حالانکہ ابھی تک یہ امر ہے شریعت میں ثابت نہیں ہوا کہ خدا متعالے جسمیت
 پاک ہے ہر اور آثار اور لوازم جسمیت کا کیا ذکر ہے **ف** ابوبکر کی روایت میں آ کہ پردہ ہسکا

بَارِعٌ فَقَالَ

۱۰

الشيخ

کے دیکھنے میں کوئی آڑ نہ ہوگی جنت العدن میں سوا ایک بزرگی کی جاؤ کے جو خدا کے سونہ پر ہوگی
ف پر جبہ اُمتالی اوس جاؤ کو اپنے سونہ سے اڑھاؤ گے گا تو سب میں اوس کو روی مبارک
 کو دیکھیں گے اور اس دیدار سے ایسی خوشی حاصل ہوگی جسکی حد نہیں نہ اسکا بیان ہو سکتا ہے
 تو وی نے کہا تمام اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ خدا اُمتالی کا دیکھنا ممکن ہے محال نہیں ہے
 اور انہوں نے اتفاق کیا ہے اس پر کہ آخرت میں مومنین اوس کو دیکھیں گے اور کافر اس نعمت
 سے محروم رہیں گے اور متغزلہ اور خراج اور بعض حرمیہ نے یہ گمان کیا ہے کہ خدا کو اس کے
 مخلوق میں سے کوئی نہ دیکھے گا بلکہ خدا کا دیکھنا محال ہے عقلاً اور یہ ایک خطائے صیرحہ اور جہل
 قبیحہ ہے کتاب اور سنت اور اجماع صحابہ اور سلف است سے یہ امر ثابت ہو کہ آخرت میں مومن
 کو خدا کا دیدار حاصل ہوگا اور اس حدیث کو قریب میں صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 روایت کیا ہے اور قرآن کی آیتیں اسباب میں مشہور ہیں اور بدعتیوں نے جو ادھر انحراف
 کیے ہیں وہ بھی اہل سنت کی کلام کی کتابوں میں ان کے جواب سمیت مذکور ہیں اور ہم کو
 ان کے بیان کرنے کی ضرورت یہاں معلوم نہیں ہوتی لیکن دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیکھنا
 تو ہم بیان کر چکے کہ وہ ممکن ہے پر جبہ سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ یہ دنیا میں واقع نہ ہوگا اور
 امام ابوالقاسم قشیری نے ابوبکر بن نورک سے نقل کیا ہے کہ اس سلسلہ میں امام ابوالحسن اشعری کے
 دو قول ہیں ایک تو یہ کہ دنیا میں خدا کا دیدار واقع ہوا اور سر یہ کہ اوس کا وقوع نہیں ہوا پھر اہل
 حق کا مذہب یہ ہے کہ رویت الہی (خدا کا دیدار) ایک قوت ہو جسکو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں
 میں پیدا کر دینا اور اس کے لیے اتصال اور مقابلہ وغیرہ ضرور نہیں اور ہمارے دیکھنے میں
 یہ باتیں اتفاقاً باہمی جاتی ہیں نہ یہ کہ دیکھنے کی شرط میں اور تکلیف میں نے اس کے کھلے دلائل حزب
 بیان کیے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیدار سے یہ لازم نہیں آتا کہ خدا تعالیٰ ایک جہت میں ہو بلکہ
 ہر سن میں اوس کو دیکھیں گے بغیر جہت کے جیسو اوس کو جانتے ہیں بے جہت انتہی سولانا ابوطیلسی
 اللہ تعالیٰ نے سراج الوداج میں لکھا ہے کہ بدعتیوں نے جو کچھ شبہ خدا کی رویت میں کیے ہیں
 ان کے سب کے جوابات دونوں اماموں کی تصانیف میں موجود ہیں (یعنی امام حافظ شیخ الاسلام
 ابن تیمیہ اور امام حافظ شیخ الاسلام ابن قیم قدس سرہما کی تصانیف میں) اور ہم نے بھی

اور ان کو اپنی بعض کتابوں میں بیان کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا دیدار دنیا میں تو وہ ممکن ہے پر قدرت
 نہیں ہوا لیکن پھر بیداری میں البتہ خواب میں واقع ہوا ہے جیسا کہ لفظ الرماض اور نقصار
 میں ایک جماعت علماء اور کسے نقل کیا ہے یا اللہ تو کیا وہی شرف کر اپنے دیدار سے اور یہ جو
 نوری سے کہا کہ خدا کا دیدار بغیر حجت کو ہوگا جیسے اسکا علم بے حجت کو ہے یہ مشکلم کا طریق ہے
 اور اہل حق کا یہ مسلک نہیں ان کے نزدیک تو اس قسم کے لفظوں کو ظاہر معنی پر رکھنا چاہیے بغیر
 تاویل اور تفسیل کے اور حدیث صحیحہ میں یہ امر موجود ہے کہ خدا کہان ہی آپ نے پوچھا یہ لوٹتی ہو اور
 ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے اشارہ کیا انگلی سے آسمان کی طرف اسی طرح اسباب میں بہت
 آیات اور احادیث ہیں جن سے خدا کا علو اور فوقیت علی الارض اور آسمان میں ہونا پابا جاتا
 ہے پھر یہ قول نوری کا ان ہی کو کیا نسبت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ رحم کرے اس آدمی پر جو بالاضافہ کرے
 اور تاویل اور تکلف کو روپ نہ دے مگر حکم کہتا ہو کہ خدا تعالیٰ کو بے حجت خیال کرنا یہ جہمیہ اور
 مبتدع اور مشرک کا طریق ہے ورنہ سلف علماء و اہل حدیث سب خدا کو بے حجت فوق میں سمجھتے
 رہے اور حنا بلہ رحم اللہ کا یہی قول ہے پھر جب خدا تعالیٰ ایک جہت میں ہوا تو اسکی رویت بھی
 ایک جہت میں ہو سکتی ہے اور مشکلم نے جو ایک رویت بلا جہت بلا مکان نکالی ہے یہ وہ حقیقت
 نفسی رویت ہے اور ان کے عقیدے اور مسکین رویت کو عقیدے میں غور کرنے سے کچھ فرق نہیں
 نکلم کیونکہ مسکین رویت (ادبی رویت کی نفسی کی ہے جو ظاہر متعارف ہو یعنی ایک چیز کا ایک چیز
 کے سامنے ہونا ایک مکان میں ہونا راسی اور مرئی میں ایک طرح کی نسبت مقابلہ ہونا مرئی کا ایک جہت
 میں ہونا راسی سے خدا رویت کی جسکو مشکلم نے اختراع کیا ہے اور ان مشکلم نے بہت سے
 مسائل میں اسی قسم کی تاویلات کی ہیں جو حقیقت انکار میں لفظوں کے خدا اور لوگوں کی خطا
 معاف کرے اور ہم نے ان میں سے مسئلہ استوار کو بہت تفسیل سے اپنی کتاب انتہائی الاستوار
 میں بیان کیا ہے **مسئلہ** **صُحُوبُ رُفِیْهِ اللّٰهُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم**
قَالَ رَدَّ دَاخِلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی لِمَ یُنَادِیْکَ مُنَادٍ
اَزِیْدُکَ فَمِنْ کُلِّ لَوْنٍ اَلَمْ یُبَیِّنْ وَجُوْہَنَا اَلَمْ تَدْرُکْنَا الْجَنَّةَ وَنُخْرِجَکَ مِنَ النَّارِ قَالَ
فَرَفَعْتُ الْجَبَابِہُ فَمَا اَنْظُرُوْا شَیْئًا اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ النَّظْرِ اِلَیَّ دِیْہِمُ عَزَّ وَجَلَّ

مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا فَمَنْ أَرَادَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَرْحَمَهُ مِنْ
 يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَيَعْرِفُوهُ ثُمَّ فِي النَّارِ يُعْرَفُ فَوْقَهُمْ بِأَنَّ السُّجُودَ تَأْكُلُ لِبَاسَهُمْ مِنَ الْبَيْنِ
 أَدَمَ إِلَّا أَرَادَ السُّجُودَ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرُ السُّجُودِ فَيَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ
 قَدْ امْتَحَسُوا وَنَسَبُوا إِلَيْهِمْ مَا أَلْهِمُوا كَيْبَبُوتُونَ مِنْهُ كَمَا تَنْبُتُ الْبَيْبَةُ فِي حَمِيلِ
 السَّيْلِ ثُمَّ يُدْرِكُهُمُ اللَّهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيُجِىءُ لِحُلِّ السُّبُلِ بِرُجْعِهِ عَلَى النَّارِ وَهُوَ
 أَخْرَجَ أَهْلَ الْجَنَّةِ دُخُولَ الْجَنَّةِ يَقُولُ أَمَى رَبِّي أَصْرَفَ وَجَّعِي عَنِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ
 تَشَبَّهَ بِرُجْعِهِ وَأَحْرَقَنِي ذَكَرًا وَهَذَا يُدْعُو اللَّهَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُوهُ ثُمَّ يَقُولُ
 اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى هَلْ عَسَيْتَ إِنْ كُنْتَ ذَلِكَ بِكَ أَنْ تَسْأَلَ عَمِّي أَلا يَقُولُ لَا أَسْأَلُكَ
 عَمِّي وَلَا رَافِعِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ مِنْ عَمُودٍ وَمَوَاتِيقٍ مَا شَاءَ اللَّهُ فَيَصْرِفُ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ

تَعَالَى

النَّارِ فَإِذَا أَقْبَلَ عَلَى الْجَنَّةِ دَرَّهَا مَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ أَمَى رَبِّي
 قَدْ مَنَعَنِي الْوَيْلَ الْجَنَّةِ يَقُولُ اللَّهُ لَهُ أَلَيْسَ قَدْ أُعْطِيتَ عَمِّي وَكَذَلِكَ وَمَوَاتِيْقُكَ لَا تَسْأَلُنِي
 غَيْرَ الَّذِي أُعْطِيتُكَ ذَلِكَ يَا بَنِي آدَمَ مَا أَخَذَ رَكْعَةً يَقُولُ أَمَى رَبِّي يَدْعُو اللَّهَ
 حَتَّى يَقُولَ لَهُ فَيَسْأَلُ عَمِّي إِنْ أُعْطِيتُكَ ذَلِكَ أَنْ تَسْأَلَ عَمِّي يَقُولُ لَا وَغَيْرَ ذَلِكَ
 فَيُعْرِضُ رَبُّهُ مَا شَاءَ اللَّهُ مِنْ عَمُودٍ وَمَوَاتِيْقٍ فَيَقُولُ مَرُّهُ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا قَامَ عَلَى
 بَابِ الْجَنَّةِ انْفَعَتْ لَهُ الْجَنَّةُ كَمَا رَأَى مَا فِيهَا مِنْ أَكْثَرِ الشَّرِّ فَيَسْأَلُ اللَّهَ مَا شَاءَ اللَّهُ
 أَنْ يَكُونَ ثُمَّ يَقُولُ أَمَى رَبِّي أَخَذَ بِي الْجَنَّةُ يَقُولُ اللَّهُ لَقَسَا لَكَ أَلَيْسَ قَدْ أُعْطِيتَ

أَسْأَلُكَ

عَمُودَكَ وَمَوَاتِيْقُكَ لَا تَسْأَلُ عَمِّي مَا أُعْطِيتَ ذَلِكَ يَا بَنِي آدَمَ مَا أَخَذَ رَكْعَةً يَقُولُ
 أَمَى رَبِّي لَا أَكْرَهَنَّ أَنْ تُفْلِحَ خَلْقِي قَالَ فَلَا كِرَالَ رَيْنَ عُوَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ سَخَى سَخَى
 اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مِنْهُ فَإِذَا أَهْوَتْ إِلَيْهِ مِنْهُ قَالَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِذَا دَخَلَهَا قَالَ
 اللَّهُ لَهُ كُنْ تَسْأَلُ رَبِّي وَيَقْبَلُ حَتَّى أَنْ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَدْرِكْ لَمْ يَدْرِكْ وَكَانَ
 حَتَّى إِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَا بِي قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ذَلِكَ الْكَ وَنِثَالَهُ مَعَهُ قَالَ عَطَاءُ بْنُ

يَزِيدَ وَابْنُ سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ مِمَّنْ كَانُوا لَا يَدْعُو عَلَيْهِمْ مِنْ حَدِيثِهِمْ شَيْئًا حَتَّى إِذَا اخْتَلَفَ الْبُحْرَانِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَكَ الْكَ
 ذَلِكَ لَكَ وَمِنْهُ مَعَهُ قَالَ ابْنُ سَعِيدٍ وَعَشْرَةُ أَهْلُ مَعَرٍ أَبَاهُ يَدْعُو مَا حَاطَ عَلَيْهِ لَقَدْ لَكَ ذَلِكَ وَنِثَالَهُ قَالَ ابْنُ

بَنِي
 لَا أَكْرَهَنَّ
 عَزَّ وَجَلَّ

اشھد انھو خطہ قرآن و سنو اللہ علیہ وسلم کہ ذلک لکات عتسہ امتالیہ قال
ابن ہشیم ؓ و ذلک الرجل اخذ اهل الجنة دحولا الجنة ثم خرجہ ابوہریرہؓ و دایت ہر چہ
لوگون نے رسول اسلام علیہ وسلم سے کہا کیا ہم اپنے پروردگار کو دیکھیں گے قیامت کروزر رسول
السلام علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ایک دوسرے کو تکلیف دیتی ہو جو وہیں رات کو چاند دیکھتے ہیں
(یعنی ازو حام اور ہجوم کیوجہ سے) یا تم کو کچھ تکلیف ہوتی ہے جو وہیں رات کے چاند دیکھتے ہیں لہذا
نے کہا نہیں یا رسول اللہ آپؐ فرمایا بھلا تم کو کچھ مشقت ہوتی ہے یا ایک دوسرے کو صدمہ پہنچا ہے
ہو سورج کے دیکھنے میں جہنمت کو بادل نہ ہو (اور آسمان صاف ہو) لوگون نے کہا نہیں آپؐ
فرمایا ہر اس طرح (یعنی بغیر تکلیف اور مشقت اور ازو حام کے) تم اپنے پروردگار کو دیکھو گے
فت یہ تشبیہ ہے دیکھنے کی سورج کے خدا کے دیکھنے کے ساتھ نہ تشبیہ سورج کی خدا کے ساتھ
کیونکہ سورج ایک مخلوق ہے خدا کا اور مخلوق کی سی بات میں خالق کی مثل نہیں ہو سکتا فرمایا اللہ تعالیٰ
نے لکھیں شبہ کسی قدر عجیب البصیر اور اسکے جوڑ کی کوئی چیز نہیں اور وہ سنا ہے دیکھتا اور مقصود
یہ ہے کہ خدا کے دیدار میں سیطرہ کا ہجوم معلوم نہ ہو گا نہ دیکھنے والے ایک پر ایک گر کر صدمہ پہنچاؤں
گے بلکہ ہر ایک اپنی جگہ پر کمال فراغت اور رحمت کو ساتھ خدا کو دیکھے گا جیسو دنیا میں جو وہیں رات
کے چاند دیکھتے ہیں یا سورج کے دیکھتے ہیں کوئی تکلیف نہیں ہوتی فت حق تعالیٰ لوگون کو
قیامت کے دن جہم کے گاتو فرما دیگا جو کوئی جسکو پوچھتا تھا اوس کے ساتھ ہو جاوے ہر شخص
آفتاب کو پوچھتا تھا وہ سورج کے ساتھ ہو گا اور جو چاند کو پوچھتا تھا وہ چاند کے ساتھ اور جو طاعوت کو
پوچھتا تھا وہ طاعوت کے ساتھ فت طاعوت کہتے ہیں اوس چیز کو جسکا پوچھا گیا جاوے سو آفتاب
بہی قول ہے لیث اور ابو عبیدہ اور کسائی اور جہور اہل لعنت کا اور ابن عباس اور قتال اور کلبی وغیرہ
نے کہا کہ طاعوت شیطان کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا بت کو (نودی) سراج الودج میں ہے
کہ پہلا معنی اچھا ہے اور وہ شامل ہو اولیا اور انبیاء کی قبر پوجنے والوں کو اور رویشیوں اور علموں کی
تقلید کرنے والوں کو (جو ان کی تقلید خدا اور رسول کے ارشاد پر مقدم رکھیں) اور تمام مشرکین اور
مبتدعین کو فت اور یہ است محمدی باقی رہ جاوے گی اوس میں منافق لوگ بھی ہوں گے فت
منافق سرسندین ہیں شرکاء رہیں گے اس لیے کہ دنیا میں بھی بظاہر سوسنوں میں شرکاء تھے اور اپنی

تین ایمان کے قالب میں چھپا سکے ہوئے ہو تو ان بھی مومنوں کے ساتھ ملے رہیں گے اور ان کے ساتھ
 پھلین گے اور ان کی روشنی سے فائدہ اٹھائیں گے یہاں تک کہ ان کے اور مومنوں کے بیچ میں ایک دھجکا
 گا اور اس کے اندر رحمت ہوگی اور اس سے سزا و عذاب معلوم ہوگا تب منافق علیحدہ ہو جائیگا اور مومنوں کی روشنی
 اور ان سے جاتی رہے گی اور مومنوں نے کہا یہ لوگ حوص پرانا تک دیے جاویں گے اور ان سے کہا جاو جاو دور ہو دو
 ہو (نوی) **فت** پھر اللہ تعالیٰ ان کے پاس آویگا ایسی صورت میں جب کہ وہ نہ پہچانیں گے اور کہیں گے
 میں تمہارا پروردگار ہوں وہ کہیں گے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں تم تجھے اور ہم اسی جگہ پہنچے ہیں یہاں
 تک کہ ہمارا پروردگار ہمارے پاس آئے اور جب ہمارا پروردگار آویگا تو ہم اس کو پہچان لیں گے پھر اللہ
 ان کے پاس آویگا اور اس صورت میں جب کہ وہ پہچانتے ہو گئے اور کہیں گے میں تمہارا رب ہوں وہ کہیں گے
 تو ہمارا رب ہے پھر اس کو ساتھ ہو جاویں گے **فت** یہ معرفت حق سبحانہ تعالیٰ کی یا تو اس طرح سے ہوگی
 کہ خدا تعالیٰ اپنی قدرت کا طے سے ہر مومن کے دل میں اپنا جمال اس طرح ذہن نشین کر دیگا کہ وہ پہلی صورت
 کو خدا کی صورت سے متعارف اور سب ان سمجھیں گے یا یہ معرفت ان صفات کی وجہ سے ہوگی جو خدا تعالیٰ نے اپنے
 لیے بیان کیں ہیں کہ وہ کسی کی مثل نہیں اور جو کچھ کا کوئی نہیں وہ پاک ہے ہر عیب سے چرب پہلی صورت
 منور ہوگی تو وہ ان صفات سے خالی ہوگی اس لیے مومنین اور کفار خدا نہ کہیں گے جب خدا اپنی اصلی صورت
 میں ظاہر ہوگا تو وہ تمام صفات مقدسہ پر مشتمل ہوگی اور مومنین اور کفار پہچان کر اپنا خدا مانیں گے اور اس
 کے ساتھ ہو گئے۔ اسی بیٹ میں خدا کے لیے کئی باتیں ثابت کی ہیں ایک صورت دوسرے آقا کیسے منبنا
 چوتھی باتیں کرنا اور علامتے ہست کہ اس قسم کی آیتوں اور حدیثوں میں دو مذہب ہیں ایک حق ہے اور
 اور ایک حقائق وہ ہے جو ان فلسف کا قبول ہے بلکہ کل کا کہ ان کے مومن میں زیادہ گفتگو کرنا چاہیے بلکہ انہیں
 ایمان لانا چاہیے اور ان کے ظاہر سے کچھ قبول کرنا چاہیے اور جب طرح یہ آیتیں اور حدیثیں آئیں ہیں اسی
 طرح ان کو چلانا چاہیے اور ایسا اعتقاد رکھنا چاہیے جو خدا کی بزرگی اور جلال کے لائق ہے اور یہ سمجھنا چاہیے
 کہ خدا کی مثل کوئی شے نہیں ہے اور یہی توحید ہے ایک جماعت متکلمین کا بھی جو حقیقین ہیں اور اس میں سلامتی ہو
 ہر ایک آفت سے اور اسی پر چلتی رہی تمام ہست کہ سلف اور امام اور اس باب میں بڑی عمدہ کتاب کتاب الخیر
 و اصلاحات ہے سید ابوالخیر طریقی توحید کی شیخ محمد بن حسن عطاس نے کتاب تہذیب الذات و اصلاحات میں خدا
 کے اسے کی بحث میں لکھا ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وہ منتظر ہیں خدا کے آنے کو ارب کے سائے میں اور

فرمایا آیا تیرا رب یا آدے تیرا رب اور صفات کو باب میں ہمارا قول یہ ہے کہ ہم ایمان لاتے ہیں اور ان پر اور
ان کے وجود کو سمجھتے ہیں اور کہ یہ قدر انہیں جانتے ہیں پر نہ انکی کو کیفیت بیان کرتے ہیں نہ مثال نہ مشابہت و نہ
ہیں نہ ان کو یہ کہہ رکھتے ہیں اور سلف کی طرح یوں کہتے ہیں ایمان لائے ہم اللہ پر اللہ کی ہر اد کے موافق اور اس کی
مثل کوئی چیز نہیں پہر بیان کیا ہر ایک صفت کا جیسو استوار و عطا اور وجہ اور پیر اور پیر اور گفت اور اصبح
اور شمال اور قدم اور رطل اور قزول اور کلام اور قول اور رویت اور کشف ساق اور قون اور نقش اور عین
اور شوق اور دلیل لائے اور پیر آیات اور احادیث اور قوی کیا سلف کو مذہب کو اور مذہب کیا اس تاویل کو جو
متکلمین نے کی ہے اور جو پیر پہنچنے لوگ پہنچے ہیں۔ اور خدا وہ جو جو اکثر متکلمین کو مذہب ہی یعنی انکی تاویل کرنا چاہی
ہر ایک موقع کے موافق جیسے وہ اس حدیث میں کہتے ہیں کہ آئے سر اور یہ ہے کہ سونین اسکو دیکھیں گے اور
یہ آئے کے معنی مجاہدی ہیں یا اس سے فرشتوں کا نام مقصود ہے قاضی عیاض نے کہا ہمارے نزدیک یہ معنی
بہتر ہے حالانکہ یہ معنی غلط ہے اہل حق کے نزدیک اور حاصل ہے کہ یہ سونین کا اخیر امتحان ہو گا پیر جب
وہ ان سے کہے گا میں تمہارا رب ہوں تو یہ انکار کرینگے اور اس سے چاہ مانگین گے پیر اللہ جل جلالہ اپنی
اس صورت پر بخیر کرے گا جس طرح سونین اسکو جانتے ہیں اور جن صفات سے اسکو پہچانتے ہیں اور سونین
نے اگرچہ یہ متذکرہ نہیں دیکھا ہو گا پر اسکی صفات سے اسکو پہچان لیں گے کہ یہ ہمارا رب ہے اور کہیں گے
تو ہمارا رب ہے خطابی نے کہا شاید یہ مانگ خاص منافقوں کا فعل ہو اور قاضی عیاض نے اسکا انکار کیا
تو قوی نے کہا قاضی عیاض کا قول صحیح ہے اور ظاہر حدیث سے بھی نکلتا ہے یعنی یہ کہ انکار منافقین سے خاص
نہیں ہو گا اور اسکو ساتھ ہو جانے سے یہ غرض ہے کہ اسکو علم کی ہیردی کریں گے اور نبوت میں جا دیں گے یا اس
فرشتوں کے ساتھ ہو کر نبوت میں جا دیں گے اور یہ بھی ایک قسم کی تاویل ہے جس کی کوئی ضرورت
نہیں ہے (سراج النواج) **فت** اور فرخ کی پشت پر پل رکھا جاوے گا **فت** جسکو لوگ پہل
صراط کہتے ہیں اور اہل حق نے اسکو ثابت کیا ہے اور سلف نے اس پر اجماع کیا ہے اور وہ ایک بل ہو گا جنم
کی پشت پر سب لوگوں کو اس کے اوپر سے گذرنا ہو گا سون اپنے اپنے درجے کے موافق اور سپر گذر کر
گے اور کا فر اس سپر کر کر جنم میں چلے جا دیں گے اللہ تعالیٰ جسکو بچا دے اور بچا کر اصحاب سلف سے منقول
ہے کہ یہ بل بال سے زیادہ باریک اور عموماً سے زیادہ تیز ہو گا جیسے ابوسعید خدری سے روایت ہے **فت**
تو میں اور میری امت سب پہل پر ہونگے اور سو پہنچیں گے اور کوئی اسدن بات نہ کر سکے گا **فت** یعنی بل سے گزرتے

نشان ہو حضرت پیشانی مراد ہے لیکن اڈل قول مختار ہے آب اگر کوئی کہے کہ مسلم نے اس کے خود روایت کیا
 کی ہے کہ بعض لوگ جنہم سے نکلیں گے بالکل جے ہوئے سوامنہ کے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کچھ خاص
 لوگ ہونگے اور لیکن سوا ان کے اور لوگ ان کے سب بعضا سجدے کے سالم ہوں گے بنظر عموم اس
 حدیث کو اور وہ حدیث خاص ہے اونہی لوگوں سے انتہا **ف** پر وہ دوزخ سے نکالے جاویں گے
 جے بنے جب اونپر آب حیات چڑکا جاوے گا دے تازے ہو کر ایسے جم اٹھیں گے جیسے دانہ پھرے
 کے بہاؤ میں جم اٹھتا ہے (بانی جہان پر کڑا کچر اٹھی بہا کر لاتا ہے ومان دانہ خوب اگتا ہے اور طلبہ
 شاداب اور سرسبز ہو جاتا ہے اسی طرح وہ جہنمی ہی آب حیات ڈالتے ہی تازے ہو جاویں گے
 اور جہنم بھلے کے نشان بالکل جاتے رہیں گے) بعد اس کے اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلہ سے فرخت
 کرے گا اور ایک مرد باقی رہ جاویگا جسکا سونہ دوزخ کی طرف ہوگا اور یہ ہمیشہ والوں میں سب سے
 پیچھے بہشت میں جاوے گا وہ کہوگا اے رب میرا مونہہ جہنم کی طرف سے پھیر دے اس کی بے بنی مجھے
 مار دے لا اور اسکی لپٹ لے مجھ کو جلاؤ لا پھر خدا سے دعا کیا کرے گا جب تک خدا تعالیٰ کو منظور نہ ہوگا
 بعد اس کے اللہ تعالیٰ فرماوے گا اگر میں یہ تیرا سوال پورا کروں تو تو اور سوال کرے گا وہ کہیگا نہیں میں
 پھر کچھ نہیں سوال کروں گا اور جیسے خدا کو منظور میں وہ قول قرار کرے گا تب اللہ تعالیٰ اس کا
 مونہہ دوزخ کی طرف سے پھیر دیگا (جنت کی طرف) جب جنت کی طرف اسکا مونہہ ہوگا تو چپ رہیگا
 جب تک خدا کو منظور نہ ہوگا پھر کہیگا اے رب مجھے جنت کے دروازے تک پہنچا دے اللہ تعالیٰ فرما دیگا تو کیا کیا
 قول قرار کر چکا تھا کہ میں پھر دوسرا سوال نہ کروں گا براہ تیرا اے آدمی کیا دعا باز ہو وہ کہے گا
 رب اور دعا کرے گا یہاں تک کہ پھر دعا فرماوے گا اچھا اگر میں تیرا یہ سوال پورا کروں تو پھر تو اور
 کچھ نہ مانگے گا وہ کہے گا نہیں مستحکم تیری فرخت کی اور کیا کیا قول اور قرار کرے گا جیسے اللہ کو منظور
 ہوگا آخر اللہ تعالیٰ اسکو جنت کے دروازے تک پہنچا دیگا جب مان کھڑا ہوگا تو ساری بہشت اسکو
 دکھلائی دیگی اور جو کچھ اس میں نعمت پادوشی اور فرخت ہو وہ سب پھر ایک مدت تک جب تک خدا کو منظور
 ہوگا وہ چپ رہیگا بعد اس کے کہ عرض کرے گا اے رب مجھے جنت کے اندر لیجا اللہ تعالیٰ فرما دیگا تو نے کیا قرار
 کیا تھا تو بول ہاں کہ اب میں کچھ سوال نہ کروں گا براہ تیرا اے آدمی کہ بیٹو کیا رکاز ہو وہ عرض کرے گا اے رب
 رب تیری مخلوق میں بیشبہ نہیں ہونیکا اور دعا کرتا رہو گا جہاں تک کہ اللہ چاہے پھر دعا دیگا اور جب خدا چاہے

اور نصاریٰ کا اصلی دین محمد اور سچا تھا اور خدا کی طرف سے آیا تھا جیسے اسلام کا دین پر ادن و دونوں مذہبوں کے عالموں اور پیشواؤں نے اپنی نادانی اور بے عقلی سے ایسی باتیں دین میں شہرہ کیا کر لیں جو سراسر عقل کو خلاف ہیں اور انہوں نے یہ سمجھا کہ اگر ہم اپنے اپنے پیغمبروں کو خدا کا بیٹا بنا دیں گے تو لوگ ہمارے پیغمبر کو سب سے بڑا سمجھ کر ہمارے دین میں شریک بنے ہر اور قیامت تک دین اور پیغمبروں کے آئے منسوخ نہ ہوگا حالانکہ اگر او لوگوں میں ذرا ہی عقل ہوئی اور کچھ ہی سمجھ رکھتے اور غور کرتے تو وہ ایسی لغو اور بیہودہ باتوں کو دین میں شریک کر کے اپنے دین کو بدنام نہ کرتے یہود کا حال جو کسی یونانی کے طفیل ہوا وہ ظاہر ہے کہ تمام دنیا میں انکی تعداد نہایت ہی قلیل رہ گئی اور انکی شوکت اور شہرت خاک میں مل گئی اور نصاریٰ کی بھی فروغ کو عربوں نے اسلام کے زور سے مٹا دیا ابلاس نے لیسوں کو نصاروں کو دنیاوی علوم اور فنون کی وجہ سے مسلمانوں پر غالب ہو گئے ہیں اور ظاہر بہت ہے کہ چونکہ ٹوٹا ہوا دین پر ادن کے دین اور مذہب کو اسلام کے دین اور مذہب پر برگزیدہ نہیں ہے بلکہ یہ زمانہ ایسا ہے جہاں علوم و عقل کی روز بروز ترقی ہو رہی ہے اور لوگ سمجھتے جاتے ہیں کہ نصاریٰ کا یہی دلیل دعویٰ کہ حضرت مسیح خدا کے بیٹے تھے کتنی وقعت رکھتا ہے انوس صد فوس اگر نصاریٰ اس وقت بھی اپنی عقل سے کام لیں اور عیسے دنیا کے کاموں میں غور اور سن کر رہیں اور اسی طرح اپنے دین کے حوالہ کو بھی جانچیں تو یہ سب ملمع کاری اور دغا بازی جو ادن کے پہلے پادریوں نے کی ہے ادن پر کھٹکنا ہوے اور وہ بھی مسلمانوں کی طرح سچی تحقیق سے نور سے مشرف ہوں اگر نصاریٰ اس لغو اور بیہودہ اور خلاف عقل مابستہ عقیدے کو چھوڑ کر تحقیق سے آجادیں تو پھر ان میں اور مسلمانوں میں بہت ہی تہوار فرق رہ جاوے گا اور یہ دونوں قومیں مل جل کر دنیا میں سب کرنے لگیں اور کشت اور خون کا دروازہ ہمارو جاوے بلکہ کیا عجیب ہے کہ چند روز میں اور باقی قومیں بھی انکی مطیع ہو جاویں اور بعض نا اتفاقی اور فتنان اور ساد کے اتفاق اور اتحاد اور اس امان پیدا ہو جو پیر و شب الکی مرضی پر موقوف ہو پر وہ مسلمان جو اپنے تئیں مسلمان کہتے ہیں اور مشرکوں کی طرح سوا خدا کے پیروں یا پیغمبروں کی تشریف آ کر تے ہیں مصیبت کے وقت انکو بچا رہے ہیں ادن سے دعا کہ تب ہمیں ہر امر پر ادن کو قادر و تصرف خیال کرتے ہیں وہ در حقیقت نصار کے ہی بدتر ہیں خاک پر ادن کے عقل پر انہوں نے نصاریٰ کو اعتراض کی جگہ دے رکھی ہے  پھر ان سے کہا جاوے گا اب تم کیا چاہتے ہو وہ کہیں گے اے رب ہمارے ہم پیارے ہیں ہم کو اپنی بلا حکم ہوگا جاوے پھر وہ سب مانگے جاویں گے جہنم کی طرف

لویا وہ سرب ہوگا اور پٹ کے مارو وہ آپ ہی کیا کیا ایک کو کہا تاہم گاہ پر وہ سب گر پڑے جن میں ہر ایک
 کہ جب کوئی باقی نہ رہیگا سو ان لوگوں کے جو اند کو پوچھتے تھے ایک ہون یا بد او وقت لگتا رہی جہاں کا او کو پار اور کیا ایک
 ایسی صورت میں جو مشابہ ہوگی اوس صورت سے جسکو وہ جانتے ہیں کہ میں اسکی صفات جو اوس خیال کی ہیں اسکو جو پتہ
 میں نہیں کی ایک صفت یہ بھی کہ کوئی ایک کسی مخلوق کے مشابہ نہیں ہے نہ کسی جوڑ کا ہی پاک ہر عیب نقص سے
ت اور فرما دیکھا تم کس بات کے منتظر ہو رہے ایک گروہ ساتھ ہو گیا اپنی بہرہ مند وہ کہیں گے اس پر ہر سب سے تو دنیا میں
 لوگوں کا ساتھ نہ دیا (یعنی شہر کو نکلا) جب ہم انکو بہت محتاج تھے نہ انکی صحبت میں ہے کہ میں نے دنیا میں جب ہوا اپنی مثال
 کے دیکھے ان لوگوں سے ملنے اور دوستی کرنیکی ضرورت تھی اوس وقت تو ہم نے نہیں ان کا ساتھ دیا بلکہ فقر و فاقہ قبول
 کیا اور انکی مخالفت کرتے رہے اور انکار کرتے رہے پہر کہ جب ہوا انکی کچھ احتیاج نہیں ہے ہم ان کے ساتھ کیونکر جاؤ
 اور غرض ہر کمزورین حقیقتاً سے عاجزی و دعا کر نیکے کامشکل میں ہماری ہو کر مہاجرین اور انصار کا دنیا میں بھی کار
 کہ انہوں نے قربت اور عزیز داری کا بھی خیال کیا اور شہر کوں سے علیحدہ ہو کر اور صحبت گوارا کی اور یہی حال ہمیشہ
 ان سچے موحّدوں کا ہر زمانے میں جنہوں نے مشرکوں کے ساتھ شریکیفین اٹھائیں انھی ہوا اندھکا اون سے دور ہمارا شہر ان کے
 ساتھ کرے میں یا رب العالمین **ت** پہر وہ فرما دیکھائیں تمہارا رب نے نہ کہیں گے ہم اندھ کی پناہ مانگتے ہیں تمہارے
 اندھ ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے دو مائیتیں باہر بھی کہیں نہاں تک کہ انہیں کچھ بعض لوگ پہر جانے کے قریب ہونگے
 کیونکہ یہ امتحان بہت سخت ہوگا اور تہذیب و تمدن کے درمیان پہر وہ فرما دیکھا چہاں تم پر رب کی کوئی نشانی جانتے ہو جس سے
 پہچانو وہ کہیں گے ہاں پہر خدا کی پیدلی کہل جاوے گی **ت** قرآن میں ہر کوئی کہ شق عن ساق یعنی جس دن کہو لا جلا
 ساق و ساق کہتے ہیں پٹلی کو تو دیکھئے کہا بن عباس اور اکثر اہل سنت ساق کو کہتے ہیں شہر ت اور مذہب کی یہی ایک
 امر ہوگا اور یہ مثل ہے جسکو عرب لگ کہہا کرتے ہیں کہ تہذیب و تمدن ساق پر اور اصل یہ کہ انسان جب ہی نہ میں
 پڑھاتا ہے تو اپنی باہرین چڑھاتا ہو پٹلی کہو لٹا ہے کوشش کے لہو قاضی عیاض نے کہا بعضوں نے کہا ساق و پٹلی کہ
 بڑا اور مرد اور ایک عیشین بھی ار ہے بن فرکت کہہا مراد اس سے وہ فوائد اور لطافت ہیں جو مومنوں کو تو ملیں گے خدا کے
 دیدار کے وقت اور بعضوں نے کہا ساق ایک نشانی ہوگی وریان خدا اور مومنین کے اور کچھ ہر شے ظاہر ہوں گے او
 بعضوں نے کہا احتمال ہے کہ ساق ایک مخلوق ہو خدا کی جسکو خدا نے نشانی بنائی ہو اوس وقت کیلئے او یہ ساقوں
 الگ صورت کی ہو اور بعضوں نے کہا اور کا معنی یہ ہے کہ او کا ڈر جاتا رہے گا اور عیب و ثبہ جاوے گا۔ اور جو ہر لٹکے
 دلوں پر تہا وہ جاتا رہے گا۔ اور طینان حاصل ہوگا تب وہ سجدہ کریں گے خطابی نے کہا یہ دیدار اور ہر اور وہ جو

کہتے ہیں مومن اور کفر پر مومن کے بعض بل مارنے میں بعض بھلی کی طرح بعض بھلا کی طرح بعض
 پرند کی طرح بعض تیر گھوڑوں کی طرح بعض اونٹوں کی طرح اور بعض بالکل جہنم سے بچ کر بارہو جاوین گے
 (یعنی اون کو کسی قسم کا صدمہ نہیں پہونچے گا) اور بعض کچھ صدمہ اوٹھاوین گے لیکن بارہو جاوین گے
 اور بعض صدمہ اٹھا کر جہنم میں گر جاوین گے جب مومنوں کو جہنم سے چٹکا مارا ہوگا تو قسم اور سکی جگہ ہاتھ میں
 میری جان ہے کوئی قسم میں سے اپنی حق کے لیے اتنا جھگڑنے والا نہیں ہے جتنی وہ جھگڑنے والی مومن کو
 خدا سے قیامت کو دن اپنے ان بہائیوں کے لیے جو جہنم میں ہونگے (خدا سے جھگڑنے والے یعنی
 خدا سے بار بار عرض کرتے والے اپنے بہائیوں کے چٹرانے کے لیے) وہ کہیں گے اور رب ہمارے
 وہ لوگ (جو اب جہنم میں ہیں) روزہ رکھتے تھے ہمارے ساتھ اور نماز پڑھتے تھے اور حج کرتے
 تھے حکم ہوگا اچھا جاؤ اور نکال لو جہنم سے جبکہ تم پہچانوں پہران کی صورتیں جہنم پر حرام ہو جاوین گی
 (یعنی جہنم کی آگ انکی صورت کو بدل نہ سکے گی اور چہرہ انکا محفوظ رہیگا تاکہ مومنین ان کو
 پہچان لیں) اور مومنین بہت سوا دیوں کو جہنم سے نکالیں گے اون میں سے بعضوں کو آگ
 آدمی بند لیں تاکہ کیا یا ہوگا بعضوں کو گھٹنوں تک پہنچے وہ کہیں گے اور رب ہمارے اب تو جہنم میں
 کوئی باقی نہیں رہا اون آدمیوں سے جن کے نکالنے کا تو نے ہمیں حکم دیا تھا (یعنی روزہ نماز
 اور حج کرنے والوں میں سے اب کوئی نہیں رہا) حکم ہوگا پہچان جاؤ اور جس کے دل میں ایک دینار برابر
 پہلائی پاؤ اس کو بھی نکال لو پہرہ نکالیں گے بہت سوا دیوں کو اور کہیں گے اور رب ہمارے
 ہم نے نہیں چوڑا کسی کو ان لوگوں میں سے جنکے نکالنے کا تو نے حکم دیا تھا حکم ہوگا پہچان جاؤ اور جس کے
 دل میں آدھے دینار برابر بھی پہلائی پاؤ اس کو بھی نکال لو وہ بہت سوا دیوں کو نکالیں گے
 اور کہیں گے اور پورے دینار اب تو اس میں کوئی باقی نہیں رہا اون لوگوں میں سے جنکے نکالنے کا تو نے حکم
 دیا تھا حکم ہوگا پہچان جاؤ اور جس کے دل میں ایک پی برابر پہلائی پاؤ اس کو بھی نکال لو **تفسیر** قاضی
 عیاض نے کہا پہلائی سے مراد یہاں یقین ہے اور صحیح یہ ہے کہ پہلائی وہ شے ہے جو ایمان
 کے علاوہ ہے ایسی کہ ایمان کے ایمان کے حصے نہیں ہو سکتے بلکہ یہ حصے اس شے کے ہیں جو ایمان
 پر زائد ہو جیسے نیک عمل یا ذکر خفی یا اند کوئی دل کا عمل جیسے شفقت مسکینوں یا اخوت آلہی یا
 نیت صادق وغیرہ اور ولایت کرنی ہے اور دوسری حدیث کہ جہنم سے نکلے گا وہ شخص ہی جس نے

لا اکر الا اللہ کہہ ہو گا اور اس کی دل میں ایک ہی برابر پہلائی ہوگی (نوروی) **ف** پہر وہ نکلیں
 گئے بہت سارے دیون کو اور کہیں گے اعراب سہارا اب تو اوس میں کوئی نہیں رہا جمین ذرا ہی
 پہلائی تھی (بلکہ اب سب اوس قسم کے لوگ ہیں جو بدکار اور کافر تھے اور رفتی بڑا بھی پہلائی اُن
 میں ختی) اب سعید خدائی جب اس حدیث کو بیان کرتے تھے تو کہتے تھے اگر تم مجھ کو سچا نہ جانو اس
 حدیث میں تو پڑھو اس آیت کیا اگر چاہتے ہو اِنَّ اللہَ لَا یُظْلِمُ شَیْئًا ذَرَّةً خیر اللہ تعالیٰ ظالم نہیں
 کرے گا رفتی برابر اور جو نیکی ہو تو اوس کو دونا کر دیگا اور اپنے پاس سے بہت کچھ ثواب دیگا پھر اللہ
 فرماوے گا فرشتے سفارش کر چکے اور پیغمبر سفارش کر چکے اور مومنین سفارش کر چکے اب کوئی
 باقی نہیں رہا پر وہ باقی ہے جو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے (قرآن کی
 ذات مقدس) پھر ایک مٹھی آدیون کی جنہم سے نکالے گا **ف** جنکی تعداد کو کوئی نہیں جانتا
 سوا خدا کریم کے پر خدا تعالیٰ کی مٹھی بہت مد بڑی ہے کہ ساری زمین اوس کی ایک مٹھی میں
 آجاو گی قیامت کو دن۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے مالک کی خاص مٹھی سے نکالے جاوین
 گے اور ان پر سیکا احسان نہ ہو گا سواے خدای کریم کے **ف** اور اس میں وہ لوگ
 ہوں گے جنہوں نے کوئی پہلائی نہیں کی کہی **ف** پر صرف خدا کی توجیب پر پیشین کہتے
 تھے ان کا سفارش کرنے والا کوئی فرشتہ یا پیغمبر یا مومن نہ ہو گا آخر اللہ تعالیٰ خود اپنے مبارک
 ماتہ سے اُن کو نکالے گا **ف** وہ جل کر کوئلہ ہو گئے ہوں گے پھر خدا کے تعالیٰ ان لوگوں
 کو ایک نہر میں ڈال دے گا جنت کو دروازوں پر ہوگی جس کا نام نہر الحیوۃ ہے وہ اوس میں اپنا جلد
 تر و تازہ ہوں گے جسیر دانہ پانی کے بہاؤ میں کوڑے کچرے کی جگہ پر آگ آتا ہے (زور سے بہاؤ
 کر) تم دیکھتے ہو وہ دانہ کہی پتھر کے پاس ہوتا ہے کہی دجنت کے پاس اور جو آفتاب کے رخ پر
 ہوتا ہے وہ زرد یا سنبرادگتا ہے اور جو سائے میں ہوتا ہے وہ سفید رہتا لوگوں نے کہا یا رسول
 اللہ آپ لوگو یا جنگل میں جاؤ روں کو چا پائیے میں رکھ دوں گا سب ل جاتے ہیں (پھر آپ نے
 فرمایا وہ لوگ اوس نہر سے سوتی کی طرح چلتے ہوئے نکلیں گے اُن کے گلون میں پٹے ہوں گے
 جنت والے اور ان کو بچان لیں گے اور کہیں گے یہ اللہ تعالیٰ کے آؤ کیے ہوئے ہیں اُن کو
 خدا نے جنت دی پیغمبر کسی عمل یا پہلائی کے پھر فرماوے گا جنت میں جاؤ اور جس چیز کو دیکھو

ویکہ وہ تمہاری ہے وہ کہیں گے اگر بھگوان کو نے ہکوانا کچھ دیا کہ اوتا کسی کو نہیں دیا سارے
 جہان والوں میں اللہ تعالیٰ فرما دیا ابھی میرے پاس تمہاری لیے اس سے بڑھ کر ہے وہ کہیں گے اسے
 رب ہوا اس پاس سے بڑھ کر کیا ہے اللہ تعالیٰ فرما دیا کہ میری رضا مندی اب میں تم پر کبھی غصہ نہ ہوگا
 وقت سبحان اللہ کی رضا مندی تہی بڑی نعمت ہو کہ بہشت کی سب نعمتیں اس کے سامنے
 بے حقیقت ہیں جو ان مردوں ہی ہے جو اپنے مالک کی رضا مندی کا طلب گار ہو اور ہر حال میں اس کا
 شکر گذار رہیں **عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَالًا يَخْذُلُونَ فِي رُؤْيَا لَمْ يَكُنْ إِذَا كَانَ يَكُونُ حَقُّهُ فَلَمَّا لَا يَسْتَعْمِلُ الْكَلِمَاتِ حَتَّى
الْقَضَى خَلَعَ دَعْوَهُ وَخَوَّضَ حَتَّى حَفِصَ بْنِ مَيْسَرَةَ وَذَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ بِغَيْرِ عَمَلٍ
عَمَلٍ لَمْ يَكُنْ قَدْ مَرَّ كَمَا يَقَالُ لَهُمْ كُنْتُمْ تَأْتُوا بَكُمْ وَرَحِمَهُ مَعَهُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ
بَلَّغْنِي بِأَنَّ الْبَشِيرَ أَذْنُ مِنَ الشَّعْرِ وَأَحَدٌ مِنَ الشَّيْءِ وَلَكِنَّ فِي حَدِيثٍ الْبَشِيرَ يَقُولُونَ
رَبَّنَا أَعْصِمْنَا مَا نَحْمُ نَقُطُ أَحَدًا مِنَ الْخُلُوعِ وَمَا يَجِدُ مَا قَاتِلَ عَيْنِي بِنُحْتًا دِه
 ترجمہ دوسری روایت بھی ابوسعید خدری سے ایسی ہی ہے اس میں ہے کہ ہم نے کہا یا رسول
 اللہ کیا ہم اپنے مالک کو دیکھیں گے آپ فرمایا تم کو کچھ حرج ہوتا ہے سوچو دیکھنے میں جیسا
 دن ہو تم پر کہا نہیں اور بیان کیا حدیث کو اخیر تک اتنا زیادہ ہے اس عبارت کو بعد ازاں کو خدا
 نے جنت دی بغیر کسی عمل یا پہلائی کے اور کہ کہا جاوے گا جو تم دیکھو وہ تمہارا ہے اور اتنا
 ہے اور ابوسعید نے کہا مجھے یہ حدیث پہونچی کہ پل بال سے زیادہ باریکہ ہوگا اور تلوار سے زیادہ
 تیز ہوگا اور لیس کی روایت میں یہ نہیں ہے کہ وہ کہیں گے اگر بھگوان کو نے ہکوانا کچھ دیا جو
 سارے جہان والوں میں کسی کو نہیں دیا **عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
حَفِصَ بْنِ مَيْسَرَةَ أَنَّ الْخُدْرِيَّ ذَادَ لَقَاصَ شَيْءًا ثُمَّ جَمَعَ اس روایت کہ بھی
 وہی ہے جو اوپر گزرے مگر کچھ کم بیش ہے **وَالْأَمْرُ بِالنَّاسِ**
وَالْخُلُوعِ مِنَ الْمَوَاحِشِ مِنَ النَّاسِ شَفَاعَتِ ثَبُوتِ اور مردوں کا جہنم سے نکال جانا **وَالْأَمْرُ**
 قاضی عیاض نے کہا بہشت کے درجے یہ کہ شفاعت عقلاً جائز ہے اور شرعاً اور ثبوت اس آیت سے ہے

الجنة يدخل من تحت ارجل حمير من يدخل اهل النار النار كذا يقول انظر من تحت جرد كثير في قلوبهم
من قال حبة من خرد كل من ايمان فاحرقه جوه فخرجون منها حوما قد اضمحلت وانما يكون
في خرد الحيوه ارا الحياه فينبون فيه كما تذب الحبة الواجاء السيل الكثر من دها
كيف تحج صفر امك عوبه ترجمه ابو سعيد خدری روایت ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
الجنة والون کو جنت میں لیاوے گا جسکو چاہیگا اپنی رحمت سے اور دوزخ والون کو دوزخ میں لے جاوے گا پھر
فرمایا دیکھو جسکو دل میں رالی کے دانے برابر ہی ایمان ہو اسکو دوزخ سے نکال دودہ لوگ نکلیں گے گوئلہ
کی طرح جلہوے پھر ڈالے جاویں گے نہر الحیوہ یا نہر الحیاوین (یہ شک و نام مالک کا جو راوی میں اس
حدیث کے اورون کی روایت میں نہر الحیوہ ہے بغیر شک کے) اور ایسا اوٹیں گے اسین جسیر دانہ بیا کے ایک
طرف اوگ آتا ہے کیا نے اسکو نہیں دیکھا ایسا روٹیا ہوا اوگٹا ہے عین غیر دین بخیر بھٹکا
اکسناد و قال لیکون فی خرد و قال کہ الحیاہ کو کہ یثکا فی خرد یثکا لیکے ما تبت
الغناء فی خرد السیل فی خرد یث وھی کے ما تبت الی یث فی خمدیہ اوجیکہ السیل
ترجمہ اس روایت کا بھی وہی جو اوپر گزرا اسین یہ ہے کہ وہ لوگ ڈالے جاویں گے ایک نہر میں
جسکا نام حیاہ ہوگا اور شک نہیں کی اور خالد کی روایت میں جیسے کوڑا کچرا بیا کے ایک طرف اوگ
آتا ہے اور وہ سب کی روایت میں جیسے دانہ کالی سٹی میں جو بیا میں ہوتی ہے اوگ آتا ہے یا اس سٹی
میں جسکو باقی بھا کر لاتا ہے عین الی سعید الحدیثی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما ملأ اهل النار الذین طرہا کانا ہم لا یومنون فیہا ولا یحییون ولا یموتون اصابتهم
النار من فوقہم اذ قال جنایا ہم کانا فہم اللہ امانتہ حتی اذ کا دوا فہما اذن یا
لشفاعہ فحیی بہم صبا و صبا و کتبنا علی الخار الحشر کثر فیک یا اهل الجنة فیصنوا
علیکم فینبون نبات الحبة نکو فی خمدیل السیل فقال رجل مقیر القوم کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قد کان فی البادیۃ ترجمہ ابو سعید روایت ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا وہ لوگ جہنم والے ہیں (یعنی ہمیشہ مان نہر کے لیو میں جسکو کافر اور شرک) وہ تو نہر میں نہر حسین
کیکن کچر لوگ جو گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں جاویں گے انکار انکو مار کر گوئلہ بنا دیگی پھر اجازت ہوگی
شفاعتہ کی فتا نو دیئے کہ اسنہ حدیث کا یہ ہے کہ جو لوگ کافر ہیں اور جہنم میں ہمیشہ رہنے کے مستحق ہیں

یہ کہیگا کیا تو مجھ سے کہا کرتا ہے یا بسنی کرتا ہے بادشاہ ہو کر **ف** سخریہ اور خنک میں تنگ ہو راوی کو اور خنک
 دوسری راوی میں ہوا دھو اور وہ غیب میں ہے نہ نقص پھر خنک کی صفت ہو میں کوئی مانع نہیں اور
 وہ مثل اور صفات اسی کے ساتھ نہیں مخلوق کی صفات کو تو دسی نے کہا تہا کہ نیکے معنوں میں خنک
 ہے اور ہمیں کئی قول میں ایک یہ جو امام مازری سے منقول ہے کہ یہ بر طریق مقابلہ کے ہر سلیقہ اس کے اللہ
 تعالیٰ سے کئی باوجود کیا اب کچھ نہ مانگوں گا پھر اپنے اقرار کے خلاف کیا اور لگا مانگنے تو نہیں ٹہنے کے ہوا
 اب شخص یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا خوبت میں جا اور تیری لیے یہ یغیتین میں ایک قسم کا ٹھکانا ہے یعنی اس
 کے شہر کا بدلہ ہو تو ٹھہرے کے بدلے کو مجازاً تہا کہا اور طلب ہے کہ کیا تو بدلہ دیتا ہے میرے شہر کا بادشاہ ہو کر
 دوسرے قول یہ ہے کہ مراد اس کو نفی ہے یعنی میں جانتا ہوں کہ تون ٹھکانہ کر گیا بادشاہ ہو کر لیکن تعجب یہ ہے کہ مجھ
 مالک کو اتنی بڑی نعمتیں ملیں مگر اس قول یہ ہے کہ اس شخص کے زبان قابو میں نہ رہی اور وہ خوشی میں
 ایسا بھول گیا کہ نگاہ باتیں کرے ہمیں دنیا میں ایسے عمل میں کرتا تھا اور خدا کی طرف ٹھہر کی نسبت کر دے
 اور یا ایسا ہی جیسے اپنے دوسرے شخص کے ختمین فرمایا کہ وہ خوشی کے ماری اپنے ختمین روک سکا اور کہہ لگا
 تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب بن اور چاہیے تھا یہ کہنا کہ میں تیرا بندہ ہوں اور تون میرا رب اور خوشی کے
 وقت پر اختیار ہی میں اکثر ایسی بے موقع اور غلط باتیں زبان سے نکل جاتیں میں انتہی **ع** عبد اللہ
 بن سعد نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے یہاں تک کہ اگر دولت مبارک کہل
 گئے اور آپ فرمایا یہ سب کم درجہ کا منتی ہو گا **ع** عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وَأَكْبَرُ اِنِّي لَكُمُ خَيْرٌ خَيْرُ الْخَيْرِ وَجَاءَ مِنَ النَّارِ رَجُلٌ يَخْتَجُّ مِنْهَا حَقًّا فَيَقُولُ لَكَ اَنْظِرْنِي
 فَاَدْخِلْ الْجَنَّةَ قَالَ بَلَدْنَاهُ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَيَجِدُ النَّاسَ قَدْ اخَذُوا لَنَا ذُلًّا فَيَقُولُ لَهُ اَنْتَ كَرُّ
 الزَّمَانِ الَّذِي كُنْتُ فِيهِ فَيَقُولُ لَكُمْ فَيَقُولُ لَكَ تَصَدَّقْ فَيَتِمُّ فَيَقُولُ اَلَا لَيْتَ فَتَشْتَرِي رَعَسَ رَاةٍ
 اَضَاعَتْ الدُّنْيَا قَالَ فَيَقُولُ اَلَسْتَ خَيْرٌ يَا اَبْنَةَ الْمَلِكِ قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَصَحَّحَ حَتَّى بَدَلَتْ ذَوَاهُ ثُمَّ رَجَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ رَوَيْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ
 هُوَ اَوْ شَخْرُ كَوْجُوبٍ اَخْرَجَهُمْ مِنْ تَحْتِهَا وَهِيَ كَوْجُوبٌ هُوَ كَوْجُوبٌ هُوَ كَوْجُوبٌ هُوَ كَوْجُوبٌ هُوَ كَوْجُوبٌ
 كَمَا جَانِبَتْ مِنْ جَانِبِهِ كَمَا كَوْنُ سَبْغِ لَوْنٍ مِنْ جَنْبِ هَيْئَةٍ رَادُّ كَوْنٍ مَكَانٍ خَالٍ مِنْ جِبْهَتِهَا سَابِغٍ اَوْ كَمَا
 جَانِبُهَا نَجْمٌ يَدُورُ فِي زَمَانِهِ مِنْ تَوْتِهَا (یعنی وہ دور و غلی کلفت اور تنگی) وہ کہیگا ان یاد ہر ہر اس کے کہا جادگا

اچھا اب کوئی اور آرز و کر وہ آرز و کر ہو گا یہ سے اور وس دنیا کے برابر اور سے اور وس دنیا کے
 ایسا بار تیا لے کیا تو مجھے ہنسی ٹھہا کر تاسے بادشاہ ہو کر ایسے وس دنیا کے برابر مجھ کو دیتا ہے اور
 وہاں تو ایک چوٹا سا مکان بھی خالی نہیں (راوی نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کو دیکھا آپ ہنسی یہاں تک کہ آپ کے دانت کہل گئے) حدیث میں نواجذ کا لفظ ہے
 اور نواجذ اون دانتوں کو کہتے ہیں جو سبک آخر میں نکلتے ہیں جن کو غوام عقل کے دانت کہتے
 ہیں اور یہ دانت اسی وقت نکلتے ہیں جب آدمی زور سے ہنسی سے کہے **عَنْ ابْنِ مَعُودٍ أَنَّ رَسُولَ**
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَخْرَجَ مِنْ دَخْلِ الْجَنَّةِ رَجُلٌ فَهُوَ قِيَمِي مَرَّةً وَيَكُونُ مَرَّةً وَتَسْقَعُهُ
النَّارُ مَرَّةً فَإِذَا مَا جَاوَزَهَا التَفَتَ إِلَيْهَا فَقَالَ تَبَا لَكَ الْيَوْمَ هَبَانِي مِنْكَ لَقَدْ عَظَمَانِي
اللَّهُ شَيْئًا مَا أَعْطَاهُ أَحَدٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فَتَرَفَعَهُ شَجَرَةً فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ
أَذْنِي مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا سِتْرَ لِي بِظِلِّهَا وَأَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
يَا ابْنَ آدَمَ لَعَلِّي إِنْ أَعْطَيْتُكَ مَا سَأَلْتَنِي غَيْرَهَا فَيَقُولُ لَا يَا رَبِّ وَيُعَاهِدُهُ أَنْ
لَا يَسْأَلَهُ غَيْرَهَا وَرَبُّهُ تَعَالَى يَعْنِي دُهُ لَا تَبْرِي مَا لَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ فَيَذْنِي مِنْهَا
فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا ثُمَّ تَرَفَعَهُ شَجَرَةً هِيَ أَحْسَنُ مِنَ الْأُولَى
فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ أَذْنِي مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ لَا شَرِبُ مِنْ مَائِهَا وَأَسْتَظِلُّ
بِظِلِّهَا لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ أَلَمْ تَعَاهِدْنِي أَنْ لَا تَسْأَلَنِي غَيْرَهَا
فَيُعَاهِدُهُ أَنْ لَا يَسْأَلَهُ غَيْرَهَا وَرَبُّهُ تَعَالَى يَعْنِي دُهُ لَا تَبْرِي مَا لَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ فَيَذْنِي
مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا ثُمَّ تَرَفَعَهُ شَجَرَةً عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ هِيَ أَحْسَنُ
مِنَ الْأُولَى فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ أَذْنِي مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ لَا سِتْرَ لِي بِظِلِّهَا وَأَشْرَبُ مِنْ
مَائِهَا لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ أَلَمْ تَعَاهِدْنِي أَنْ لَا تَسْأَلَنِي غَيْرَهَا قَالَ بَلَى
يَا رَبِّ هَذِهِ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا وَرَبُّهُ تَعَالَى يَعْنِي دُهُ لَا تَبْرِي مَا لَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ فَيَذْنِي مِنْهَا
فَإِذَا أَدْنَاهُ مِنْهَا فَيَسْمَعُ أَصْوَاتَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ ادْخُلْنِي فَيَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ مَا تَعْبُرُ
مِنْكَ أَيْرُخِيكَ أَنْ أُعْطِيَكَ الدُّنْيَا وَمِثْلَهَا مَعَ فَيَقُولُ يَا رَبِّ تَسْتَهْزِئُ بِي وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ
فَيَقُولُ فَقَالَ لَا تَسْأَلُونِي مِنْ أَصْحَابِكُمْ فَالْوَأَمُ تَصْنَعُكَ فَقَالَ هَكَذَا أَمْلِكُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَرَّ بَيْنِي وَبَيْنَ الْعِلْمِ رَجُلَانِ قَالَ أَسْتَحْضِرُ مِنْهُمَا مَنْ دَانَتْ لَهُ الْعِلْمُ بَيْنَ
 جَدِيدٍ قَالَ أَسْتَحْضِرُ مِنْهُمَا رَجُلَانِ يَقُولُ إِنَّ الْإِسْلَامَ كَمَنْ هُنَا وَكَأَنَّ مَنَا أَسْأَلُ فَأَوْدُ حَرَمِهِ
 عبد الله بن عمرو بن أبي سلمة رسول الله عليه وسلم نے فرمایا ہے آخر جو نبی میں نا دیگا وہ ایک شخص ہوگا جو ہر گاہ کہ
 اور نہ کہ ہر گاہ کہ اس کو ہلائی جاوے گی جسے نوح سے پہلے ہر باوجود کہ تو پیچھے نہ کرے اس کو و ہر گاہ کہ ایک ہی ریکٹ دالہ
 وہ صاحب شہر و تجارت دی مجھ کو تجھ پر بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اتنا دیا کہ دیکھ کسی کو نہیں دیا نہ اٹھوں میں نہ پہچانوں میں
 پہلے اس کو ایک صفت کہ ہلائی دیگا وہ کہیگا اے ای مجھ کو نزدیک کر دو اس درخت کے میں آکھتے سایہ میں بہوں اور اس
 پانی بہوں اس وقت کہ فرمائیگا اے آدم کے پیچھے اگر میں تیرا سوال نہ کروں تو اس سوال کرے گا کہ ہر گاہ کہ نہیں اس کے سیر اور
 عہد کرے گا کہ بہترین کوئی سوال نہ کروں گا اور اللہ تعالیٰ اس کا غرض قبول کرے گا اس لیے کہ وہ اسی نعمت کو دیکھتا ہے جس سے
 صبر نہیں ہو سکتا یعنی انسان صبر ہے وہ جب تکلیف میں مبتلا ہو اور عیش کی بات دیکھ تو بے اختیار اس کی خواہش
 کرتا ہے آخر اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے نزدیک کرے دیگا وہ اس کو سامنے میں ہر گاہ اور دن کا پانی پئے گا پہلے اس کو
 ایک درخت کہ ہلائی دیگا جو اس سے پہلے چاہا ہوگا وہ کہیگا اے ہر دو گار مجھ کو اس درخت کے نزدیک پہنچا دو میں اس کا
 پانی بہوں اس کو سامنے میں آکر میں اس سوال نہ کروں گا اور اللہ تعالیٰ فرمائیگا اے آدم کے پیچھے تو نے عہد نہیں کیا
 تھا کہ میں بہر سوال نہ کروں گا اور جو میں تجھے اس درخت کے پہنچا دوں تو بہر تو اور سوال کرے گا وہ آخر کرے گا کہ نہیں
 بہترین اور کچھ سوال نہ کروں گا اور اللہ تعالیٰ اس کو معذور کرے گا اس لیے کہ اس کو صبر نہیں اس نعمت پر جو دیکھتا ہے
 تب اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے نزدیک کرے دیگا وہ اس کو سامنے میں ہر گاہ اور دن کا پانی پئے گا پہلے اس کو ایک درخت
 کہ ہلائی دیگا جو نبی کو مراد کرے کہ ہر دو گار مجھ کو اس درخت کے نزدیک پہنچا دو میں اس کا پانی پئے گا پہلے اس کو
 بیشک کہ اس پہنچا دو میں تاکہ میں اس کے سایہ تلے بہوں اور دن کا پانی بہوں اب میں اس کچھ سوال نہ کروں گا اور اللہ تعالیٰ فرمائیگا
 گا اے آدم کے پیچھے کیا تو اقرار نہیں کرے گا کہ اب میں اس کچھ سوال نہ کروں گا وہ کہیگا بیشک میں اقرار کرے گا کہ نہیں
 لیکن اب یہ سوال پوچھ کر دے تجھ میں اور کچھ سوال نہ کروں گا اور اللہ تعالیٰ اس کو معذور کرے گا اس لیے کہ وہ دیکھتا ہے
 ان نعمتوں کو جن پر صبر نہیں کر سکتا آخر اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے پاس کرے گا جب اس درخت کے پاس جاوے گا جو نبی
 دالوں کی آواز میں سنے گا اور کہیگا اے رب سیر مجھ کو جنت کے اندر پہنچا دے اللہ تعالیٰ فرمائیگا اے آدم کے پیچھے
 تیرا سوال نہ کروں کہ تیرا نام کیسی یعنی تیری خواہش کس وقت ہوگی اور یہ بار سوال کرنا کیونکر نہ ہوگا پہلے تو اس پر
 ہے کہ میں تجھ کو ساری دنیا کے بار بہوں اور اتنا ہی اور دن کے ہر گاہ کہ اس کے سیر مجھ کو جنت کے اندر پہنچا دے اللہ تعالیٰ فرمائیگا اے آدم کے

پھر عبداللہ بن مسعود فرمے کہ اگر اللہ تعالیٰ اس کو ہاتھ پیر چھینے نہیں جس میں کیوں ہنستا ہوں لوگوں پر چڑھا کیوں ہنستا ہوں ہم انہوں
 نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی اس طرح (اس حدیث کو بیان کر کے) ہنستا تو لوگوں پر چڑھا آپ کیوں ہنستا ہوتا
 رسول اللہ اپنے فرمایا رب العلیین کے ہنستا میں ہی ہنستا ہوں جبکہ بندہ یہ کہو گا کہ توں مجھ پر ہنستا کرتا ہے سارے
 جہان کا مالک ہو کر تو پروردگار سمجھ گیا (اوس کی نادانی اور بیوقوفی پر) اور فرما دیا میں ہنستا نہیں کرتا (ہنستا اور
 مذاق سے لائق نہیں بلکہ تو بندوں کو لائق ہے) بلکہ میں چاہتا ہوں کہ اسکا ہونے پر ہر دو دنیا کے
 برابر دنیا کو ن سائنس کا کام ہر چیز تو نے تعجب کیا اور اسکو ہنسی اور مذاق سمجھا وہ خدای کریم ایسا قادر مطلق ہے
 کہ لاکھوں کڑوڑوں دنیا اس کے مثل ایک دم میں بنا سکتا ہے بلکہ اب ہزاروں لاکھوں دنیا ہماری زمین کے
 برابر اور اس سے لاکھوں حصہ ٹہری اسکی سلطنت میں موجود ہیں یہ حدیث اگرچہ بتیوں کے حال میں وارد ہے
 پر دنیا میں اس حدیث پر غور کرنے سے ٹہرے بڑے فائدہ و حاصل ہو سکتے ہیں ادنیٰ میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ طبع اور حوصلہ
 بے صبری کی کوئی انتہا نہیں اگر خزانہ قارون ہی انسان کو ملجاوے یا مفت کشور کی سلطنت ہی پا جاوے
 تب بھی اوس سے زیادہ کی حرص ہوگی اسلیئے انسان کو لازم ہے کہ اول ہی سے طبع اور حرص کی خرابی کا دیوہ اور
 حسد و رخصا دیوی اسی کو بہت خیال کر کے اوس میں خصل اور مکن ہے ورنہ مفت زنگی برباد ہوگی اور ساری عمر
 رنج اور تکلیف میں رہتا رہے گا **حدیث** اَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ
 اَدْنٰ اَصْلَ الْبَشَرَةِ مِّنْ لَّدُنْكَ حُرُوفَ اللّٰهِ وَجَعَلَ كَعَمَلِ الْاَقْرَبِ قَبْلَ الْحِجَةِ وَمِثْلُ كَسْتَعْبَدَ ذَاتَ ظِلِّ فَقَالَ
 اَيُّ رَسُوْلٍ مِّنِيْ اِلَى الْخَلْقِ الْبَشَرَةِ اَمْ كُنْتُ فُضِّلْتُ لَهَا وَكَانَ الْاَحَدُ يَتَخَوَّضُ حَدِيْثِيْ اَبْرَئِيْلُ فَقَالَ كُنْتُ
 فَيَقُوْلُ يَا اَبْنَا اَدَمَ مَا يَصْرُفُنِيْ مِنْكَ اِلَى الْاَحَدِ الْاَحَدُ يَتَخَوَّضُ حَدِيْثِيْ وَكَانَ اَدِيْفُ رَسُوْلٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ فَقَالَ كُنْتُ لَكَ اَزَادَا
 اَنْقَطَعَتْ بِرَاكُمَا يَوْمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هُوَاكَ وَخَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ قَالَ الْاَحَدُ يَتَخَوَّضُ حَدِيْثِيْ بَيْتِيْ مَقْدَحُ لِيْ عَلَيْهِ
 ذَوْجَتَا كَا حَمَلِ الْاَحَدِ الْاَحَدِ يَتَخَوَّضُ حَدِيْثِيْ اَللّٰهُ اَحْيَاكَ لَنَا وَاَحْيَاكَ اَنْتَ قَالَ فَيَقُوْلُ مَا يَهْوِيْ لَكَ اَلْحَدُ
 هٰذَا مَا اَعْطَيْتُ ثُمَّ حَمَمَهُ الْوَسْعِيْدُ خُدْرِيْ وَرَوَيْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَا يَرَايَا
 سو کہ درج کا جنبی وہ ہے جس کا ساتھ اللہ تعالیٰ جنہم کی طرف سے پیر کر حبت کی طرف کر دیا اور سو کہ ایک خصلت کہ ہر ایک
 کا سایہ دار وہ کہیگا اسے رب میرے مجھ اس خصلت کے پاس لیجا میں اسکو سایہ میں ہوں گا اور بیان کیا حدیث کو
 اسی طرح جسے عبداللہ بن مسعود بیان کیا اگر اوس میں نہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرما دیا اے آدم کے بیٹے میرے سوال کے لئے
 چیز تمام کر گئی آخر تک تا زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اوسکو باوجود لاویگا فلان چیز مسلمان چنیر کی آمد کو کہان تک کہ

میرے اللہ تعالیٰ فرمایا تو یہ بھی لے اور کس جس اس سے زیادہ لے اور جو تیرا جی چاہے
 تجھ کو بھلائے دیکھو میں وہ لے وہ کہیں گے میں رضی ہو گیا ایسا کہ میرے حضرت موسیٰ نے دیکھا ہے
 نبی اور جو والا بنتی کوں ہے اللہ تعالیٰ کو فرمایا وہ تو وہ لوگ ہے جنکو میں نے خود چنا اور انکی بزرگی
 اور عزت کو میں نے اپنا تھ سے جایا اور اس پر ہر آدمی کسی اٹھنے نہیں دیکھا کسی کان سے سنا
 کسی کے دیکھ کر (جو انکے لیے تیار ہے) اور انکی تصدیق کرتا ہے وہ جو کلام اللہ میں ہے فلا
 تعلم نفس الا انی لخصم من قریة اعدین الا یہ یعنی کوئی نہیں جانتا جو چھپا کر رکھا گیا ہے انکے
 لیے انکی آنکھوں کی ٹھیک خبر تک عن المغيرة بن شعبه یقول لیلۃ لیلۃ ان مؤمنی علیہ
 السلام سئل اللہ تعالیٰ عن اهل الجنة فاجابوا انما اهل الجنة وساق الحديث بخلاف ترجمہ مخیر
 شعبہ کہتے تھے کہ حضرت موسیٰ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا ہے کہ تم جنتی کو بھربان کیا
 حدیث کو اسی طرح جیسے اوپر گزری عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی
 کما کما اخر اهل الجنة دخوک الجنة واخر اهل النار اخرن جہنم کما رجل یؤتی یوم القيمة
 فیقال اعرضوا علیہ صغار ذنوبہ وارفعوا عنہ کبارہا فعرض علیہ صغار ذنوبہ فیقال عجلت یوم کذا اولکذا
 کذا وعجلت کذا اولکذا اولکذا اقول انہ لا یستطیع ان یشکر وهو مشفق من کیا ذنوبہ ان تعرض علیہ فیقال ان
 لك مكان کل سبئة حسنة فیقول رب قد عجلت اشیاء کذا اهاها هنا فافقد رأیت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما کنت حدیثت نواجل کذا ترجمہ ابو ذر رضی سے روایت
 ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جانتا ہوں اس شخص کو جو سب کے بعد جنت میں جاوے گا
 اور سب کے بعد روز سے جلیگا وہ ایک شخص ہوگا جو لایا جاوے گا قیامت کے دن پھر حکم ہوگا پیش کرو
 اس کے ہلکے گناہ اور مست پیش کرو اس کے بھاری گناہ تو پیش کیے جاویں گے اس پر ہلکے گناہ
 اس کے اور کہا جاوے گا فلا نے روز تو نے ایسا کام کیا فلان روز یہ کام کیا وہ قبول کریگا انکار نہ کرے
 گا اور دوسرے گناہ بھاری گناہوں سے لیکن وہ پیش نہ ہوں حکم ہوگا ہنسنے تجھے ہر ایک گناہ کے بدلے
 ایک نیکی دی وہ کہے گا نا کہ سیر میں نے اور بھی کچھ کام کیے ہیں گناہ کے جنکو میں بیان نہیں
 راوی نے کھا میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ ہنس رہا تھا کہ آپ کی دہریں کھل
 کھل گئیں عن ابن عباس یہاں ایک سند ترجمہ پیش ہے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے

جبر اور کفری علیٰ الزبر انہ سمیع جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ یسأل عن الودع فقال انما
 نحن یوم القیمۃ عن کذا وکذا النظر اذ ذلک فوق الناس قل ندعی الودع یا وثاقنا فما
 کانت تبدل الاول فاولا ولا تبدل یقارنا بعد ذلک فقول من یبصر ون فبقولون ننظر
 ربنا عن وجہ فیقول انا ربکم فبقولون حق ننظر الیک فیجلی لہم بصرک قال فیطلق
 بصرہم فیبصرون ویعط کل انسان منہم مائة اوفیون وراثة یلحقونہا وعلی جبرہم
 کلم لیب وحسک تاخذ من شاء اللہ ثم یطعم الودع المناقین ثم یخول للودعون وتنبی اول
 ذمہ ووجہہم کالبر لیلہ البدن سبعون الف لا یحاسبون ثم الذین یلونہم کما ضوئہم
 فی الساء ثم لذلک ثم یحل الشفاعة ویشفعون حتی یخرج من النار من قال لا الہ الا اللہ
 وکان فی قلبہ من الخیر ما یرن شجرة فیجعلون بقاء الجنۃ ویجعل اهل الجنۃ یرشون
 علیہم الماء حتی یتبوا نبات الشری فی السیل ویدنہا بخر اذ ذلک یسأل حتی یجبر
 لہ الدنیا عشر امثالہا معھا ثم جبرہ ابوالبر نے سنا جابر بن عبد اللہ انصار سے
 روایت ہوئی ہے جابر ابورسول کی شرط یہ نہیں مگر انہوں نے بیان کیا اسکو اسلیے کہ وہ سند مروی ہے
 دوسرے طریقے سے اور خود امام سلم نے اسکے زعم پر تنبیہ کی ہے چونکہ ابی شعبہ کی روایت اور بیان کیا ہے اسکا
 اسناد اور سماع رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اسنو چونکہ لوگوں کے آنکھ حال قیامت گردن انہوں
 نے کہا ہم آوین کے قیامت کے دن اس طرح سے دیکھیں یعنی یہ اور پر سب آدمیوں کے ساتھ
 نے کہا اس مقام پر آدمی (غلطی اور تحریف اور غلط کیا ہو اور اتفاق کیا ہے ہر شخص میں اور تاخرین کے لئے اور
 یہ غلطی ہے لکھنے والی کے قاضی عیاض نے کہا حدیث کی عبارت تمام سخن میں ہی ہے یعنی عن کذا وکذا
 النظر اذ ذلک فوق الناس جبکہ ترجمہ بیان ہو لیکن مطلب معلوم نہیں ہوتا اور صحیح عبارت یوں ہو چکی کہ ہم
 ہی روایت کیا بعض انویسٹے اور ابن ابی شیمہ کی کتاب میں کعب بن مالک سے مروی ہے یحشر الناس فی
 القیمۃ علی تل واحد علی تل یخرجہم کیہ جابر بن کعب قیامت کے دن ٹیڈو پیر اور میری سنیہ کی شیعہ پر ہر
 اور کوم بھی شیعہ کو کہتے ہیں اور اونچی زمین کو جو ٹیکر کی طرح جوقی میں طبری نے اپنی تفسیر میں ابن ہریرہ کی روایت
 سے بیان کیا کہ پھر جبرہ میں گئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ہمت ایک شیعہ پر سب لوگوں کے اور قاضی عیاض
 نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مروی سے کوم کا لفظ پڑنا نہ گیا یا مٹ گیا ہو گا تو اسنے کذا وکذا اسکے بدلے

تَنْظُرُونَ

فَيَبْصُرُونَ

اللَّهُ تَعَالَى
يُظَنُّ

مکہ پر اسکی تفسیر کی اسی فوق الناس سے اور انظر کا لفظ تنبیہ کے لیے ممان لکھ دیا بقیہ نقل کرنے والوں نے بعینہ اس عبارت کو نقل کر دیا اور انظر کو بھی حدیث میں شریک کر دیا واللہ اعلم **فتا** پھر بلالی جاوینگو اسیں اپنی اپنی تہون اور سجدوں کے ساتھ پہلی امت پھر دوسری امت بعد اُس کے ہمارے پروردگار اور ویکھا اور فرما ویکھا تم کو دیکھ رہے ہو (یعنی امت محمدی سے مخاطب ہو کر ارشاد فرما ویکھا وہ کہیں گے ہم اپنے پروردگار کو دیکھ رہے ہیں) (یعنی اُسکے منظر میں) پروردگار فرما ویکھا میں تمہارا مالک ہوں وہ کہیں گے ہم تجھ کو دیکھیں (تو معلوم ہو) پھر مکلائی ویکھا پروردگار اوں کو نہ سنا ہوا اور اُنکے ساتھ چلے گا اور لوگ سب اُسکے پیچھے ہوں گے اور ہر ایک آدمی کو خواہ وہ منافق ہو یا سون ایاکوں بلیکا لوگ اُسکے ساتھ ہوں گے اور جہنم کے پل پر آٹھوے اور کانتے ہوں گے وہ پگڑ لین گے جنکو خدا چاہیگا بعد اُسکے منافقوں کا نور چھہ جاوینگا اور مومن نجات پاویں گے تو پہلا گروہ مومنوں کا اُنکے موبہ چوہو میں رات کو جانے کے سے ہوں گے ستر نرا آدمی نکھا ہوگا جن سے نہ حساب ہوگا نہ کتاب **فتا** اور وہ بے پوچھے پچھے کے جنت میں داخل ہوں گے بخاری کی روایت میں ہر یہ دو لوگ ہوں گے جو نہ مکر کرتے ہیں اور نہ بد فعل لیتے ہیں اپنے پروردگار پر پھر ہر ایک سے یہی **فتا** اُنکے بعد کا گروہ خوب چمکتا مار کو کھیرم ہوں گے پھر اُنکے بعد کا اُنسے اُنکر یہاں تک کہ شفاعت کا وقت آدینکا اور لوگ شفاعت کریں گے اور جہنم سے نکالا جاوینگا وہ شخص بھی جس نے لا الہ الا اللہ کہا تھا اور اُسکے دل میں ایک جو بار بھی نیکی اور بہتر تھی یہ لوگ جنت کے آگن میں ڈال دیے جاوینگے اور جنتی لوگ اپنی اپنی چمکین گے وہ سطح پندیں گے جیسے جھاڑ پانی کے بہاؤ میں پنیست ہے اور اوں کی سوزش اور جلن بالکل جاتی رہے گی پھر وہ سوال کرنے کے واسے اور ہر ایک کو اتنا بلیکا جیسے ساری دنیا بلکہ بس دنیا پر ابھرتی جانا بد **عن عبد اللہ بن مسعود** عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **یا ذینہ یقولہ ان اللہ عز وجل یخرج ناسا من النار فینظرہم** النجۃ ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے انہوں نے سنا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہوئے دیکھا اللہ تعالیٰ چند لوگوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں لے جاوینکا اور وہ لوگ **ذینہ یقولہ ان اللہ عز وجل یخرج ناسا من النار فینظرہم** سار بن عبد اللہ بن مسعود عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **ان اللہ عز وجل یخرج ناسا من النار فینظرہم** قال ثم ترجمہ ابن زبیر سے روایت ہے کہ میں نے عمر بن خطاب سے سنا ہے کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ چند لوگوں کو جہنم سے نکالے گا شفاعت کی وجہ سے انہوں نے کہا ان

[illegible]

نہ

ذاتی

کائنات

وَقَالَ

فَقَالَ

تو جہنم میں لے گیا تو نے ہنگو رسو کیا اور فراموش ہے جہنم کے لوگ جب وہاں سے نکلنا چاہیں گے تو یہی
 اسی میں ڈال دیا وہاں بیٹھے ہیں وہاں آیتیں خارجہ کی لیل میں کچھ دنوں میں جا کر پہنچ کر ان
 سے نہ نکلے گا حالانکہ آیتیں ان کا فروں اور شرکوں کے باب میں ہیں جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے
 اب ہم کیا کہتے ہو انہوں نے کہا تو نے قرآن پر مباح ہے میں تمہا ان انہوں نے کہا ہر تو نے حضرت
 نور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سنا ہو لینے وہ مقام جو اللہ تعالیٰ انکو قیامت کرور عنایت فرما دیکھا
 جس کا بیان اس آیت میں ہے وَعَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا) میں نے کہا ان میں نے سنا ہے انہوں
 نے کہا ہر وہی مقام محمود ہے جس کے وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہا سے انکو قیامت کرور عنایت فرما دیکھا
 گا پھر بیان کیا انہوں نے طے کرنا حال اور لوگوں کے گزرنے کا اس بل پر سے اور مجھے ڈر ہے یاد
 نہ رہا ہو یہ مگر انہوں نے یہ کہا کچھ لوگ دوزخ سے نکالے جاویں گے آئیں جانے کے بعد اور وہ
 اس طرح ہو جائیں گے جیسے انبوس کی لکڑیاں (سیاہ چل رہی ہیں) حدیث میں ماسم کا لفظ ہے
 جو جہم ہے مسم کی اور مسم کہتے تل کو اسکی لکڑیاں ہوتی ہیں انہوں نے کہا ہر وہی جہم کی اور بعضوں نے کہا
 یہ لفظ اصل میں ماسم تھا پہلے تو لکھتے ہو کہ ماسم ہو گیا اور ماسم کہتے ہیں ایک سیاہ لکڑی کو مثل انہوں
 کے اور بعضوں نے کہا ماسم کہتے ہیں انبوس کو (نوروی مختصر) اب ہر جہم کی ایک نہر میں جاویں
 گے اور وہاں غسل کریں گے اور کچھ کپڑے سفید ہو کر نکلیں گے۔ یہ سنکر ہم لوٹے اور ہم نے کہا خرابی
 ہو تمہاری کہ یہ بڑھتا چھوٹ باذہب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دیکھنے وہ ہرگز
 جہم سے نہیں ہوتا پھر تمہارا مذہب غلط نکلا اور ہم سب بھڑکے اپنی مذہب سے مگر ایک مختصر
 پہر ایشا یہ ایسا ہی کہا ابو نعیم فضل بن دکن سے عَمْرُو بْنُ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا جِئْتُ مِنَ النَّارِ أَرَيْتُهُ قِيعًا ضَوْوًا عَلَى اللَّهِ تَعَالَى فَيَلْفَظُ أَحَدُهُمْ قِيعًا رَأَيْتُ إِذَا
 اسْتَرَجَعْتُ مِنْهَا فَلَا تَبْقَى فِيهَا قِيعَةٌ وَاللَّهُ مِنْهَا تَرَجَعْتُ مِنْهَا تَرَجَعْتُ مِنْهَا تَرَجَعْتُ مِنْهَا تَرَجَعْتُ مِنْهَا تَرَجَعْتُ مِنْهَا
 سے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ سے چار آدمی نکالے جاویں گے پہر وہ پیش کیے جاویں گے خدا کے سامنے
 ان میں سے ایک جہم کی طرف دیکھ کر کہے گا اے مالک پھر جہم سے نکلوں تمہا سے دی اس سے تو اب پھر مسم کی
 اللہ تعالیٰ انکو نجات دے گا جہم سے عَمْرُو بْنُ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَهَنَّمُ
 اللَّهُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقْعَمُونَ لِلذَّكَرِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَيُلْهَمُونَ لِلذَّكَرِ فَيَقْعَمُونَ

فَلَا تَبْقَى فِيهَا

اللَّهُ تَعَالَى

چیز چیرون کو الود تعالیٰ نے اپنے خاص لفظ مبارک سے بنایا ہے انکو بزرگی دینے کو ایک نین سے حضرت
 آدم علیہ السلام میں دوسرے نور سے کو خلق نو پر اپنے ہاتھ سے لکھا تھا تیسرے جنتہ العدن میں درخت
 اپنے ہاتھ سے لکھے یوں کہ سب چیزیں خدا کے حکم سے پیدا ہوئیں پر ان چیزوں کو خدا نے اپنی خاص بات
 بنایا جسے حدیث میں وارد ہے پر خدا کا لفظ ویسا ہی مقدس اور بے شبہ اور نظیر ہے جسے انکی ذات مقدسہ
 جل شانہ اور اپنی روح (یعنی اپنی پیدا کی ہوئی روح) تم میں پہنچی اور فرشتوں کو حکم کیا تمکو جو
 کرین انہوں نے سجدہ کیا تمکو تواجیم کو کون کی سفارش کرو الود تعالیٰ کو پاس و آرام دیو سے کہا جو حکم کی
 تکلیف سے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنے گناہ کو یاد کر کے خدا تعالیٰ کی شرمین کے گناہ
 کیا تھا اس درخت میں سے کھانا جس سے الود تعالیٰ نے انکو منع کیا تھا۔ تو وہی نے کھا علماء نے اختلاف کیا
 ہے کہ چیرون سے گناہ صادر ہوتے ہیں یا نہیں اور قاضی عیاض نے اس بحث میں ایک مختصر تقریر
 کی ہے وہ یہ کہ نبوت کو لے کر نبوت نہیں ہو سکتا بلکہ وہ معصوم ہیں کفر سے لیکن نبوت سے
 پہلے تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ نبوت سے پہلے بھی وہ کفر سے معصوم ہوتے ہیں اب یہ
 اور گناہ جو کفر سے کم ہیں تو کبیرہ گناہ سے بالاتفاق وہ معصوم ہیں اور سیطرح ان غلطیوں سے جو تبلیغ
 رسالت میں ہوں قولاً یا فعلاً یہ مذہب ہے استاذ ابو ظفر اسطرلابی اور ائمہ خراسان اور مشائخ صوفیہ کا
 اور بعضوں کے نزدیک فعل میں غلطی ہو سکتی ہے جیسے ہمارے مجاہد کو سہو ہو انما زمین لیکن ضرور ہے کہ
 وہ مطلع ہو جو ان اپنی غلطی سے یا اسی وقت یا عفو سے پہلے اور یہی مذہب ہے جمہور علماء اور اکثر
 محققین کا اسباب کیا صغیرہ گناہ تو جو صغیرہ گناہ اس قسم کے ہیں کہ ان سے و نارت اور خست اور کینہ
 پن نکلتا ہے ان سے بالاتفاق معصوم ہوتے ہیں اور باقی صغیرہ گناہوں میں اختلاف ہے اکثر فقہاء
 اور محدثین اور کچھ سلف اور خلف اس طرف گزرتے ہیں کہ اس قسم کے صغیرہ گناہ لے ہو سکتے ہیں اور دلیل
 انکی قرآن کی آیتیں اور حدیثیں ہیں اور ایک جماعت محققین کی فتہا اور متکلمین میں سے طرف گزرتے ہیں کہ
 وہ پاک ہیں صغیرہ سے بھی جیسے کبار سے پاک ہیں اور نبوت کا منصب بالذات ہے ایسے گناہوں کے
 کرنے سے اور قصداً خدا کی عزت افسست کرنے سے اور جو گناہات اور احادیث اس قسم کی وارد ہوئی ہیں جیسے مجاہد
 کا کہ ہمارے ہاتھ سے وہ ماریل کی گئی ہیں یا رسول میں سہو پر یا الود کا اذن تھا بعض چیزوں میں لیکن انکو
 دوزخ ان میں مواخذہ کا اور بعض چیزیں ایسی ہیں جو نبوت سے پہلے ان سے سزد ہوئیں اور یہی مذہب

حق ہے ایسیلئے کہ انبیاء کو خیال اور قوا کی کمزوری کرنا لازم ہے چہ اگر وہ خطا وار ہوں تو بہت سو غفل میں انکی
پیروی لازم نہ ہو قاضی عیاض نے لکھا ہے اس مطلب کو اپنی کتاب شفا میں خوب بیان کیا ہے کہ دوسرا
دوسری کتابوں میں نہیں ملتا اور تو اس بابت سو گت ذکر کہ یہ مذہب منسوب ہے خراج اور معتزلہ اور معتزلہ
کے گروہوں کی طرف اس لیے کہ انکا مطلب اس مذہب سے دو سر ہے وہ کیا صدغیر گناہ سے کافر ہو
جانا اور ہم پاک ہیں اس خیال سے اور یہ جو خطائیں انبیاء کی بیان کی گئیں ہیں جیسے آدم علیہ السلام کا
بھول کر درخت میں سے کھالینا اور نوح علیہ السلام بد دعا کرنا کافروں پر اور قتل کرنا موسیٰ علیہ السلام کا ایک کافر
کو اور سچا نا ابراہیم علیہ السلام کا اپنے تئیں کافروں کے شر سے ایک بات کہ ہر جواب ایک طرح سے سچ ہو
سکتی تھی یہ درحقیقت اور ان کے حق میں گناہ نہیں ہیں مگر انبیاء پر عقاب مہوایا وہ ڈر کر ان باتوں سے بچی
بوجہ قرب اور علم و منزلت کے تمام ہوا کلام قاضی عیاض کا **ف** لیکن تم جاؤ نوح علیہ السلام کے پاس وہ
پہلے پیغمبر ہیں جبکہ نبیجا اللہ تعالیٰ نے **ف** الام ابو عبد اللہ مازنی نے کہا مورخین نے لکھا ہے کہ
حضرت ادریس علیہ السلام نوح کے دادا تھے پھر اگر یہ بات ثابت ہو کہ ادریس پیغمبر تھے تو مورخین کا یہ
قول صحیح نہیں کہ وہ نوح کے دادا تھے ایسیلئے کہ حدیث میں صاف لکھا ہے کہ نوح سب سے پہلے پیغمبر ہیں
جو دنیا میں آئے اور بعضوں نے کہا کہ حدیث میں رسول کا لفظ ہے اور شاہد ادریس بنی ہوں رسول ہوں
قاضی عیاض نے کہا بعضوں نے کہا کہ ادریس الیاس علیہ السلام کو کہتے ہیں اور وہ پیغمبر تھے بنی ہر ایل کے
یوشع بن نون کے ساتھ اس صورت میں کوئی اعتراض نہ ہوگا سید طرح یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ آدم
اور شیث دونوں پیغمبر تھے اور وہ نوح سے پہلے تھے کیونکہ آدم کو اپنی اولاد کی تعلیم کا حکم ہوا تھا اور وہ کافریہ
تھے سید طرح شیث کو وہ خلیفہ تھے آدم کے لیکن کافروں کی ہدایت کو لیے بھیجا جانا تو یہ امر سب سے پہلے
کے لیے ہوا قاضی نے کہا ابو الحسن بن بطلال کا مذہب یہ ہے کہ آدم رسول تھے اور ابو ذی حدیث سے صاف بات
معلوم ہوتی ہے کہ آدم اور ادریس دونوں رسول تھے (نوی) **ف** وہ آدینکے نوح کے پاس تو نوح کہیں گے میں اس
لائق نہیں اور اپنی خطا کو جو دنیا میں آنس رہی تھی یاد کریں گے اور شرماویں گے ایو پروردگار سے اور
کہیں گے تم جاؤ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنایا تھا **ف** یعنی خلیل
قاضی عیاض نے لکھا خلعت کے اصل میں معوض خاص کر لینا اور چرن لینا اور رضا کر لینا اور بعضوں نے کہا خلعت کے
معنی قطع کرنا اور ابراہیم کو خلیل کہا ایسیلئے کہ انہوں نے قطع کیا اپنی حاجتوں کو چھوڑ دیا انکو اپنے

رب پر اور بعضوں نے کہا خدائے معبود کی دوستی جو باعث ہوتی ہو اس پر اور روز کے ٹھکل گئے یعنی بھین
 کے آنے کی اور بعضوں نے کہا خلعت کو منہ محبت تمام ہو اکلام خاصہ کا ابن نبیاری کو کہا خلیل کہتے ہیں دوست
 کو جسکی دوستی اور محبت پوری ہو اور محبوب کو جسکی محبت میں کوئی نقص اور خلل نہ ہو و احادیث کے کہا
 یہی قول مختار ہے کیونکہ اللہ خلیل ہے ابراہیم کا اور ابراہیم خلیل ہیں اللہ کے اور جس صورت میں خلعت کہتے
 قطع حاجت کے ہونگے تو اللہ کے لگاؤ اور لگاؤ خلیل نہیں کہہ سکتے (نووی) **ف** دوسرے لوگ ابراہیم علیہ
 السلام کی اس آیت کے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنے خطا کو جو گناہ ہوئی تھی یاد کر کے خدا سے
 شراویہ لگے لیکن تم جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جس پر اللہ تعالیٰ بات کی اور انکو تورات شریفہ عنایت کی
 وہ سب کو علیہ السلام پاس آئے وینگے وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطا کو جو گناہ ہوئی تھی
 یاد کر کے خدا سے شراویہ لگے **ف** نووی نے کہا موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بات کی اس پر
 احوال کیا اہل سنت نے کہ یہ کلام اپنی ظاہر پر محمول ہو اور اللہ تعالیٰ حقیقتہً حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام کیا
 جبکہ حضرت موسیٰ نے سنا بلا واسطہ اور کلام اللہ کی ایک صفت ہے جو مخلوق کے کلام کے مشابہ نہیں **ف**
 لیکن تم جاؤ عیسیٰ علیہ السلام پاس جو اللہ کے روح ہیں اور اس کے حکم سے پیدا ہوئے ہیں وہ آویں گے عیسیٰ
 روح اللہ پاس وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں لیکن تم جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پاس وہ ایسے بند ہیں انکو
 جسکے اگلے اور پیچھے گناہ نہ ہوں گے **ف** مراد اگلے ہونے وہ گناہ جو نبوت سے پہلے ہوئے اور پچھلے
 سے جو بعد نبوت کے ہوئے اور بعضوں نے کہا کہ مراد اس کے اگلے اور پچھلے گناہ ہیں اس صورت میں بشر
 سے مراد بعضوں کی بخشش ہوگی یا ہمیشہ کے یہ جو جنم سے بچنا اور بعضوں نے کہا کہ مراد ان گناہوں سے جو
 معمول ہو سکتے ہیں جو آپسے ہوتی اور بعضوں نے کہا کہ مراد اگلے گناہوں سے آدم کی خطا ہو اور پچھلے اس کے
 گناہ اور بعضوں نے کہا یہ تقدیر فرض ہے لیکن اگر تمہارے کچھ گناہ ہوں تو وہ مجھے **ف** اور مغفرت میں اور بعضوں
 نے کہا کہ مقصود اس پاک ہے آپ کی گناہوں سے (نووی) نصاریٰ اس آیت سے بغیر لگاتے کہ **ف** تقدیر قرآن
 و نہی و کلام قرآن سے بغیر باعتبار عرض کرتے ہیں کہ جب خود گناہ کا رخصت تو اور دن کو گناہوں سے کہو یا پاک
 کرینگے انکا جواب یہ کہ اگلی تسبیح ہی سے اور بغیر دن کا بھی گناہوں میں مبتلا ہونا نکلتا ہے پھر جو جواب انکے
 طرف سے دیا جائیگا وہی جواب ساری پیغمبر طرف سے بھی ہو سکتا ہے دوسرے یہ کہ گناہ اور تقصیر غلام بند کے اہل
 اور خاصہ بندوں کے اور دنیا میں بھی مسئلہ مسلم ہے کہ عالم لوگوں سے بہتر ہیں ان باتوں کی تسکین نہیں ہوتی

جو خاص بندوں کے لیے بڑی نصیحتیں ہیں، ہم جانتے ہیں اس طرح پیغمبروں اور صبروں کے گناہ ایسے ہیں جو
 ہمارے حق میں گناہ ہی نہیں لیکن قرب کی وجہ سے وہ گناہ سمجھ جاتے ہیں اور چونکہ انبیا بشیرین اور رجال ہیں
 کہ بشیر لازم بشریت پر پاک ہوا اس لیے خواہ مخواہ کوئی نہ کوئی انحصار یا فضیلت کسی وقت میں اس کو واقع ہو جاتی ہے
 ہر گز ناگوار۔ ان کی بندگی کی یہی نصیحتوں کو بھی ایک قسم کا فائدہ ہو تو یہ اس کی کمال نسبت پر اس نسبت
 کے ساتھ اور ہمیں عظمت اور بزرگی ہے اس بندگی اور بندہ و بندہ توبہ آیت اور حقیقت ایک شرف ہے ہمارے پیغمبر
 کے لیے نہ نقصان جیسا مخالفین خیال کرتے ہیں خدا انکو ہدایت کرے البتہ انکا اثر و اثر ازل اس صورت میں اور صحت
 ہوتا کہ ہم اپنے پیغمبر خداوند بندگی کو بڑا کر خدائی تک پہنچا دیتے جیسے انہوں نے پیغمبر کے ساتھ کیا ہے
 یہ ایسی بے وقوفی اور بعقل کی بات ہے کہ تمام مذہب و انصار کے اس خیال پر قہقہہ لگاتے ہیں اور اس خیال
 کے وجہ سے انکا سالہ مذہب خدا کے نزدیک لغو ہو گیا ہر لاجل الاقوال **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**
 نے فرمایا پھر وہی سلوک میرے پاس آئیے **ہا** یعنی جب اور معنی یہ کہ ان کو جواب دینے میں
 اور کہیں گے کہ ہم اتنے بڑے کام کے لائق نہیں تو وہ میرے پاس آئیں گے قاضی عیاض نے کہا ان پیغمبروں کو یہ
 کہنا براہ تواضع اور انکسار ہوگا اور شاید اشارہ ہو اس بات کا کہ یہ درجہ یعنی شفاعت کبریٰ میرے درجہ نہیں بلکہ
 اُس کے بعد والو کا ہے اور شاید یہ معلوم ہو کہ یہ درجہ ہمارے پیغمبر کا ہے لیکن ہر ایک نے اپنے بعد والو پر حوالہ کیا
 کہ آہستہ آہستہ یہ سلسلہ ہمارے پیغمبر تک پہنچے اور آپ کی فضیلت سب پیغمبروں پر ظاہر ہووے اور شہادت
 سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ بڑے بڑے کاموں میں پہلے سن اور بزرگ لوگوں کی طرف رجوع کرنا چاہیے
 اور ہمارے پیغمبر جو اس کام سے انکار نہ کریں گے اور ستر ہو جائیں گے وہ ہو جو کہ آپ جانتے ہوئے
 کہ یہ میری ہی کام ہے اور یہ عزت خدا نے میرے لیے ہی رکھی ہے تو وہی نے کہا البتہ اسے جو ان لوگوں کے لیے
 ڈالے گا کہ پہلے آدم علیہ السلام کے پاس جاؤ گے پھر نوح کے پاس پھر ابراہیم کے پاس اس طرح اخیر تک اس میں یہ
 حکمت ہے کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت سب پیغمبروں پر ظاہر ہو جائے کہ اگر پہلے ہی سہوہ آپ پاس
 آجاتا تو اس بات کا احتمال رہتا کہ اور پیغمبروں کو بھی یہ کام ممکن تھا لیکن جب سب سے سوال کر چکے اور کسی نے
 قبول کیا اور آپ نے قبول کر لیا تو آپ کی بزرگی سب پر ظاہر ہوئی اور جناب الہیت ہو چکا کہ مال پر ظاہر ہوا
 آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام مخلوقات پر خواہ وہ پیغمبروں آدمی ہوں یا جن
 یا فرشتے ظاہر ہوئی ہے کیونکہ اسنا بڑا کام لینے شفاعت عظمیٰ اور سے نہ ہو سکیگا اور آپ کو قبول کر لیں گے

یا اللہ تو ہم کو اور سب مسلمان بھائیوں کو آپ کی شفاعت نصیب کر آمین یا رب العالمین ﴿۱﴾ میں اپنے پروردگار سے اجازت چاہو گا (یا رب یا رب نہ کی) مجھ کو اجازت ملے گی جس میں میں اوس کو بھیجوں گا تو مسجد میں گر پڑے گا پھر وہ مجھے پہنچے ہوگا دیکھا سجدے میں جب تک چاہیگا اور بعد اوس کے کہا جائیگا اے محمد اوٹھا اپنے سر کو اور کہہ جو کہتا ہے سنا جاوے گا اور ان کا جو گناہ ہے دیا جائیگا اور شفاعت کہ تیری شفاعت قبول کیا جائیگی ﴿۲﴾ اس پر یہ تیرے صاف جملہ ہوتا ہے کہ شفاعت کا اذن آپ کے لیے قیامت کے روز ہوگا اگرچہ درجہ اللہ تعالیٰ نے خاص آپ کے لیے رکھا ہے پر اس کے اجازت قیامت کو دیکھا اب جو لوگ خیال کرتے ہیں کہ شفاعت کا اذن آپ کو پہنچا ہے اونکا خیال غلط ہے اور مخالف ہے قرآن کے قرآن میں خود موجود ہے کہ وہ ان کسی کی شفاعت کا کر نہ ہوگی مگر جب کہ خدا اذن دیکھا اب یہ شفاعت بھی اذنی لوگوں کے لیے ہوگی جس کا نجات دینا خدا کو منظور ہوگا تو در حقیقت نجات دینے والا اور عذاب سے بچانے والا سوا خدا کے کوئی نہیں بڑھا ہر شے پیغمبر و نجات دہندہ کے لیے اور نہ کو خوش کرنے کے لیے اس سے سفارش کرادیکھا اور ان کی سفارش قبول کر دیکھا یوں نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ پیغمبر لکڑی کا گاہ میں کسی قسم کا معاذ اللہ زور یا دباؤ رکھتی ہوں گے کہ خدا تعالیٰ اس وجہ سے ان کی سفارش مان لیگا کیونکہ خدا میٹھے کی وہ شان ہے کہ اس پر حق برابری کا زور یا دباؤ نہیں اور بڑے سے بڑے پیغمبر اور مقرب بندہ بھی ہر ایک بات اس کو یوں ہی مانگیں گے جیسے زندہ آپالک سے اور غلام اپنے صاحب سے مانگتا ہے۔ ﴿۳﴾ پھر میں سر اوٹھاؤں گا اور اپنے پروردگار کی شریف کر دیکھا اوس طرح سو جیسے وہ مجھ کو سکھا دیکھا پھر سفارش کر دیکھا تو ایک حد میری لیے مقرر کیا دی گئی میں اس حد کے موافق لوگوں کو دوزخ سے نکالوں گا اور جنت میں لیجاؤں گا اور دوبارہ اپنے پروردگار پاس آکر ہر سجدہ میں گردنچ وہ مجھے رہنے دیکھا سجدہ میں جب تک اوس کو منظور ہوگا پھر حکم ہوگا اے محمد اپنے سر کو اور کہو سنا جاوے گا نہ گنوا دیا جائیگا سفارش کر قبول کیا دی گئی میں اپنے سر کو اوٹھاؤں گا اور اپنے مالک کی شریف کر دیکھا بطرح وہ مجھ کو سنا دے گا پھر سفارش کر دیکھا تو ایک حد بانہی جاوے گی میں اس حد کے موافق لوگوں کو دوزخ سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا راتوی نے کھا مجھے یا وہ نہیں آپ نے تیسری بار یا چوتھی بار میں فرمایا میں کہہ نکالو مالک میرا اب تو کوئی دوزخ میں نہیں رہا مگر وہ جو قرآن کے بموجب ہمیشہ دوزخ میں رہنے کے لائق ہے تو وہ نے کھا یعنی جس کا ہمیشہ رہا وہاں ضرور ہے ﴿۴﴾ لیکن مالک اور شرک جیسو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ نہیں بخشے گا شرک اور اس سے ثابت ہوتا ہے نہ ہر اہل حق کا

جس پر اجازت کیا اس لئے کہ جو شخص توحید پر مبرم ہے وہ ہمیشہ کے لیے جو جسم میں نہ رہے (نوی) **ع** اَنْسَ قَالَ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَيَقُومُونَ بِذَلِكَ أَوَّلَهُمْ
 ذَلِكَ مِنْ حَدِيثِ أَبِي عَوَّانَةَ قَالَ فِي الْحَدِيثِ أَنَّهُ رَأَى الرَّابِعَةَ أَوْ أَحَدَ الرَّابِعَةِ قَائِلَةً يَا أَبِی
 مَالِیْیَیْهِ أَكْثَرُ مِنْ حَبْسَةِ الْقُرْآنِ تَرْجُمَةُ الشَّيْخِ دُوسری روایت بھی ایسی ہے کہ امین یہ ہے کہ میں نے اپنے بزرگوار
 کے پاس جو تھی مرتبہ آؤنگا اور عرض کرونگا اے پروردگار اب تو دوزخ میں کوئی باقی نہیں رہا مگر جسکو قرآن
 نے روک رکھا یعنی قرآن کے موجب ہمیشہ دوزخ میں رہنے کے سزاوار ہے **ع** اَنْسَ بْنُ مَالِیْیَیْهِ
 اَنْ یَرَى اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَحْمِلُهُمُ اللَّهُ الْمُؤْمِنُونَ یَوْمَ الْقِيَمَةِ فَيَقُومُونَ بِذَلِكَ بِمِثْلِ
 حَدِيثِهِمَا وَذَكَرَ فِي الرَّابِعَةِ قَائِلَةً يَا أَبِی مَالِیْیَیْهِ فِي النَّارِ أَكْثَرُ مِنْ حَبْسَةِ الْقُرْآنِ اَوْ حَبْسِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 تَرْجُمَةُ الشَّيْخِ دُوسری روایت ہر رسول الصلی اللہ علیہ وسلم فرمایا اللہ تعالیٰ اکٹھا کریگا مومنوں کو قیامت کے دن
 انکو خیال آوے گا اخیر تک جیسا اوپر حدیث گندھی امین یہ ہے کہ آپ جو تھی باریں عرض کر گئے اور پروردگار
 اب ترجمہ میں کوئی نہ مگر جو قرآن کے حکم سے رکھا ہوا ہے یعنی جہمیشہ رہنے کا مستحق ہے **ع** اَنْسَ
 بْنُ مَالِیْیَیْهِ اَنْ یَرَى اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَحْمِلُهُمُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنْ
 الْخَيْرِ مَا يَرْزُقُ شَعِيرَةً ثُمَّ يَحْمِلُهُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنْ الْخَيْرِ مَا يَرْزُقُ بَرَّةً
 ثُمَّ يَحْمِلُهُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنْ الْخَيْرِ مَا يَرْزُقُ ذَرَّةً زَادَ ابْنُ مَوْهَبٍ فِي رِوَايَتِهِ
 قَالَ يَرْزُقُ قَلْبَيْتُ شُعْبَةً فَتَنْتَبِهُ بِالْحَدِيثِ فَقَالَ شُعْبَةُ فَأَبَاهُ قَادَةُ عَنْ اَنْسَ بْنِ مَالِیْیَیْهِ
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَدِيثِ إِلَّا أَنَّ شُعْبَةَ حَمَلْ مَكَانَ الذَّرَّةِ ذَرَّةً قَالَ يَرْزُقُ
 حَقِيقَةً فِيهَا ابْنُ سَطَّاحٍ تَرْجُمَةُ الشَّيْخِ دُوسری روایت ہر رسول الصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انکے
 کا دوزخ سے وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اس کے دل میں ایک جو برابر بھلائی ہوگی پھر نکلے گا دوزخ
 سے وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اس کے دل میں ایک گیموں برابر بھلائی ہوگی پھر نکلے گا دوزخ سے
 وہ شخص جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور اس کے دل میں چوٹی برابر بھلائی ہوگی شعبہ شمس حدیث میں تصحیف
 کی اور بجائے ذرہ کے (جیسے معنی چوٹی کے ہیں) انہوں نے ذرہ روایت کیا (جو ایک ناچ ہے جسکو
 چمنا کہتے ہیں) **ع** مَعْدَنْ بِيهَذَا لَوْ الْحَدِيثُ قَالَ انْطَلَقْنَا إِلَى اَنْسَ بْنِ مَالِیْیَیْهِ وَتَشَفَّعْنَا بِأَبَاتِهِ
 فَاتَّخَذَ إِلَيْنَا وَهُوَ يُصَلِّي الضُّحَى فَاَسْتَاذَنَ لَنَا ثَانِيَةً فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَاجْلَسْنَا ثَانِيَةً مَعَهُ عَلَيْهِ

بیگ سفارش کی تیری سفارش قبیل ہنگی میں عرض کرونگا ماک سیکر است میری است میری است
 اپنی است کی خیریت چاہتا ہوں (نکلم ہوگا جا اور سب کے دل میں رائی کے واسطے برابر پیش ہو اسکو جہنم سے
 نکلنے میں ایسا بن کر ونگا اور پھر لوٹ کر اپنے پروردگار کے پاس آؤنگا اور ایسی ہی توفیقین کرونگا
 اور سب سے پہلے میں گریز ونگا حکم ہوگا اسے خود اپنا سر اٹھا اور کہہ ہم سنیں گے مانگ دیں گے سفارش قبول
 کریشہ میں عرض کرونگا اسے ماک سیکر است میری است میری حکم ہوگا جا اور جبکہ لیں رائی کے
 واسطے خود ہی کم سبت کو پہنچے کم ایمان ہو اسکو جہنم سے نکل لے میں جا کر ایسا ہی کرونگا فتانودی نے
 کہا اس حدیث سے سلف اور اہلسنت کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ ایمان لگھنا اور بڑھتا اور رکھنا بیان
 اور پھر چکا فتان معبدین ہال نے کھایا انس کی حدیث ہے جو انہوں نے ہم سے بیان کی پھر ہم انکے
 پاس سے نکلے جب جتان (قبرستان) کی بلندی پر پہنچے تو ہم نے کہا کاش ہم سن بصری کے
 خرفہ چلیں اور انکو سلام کریں وہ ابو حلیفہ کے گھر میں پھیر ہوئے تھے رجحام بن یوسف ظالم
 کے ڈرے) خیر ہم انکے پاس آئے اور انکو سلام کیا ہم نے کہا اسے ابو سعید ہم تھارو بھائی ابو جہرہ
 (انس) کے پاس سے آ رہے ہیں انہوں نے شفاعت کے باب میں ایک حدیث ہم سے بیان کی تو یہی
 حدیث ہم نے نہیں سنی انہوں نے کہا بیان کر دو ہم نے وہ حدیث انہی بیان کی انہوں نے کہا اور بیان
 کر دو ہم نے کہا بس اس سے زیادہ انہوں نے بیان نہیں کی انہوں نے کہا یہ حدیث تو انہوں نے ہے
 میں برس برس بیان کی تھی جب وہ مانگے تھے (یعنی اتنی بڑھ سے تھے جیسو بھین) اب انہوں کو کچھ چوڑ
 دیا میں نہیں جانتا وہ بھول گئے یا تم سے بیان کرنا مناسب جانا ایسا نہ ہو تم بھروسہ کر بھٹو (اور
 نیک اعمال میں سستی کرنے لگو) ہم نے انکو کھا وہ کیا ہے ہم سے بیان کر یہ سنکر ہم نے اور کہا انہی پرانی
 میں جلدی ہے میں نے تم سے یہ فقہ اس لیے ذکر کیا تھا کہ میں تم سے بیان کروں اس فکر سے کہ (جو
 انس نے چھوڑ دیا یعنی تم جلدی کر کے درخواست کر بیٹھے بیان کرنے کی اگر درخواست نہ کرتے تب
 بھی میں بیان کرتا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں پھر لوٹونگا اپنے پروردگار کے پاس جو
 بار اور اسی طرح تعریف تصنیف کے لنگا پھر سجدے میں گرونگا مجھ کو حکم ہوگا اور تم سر اٹھاؤ اور کہو ہم میں
 مانگ دو دینے سفارش کرو ہم قبول کرینگے اٹو قتل میں عرض کرونگا ماک سیکر مجھ کو اجازت دے
 اس شخص کو جہنم سے نکالنے کی جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو (یعنی صرف توحید پر یقین رکھتا ہو) اللہ

فرادے گا یہ تمہارا کام نہیں لیکن تم ہے میری غرت اور بزرگی اور جاہ و جلال کی میں جہنم سے
نکلانوں کا اس شخص کو جس نے اللہ والا کہا ہو بعد سے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ جس نے یہ حدیث
سے بیان کی اور کہا کہ انہوں نے انکو اللہ سے سنا ہے میں جھٹا ہوں یوں کہا میں اس سے روچ
جڑیہ زور داسے یعنی انکا حافظ اچھا تھا بدن میں طاقت تھی **ع** اَبُو ہُرَیْرَةَ قَالَ اَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يَخْلَعُ قَدِيمَ الْبِئْرِ الدَّارِ وَكَانَتْ تَجِبُهُ فَهَضَمَتْهَا
هَمْسَةً فَقَالَ اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَهَلْ تَذُنُّونَ بِذَلِكَ يَحْمَرُّ اللَّهُ عَرَجًا
يَوْمَ الْقِيَمَةِ الْاَوَّلِينَ وَالْاٰخِرِينَ فَصَعِيدٌ وَلِجِدٍ يَسْمِعُهُمُ الدَّاعِيَ وَيُنْفِذُ لَهُمُ الْبَصَرَ
وَتَكْمُلُو النَّفْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسُ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يَطِيقُونَ وَمَا لَا يَحْتَمِلُونَ فَيَقُولُ
بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ اَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ اَلَا تَنْظُرُونَ اِلَى مَنْ يَنْقُصُكُمْ كَمَا
اَلَى رَبِّكُمْ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ اَيُّوْا اَدَمَ فَيَاؤُنْ اَدَمَ فَيَقُولُونَ يَا اَدَمُ اَنْتَ اَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ
اللَّهُ بِرَبِّهِمْ وَلَقَدْ فُتِحَ مِنْ رُوحِهِ وَاَمَرَ الْمَلَكُ فَسَبَّحُوا ذَاكَ اشْفَعْنَا اِلَى رَبِّكَ اَلَا تَرَى مَا نَعْمُ
فِيهِ اَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَا فَيَقُولُ اَدَمُ اَرَأَيْتَ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضِبَاكُمْ يَغْضَبُ قَبْلَهُ وَمِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ
بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَاَيُّهُمَا فِى الشَّجَرَةِ فَتَصَيَّدَتْهُ نَفْسِي نَفْسِي اَذْهَبُوا اِلَى غَيْرِي اَذْهَبُوا اِلَى
لَوْحٍ فَيَاؤُنْ لَوْحًا فَيَقُولُونَ يَا نُوْحُ اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلَى الْاَرْضِ وَسَمَّاكَ اللَّهُ عَبْدًا اشْكُوْا
اَشْفَعْنَا اِلَى رَبِّكَ اَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ اَلَا تَرَى اِلَى مَا قَدْ بَلَغَا فَيَقُولُ لَهُمْ اَرَأَيْتَ قَدْ
غَضِبَ الْيَوْمَ غَضِبَاكُمْ يَغْضَبُ قَبْلَهُ وَمِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ وَمِثْلَهُ وَاَيُّهُمَا قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ
دَعَوْتُ بِهَا عَلَى قَوْمِي نَفْسِي نَفْسِي اَذْهَبُوا اِلَى الْاَرْضِ اِيْزَاهِمُ فَيَاؤُنْ اِيْزَاهِمُ فَيَقُولُونَ اَنْتَ
رَبِّي اللَّهُ وَجَلِيلٌ مِّنْ اَنْبِيَائِ الْاَرْضِ اَشْفَعْنَا اِلَى رَبِّكَ اَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ اَلَا تَرَى اِلَى مَا قَدْ
بَلَغَا فَيَقُولُ لَهُمْ اَرَأَيْتَ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضِبَاكُمْ يَغْضَبُ قَبْلَهُ وَمِثْلَهُ وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهُ
مِثْلَهُ وَذَكَرَ كَذِبًا نَفْسِي نَفْسِي اَذْهَبُوا اِلَى غَيْرِي اَذْهَبُوا اِلَى مَنْ مَعِيَ فَيَاؤُنْ مَنْ مَعِيَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُولُونَ يَا جُوسُ اَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ فَصَلِّ اَللَّهُ بِرِسَاكَ اَيُّهُ وَبِكَ لَيْمٍ عَلَى النَّاسِ
اَلَا اِلَى رَبِّكَ اَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ اَلَا تَرَى اِلَى مَا قَدْ بَلَغَا فَيَقُولُ لَهُمْ مَنْ مَعِيَ اَلَا تَرَى اِلَى مَا قَدْ
بَلَغَا اَرَأَيْتَ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضِبَاكُمْ يَغْضَبُ قَبْلَهُ وَمِثْلَهُ وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهُ مِثْلَهُ اَلَا تَرَى اِلَى مَا قَدْ

فَنَفَسَ
بَنَفَسَ
بَنَفَسَ
ذَلِكَ

يَعْنِي
لَا
لَا
لَا
لَا

لَوْحًا
عَلَيْهِ
الْاَرْضِ
اللَّهُ

اللَّهُ
اللَّهُ

اللَّهُ
اللَّهُ

کرنے والا نہیں ہے گا (نودی) **ف** اور تم جانتے ہو کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو کھانا کھا کر تیا کر دیا
 اکلون اور پچھلون کو ایک سید نہیں یہاں تک کہ بچا رہے الکی آواز ان سب کو سنائی دیگی اور دیکھنے والی
 نگاہ ان سب پر پونچے گی **ف** یعنی وہ میدان ایسا تھا اور ہوا ہو گا کہ دیکھنے میں نگاہ سب جاسکو
 گی برخلاف دنیا کے کہ یہاں میں کی گلائی کی وجہ سے نگاہ سب نہیں جاسکتی بعضوں نے کہا مرد خدا
 کی نگاہ ہے پر خدا کی نگاہ تو ہر طرح سب پر پونچتی ہے خواہ میدان ہوا رہے یا نہ ہو **ف** اور اقبال نے ایک
 سو جاوید کا اور گونہ پر وہ مصیبت اور سختی ہو گی کہ اسکو سہہ سکین گے اور برداشت کرنے سکین گے آخر آپس میں
 ایک دوسرے کہیں دیکھتے نہیں تم کس حال میں ہو دیکھتے نہیں تم کو کیا حد یہ پونچا اب تم تلاش نہیں
 کرتے اس شخص کی جو سفارش کرے تمھاری خدا کے پاس پھر وہ ایک دوسرے کہیں جاؤ آدم علیہ السلام
 کے پاس اور ان کے پاس جاؤ نیگے اور کہیں گے اے آدم تم سب آدمیوں کے باپ ہو اللہ تعالیٰ نے
 تم کو اپنے ماتھے سے پیدا کیا اور اپنی روح تم میں بھونکی اور فرشتوں کو حکم کیا انہوں نے سجدہ کیا تم کو ہماری سفارش
 کرو اپنے پروردگار سے کیا تم نہیں دیکھتے ہم کس حال میں ہیں کیا تم نہیں دیکھتے جو ہم پر مصیبت ہو آدم علیہ
 السلام کہیں گے آج میرا پروردگار غصہ ہوا اور ایسا غصہ ہو کہ کبھی ایسا غصہ نہیں ہوا تھا نہ ہو گا اور اس نے مجھے منع
 کیا تھا دشت میں اسکی نافرمانی کی (اور درخت میں سوکھا لیا) اب مجھے خود اپنی فکر ہے تم اور کسی کے
 پاس جاؤ نوح کے پاس جاؤ پھر وہ سب لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ نیگے اور کہیں گے اے نوح تم
 سب غمغیروں سے پہلے زمین پر آئے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں شکر گزار بندہ کھا تم ہماری سفارش کرو
 اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے ہم جس حال میں ہیں اور جو مصیبت ہم پر آئی ہو وہ کہیں گے میرا رب آج
 ایسا غصہ ہو کہ ویسا کبھی نہیں ہوا تھا نہ ہو گا اور میں نے اپنی قوم پر بددعا کی تھی اسلیئے مجھے خود اپنی فکر ہو
 تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ پھر وہ سب ملکر ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ کہیں گے اور کہیں گے
 اے ابراہیم تم اللہ ہی ہو اور اس کے دوست ہو زمین والوں میں ہی تم ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار کے پاس
 کیا تم نہیں دیکھتے ہم جس حال میں ہیں اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے وہ کہیں گے میرا رب پروردگار ابراہیم علیہ
 السلام ہے کہ ویسا کبھی نہیں ہوا تھا نہ ہو گا اور اپنی جھوٹ باتوں کو بیان کرینگے لیکن جو دنیا میں جو انہوں نے تین
 جھوٹ بولا تھا (اسلیئے مجھے خود اپنی فکر ہو اپنی فکر ہو کسی کے پاس جاؤ موسیٰ کے پاس جاؤ وہ لوگ موسیٰ علیہ
 السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے موسیٰ تم اللہ کے رسول ہو اللہ نے تمہیں بزرگی دی اپنی بیابانوں سے لو

اپنی کلام سے سب لوگوں پر تم ہماری سفارش کرو اپنے پروردگار کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے ہم جس حال میں ہیں
اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے مومن کہیں گے میرا پروردگار آج ایسے غصہ میں ہو کہ اتنا کبھی غصے نہیں ہوا
تھانہ ہو گا اور میں نے دنیا میں ایک خون کیا تھا جس کا مجھے حکم نہ تھا اس لیے مجھ پر خود اپنی فکر ہوئی فکر تم علیہ
کے پاس جاؤ وہ سب لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے عیسیٰ تم اللہ کے رسول
ہو تم نے لوگوں سے بات کی مہذبوں میں (جھولی میں دودھ پیتے وقت) تم اللہ کی ایک بات ہو
جو اوسنی والدہ میری ہیں اور اس کی روح ہو تو سفارش کرو ہماری اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے
ہم جس حال میں ہیں اور جو مصیبت ہم پر پڑی ہے عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے میرا پروردگار آج ہر قسم
غصہ ہو کہ اتنا غصے کبھی نہیں ہوا تھا اور نہ کبھی ہو گا **ف** نووی نے کہا مارو غصے سے یہ ہے کہ اللہ
تعالیٰ بدلہ لینے والا ہو گا نافرمانوں سے اور اس کا عذاب سب مانی موجود ہو گا اور طرح طرح کے ہول اور درد
جو محشر والوں کو ہونگے اور یہ باتیں نہ پہلے ہوئیں ہیں اور نہ آئندہ ہوں گی تو اللہ کے غضب سے یہی ملا
ہے اور اس کو کہ حال ہے تغیر اس کے حق میں غضب یا رضا سے سراج الوجود میں ہے کہ نووی نے اس
مقام پر اللہ کی ایک صفت کی تاویل کی ہے اور اوپر یہ بات گذر چکی کہ سلف کا مذہب غلات میں ہے
کہ جو صفات کتاب اور سنت میں وارد ہیں ان کو رد ہوتے ہیں کہ ان کو یہ یقین کرنا ظاہر ہر پروان کرنا بغیر تاویل
اور تکیف اور تخیل اور تشبیہ کے اور یہ جو امر نووی نے بیان کیا یہ غایت ہو غضب کی نہ اس کا معنی لغوی
د اور کوئی گناہ اون کا بیان نہیں کیا (جیسے اور غیر وہ) کی خطائیں بیان کیں کیونکہ حضرت
عیسیٰ کا کوئی گناہ منقول نہیں) تو مجھے اپنی فکر ہوئی فکر تم اور عیسیٰ کے پاس جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
جاؤ وہ سب میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم اللہ کے رسول ہو خاتم الانبیاء ہو اللہ
نے تمہارے لئے اور چھلو سب گناہ بخش دیے ہیں تم سفارش کرو ہماری اپنے رب کے پاس کیا تم ہمارا
حال نہیں دیکھتے کیا تم نہیں دیکھتے ہم کس مصیبت میں ہیں میں یہ سن کر جلیو لگا اور عرش کے تیلے
اگر اپنے پروردگار کو سجدہ کرو لگا پھر اللہ تعالیٰ میرا دل کھولے گا اور وہ وہ تعریفیں اپنی مجھ پر تبارک
جو مجھے پہلے کسی کو نہیں بتلائیں (میں اس کی خوب تعریف اور حمد کروں گا) پھر فرما دیگا اسے محمد اپنا
سر اوٹھا اٹک جو مانگتا ہے دیا جاوے گا سفارش کر قبول کیا جاوے گی میں سر اوٹھاؤں گا اور کہوں گا اے
پروردگار امت میری **ف** یہاں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور اوپر میں ہوں کا درجہ

پہنچنا لینا چاہیے وہ منصب کی نسی کہیں گے اور اپنی جان کی فکر میں گمراہ ہونگے اور ہمارے پیغمبر
 عام کی بھلائی کے خواہان اور امت کے چھوڑنے کے جو بیان ہوں گے سبحان اللہ اس مقام پر یہ آیت
 صاف ہے دُعا رَسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ آپ کی ذات رحمت اور کرم ہے تمام دنیا کے لیے دنیا
 اور آخرت میں اس سے بڑھ کر کونسا شرف ہے اور اس سے دیا دو کونسا درجہ ہے یہی فرق ہے مرتبے کا
 اس شخص میں جو دنیا میں اپنی بھلائی چاہتا ہے اور اس شخص میں جو عالم لوگوں کی بھلائی چاہتا ہو
 اول کو نلے سے کچھ نسبت نہیں ہے جو شخص عام مسلمانوں کی فائدہ رسانی کا کام کرے جیسے مدرسہ
 بنادے سرخرو اسے مسلمانوں کے دین یا حکومت کی مدد کرے ایسا کام کرے جس سے مسلمان تباہی
 اور دولت کی چیزیں دین کی کتاب یا دین کی تعلیم پھیلانے تجارت یا صنعت یا تحریک کے آلات بنائے
 کرے اسکا درجہ اس مسلمان کی کہیں فائق ہے جو صرف اپنے نفس کو بچانے کے لیے عبادت میں مصروف ہے
 دُعا حکم ہوگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت میں ہر ان لوگوں کو جن سے حساب کتاب نہ ہوگا بابائین
 میں ہر جنس میں داخل کرادو اور لوگوں کے شریک ہیں باقی دروازوں میں جنت کر دینے انیس سے
 بھی جاسکتے ہیں پر یہ دروازہ اُنکے لیے مخصوص ہے (اسم اسکی جسکے لفظ میں محمد کی جان ہے جنت کے
 دروازے کے دونوں بازوؤں میں اتنا فاصلہ ہے جیسے مکہ اور ہجر (جو ایک شہر ہے بحرین میں) یا جلیہ
 مکہ اور بصرے میں (بصرے ایک شہر ہے دمشق سے تین منزل پر) یہ شہر مکہ سے ایک مہینے کی راہ
 پر ہے تو جنت کا پیمانہ تقدیر بڑا ہے کہ چوکھٹ کا ایک کونادو دوسرے کونے سے اتنا مسافت رکھتا ہو
 اللہ اکبر جہاں اس سے قیاس کر لینا چاہیے کہ جنت اندر سے کتنی بڑی ہے **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ**
قَالَ وَصِفَتْ عَيْنُ يَدِ نَبِيِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِصَّةً مِنْ زَيْدٍ وَكَفِّ قَتَاوَلَةٍ
الْبَذْلَعِ وَكَانَتْ لَمِيزَتِ الشَّيْءِ إِلَيْهِ فَهَشَّ نَفْسَهُ فَقَالَ أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ثُمَّ
هَشَّ نَفْسَهُ لَمْ يَزَلْ يَقُولُ فَقَالَ أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَلَمَّا دَاوُصَ حَبَابَهُ لَا يَسْأَلُونَ قَالَ
أَلَا تَقُولُونَ كَيْفَهُ قَالُوا كَيْفَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ وَسَأَلُوكَ
بِعَنْ حَيْثُ يَكُونُ حَيَاتُ نَبِيِّ دُرْعَةٍ وَدَادُ قِصَّةِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَكَأَنَّ
وَذَكَرَ قَوْلَ فِي الْوَكَايَةِ هَذَا إِنَّهُ وَصَلَهُ وَوَصَلَهُ وَوَصَلَهُ بَلْ فَكَلَهُ كَيْدُهُ هَذَا وَقَوْلُهُ إِنَّ
سَقِيمٌ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي فِي يَدَيْهِ إِنْ مَا يَرَى الْبَصَائِعَ مِنْ مَصَابِيحِ الْجَنَّةِ إِلَّا عَصَادِي

نفس
 شہر
 کیف
 فقال

الباب الثانی من کتابہ وحیہ او کبریا فکلمہ قال لا اذہنی ائی ذلک قال ترجمہ ابوہریرہ روایت
 ہے میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک پیالہ رکھا شریک لڑنے یا ایک کھانا ہے جو دہلے اور شہدا
 مار کر بنائے ہیں اور گوشت آپ کے دست کا گوشت بنایا اور وہ بہت پسند تھا آپ کو ساری بکری میں آپ
 نے ایک بار منہ سوار سکون چا پھر فرمایا میں لوگوں کا سردار ہوں گا قیامت کے دن پھر دوبارہ نوجا اور
 فرمایا میں لوگوں کا سردار ہوں گا قیامت کے دن جب آپ دیکھا آپ کے یا کچھ نہیں پوچھتے تو خود ہی فرمایا تم یہ
 نہیں پوچھتے کیونکہ انہوں نے کہا کیونکہ رسول اللہ اپنے فرمایا لوگ سب کھڑے ہونگے جگہ اسامی
 اور بیان گناہ میں کہ اس طرح جیسے اوپر گندی حضرت ابراہیم کے قصہ میں اتنا زیادہ ہے کہ انہوں نے
 بیان کیا (ان جھوٹ باتوں کو جو دنیا میں کہیں تھیں) سارے کو کہا تھا یہ میرا رب ہے (اگرچہ حضرت ابراہیم
 کا یہ اعتقاد نہ تھا کیونکہ پیغمبروں سے شرکت ما نہیں ہوتی پر کافروں کے الزام دینے کے لیے پہلے سارے کو
 خدا قرار دیا پھر جانے کو پھر سوج کوجب کسب گئے تو کہا یہ خدا نہیں ہو سکتے خدا وہ ہے جس نے ان سب کو پیدا
 کیا) تو انکے ٹوٹا تھا اور کھاتا بڑے بت لڑتا تھا۔ بیمار نہ تھے اور کھاتا میں بیمار ہوں قسم اولی جسے نفع
 میں ٹھہر جائے ہے جنت کے دونوں میں دروازوں کی چوکھٹ تک اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور حجاز میں ہے
 یا یون کہا جتنا حجاز اور مکہ میں ہے مجھے یاد نہیں کیونکہ کھا رہے تھے جو کہ پہلے کہا یا مکہ کو (ع) ابراہیم
 وَحَدَّثَنَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى النَّاسَ فَيَقُولُ
 الْمُؤْمِنُونَ حَتَّى تَزْلِفَ لَهُمُ الْجَنَّةُ فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ يَا آدَمُ نَأْسَفُكَ لَنَا الْجَنَّةُ فَيَقُولُ
 هَلْ أَخْرَجَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا خَطِيئَتُكُمْ أَدَمُ كَسَتْ بِصَاحِبِ ذَلِكَ إِذْ هَبَّ إِلَى ابْنِي إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ
 اللَّهِ قَالَ فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَسَتْ بِصَاحِبِ ذَلِكَ إِتْبَاهَا كُنْتَ خَلِيلًا مِنِّي وَدَاءُ وَدَاءُ عَدُوًّا
 إِلَى الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ كَلَّمَ اللَّهُ تَعَالَى مَا قَالُوا مُؤْمِنُونَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُولُ كَسَتْ بِصَاحِبِ ذَلِكَ إِذْ هَبَّ
 إِلَى عِيسَى كَلَّمَ اللَّهُ وَرُوحِهِ فَيَقُولُ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ كَسَتْ بِصَاحِبِ ذَلِكَ فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ وَيُؤْتُونَ لَهُ وَتُرْسَلُ الْأَمَانَةُ وَالرَّحْمَةُ فَتَقُولُ إِنِّي جِئْتُ بِالصِّرَاطِ مَبِينًا وَمُبَيَّنًا
 فَيَمُرُّ أَمَّا كَالْبَرِّي قَالَ فَلَمْ يَبَأْ بِأَنْتَ وَأَمَّا أَيْ شَيْءٍ كَثَرُ الْبَرِّي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ أَلَمْ تَرَ إِلَى الْبَرِّي كَيْفَ يَمُرُّ وَيَجْمَعُ فَرَقَهُ عَيْنٌ ثُمَّ كَثُرَ الرَّحْمَةُ ثُمَّ كَثُرَ الْبَرِّي ثُمَّ كَثُرَ الْبَرِّي ثُمَّ كَثُرَ الْبَرِّي ثُمَّ كَثُرَ الْبَرِّي
 يَوْمَ أَمَّا لَهُمْ وَبَدَّيْتُكُمْ فَأَمَّا الصِّرَاطُ فَيَقُولُ رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ حَتَّى تَجْعَلَ أَعْمَالَ الْعِبَادِ حَتَّى تَجْعَلَ

آدم عليه السلام

بیٹا یا ہے خاوند جو رو سے جو رو خاوند سے ہر ایک عزت یافتہ سے بیزار ہو گا اور سب کو اپنی اپنی جان
 بچانے کی فکر ہو گی **عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لیکل نبی**
نبی دعویٰ و اردت انشاء اللہ ان اخذت دعویٰ شفاعۃ لا متی یوم القیمۃ ترجمہ
 ابو ہریرہؓ سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ضرور قبول کی
 ہے تو میرا ارادہ ہے اگر خدا چاہے تو اپنی دعا اوٹھا رکھوں اور قیامت کے دن اپنی است کی
 شفاعت کروں **عن ابی ہریرۃ قال یکتب لاجبار ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا ینبئ دعویٰ**
تدعویٰ بعافا فان اردت انشاء اللہ ان اخذت دعویٰ شفاعۃ لا متی یوم القیمۃ فقال
کتب لابی ہریرۃ انت سمعت ہذا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو ہریرۃ نعم
 ترجمہ ابو ہریرہؓ نے کعب جبار سے کہا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لیے ایک دعا سونپی
 ہے جب کو وہ مانگا ہے میرا ارادہ یہ ہے بشرطیکہ خدا چاہے کہ میں اس دعا کو چھپا رکھوں اپنی است کے
 لیے قیامت کے دن کعب ابو ہریرہؓ سے کھاتم نے یہ سنا ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو ہریرہؓ
 نے کہا **ان عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لیکل نبی دعویٰ**
مستجابۃ فتجعل کل نبی دعویٰ و اگر اخذت دعویٰ شفاعۃ لا متی یوم القیمۃ
فہی ناکلۃ انشاء اللہ فمن مات من امة لا یشک باللہ شیئاً ترجمہ ابو ہریرہؓ سے
 روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے تو
 ہر ایک نبی نے جلد ہی کہے کہ وہ ڈانٹا کی (دنیا ہی میں) اور میں اپنی دعا کو چھپا رکھا ہوں بیٹا
 کے دن دیکھ لو اپنی است کی شفاعت کے لئے اور خدا چاہے تو میری شفاعت ہر ایک امتی کے لیے ہو گی بشرطیکہ
 وہ مشرک پر مقرر ہو **یعنی خاتمہ کے وقت وہ مشرک نہ ہو اگرچہ کتنا ہی گنہگار ہو۔** ہر نبی نے
 کھا اس حدیث سے اہل حق کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص مر جائے مشرک ہی پاک ہو کر وہ ہمیشہ کے لیے
 جہنم میں نہیں رہے گا اگرچہ کبیرہ گناہ کرتا ہو اور اس کے دلائل اور بیان ہو چکے سر آج الواجہ میں ہے
 کہ مشرک عام ہے خواہ دوسر کوئی خدا ثابت کرے یا اس کی کسی صفت کو اس کی کسی مخلوق کے لیے خواہ وہ
 کوئی ہو ثابت کرے اور مشرک ایک جلی ہے اور ایک خنی اور اس سے بچنا نہایت دشوار ہے اس لیے
 تمنا ہے کہ فرمایا اکثر لوگ اللہ پر ایمان لائے ہیں لیکن وہ مشرک ہیں اور یہ امت صادق ہر ان مقلد و پیرو

یہ دعویٰ
 اللہ
 فقال

جنہوں نے اپنے عالمن اور مجتہدین کو خدا بنا رکھا ہے اور ان کو گنہگار و گنہگار کہتے ہیں جنہوں
 میں اللہ کے اور کائنات میں جانوروں کو اللہ کے اولاد کے نام پر وہ سب شرک میں اور باوجود اس کے
 امید رکھتے ہیں نبی کی شفاعت کی بلکہ اپنی بزرگوں کی شفاعت کی حالانکہ شفاعت اسی کے لیے ہوتی ہے
 کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرے نہ کھانا نہ چھپا اور جو شرک کرے اس کی شفاعت نہ ہوگی بلکہ وہ جہنم
 میں رہیگا خواہ کوئی بہترین بہرہ مند ہو۔ **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ دَعْوَةُ مُسْتَجَابَةٌ يَدْعُو بِهَا قِسِيَابُ لَدُنِّي وَأَنَا اخْتَبَأْتُ
دَعْوَتِي شَفَاعَةً لَّامْتَنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فرمایا یہ ہر مغیرہ کی ایک امت ہے قبول ہونے والی جسکو وہ مانگتا ہے اور قبول ہوتی ہے اور
 دیکھائی ہے اور میں نے اپنی دعا اٹھا رکھی ہے اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن۔
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُنْ نَبِيَّ دَعْوَةٍ دَعَا
مُخَالِفًا لِمَتِّهِ فَاَسْتَجِيبَ لَدُنِّي اُرِيدُ اِنْ شَاءَ اللَّهُ اَنْ اُذْخِرَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لَّامْتَنِي
 یوم القیامۃ ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہر مغیرہ کی ایک
 دعا ہوتی ہے اس کی امت کے حق میں اور وہ قبول ہوتی ہے لیکن میرا قصہ یہ ہے خدا چاہے تو میں
 اپنی دعا کو اٹھا رکھوں اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن **عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ**
رَوَى اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُنْ نَبِيَّ دَعْوَةٍ دَعَاها كَامِتِي وَانِّي اخْتَبَأْتُ
دَعْوَتِي شَفَاعَةً لَّامْتَنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ ترجمہ انس بن مالک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فرمایا ہر مغیرہ کی ایک دعا ہے جو انہی مانگی اپنے امت کی لیے اور میں اپنی دعا چھپا رکھی ہوں اپنی امت
 کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن **عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
يَكُنْ نَبِيَّ دَعْوَةٍ فَدَعَاها فَاَمْتَنِي وَخَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لَّامْتَنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مغیرہ کی ایک دعا ہے
 جسکو وہ مانگا اپنی امت کو میں اور میں نے اپنی دعا کو اٹھا رکھا ہے قیامت کے دن اپنی امت کی
 کے لیے **يَا دُعَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَامِتِي وَخَبَأْتُ شَفَقَةً عَلَيْهِمْ** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 دعا کرنا اپنی امت کے لیے اور روانہ کرنا حال شفقت سے **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو**

ان اُخَرُ

۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲
 ۴۷۳
 ۴۷۴
 ۴۷۵
 ۴۷۶
 ۴۷۷
 ۴۷۸
 ۴۷۹
 ۴۸۰
 ۴۸۱
 ۴۸۲

ابراهيم
عليه السلام

بِسْمِ اللَّهِ

میں ہو جاتی کہ اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو معاف کرنا دیکھنا جو کہ جہنم میں لیا گیا کو آپ کو بہتر سہاں لوگوں کا جو جہنم میں
 جاتے تو فرمایا میں تم کو سزا میں دیکھنا بلکہ سب لوگوں کو سزا میں دیکھنا کہ اس کی سزا میں دیکھنا کہ **کتاب**
 اَنْ مِّنْ شَاۤءَ عَلٰی الْاَرْضِ فَمَنْ فِي النَّارِ ذَا نَالَ شِقَاقَهَا فَمِنْ شِقَاقِهَا الْقَبْرُ فَاِنَّ الْاَرْضَ لَمِنْ اَرْضِنَا وَمَنْ نَحْنُ اَعْلٰی
 وہ جہنم میں جاوے گا اور اس کی شفاعت نہ ہوگی اور بزرگوں کی عزیز داری کچھ کام نہ آوے گی **عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ**
قَالَ يٰۤاَيُّهَا سُوْدَانُ اِيْنِ اِيْنَ قَالَ فِي النَّارِ قَالَ فَلَمَّا تَقَالُ التَّجَلُّ حَمَاهُ فَقَالَ اِنَّ اَبْنَ وَاَبَاكَ فِي النَّارِ مَعَهُ
 اللہ سے رشتہ آج ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ کیا آپ اپنے فرمایا دوزخ میں جب وہ پیچھے ہو کر چلا تو آپ نے اس کو
 بلایا اور فرمایا میرا باپ اور میرا باپ دونوں جہنم میں ہیں **ف** اس لیے کہ وہ کفر پر مے تھے اور جو کفر پر مے
 وہ جہنم میں جاوے گا اس کو کسی کا نارشتہ کام نہ آوے گا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عرب کے لوگ
 جو ہر تہ سے پہلے مے میں اور وہ ہتھوں کی پرستش کرتے تھے وہ سب جہنم میں ہیں اور اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ
 دعوت سے پہلے یہ سواندہ سے کیونکہ ان کو اوپر نیچے ہون کی دعوت پہنچ چکی تھی جیسے حضرت شابر ابیہم علیہ
 السلام کی اور یہ جو آپ نے اس شخص کو بلا کر کہا کہ میرا باپ بھی جہنم میں ہے اس سے یہ غرض تھی اس شخص
 کا رشتہ گھٹ جاوے اور وہ یہ معلوم کرے کہ خدا کے یہاں سب برابر ہیں جو قاعدہ اس نے شر دیا اس کا خلاف
 نہیں ہو سکتا کا فر کا ٹھکانا جہنم ہے خواہ وہ نبی کا باپ ہو یا بیٹا۔ جلال الدین سیوطی رحم نے کئی
 محدثین سے یہ فرما سنا کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو آپ کے والد
 کے حق میں قبول کیا اور وہ دوبارہ چلائے گئے اور اسلام لائے پر اکثر علما اور محدثین نے اس کا انکار کیا ہے
 اور ان حدیثوں کو موضوع تہلیل یا ہے اور اس خوب جانتا ہے حقیقت حال کو **عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ**
لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْاٰيَةُ اَنَّ اَبِي عَدِيٍّ تَرَكَ اَلْاَقْرَبِيْنَ دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَيَّنَ
فَاَجْتَمَعُوا اَعْمَ وَنَحْنُ فَقَالَ يٰۤاَبُو كَعْبٍ لَّوْنِي اَلْقَيْدَ وَاَلْقَيْدُكَ مِّنَ النَّارِ يٰۤاَبُو مَرْثَدٍ لَّوْنِي اَلْقَيْدَ وَ
اَلْقَيْدُكَ مِّنَ النَّارِ يٰۤاَبُو عَدِيٍّ لَّوْنِي اَلْقَيْدَ وَاَلْقَيْدُكَ مِّنَ النَّارِ يٰۤاَبُو هَارِثٍ لَّوْنِي اَلْقَيْدَ وَاَلْقَيْدُكَ مِّنَ
النَّارِ يٰۤاَبُو عَبْدِ مَكْزِلٍ لَّوْنِي اَلْقَيْدَ وَاَلْقَيْدُكَ مِّنَ النَّارِ يٰۤاَبُو قَاطِمٍ لَّوْنِي اَلْقَيْدَ وَاَلْقَيْدُكَ مِّنَ النَّارِ فَاَنَّ اَلْاَقْرَبِيْنَ
 انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ اگر اللہ چاہے تو میں ان کو سزا میں دیکھنا بلکہ سب لوگوں کو سزا میں دیکھنا کہ اس کی سزا میں دیکھنا کہ
 اشری ڈرا تو اپنے کنبے والوں کو تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے لوگوں کو کہا بھیجا وہ سب اکٹھے ہو کر
 اپنے نام سب کو ڈرایا پھر خاص کیا اور فرمایا اگر کعب بن لوی کے بیٹے چھوڑا تو آپ نے میں جہنم سے اتر رہا ہوں

یٰۤاَقْرَبِيْنَ

[illegible]

يَا بَرِّعِنْدَ مُنَافِيٍّ اِنِّي نَذَرْتُ اَمَّا مَنِيَّ وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ رَاى الصُّدُقَ فَاَنْطَلَقَ يَرِي اَهْلَكَ مُنَافَا
فَنَقَضَى اَنْ يَسْبِقُوهُ فَيُفْتَلُ بِصَبَاحَاةٍ تَرْجُمُهُ قَبِيصُهُ مِنْ مَخَارِقِ اُورِزْمِيرِنْ عَمْرِي رَوِي
ہے دوڑنے کہا جیتا آیت اور مری ڈرا تو اپنے نزدیک کے مانے والوں کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پہاڑ کے ایک پتھر پر گئے اور سب اپنی پتھر پر پکڑے پھر آواز دی اسے عبد مناف کے بیٹوں میں ڈرانے
والا ہوں میری مثال اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے دشمن کو دیکھا پھر وہ چلا اونکے سچا
کو اور ڈرا کہ میں دشمن اس سے پہلے پہنچ جاؤں تو لگا پکارنے یا صباحا یا صباحا ایک
کلمہ ہے جب کو عرب لوگ کسی بڑے واقعہ پر کہتے ہیں اور اکثر عربین لوٹ مار صبح کے وقت ہوا
کرتی ہے تو اس کلمہ کو کہتے ہی یہ غرض ہوتی ہے کہ لوگ خبردار ہو جاویں اور اپنا بچاؤ کر لیں
دُھیرِ بنِ عَمْرٍ وَ قَبِيصَةُ بَرْخُ كَرِي عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْمِلُ تَرْجُمَةً دُوسری آیت
بھی ایسی ہی ہے عَنْ اَبِي عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَ اَنذَرْتِ عَشِيرَتَكَ الْاَقْرَبِينَ
وَدَهَطَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى صَوَّغَ الصَّغَاةَ فَقَالَ
يَا صَبَا حَاةٍ فَقَالُوا مِنْ هَذَا الَّذِي يَهْتِفُ قَالُوا هُوَ مُحَمَّدٌ فَاجْعَلُوا لِلنَّبِيِّ فَقَالَ يَا بَرِّعِنْدَ
يَقُولُ يَا بَرِّعِنْدَ يَا بَرِّعِنْدَ يَا بَرِّعِنْدَ يَا بَرِّعِنْدَ يَا بَرِّعِنْدَ يَا بَرِّعِنْدَ يَا بَرِّعِنْدَ يَا بَرِّعِنْدَ
اَزْجَلِ كَحَرْجٍ بِسُفْحِ هَذَا الْجَبَلِ اَكُنْتُمْ مُصْرَدِي قَالُوا لِمَ جَرَّ بَنَاتِكَ كَذِبًا قَالِ يَا بَرِّعِنْدَ
نَذَرْتُ لَكُمْ فِي يَدِي عَذَابِي لَهَيْدٍ قَالِ فَقَالَ اَبُو لَهَيْبٍ يَا بَرِّعِنْدَ اَمَّا جَمْعُ نَاكِ الْاَيَةِ هَذَا
لَمْ يَأْمُرْكَ هَذِهِ السُّورَةُ ثَبَتَ يَدُ الْاَبُو لَهَيْبٍ وَ قَدْ ثَبَتَ كَذَا قَالِ الْاَعْمَشُ اِلَى اَخِي السُّودِي
ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے کہ آیت اور مری ڈرا تو اپنے نزدیک کے مانے والوں کو اور اپنی قوم کے مخالف
(سچے) لوگوں کو کوفی نووی نے کہا اب قرآن میں صرف اسی قدر ہے وَ اَنذَرْتِ عَشِيرَتَكَ الْاَقْرَبِينَ
یعنی ڈرا اپنے نزدیک کے رشتہ داروں کو اور یہ عبارت نہیں ہے وَ هَطَّكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ شاید اسکی
تلاوت منسوخ ہو گئی ت اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک کہ صفا پہاڑ پر چڑھ گئے اور پکارا یا
صباحا لوگوں نے کہا یہ کون کیا ہے انہوں نے کہا محمد ہیں پھر سب لوگ آپ پاس آ گئے ہوئے آپ نے
فرمایا اے فلا نے کے بیٹو اے فلا نے کے بیٹو اے فلا نے کے بیٹو اے عبد مناف کے بیٹو اے عبد المطلب کے بیٹو وہ سب
آ گئے ہوئے آپ نے فرمایا تم کیا سمجھتے ہو اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے نیچے سواریں تو تم میری بات مانو گے

انہوں نے کہا میں تو بھی تمہاری کوئی بات جھوٹ نہیں پائی آپ نے فرمایا تو حسین تمکو ڈرانا ہوں سخت
 عذاب ابولہب کے کھانچا رہی ہو تمہاری تم نے ہم پر کونسی لیے جسم کیا پھر آپ کھڑے ہوئے ہو وقت پر
 اُتری تبت یا اُلبس لہب قد تلبس بلباک ہوں دونو ہاتھ ابولہب کے اور ہلاک ہوا وہ عیش نے اس عورت کو
 یوں ہی پڑھا آخر تک دینے قد کا حرف زیادہ کیا اور مشہور قرأت تبت ہو بغیر قد کے علی اکبر
 بِهَذَا الْاِسْنَادِ صَحِيحًا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الصَّمَا فَقَالَ يَا صَبَا
 بِحَقِّ حَيْثُ بَنِي اِسْمَاءَ وَلَمْ يَذْكُرْ نَزْلَ الْاَيَةِ وَانْذَرُ عَصِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ثُمَّ رَجَعَ اَعْمَشَ
 اسی سند پر روایت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چڑھے ایک زور فرمایا یا صبا جاہل طر حیران
 کیا جیسے ابواسامہ کی روایت اور گدڑی اور ذکر نہیں کیا آیت و انذر عشتہم الاقریبین کے اثر نیک
 مَا وَشَقَّاعَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْطُلُ الْخَفِيُّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 سفارش ابوطالب کے لیے اور انکا عذاب ملکا ہونا اس سفارش کی وجہ سے عَلِيَّ بْنِ اَبِي تَالِبٍ
 الْمَطْلَبِ اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَفَعَتْ اَبَا طَالِبٍ الشَّيْءَ اِنَّهُ كَانَ يَحُوْطُكَ وَيَعْضُدُكَ
 فَكَرَّمَاكَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ هُوَ فِي ضَحْضَا حَمِيْنٍ يَّادُوكُوْلَا اَنَا لَكَ اِنْ كَانَ فِي الدَّارِ الْاَسْفَلِ
 حِيْنَ النَّارِ ثُمَّ رَجَعَ عَبَّاسُ بْنُ عَلِيٍّ كَمَا رَوَى ابُو طَالِبٍ كُوْبُحِي كَجِدْ فَاَمَدَ دِهَوْنًا يَّادُوكُوْلَا
 حفاظت کرتے تھے اور آپ کے ہاتھ غصے ہوتے تھے یعنی جو کوئی آپ کو ستا تو کوسہرے غصے ہوتے رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان وہ جہنم کے اوپر کے درجی ہیں اور اگر میں نہ ہوتا لیکن میں نے
 لیے دعا کرتا تو وہ جہنم کے نیچے کے درجی میں ہوتے (جہاں عذاب بہت سخت ہو اس جہنم
 معلوم ہوا کہ اپنی دعا سے کافروں کو بھی فائدہ پہونچا گو وہ کسی نہ ہو انکا عذاب ملکا ہوا ایک شخص
 نے خواب میں ابولہب کو دیکھا اسنے کہا کہ میں سخت عذاب میں گرفتار ہوں پر پیر کے دن کچھ عذاب
 ملکا ہو جاتا ہے اس وجہ سے کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سپادیش کی خوشی میں اس روز توبہ کرانا
 کیا تھا سبحان اللہ کیا پیغمبر کی خاطر کس قدر اللہ تعالیٰ کو منظور ہے کہ آپ کی وجہ سے کافروں کا عذاب
 بھی ملکا ہو جاتا ہو ابوطالب حضرت علی کے باپ اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے اور
 انکا حسان آپ پر بہت تھا عَلِيَّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُوْلُ قَدْ رَوَى رَسُولُ
 اللَّهِ اَنَّ اَبَا طَالِبٍ كَانَ يَحُوْطُكَ وَيَعْضُدُكَ فَهَلْ نَفَعَتْ ذَلِكَ قَالَ نَعَمْ وَجَدْتُهُ فِي عَمْرٍاءَ مِنْ

النَّارَ فَأُخْرِجَتْ إِلَىٰ هَٰذَا ثُمَّ تَرَجَّمَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَارِثٍ وَرُوَيْتُ عَنْهُ مِنْ سَمَاعِ بْنِ سُوْدَةَ كَقَوْلِهِ
 فِي يَوْمٍ نَبِيٍّ كَرَّمَ بَارِئُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو طَالِبٍ أَكْبَحَ مَا كُنْتُ أُرَىٰ كَرَّمَ بَارِئُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَأُورِثَ لِيْهِ لَوْ كُنْ بِرِغْصَةٍ كَرَّمَ بَارِئُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَانُ كَوَاجِدٍ هَوَانِ بَابُوتٍ سَآئِطٍ فَرَمَا يَأْتِيَانِ مِنْ
 أَنَّ كَرَّمَ بَارِئُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابُوتٍ مِنْ كَالِ لَآئِيَا لَكُوْهُ لَكِيْ نَكَبٍ مِنْ عَمَلٍ سَفِيْهَانِ يَهْدِيَانِ لَآئِيَا لَكُوْهُ لَكِيْ نَكَبٍ
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخُودُ حَدِيثَ إِيْنِي عَوَانَةً تَرَجَّمَهُ دُوسَرِي رُوَايَتُ بَهِلِي إِيْسِي هِي
 جِيْهِ اُوْرِيْ كَرَّمَ بَارِئُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُو سَعِيْدٍ الْخُدْرِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ عِنْدَهُ
 عَمَّهُ اَبُو طَالِبٍ فَقَالَ لَعَلَّه تَفْعَلُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَجْعَلُ فِيْ هَٰذَا صَاحِبٍ مِنَ النَّارِ يَمْلِكُ
 كَجَبِيْرٍ يَغْلِيْ مِنْهُ دِمَاعُهُ تَرَجَّمَهُ اَبُو سَعِيْدٍ خَمْرًا رُوَيْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَقَوْلِهِ
 اَيْكِيْ جِيْ اَبُو طَالِبٍ كَا ذَكَرَ اَبُو اَيْكِيْ فَرَمَا يَأْتِيَانِ اَبُو اَيْكِيْ فَرَمَا يَأْتِيَانِ اَبُو اَيْكِيْ فَرَمَا يَأْتِيَانِ اَبُو اَيْكِيْ
 اَلْمِنْ رَكْعَةٍ جَاوِيْنِ جَوَانِيْ خَمْرًا نَكَبٍ هَلِكِيْنِ بَهِلِيْ كَتَا رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَعَا اَبُو سَعِيْدٍ خَمْرًا
 هُوِيْ عَمَلٍ اَبُو سَعِيْدٍ الْخُدْرِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَدْنَى اَهْلِ النَّارِ
 عَذَابًا يَنْتَوِيْلُ مِنْ نَّارٍ يَغْلِيْ دِمَاعُهُ مِنْ حَرَارَةِ تَغْلِيْهِ تَرَجَّمَهُ اَبُو سَعِيْدٍ خَمْرًا رُوَيْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 رُوَيْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَمَا يَأْتِيَانِ كَمِ رَجْعَةٍ كَا عَذَابٍ كُوْمُوْكَ جَسْكُوْ وَجُوْتِيَانِ اَكْ
 كِيْ بَهِلِيْ جَاوِيْنِ بَهِلِيْ اَوْ سَكَبِيْ اَكْرَمِيْ كَمَا رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُو اَيْكِيْ عَمَلٍ اَبُو اَيْكِيْ عَمَلٍ اَبُو اَيْكِيْ
 وَسَلَّمَ قَالَ اَهْلُوْ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا اَبُو طَالِبٍ هُوَ مُشْتَعِلٌ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاعُهُ تَرَجَّمَهُ
 اَبُو اَيْكِيْ عَمَلٍ رُوَيْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَمَا يَأْتِيَانِ كَمِ رَجْعَةٍ كَا عَذَابٍ كُوْمُوْكَ جَسْكُوْ وَجُوْتِيَانِ اَكْ
 كُوْمُوْكَ وَجُوْتِيَانِ بَهِلِيْ اَوْ سَكَبِيْ اَكْرَمِيْ كَمَا رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُو اَيْكِيْ عَمَلٍ اَبُو اَيْكِيْ عَمَلٍ اَبُو اَيْكِيْ
 سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَهْلُوْ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا اَبُو طَالِبٍ هُوَ مُشْتَعِلٌ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاعُهُ تَرَجَّمَهُ
 يَوْضَعُ فِيْ اَحْمَصِ مَاءٍ مِّمَّ يَمْرُؤَانِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاعُهُ نَعْمَانُ بَنِ بَشِيْرٍ رُوَيْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 خُطْبَةٍ بِرُحْرٍ هُوَ يَخْرُجُ مِنْ بَنِيْ هَارِيْثٍ رُوَيْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَمَا يَأْتِيَانِ كَمِ رَجْعَةٍ
 كَمِ رَجْعَةٍ كَا عَذَابٍ قِيَامَتِ اَكْرَمِيْ كَمَا رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُو اَيْكِيْ عَمَلٍ اَبُو اَيْكِيْ عَمَلٍ اَبُو اَيْكِيْ
 اَيْكِيْ لَكِيْ اَنَ كِيْ وَجْهٍ عَمَلٍ اَبُو اَيْكِيْ عَمَلٍ اَبُو اَيْكِيْ عَمَلٍ اَبُو اَيْكِيْ عَمَلٍ اَبُو اَيْكِيْ عَمَلٍ اَبُو اَيْكِيْ
 اَهْلُوْ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا اَبُو طَالِبٍ هُوَ مُشْتَعِلٌ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاعُهُ تَرَجَّمَهُ اَبُو اَيْكِيْ عَمَلٍ اَبُو اَيْكِيْ عَمَلٍ اَبُو اَيْكِيْ

آدمی کے ساتھ ستر ہزار آدمی اور ہونگے اس صورت میں کل آدمیوں کی تعداد جو حساب جنت میں جاوین
 چار عربیہ اور نوئی کروڑ ستر ہزار ہونے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کہو بھی اُن لوگوں میں کسے (نوئی ہزار یا نو)
 مصلیٰ ابی ہریرۃ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یحییٰ الخیر الیہم
 ترجمہ دوسری روایت بھی ابو ہریرہ سے ایسی ہے اور گزری محسن ابی ہریرۃ قال سمعت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یدخل الجنة من اُمّتی دُفَعْرَةً فَمَنْ سَبَّحُونَ الْفَاطِمَةَ
 وَجَعَلُوا مِنْهُمْ اَصْنَاءَ الْقَمَرِ كَبَلَةَ الْبَلَدِ قَالَ ابُو هُرَيْرَةَ فَمَا عَمَّا شَأْنُ بَنِي مَعْصُومٍ اَوْ سَدِّكَ بَرْدِ
 فَرَقَ عَلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اَدْعُ اللَّهَ اَنْ يَجْعَلَ مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ وَقَالَ اَنْصُرْ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اَدْعُ اللَّهَ اَنْ يَجْعَلَ مِنْهُمْ
 فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَقَكَ بِهَا عَمَّا شَأْنُ بَرْدِ ابُو هُرَيْرَةَ سے روایت ہو میں
 رسول اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھو میری امت میں سے ایک جماعت جنت میں جاوے گی جسے مومنین
 چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہونگے ابو ہریرہ نے کہا یہ سن کر عکا شہ بن محسن ان ہادی کھڑا ہوا انا کمال تھا
 ہوا اور کھایا رسول اللہ دعا کیجیے اللہ تعالیٰ اُن لوگوں میں سے کسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ
 اسکو ان لوگوں میں سے کسے پھر ایک شخص اور انصار میں سے کھڑا ہوا اور بولایا یا رسول اللہ دعا فرمائیے اللہ
 اُن لوگوں میں سے کسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات سب سے پہلے عکا شہ کر چکا محسن ابی ہریرۃ
 اَنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِي سَبْعُونَ الْفَاطِمَةَ وَفَاطِمَةُ
 مِنْهُمْ عَلِمَ مَوَدَّةَ الْقَمَرِ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا میری امت میں
 ستر ہزار آدمی جنت میں جاوین گے اُن میں سے بعضوں کی صورت چاند کی طرح چمکتے ہونگی محسن عمر ان
 قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِي سَبْعُونَ الْفَاطِمَةَ حَسَابِ
 قَالُوا مِنْهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَالَّذِينَ لَا يَكْتُمُونَ وَلَا يَسْتَفِضُونَ وَحَسَابِ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ فَقَامَ
 عَمَّا شَأْنُ فَقَالَ اَدْعُ اللَّهَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ اَنْ يَجْعَلَ مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ اَدْعُ اللَّهَ
 اللَّهُ اَنْ يَجْعَلَ مِنْهُمْ فَلَا سَبَقَكَ بِهَا عَمَّا شَأْنُ ترجمہ عمر ان سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ستر ہزار آدمی بغیر حساب جنت میں جاوین گے لوگوں نے پوچھا وہ کون
 لوگ ہوں گے یا رسول اللہ نے فرمایا وہ لوگ جو باغ نہیں دیتے اور منتر نہیں کرتے فسبب لیسے مبارک

میں دوا علاج اور جھڑپ کو نہیں کرتے اس خیال سے کہ صحت اور تندرستی خدا کے اختیار میں ہے
 دوا اور علاج بغیر اسکی مرضی کے کچھ فائدہ نہیں دیتا پس سارا بھروسہ انکا خدا پر ہوتا ہے۔ نووی نے کہا
 علماء نے احمدیہ کے مطلب میں اختلاف کیا امام ابو عبد اللہ مازنی نے کہا بعضی لوگوں نے احمدیہ سے
 استدلال کیا ہے دوا اور علاج کی مخالفت پر حالانکہ اکثر علماء اسکے خلاف میں ہیں اور دلیل انکی وہ حدیثیں
 ہیں جن میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دواؤں اور غذاؤں کے فائدے بیان کیے ہیں جیسے
 کھونجی اور قسط اور المیہ سے وغیرہ کے اور خود آپ نے بیماری میں دوا کی ہے اور حضرت عائشہ نے آپکی دوا
 کو نقل کیا ہے اور آپ نے منتر بتلایا ہے اور اُس سے شفا ہوئی ہے اور ایک حدیث میں کہ بعضے صحابہ نے منتر
 فاتحہ کا منتر کیا تھا اور ہر چار لیا تھا جب یہ حسبِ پیشین ثابت ہیں تو احمدیہ کا مطلب ہے کہ جو لوگ دواؤں
 کو بالطبع مفید جانتے ہیں اور خدا کے اختیار اور مرضی کے قائل نہیں ہیں جنت میں نہ جاویں گے قاضی
 عیاض نے کہا اس تاویل کے طرف بہت لوگ گئے ہیں حالانکہ یہ تاویل ٹھیک نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں کی فضیلت بیان کی کہ وہ جنت میں بغیر حساب و کتاب کے جاویں گے اور انکی
 شہادت پانچ کی طرح چمکتی ہوئے گی پھر اگر یہ تاویل کیجاوے جو اُن لوگوں نے کی ہے تو یہ فضیلت انکے ساتھ حاصل
 نہ ہوگی اسوجہ سے کہ تمام مسلمانوں کا عقیدہ یہی ہے اور جو اسکے خلاف اعتقاد رکھے (یعنی دوا کو بالطبع
 اور بالذات موثر سمجھے) وہ تو کافر ہے دوسرے علماء نے علی حدیث کا مطلب بیان کیا ہے ابوسلمہ
 خطابی نے کہا مرد و دوا کی ترک سے یہ ہے کہ وہ بھروسہ اللہ ہی پر رکھتے ہیں اور اسکی قضاء اور مستحاپر
 رہتی ہیں انھوں نے کہا یہ درجہ بہت بلند ہے اور اعلیٰ درجہ ایک جماعت گئی ہے قاضی نے کہا ظاہر حدیث
 بھی یہی ہے اور حدیث سے یہ نجات ہے کہ داغ دینے میں اور منتر کرنے میں اور قسم کے علاج کرنے میں
 کوئی فرق نہیں اور داؤد می نے کہا حدیث سے مقصود یہ ہے کہ وہ لوگ تندرستی کی حالت میں یہ کام
 نہیں کرتے سبیلے کہ مرد و ہر حالت صحت میں قویہ اور منتر لیکن بیماری کی حالت میں تو درست ہے اور افضل
 نے کہا کہ حدیث سے بھی دو قسم کے علاج مقصود ہیں یعنی منتر کرنا اور داغ دینا اور باقی معاملہ جو توکل کے خلاف نہیں
 ہے ایسے کہ علاج خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اور سلف کے علماء اور فضلا نے کیا ہے اور جس
 سبب پر یقین ہو جیسے کھانا اور پینا سیری کے لیے وہ توکل کو نہیں بگاڑتا اسی لیے انھوں علاج کو نہیں
 چھوڑا نہ وہی کہانے کو اپنے لیے اور بال بچوں کے لیے توکل کے خلاف خیال کیا مگر یہ سب جیسے کہ اسکا بھروسہ

کہا توکل یہ ہے کہ کم از بیش سبکو برابر سچے دانستہ علم سے اس وقت عکاشہ کھڑا ہو
 اور عرض کیا یا رسول اللہ عافریا یہ خدا مجھ کو ان لوگوں میں ہو کرے آپ نے فرمایا تو ان میں سے ہر پھر ایک
 اور شخص کھڑا ہو اور کہنے لگا اللہ کے نبی دعا کر خدا مجھ کو ان لوگوں میں سے کرے آپ نے فرمایا تجھ سے پہلے
 عکاشہ کہہ چکا ہے **عَمْرَانُ بْنُ حَصِينٍ** اَنْ رَّسُوْلًا لِّلّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ
 مِنْ مَّقَاتِلِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا يَفِيْرُ حَسَابًا لِّاَوْثَمِنْ هُمْ يَادْرُسُوْلَةُ اللّٰهِ قَالَ هُمْ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْفِقُوْنَ
 وَلَا يَتَكَبَّرُوْنَ وَلَا يَكْتَوْنُ وَعَلَى اَيْدِيْهِمْ يَبْتَوَكَّلُوْنَ ترجمہ عمران بن حصین ہر وہیستے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری ہستہ میں سو ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں جاویں گے لوگوں نے کہا
 یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہوں گے آپ نے فرمایا وہ لوگ جو نہ مکر کرتے ہیں نہ بدشگون لیتے ہیں نہ دواغ لگاتے
 ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں **عَمْرَانُ بْنُ حَصِينٍ** اَنْ رَّسُوْلَةُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اَمْتٍ سَبْعُوْنَ اَلْفًا وَسَبْعُ مِائَةِ اَلْفِكَ يَدْخُلُ اَبُوْحَالِمٍ اَيُّهَا مَا قَالَ
 مَعَايِكُمْ اَخَذَ اَبْغَضَهُمْ بَعْضًا لَا يَدْخُلُ اُولَهُمْ حَتَّى يَدْخُلَ اٰخِرُهُمْ وَوُجُوْهُهُمْ عَلَى صُوْرَةِ
 الْقَمَرِ لِكُلِّ اَلْبَدَنِ ترجمہ سہل بن سعد بروایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ہستہ
 میں سے ستر ہزار یا سات لاکھ (الوجازم جو بروی ہے) حدیث کا اسکو یاد نہیں رہا کہ سہل نے ستر ہزار کہا یا
 سات لاکھ (آدمی جنت میں جاویں گے ایک دوسر کو کپڑے ہوئے (یعنی ایک ہاتھ دوسر کے ہاتھ
 میں ہوگا صاف پابندی ہوئے) تا ایک ساتھ سب جنت میں جاویں اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جنت کا
 دروازہ کتنا چڑا ہے) کوئی انہیں سے پہلے جنت میں نہ گسیکا جب تک اخیر کا شخص نہ گھسے اور
 ایسے بونہہ جو دسویں رات کے چار کی طرح ہونگے **عَمْرَانُ بْنُ حَصِينٍ** اَنْ رَّسُوْلَةُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 جَمِيْعًا فَقَالَ اَيُّكُمْ رَاَى الْكَوْكَبَ الَّذِيْ فِيْ النَّفْسِ الْبَارِدَةِ فَلَمَّا قَالُوْا قُلْنَا اَمَّا اَنْتَ لَمْ اَكُنْ فِيْ صَلَوةٍ
 وَلَٰكِنِّيْ لَدَعْتُ فَقَالَ فَمَاذَا مَنَعَتْ فَلَمَّا سَرَقَتْ قَالَ فَمَا حَاكَ عَلَى ذٰلِكَ فَلَمَّا مَدَدْتَ
 حَذَنَّاكَ الشَّحِيْحُ قَالَ وَمَا حَدَّثَكَ الشَّعْبِيُّ قُلْتُ مَدَدْتُ تَبَاعَنَ بَوَيْدَةَ بِنْتُ حَصِيْبَةَ اَلْاَسَدِيَّ
 اَنَّهُ قَالَ لَا رَقِيْتُ اِلَّا مِنْ عَيْنِ اَوْحَمَةٍ فَقَالَ قَدْ اَحْسَنَ مِنْ اَنَّا كُنَّا اِلَى مَا سَمِعَ وَلَٰكِنْ حَدَّثَنَا
 اَبُو عِيْنَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَزَمْتُ عَلَى الْاَلَمِّ فَرَأَيْتُ النَّفْسَ وَمَعَهَا الرَّهِيْطُ
 وَالْبَقَرُ وَمَعَهَا الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ وَالْبَيْتُ وَلَيْسَ مَعَهُ اَحَدٌ اِذْ دُفِعَ فِيْ سَوَادٍ عَظِيْمٍ قَطَنَتْ

اتَّخَذُوا مِنْهُمْ قَبِيلًا لِمَا هَذَا أَمْوَسَىٰ وَقَوْمُهُ وَلَكِنْ أَنْظِرْنَا الْأَكْفَرُ فَنُظَرْتُ فَإِذَا السَّوْدُ عَظِيمٌ فَبَقِيلٌ
 أَنْظِرْنَا الْأَكْفَرُ الْآخِرُ فَنُظَرْتُ فَإِذَا السَّوْدُ عَظِيمٌ فَبَقِيلٌ لِمَا هَذَا أَمْوَسَىٰ وَقَوْمُهُ لَكِنْ أَنْظِرْنَا الْأَكْفَرُ الْآخِرُ فَنُظَرْتُ فَإِذَا السَّوْدُ عَظِيمٌ فَبَقِيلٌ
 حَسَابٍ وَلَا عَدَانَ أَبِ شَقْمُ هَضْ فَلَاخِلْ مَنَزَلَهُ فَنَاحِلُ النَّاسِ أَوَّلُكَ الدِّينُ يَدْخُلُونَ الْخَبْرَ بَغِيرِ
 وَلَا عَدَانَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَمَّا هَمُّ الَّذِينَ حَبِيبُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَمَّا هَمُّ
 الَّذِينَ وَلِدُوا فِي كَلَامِهِمْ وَلَمْ يُبَيِّنْ كَوْنَهُ اللَّهُ وَذَكَرُوا الْأَشْيَاءَ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا الَّذِينَ يُخَوِّضُونَ فِيهِ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ هُمُ الَّذِينَ لَا يَرْفُقُونَ وَلَا يَسْتَرْخُونَ وَلَا
 يَتَطَيَّرُونَ وَنَسَى ابْنَهُمْ يَوْمَ كَلَمُونَ فَنَامَ عَمَّا شَبَّيْنِ حُجَّصِ فَقَالَ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يُجْعَلَ مِنْهُمْ فَقَالَ
 أَنْتَ مِنْهُمْ فَقَامَ رَجُلٌ آخِرُ فَقَالَ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يُجْعَلَ مِنْهُمْ فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عَمَّا شَبَّيْنِ
 ترجمہ حصین بن عبد الرحمن سے روایت ہو میں سعید بن جبیر کے پاس تھا انہوں نے کہا تم میں سے کس نے
 اس سے روایت کی کہ اس نے کوٹھڑا تھا میں نے کہا میں نے دیکھا میں نے کچھ نماز میں مشغول نہ تھا اگر
 یہ غرض ہے کہ کوئی محکو عابد شب بیدار نہ خیال کرے بلکہ مجھے بچھوئے دنگ راتھاڑ میں سوز سکا اور مارا
 ٹوٹتے ہوئے دیکھا) سعید نے کہا پھر تو نے کیا کیا میں نے کہا منتر کرایا انہوں نے کہا کیوں تو نے منتر کرایا میں نے
 کہا اس حدیث کی وجہ سے جو شعبی نے ہم سے بیان کی انہوں نے کہا شعبی نے کوئی حدیث بیان کی میری
 نے کہا انہوں نے ہم سے حدیث بیان کی بریدہ بن حبیب نے کہا انہوں نے کہا منتر نہیں فائدہ دیتا
 مگر نظر کے لیے یا دنگ کے لیے (یعنی بنظر کے اثر کو دور کرنے کے لیے یا بچھو اور سانپ وغیرہ کے کاٹنے کے
 لیے مفید ہے) سعید نے کہا جس نے جو سنا اور اس پر عمل کیا تو اچھا کیا فاطمہ خطاب نے کہا بریدہ کی
 روایت کا یہ خطبہ ہے کہ کوئی منتر زیادہ فائدہ دینے والا اور جلد اثر کر نیوالا نظر اور دنگ کے منتر سے نہیں
 ہے اور نظر کی تاثیر میں کوئی شک نہیں اور وہ سچ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منتر کیا ہے اور
 دوسروں کو منتر کا حکم بھی دیا ہے پھر اگر منتر قرآن کی آیتوں سے یا اللہ کے ناموں سے ہو تو اس کا کرنا مبارک
 ہے اور کرنا بہت اس منتر میں ہے جو عربی زبان میں نہ ہو اور جس کا مطلب علوم نہ ہو اس احتمال سے کہ
 شاید یہ منکر کفر کے الفاظ ہیں یا کوئی بات ایسی ہو جس سے شرک لازم آوے اور احتمال ہے کہ منتر وہ کلمہ
 ہو جو جاہلیت کی طرز پر ہوانہ لوگوں کا یہ خیال تھا کہ جنات ہماری مدد کرتے ہیں اور آفتوں کو دور کرتے ہیں
 تمام ہو اکلام خطابی کا (نہوی) ہے لیکن ہم سے تو عبد اللہ بن عباس نے حدیث بیان کی انہوں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میرے سامنے پیغمبروں کی امتیں لائی گئیں بعض انہیں
 ایسا تھا کہ اسکی امت کے لوگ دس سو بھی کم تھے اور بعض پیغمبر کے ساتھ ایک یا دو ہی آدمی اور بعض کے
 ساتھ ایک بھی نہ تھا اتنے میں ایک بڑی امت آئی میں سمجھا کہ یہ میری امت ہے لوگوں نے کھایہ موسے
 میں اور اسکی امت ہر قوم آسمان کے کنارے کو دیکھو میں نے دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے پھر مجھ سے
 کہا گیا اب دوسرے کنارے کی طرف دیکھو دیکھا تو ایک اور بڑا گروہ ہے مجھ سے کہا گیا یہ تمہارا امت ہے
 اور ان لوگوں میں ستر ہزار آدمی ایسے ہیں جو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں جاویں گے بعضوں نے کہا
 شاید یہ وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے بعضوں نے کہا نہیں یہ وہ لوگ ہیں
 جو اسلام کی حالت میں پیدا ہوئے ہیں اور انہوں نے اللہ کے ساتھ شریک نہیں کیا بعضوں نے کھا
 کچھ اور کھاتے اپنے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو نہ منکر کرتے ہیں نہ منکر کرتے ہیں نہ بدشگون لیتے ہیں اور
 اپنے پیروں پر دو گارے پھر دوسارے ہیں یہ شکر و عکاشہ محسن کا بٹیا کھڑا ہوا اور اس نے کہا آپ اللہ سے
 دعا کیجیے کہ وہ بچہ کو ان لوگوں میں سے کرے اپنے فرمایا تو ان لوگوں میں سے ہر بچہ ایک اور خاص کھڑا ہوا
 اور کہنے لگا دعا کیجیے اللہ تعالیٰ بھی ان لوگوں میں سے کرے اپنے فرمایا عکاشہ تجھے پہلے یہ کام رکھنا چاہیے
 عَبَّاسُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُرِّصَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ ثُمَّ ذَكَرَ بَابِي الْحَدِيثَ فَقَالَ
 هَيْتُمْ وَلَمْ يَكُنْ كَرَأْفَتِهِ بَيْنَهُ تَرْجَمَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي دُورِهِ رَوَيْتُ بَعْضَ مَا رَوَى ابْنُ
 أَبِي حَتْمٍ وَهُوَ شَرُّ حَدِيثٍ كَانَتْ فِيهِ رَوَيْتُ فِيهِ (یعنی سعید اور حصین کی گفتگو) ۱۰
 قَابِ بَيَانِ كَوْنِ هَذِهِ الْأُمَّةِ نَصِيفِ أَهْلِ الْجَنَّةِ اس امت میں سے جنت کے آدمی
 لوگ ہونگے حضرت عبداللہ نے کہا قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا
 رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَبَرَرْنَا ثُمَّ قَالَ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَبَرَرْنَا ثُمَّ
 قَالَ إِنِّي كَأَدْعِي أَنْ تَكُونُوا مِثْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَسَأُخْبِرُكُمْ عَنْ ذَلِكَ مَا لَمْ يُسَلِّطُونَ فِي الْكُفَّاءِ إِلَّا
 شَعْرَةً بَيْضَاءَ فِي نَوْرِ سَوْدٍ أَوْ شَعْرَةً سَوْدَاعِي فِي نَوْرِ أَمِصٍّ تَرْجَمَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَوَيْتُ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ جنتیوں کی چوتھائی تم میں سے ہو
 یہ سنکر ہم نے تکبیر کہی (خوشی کے ناری) پھر آپ نے فرمایا کیا تم بہت سے خوش نہیں ہوئے کہ تمہاری جنتیوں کے
 تم ہو گے یہ سنکر ہم نے تکبیر کہی پھر آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ جنتیوں میں آدھے تم لوگ ہو گے اور اسکی وجہ یہ ہے

جو میں بیان کرتا ہوں مسلمان کا فرض ہے کہ جیسے ایک سفید بال سیاہ بال میں ہو یا ایک سیاہ
 بال سفید بال میں ہو **فایضاً** یعنی دنیا میں ہر ایک نے اپنے میں کافروں کی تعداد بڑھ رہی ہے اور جو
 جنت لوگ بہت کم ہوں گے اور اللہ کے لوگ جنتیوں کے آدھے عمار کو گھیر لیں گے اگر جنتی بہت ہوتے
 تو البتہ ان کے آدھے لوگ اس میں ہر ہر نایاب سے بعید تھا **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ**
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَبْنًى نَحْوِ أَجَبَيْنَ رَجُلًا فَقَالَ أَرَضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا أَكْبَرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ قُلْنَا
نَعَمْ قَالَ أَرَضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثَلَاثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْنَا نَعَمْ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنْ كَانَ ثَلَاثُ
أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَذَلِكَ أَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَمَا أَنْتُمْ فِي أَهْلِ
الْإِسْلَامِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْدِ إِلَّا سُودٌ أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَةِ فِي جِلْدِ الثَّوْدِ إِلَّا خَمْرٌ
 ترجمہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک شہر میں
 حسین بن علی بن ابی طالب کے ہونگے آپ نے فرمایا کیا تم ہر ہر خوش ہو کہ جنتیوں کے چوتھائی تم
 لوگ ہو ہم نے کہا ہاں پھر آپ نے فرمایا کیا تم ہر ہر خوش ہو کہ جنتیوں کی ایک تہائی تم ہو ہم نے کہا ہاں آپ
 نے فرمایا تم اس کی جیسے آدھے میں محمد کی جان ہے جبے میں ہر کہ تم میں سے آدھے جنتی ہونگے اور یہ اس لیے
 جنتیوں ہی جاوے گا جو مسلمان ہے اور مسلمان مشرکوں کے اندر جیسے میں جیسے ایک سفید بال سیاہ بال
 کی کھال میں ہو یا ایک سیاہ بال لال بال کی کھال میں ہو **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
فَاسْتَدْخَلْنَا إِلَى قَبْرِ آدَمَ فَقَالَ أَكَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَا تَقْرَبُهَا لَمْ يَكُنْ فِي الْجَنَّةِ أَشْهَدُ
أَيُّهُمْ أَنْكُمْ دَخَلْتُمْ الْجَنَّةَ فَقُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيْجِبُونَ أَنْ تَكُونُوا ثَلَاثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوا نَعَمْ
يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنْ كَانَ ثَلَاثُ أَهْلِ الْجَنَّةِ مَا أَنْتُمْ فِي سِوَاكُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ
السَّوْدَاءِ فِي الثَّوْدِ إِلَّا بَيْضٌ أَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْدِ إِلَّا سُودٌ ترجمہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
 خطبہ پڑھا ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توبہ کیا دیا اپنی پیٹھ کا چترے کے ڈیرے پر اور فرمایا
 ہو جاؤ نہ جاوے گا کوئی جنت میں مگر وہ جو مسلمان ہے یا اللہ میں نے تیرا پیام پہنچا دیا یا اللہ کو گواہ رکھا
 چاہے ہو کہ جنت کی چوتھائی لوگ تم میں سے ہوں ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تم چاہتے ہو
 کہ جنت کی تہائی لوگ تم میں سے ہوں ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا مجھے امید ہو کہ جنتیوں کے نصف
 ہو گے **فَإِنْ** آپ پہلی ہی بار یہ نہ فرمایا بلکہ پہلے چوتھائی پھر ثلث پھر نصف فرمایا اس سے یہ غرض ہے کہ انکو

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

زیادہ خوشی ہو اور بار بار خوشی ہو۔ دوسری یہ کہ انکو عفت اور عظمت ثابت ہو اسلئے کہ بار بار کسی آدمی
 کو دین سے یہ کمالات کہ دین الوداد اسکا بڑا انیال ہے تیسری یہ کہ وہ لوگ بار بار خدا کی تعریف کریں
 اور اسکا شکر ادا کریں اس حدیث کو یہ بات ظہور ہے کہ امت محمدی عین سے جنت کے آدمی آ رہے ہیں کہ
 ہونگے اور دوسری حدیث میں یوں ہے کہ جنتیوں کے ایک سو بیس مغنیں ہونگی انہیں سے اتنی
 مغنیں اس امت کے لوگوں کی ہونگی اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو تہائی جنتی امت محمدی میں سر
 ہونگے شاید پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نصف کی خبر دی گئی ہوگی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا
 سے اور بڑا دیا دو تہائی جنتی آپ کی امت میں سر کیے (نوی) تمام مخالف لوگوں میں اس پر جیسے
 سیدنا بل سفیل میں یا سفید بال سیاء بل میں محسن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ لَبَّيْكَ وَرَحْمَتُكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ قَالَ يَقُولُ أَحَدُهُمْ
 بَعَثَ النَّارَ قَالَ وَمَا بَعَثَ النَّارَ قَالَ مِنْ كُلِّ الْفِتْنَةِ مَرَّاتٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ قَالَ فَذَلِكَ جَنَّةُ
 أَهْلِهَا الصَّغِيرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمَلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ
 عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ قَالَ فَاسْتَدَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَذَلِكَ الْجَنَّةُ فَقَالَ لَنْ تَرَوْا
 قُلَانِ تَرَوْنَ جَوْهَرًا وَمَلْجُومًا أَلَمْ تَرَ مِنْكُمْ رَجُلٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي كَأَطْعِمُكُمْ
 دُرَّعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَحَمْدُ اللَّهِ وَكَذَرْنَا قَوْلَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي كَأَطْعِمُكُمْ أَكْبُوْنَا أَلَمْ تَرَ أَهْلَ
 الْجَنَّةِ فَحَمْدُ اللَّهِ وَكَذَرْنَا قَوْلَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي كَأَطْعِمُكُمْ أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ
 إِنْ مَثَلَكُمْ فِي الْأَمَمِ مِثْلَ الشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالْقُرْمِ فِي ذِرَاعِ الْحَدِيدِ
 ترجمہ البوسیدین و ابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے فرماویگا اے آدم وہ کہیں
 کے حاضر ہوں تیری خدمت میں تیری اطاعت میں اور سب بھلائی تیرے ماتھے میں ہے حکم ہوگا کہ
 دوزخیوں کی جماعت کا لودہ عرض کریں گے دوزخیوں کی جماعت حکم ہوگا ہر ہر آدمیوں میں سے نو
 سو نواسے آدمی انکا لوجہم کے لیے (اور ایک آدمی فی ہر جنت میں جاویگا) آپ نے فرمایا یہی تو وہ وقت
 ہے جب کہ بڑا ہو جاویگا (بوجھ ہوں اور خوف کے یا اوسدن کی درازی کی وجہ سے) اور ہر ایک شہید
 و شہداء اللہ کی دُعا دیکھے گا لوگوں کو جیسے فشر میں ست ہیں اور وہ مست نہ ہونگے پر اللہ کا عذاب
 سخت ہوگا کشت علما نے اختلاف کیا ہے کہ بائیں کسوقت ہونگی بعضوں نے کہا قیامت قائم ہونے

فَلَمَّا ذَٰلِكَ

قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ
 قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ

وقت دنیا فنا ہونے سے پہلے اور بعضوں نے کہا حشر کے دن اس صورت میں پیکر دینے سے یہ مراد ہے
 کہ سوقت ایسا ہول اور ڈر ہو گا کہ اگر کوئی عورت وہاں حاملہ ہو تو بچا بچہ گر جاوے اور یہی مراد ہے پیکر کے
 بوٹے ہوئے سے (نودی) **ت** صحابہ اس امر کے سننے سے بہت پریشان ہوئے اور کہنے لگے یا
 رسول اللہ دیکھیے وہ ہزار میں سے ایک آدمی (جو جنتی ہے) ہم میں سے کون نکلتا ہے اپنے فرمایا تم
 ہو جاؤ یا جوج باجوج کے کافر ستم پرین کہ اگر ان کا حساب کرو تو تم میں سے ایک آدمی اور ان میں سے
 ہزار آدمی **ف** وہاں بنہ اور قتال نے کہا کہ یا جوج باجوج یا فشت بن نوح کی اولاد کو کہتے
 ہیں اور ضحاک نے کہا وہ ترکون کی ایک قوم ہے اور کہتے ہیں کہ وہ آدم کی اولاد ہیں لیکن حوا کے پیٹ
 سے نہیں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ایک روز آدم کو جلاہ ہوا اسکا لطفہ ٹٹے میں لگیا تو اللہ تعالیٰ اس سے
 باجوج باجوج کو پیدا کیا واللہ اعلم (نودی) **ت** پھر آپ نے فرمایا قسم اسکی جبکہ ماخضہ میں میری جان ہے پھر
 اسید ہے کہ جنت کی ایک چوتھائی آدمی تم میں سے ہو گا پھر بیٹے اسکی تعریف کی اور تکبیر کہی پھر آپ
 نے فرمایا قسم ہے اسکی جبکہ ماخضہ میں میری جان ہے پھر اسید ہو کہ ایک تہائی آدمی جنت کرم میں سے ہو گا
 ہم نے اسکی تعریف کی اور تکبیر کہی پھر آپ نے فرمایا مجھے اسید ہے کہ جنت کا آدھے آدمی تم میں سے ہو گا
 تمہاری مثال اور ہتھوں کے سامنے ایسی ہے جیسے ایک سفید بال سیاہ پیل کی کھال میں بنایا گیا نشان
 کہ ہے کیا دن میں **ع** **الْأَعْمَشِرْ بَعْدَ الْبَيْضَاءِ فَغَدَا اللَّهُ مَا قَالَا مَا أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ فِي النَّارِ**
كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي النَّوْرِ لَا تَسُودُ أَذْكَاءُ الشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي النَّوْرِ لَا بَيْضٌ وَلَكِنْ كَذَّاءُ كَذَّاءُ
فِي ذِكْرِ الْحَمْدِ تَرْجَمَهُ دُوسری روایت کا وہی حوالہ پر گزرا سمین یہ ہے کہ تم آج کے دن اور لوگوں کے
سنگیو ہر جیسے ایک سفید بال کا پسین یا سفید پیل میں اور گدھے کے پاؤں کے نشان کا ذکر نہیں کیا

تمام ہوئی کتاب بیان کی اب شروع ہوتی ہے کتاب طہارت کی اللہ کی عنایت پر پھر وساکر کے ۸ اربعہ

کتاب الطہارۃ
 عبادات میں نماز مقدم ہے پر نماز کی شرط طہارت ہے اس لیے پہلے طہارت کو بیان کیا **باب فضل الوضوء**
 وضو کی فضیلت کا بیان **عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**

لینے وہ صبر جو شرعاً مجبور ہے وہ کیا ہے صبر کرنا اللہ کی اطاعت پر اور صبر کرنا گناہ سے بچنے کے لیے اور
 صبر کرنا مصیبتوں پر اور دنیا کی تنگدلیوں پر اور غرض یہ ہے کہ صبر عمدہ جیسے ہے اور جو شخص صابر ہے وہ
 ہدایت اور روشنی کی راہ پر ہے اگر ہم خواص رحمہ نے فرمایا کہ صبر کیا ہے مجبور رہنا کتاب اللہ اور حدیث
 رسول اللہ پر ابن عطار نے کہا صبر کیا ہے بلا کے وقت اپنی زبان کو تھامے رہنا اور کبے ساتھ آستانہ
 ابوبلی وقاف نے کہا صبر کی حقیقت یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھ دیا ہے اعتراض کرے
 لیکن ظاہر کرنا اپنی مصیبت کا صبر کے خلاف نہیں اگر بطور شکایت کے نہ ہو کیونکہ ابوب علیہ السلام
 اللہ تعالیٰ نے صابر کہا ہے اور انہوں نے یہ کہا تھا مجھے دکھ اور بیماری ہے (نودی) **ت** اور قرآن
 تیری دلیل ہے دوسرے پر یاد و میر کی دلیل ہے تجہیر (یعنی اگر سمجھ کر پڑے اور فائدہ اٹھا دے)
 تو تیری دلیل ہے نہیں تو دوسرے کو فائدہ ہوگا اور تو محروم رہے گا) ہر ایک آدمی (بجلا ہوا یا بیکرا)
 صبر کرنا اوصاف ہے پھر یا اپنے تئیں آزاد کرتا ہے (نیک کام کر کے خدا کے عذاب سے) یا (برہم کام
 کر کے) اپنے تئیں تباہ کرتا ہے **بَابُ جُوبِ الطَّهَارَةِ لِلَّهِ نَزَاكَ** کے لیے طہارت کا
 ضرور ہونا **مُصْعَبٌ يَسْعُدُ** قَالَ دَخَلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَلَى ابْنِ عَامِرٍ يَحْجُوهُ وَهُوَ
 مَرِيضٌ فَقَالَ أَكَلْنَا عَمَلًا لِي يَا ابْنَ عُمَرَ قَالَ لَيْتَ سَمِعْتَنِي سَوَّلَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَقُولُ لَا تَقْبَلُ صَلَاةَ بَغْيٍ طُغْيَانٍ وَلَا صَدْرَ فَرْغٍ غُلُولٍ وَلَكُنْتَ عَلَى الْبَصَرِ ترجمہ
 مصعب بن سعد روایت ہے عبد اللہ بن عمرؓ ابن عامرؓ پاس آئے وہ بیمار تھے انکے بوجھنے کو
 ابن عامرؓ نے کہا اے ابن عمرؓ میرے لیو دعا نہیں کرتے انہوں نے کہا میں نے سنا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے اللہ نہیں قبول کرتا نماز کو بغیر طہارت کے **ت** نودی نے کہا
 یہ حدیث نص ہے طہارت کے وجوب پر نماز کے لیے اور حجام کیا ہے استناس امر ہے کہ طہارت شرط
 ہر نماز کی صحت کی قاضی عیاض نے کہا اختلاف کیا ہے علما نے کہ طہارت کب فرض ہوئی ہر نماز کے
 لیے ابن جہم نے کہا کہ شروع اسلام میں وضو سنت تھا پھر آیت نعیم میں اسکی فرضیت اور تری اور جہا
 علما نے کہا ہو کہ وضو اس سے پہلے ہی فرض تھا پر انہوں نے اختلاف کیا ہے وہ میں کہ ہر ایک نماز کے
 لیے وضو فرض ہے یا اسی حالت میں جب محدث (بے وضو ہو تو سلف کے کئی علما اس طرف گئے ہیں کہ ہر
 ایک نماز کے لیے وضو فرض ہے اگرچہ محدث نہ ہوا ہو اور دلیل انکی قول ہے اللہ تعالیٰ کا اذان تمم الواصلۃ

لَا تَقْبَلُ صَلَاةَ بَغْيٍ طُغْيَانٍ وَلَا صَدْرَ فَرْغٍ غُلُولٍ

اخیر تک ایسے جب تم اوٹھو نماز کے لیے تو دھو نہ اور ٹھکانہ اور آمین قید حدیث کی نہیں ہو اور ایک
 جماعت کا قول یہ ہو کہ اوائل اسلام میں ایسا ہی حکم تھا پھر منسوخ ہو گیا اور بعضوں نے کہا کہ یہ حکم صحابہ
 سے نہ وجوہاً اور بعضوں کے نزدیک وضو اسی وقت شروع ہوا تھا جب آدمی محرش ہوا البتہ تازہ وضو
 کرنا ہر ایک نماز کے لیے مستحب ہے اور اسی قول پر اجماع کیا ہے اہل قزوے اور انہیں کوئی اختلاف نہیں ہوا
 اور آیت مذکورہ میں محدثین کا لفظ تعدد ہے یعنی جب اٹھو نماز کے لیے حدیث کی حالت میں تمام ہوا کا نام
 قاضی کا اور ہمارے صاحب نے اختلاف کیا ہے آمین کہ وضو کے واجب ہونے کی علت کیا ہے بعضوں نے کہا
 وضو واجب ہے نماز سے حدیث سے اور بعضوں نے کہا واجب نہیں ہوتا جب تک نماز کے لیے نہ اٹھیں اور بعضوں
 نے کہا دو نمازوں سے واجب ہوتا ہے اور ہمارے صاحب کہ نزدیک یہی راجح ہے اور اجماع کیا ہے ہوتا
 ہے کہ نماز بغیر طہارت کے حرام ہے خواہ یہ طہارت پانی سے ہو یا مٹی سے اور کوئی فرق نہیں ہے فرض اور
 نفل نماز میں اور سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر اور جواز کے نماز میں مگر شعبی اور محمد بن جریر طبری نے نقل
 ہے کہ جواز کے کی نماز بغیر طہارت کے جائز ہے اور یہ مذہب باطل ہے اور ابن تیمیہ رحم سے منقول ہے
 کہ سجدہ تلاوت بغیر طہارت کے درست ہے اور اجماع کیا ہے علمائے اسکے خلاف پر اگر کسی شخص نے عدا ہے
 وضو نماز پر نہیں تو وہ گنہگار ہو گا لیکن کافر نہ ہو گا یہی ہمارا اور جمہور علماء کا مذہب ہے اور ابو حنیفہ رحم سے
 منقول ہے کہ وہ کافر ہو جاوے گا ایسے کہ اس نے دین کے ساتھ ٹھٹھا کیا اور ہماری دلیل یہ ہے کہ کفر نہیں ہوتا
 مگر اعتقاد سے اور اس مصلی کا اعتقاد تو صحیح ہے یہ جب ہو کہ اس مصلی کوئی عذر نہ ہو اگر عذر ہو مثلاً نہ پانی ملے
 نہ مٹی تو آمین امام شافعی کے چار قول ہیں اور ہر ایک قول کی طرف علماء گئے ہیں سب میں زیادہ صحیح
 قول ہے کہ نماز پڑھ لیوے بغیر طہارت کے پھر جب طہارت ممکن ہو تو نماز کا اعادہ کرے دوسرا قول یہ
 ہے کہ نماز نہ پڑھے اور جب طہارت ممکن ہو اس وقت قضا پڑھ لیوے تیسرا قول یہ ہو کہ نماز پڑھ لینا مستحب ہے
 لیکن قضا واجب ہے چوتھا قول یہ ہو کہ نماز پڑھ لیوے اور قضا واجب نہیں اور اسی قول کو فرنی نے اختیار کیا
 ہے اور یہ سب قولوں میں قوی ہے از روئے دلیل کے ایسے کہ نماز کا واجب ہونا تو حدیث سے ثابت
 ہے آپ نے فرمایا جب میں تکو کسی کام کا حکم کروں تو اس کو بجالاؤ جانتے ہو اسکے ادا عادی کے لیے
 کوئی نیا امر چاہیے اور وہ موجود نہیں (لغوی) مگر زیادہ فت اور نہیں قبول کرتا صدقہ اس غلط
 میں سو حلقہ سے پہلے اوڑھ لیا جاوے اور تم تو بھرے کے حاکم رہ چکے ہو ف اس وجہ سے غلط کرنا مال

سے ضرورتاً چوری کی ہوگی یا اسے تنہا اور بندوں کے حقوق پر ہونے کے بغیر ایسے شخص کے لیے
 دعا کیا جائے دوسری اور ظاہر ہے کہ ابن عمر کا یہاں بطریق زجر اور تشدد کے تھا اور اس سے یہ غرض تھی
 کہ اب بھی ابن عامر غفلت سے بیدار ہو اور توبہ کرے ورنہ دعا فاسقوں کے لیے مفید ہے چنانچہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم اور خلف کا فزون اور گنہگاروں کے لیے دعا کرتے رہے کہ خدا انکو ہمہ امت
 کرے اور توبہ نصیب کرے (نوی) **عَنْ سَمَاءَ بِنْتِ حَرْبٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى**
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَثْلِيهِ تَرْجُمَةً دُوسری روایت کا وہی ہے جاوید گزرا **عَنْ هَاشِمِ بْنِ هَاشِمٍ**
ابْنِ وَهَبٍ بِنِ مَيْمُونَةَ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
سَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلَوةُ أَحَدٍ
إِذَا اخْتَلَفَتْ حَتَّى يَتَوَضَّأَ تَرْجُمَةً ہام بن منبہ سے روایت ہے جو وہب بن منبہ کے بھائی ہیں ان
 نے کہا یہ وہ حدیثیں ہیں جو ابو ہریرہ سے پہلے بیان کیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھر ذکر کیا گئی حدیث
 کو انہیں ایک یہ حدیث بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہمیں قبول
 کرتا تم میں سے کسی کی نماز جب وہ بے وضو ہو یہاں تک کہ وضو کرے **كَأَبْ صِفَةِ الْوُضُوءِ**
وَحَدَّثَنَا رِضْوَنُ بْنُ تَرْكِيٍّ أَوْ اس کے پورا کرنے کا بیان **عَنْ سَحْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ أَخْبَرَنَا أَنَّ عُثْمَانَ**
ابْنَ عُثْمَانَ دَعَا بِوُضُوءٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَضَمَضَ وَاسْتَنْثَنَ ثُمَّ غَسَلَ
وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ إِلَى الْبِشْرِ
عِشْلَ ذَلِكَ ثُمَّ مَسَّحَ رَأْسَهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ
الْبِشْرَ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَوَضَّأَ وَوَضَّأَ هَذَا
ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ وَوَضَّأَ هَذَا ثُمَّ قَامَ فَرَعَ رِجْلَيْهِ لِحَدِّ رِجْلَيْهِ وَوَضَّأَ لِحَدِّ رِجْلَيْهِ
مِنْ نِيَابِهِ قَالَ ابْنُ شَيْبَةَ كَانَ عِلْمًا وَأَنَا يَقُولُونَ هَذَا الْوُضُوءُ اسْتَعْمَا تَوَضَّأَ لِحَدِّ رِجْلَيْهِ لِحَدِّ رِجْلَيْهِ
 روایت ہے ابو جہول غلام ازاد کہیے ہوئے تھے عثمان بن عفان کے انہوں نے کہا حضرت عثمان ورنہ
 کا پانی منگوا یا اور وضو کیا تو پہلے نوپونچون کو تین بار وضو کیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شروع وضو پونچون
 پونچون کا تین بار وضو ناسنت ہے اور اس پر اتفاق ہے علماء کا (نوی) **ت** پھر علی کی **ف** نووی نے
 کہا کلی کمال یہ ہے کہ پانی منہ میں لیو پھر اوٹو پھر اوٹو کے ٹھوک دیوے اور اس نے درج کیا ہے

تفصیل

تفصیل

کہ پانی کو صرف زمین میں لپیٹے پھیر دے نہیں لیکن پھیرنا پانی کا تو قول مشہور کے موافق شرط نہیں ہے
 اور بھی مذکور ہے جہود کا لیکن ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک شرط ہے اور یہ احتمال ایسا ہی ہے جو
 سر کے مسح میں اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک اگر گلیاں تھسہر پر رکھ لیا تو مسح ہو گیا اور بعضوں کے نزدیک
 اگر تھسہر نہ ہو بلکہ مسح یہ ہے کہ پھیرنا ضرور نہیں مثل اور اعضا کے ان تک پانی پہنچنا کافی
 ہے **فتا** اور ناک میں پانی ڈالنا حدیث میں استند نہ کرنا لفظ ہے اکثر اہل لغت نے اور فقہاء
 اور محدثین نے استند نہ کے معنی ناک چھونکے کے لیے ہیں یعنی پانی ڈالنے کے بعد ناک کا ٹھکانا اور
 ابن اعرابی اور ابن قتیبہ نے ناک میں پانی ڈالنے کے معنی کہ ہیں اور صحیح پہلا قول ہے اور دوسری
 روایت اسکے موید ہے امین یہ ہے پہلے استنشاق کیا یعنی ناک میں پانی ڈالا پھر استنشاق کیا
 یعنی ناک سلی دار سے منقول ہے کہ استنثار کہتے ہیں ناک کے ہالے کو طہارت میں استنشاق
 کہتے ہیں پانی پہنچانے کو ناک کے اندر اور اوپر کھینچنے کو پانی کی سانس کے زور سے اور سب سے کہ کلی اور
 ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرے مگر جب روزہ سے ہو تو مبالغہ نہ کر دے کیونکہ لقیط کی روایت
 میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مبالغہ نہ کرنا ناک میں پانی ڈالنے میں گنہگار نہ ہو اور تہجد
 صحیح ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے اسانید صحیحہ سے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیحہ ہے
 ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ حلیج سے ہو جب پانی ناک اور مونہ میں پہنچ گیا تو مضہ مضہ اور استنشاق
 اور ہو گیا اور فضل کیونکر ہے امین پانچ قول ہیں پہلا یہ ہے کہ میں چلو لیوے اور ہر ایک چلو میں سے
 کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے دوسرا یہ ہے کہ ایک ہی چلو سے تین بار کلی کرے پھر تین بار ناک
 میں پانی ڈالے تیسرا یہ ہے کہ ایک ہی چلو لیوے اور کلی کرے پھر ناک میں پانی ڈالے پھر کلی کرے
 اور ناک میں پانی ڈالے پھر کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے چوتھا یہ ہے کہ دو چلو لیوے ایک چلو
 تین بار کلی کرے اور دوسرا چلو تین بار ناک میں پانی ڈالے پانچواں کہ چھ چلو لیوے پہلے تین چلوں کی
 پانی ڈالے اور چھ پہلا قول ہے اور وہی ثابت ہر احادیث صحیحہ سے چلو روایت کیا بخاری اور
 مسلم (نوفی) **فتا** پھر تین بار مونہ دھویا پھر دہنا مٹھ دھویا کہی تک تین بار پھر بایان مٹھ دھو
 تین بار پھر مسح کیا سر پر پھر دہنا پاؤں دھویا غنٹوں تک تین بار پھر بایان پاؤں دھویا تین بار
فتا نووی نے کہا یہ حدیث اصل عظیم ہے صحت و ضمیمہ اور اجماع کیا ہے مسلمانوں نے کہ

کہ واجب ایک ایک بار دھونا ہے اور تین بار دھونا سنت ہے اور احادیث صحیحہ میں ایک ایک بار اور
 تین بار اور دو بار وار دہے علمائے کہا ہوں کہ یہ اختلاف دلیل ہے جو انکی اور تین بار کمال ہے اور
 ایک کے کافی ہے اور اس پر محمول ہے اختلاف احادیث کا اور راویوں نے جو اختلاف کیا ایک ہی
 صحابی پر تریہ محمول ہو اس اور کہ بعضوں نے یاد رکھا اور بعض بھول گئے پھر جس نے زیادہ بیان کیا وہ
 قبول ہوگا ایسے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے اور اختلاف کیا ہو علمائے سر کے سمجھ میں تو امام شافعی کے
 نزدیک مسیحی تین بار کرنا مستحب ہے جیسے باقی اعضا کا تین بار دھونا اور ابو حنیفہ اور مالک اور احمد اور
 اکثر علمائے نزدیک سر کا سم ایک ہی بار سنت ہے اور ایک بار زیادہ نہ کرنا چاہیے اور احادیث صحیحہ
 میں ایک ہی بار سم منقول ہے اور امام شافعی کی دلیل وہ حدیث ہے حضرت عثمان کی جو آگے آتی ہے کہ
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تین تین بار اور قیاس کیا او غصون نے سر کو اور اعضا پر اور حرجن
 حدیثوں میں ایک بار سم منقول ہے اور انکی یہ جواب دیا ہے کہ ایک بار سم کرنا جواز کے بیان کو واسطی ہے اور
 ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کیا ہے جو فاضل تھا اور اجماع کیا ہے علمائے مہذبہ اور دونوں
 مآخذوں اور پاؤں کے دھونے کے وجوب پر لیکن روغن نے پاؤں سم کو واجب کیا ہے اور یہ اہل
 سب کے لیے کہ تمام مخصوص متفق ہیں پاؤں دھونے پر اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو
 نقل کیا ہے اور پاؤں دھونا روایت کیا ہے اس طرح اجماع کیا ہے علمائے کہ سر کا سم واجب ہے لیکن اختلاف
 کیا ہے اس کے مقدار میں امام شافعی اور ایک جماعت کو نزدیک اتنا واجب ہے جسکو سم کہیں اگرچہ ایک
 ہی بال ہو اور مالک اور احمد اور ایک جماعت کو نزدیک سارے سر کا سم واجب ہے اور ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک
 چوتھائی سر کا اور کھلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے وجوب میں چار مذہب میں ایک تو مذہب مالک اور
 شافعی کا ہے کہ یہ نو سنت ہیں وضو اور غسل میں اور سلف میں بحسن بصری اور نہری اور حکم اور قتادہ
 اور ربیعہ اور یحییٰ بن سعید الصامی اور اوزاعی اور لیث بن سعد ہی طرف گویں اور عطاء اور احمد ہے بھی
 ایک روایت یہی ہے دو سر اند مذہب یہ ہے کہ دونوں واجب ہیں وضو اور غسل دونوں میں اور وضو اور
 غسل صحیح نہیں ہوئے بغیر ان کے اور یہی مشہور ہے احمد بن حنبل سے اور یہی مذہب ابن ابی
 یسے اور حماد اور سحر بن راہویہ کا اور ایک روایت ہے عطاء سے قسمر مذہب یہ ہے کہ دونوں غسل
 میں واجب ہیں وضو میں واجب نہیں اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب اور سفیان ثوری

چرکھا مذہب یہ ہے کہ ناک میں پانی ڈالنا وضو اور غسل دونوں میں واجب اور کھلی کرنا دونوں میں
 سنت ہے اور یہی قول ہے ابو ثور اور ابو عیسیٰ اور داؤد ظاہری اور ابو بکر بن منذر کا اور ایک روایت ہے
 احمد سے اور اتفاق کیا ہے جمہور علماء نے اس پر کہ وضو اور غسل دونوں میں پانی کا بہانا اعضا پر کافی ہے
 اور علماء ضرور نہیں اور مالک اور مزی نے ملنا شرط کیا ہے اس طرح جمہور علماء نے اتفاق کیا ہے کہ ٹخنوں
 اور کہنیوں کا وضو واجب ہے اور زفر اور داؤد ظاہری کے نزدیک واجب نہیں اور اتفاق کیا علماء نے کہ
 ٹخنوں سے مراد وہ دو انگوٹھی بڈیاں ہیں جو پنڈلی اور پاؤں کے چم میں ہیں اور ہر ایک پاؤں میں
 دو ٹخنی ہیں اور ان فضیول کی ایک نادر بات کہی ہے کہ ہر ایک پاؤں میں ایک ٹخنہ ہے اور ٹخنہ وہ
 تہی ہے جو پاؤں کے چم میں ہے جہاں پر چل کا تسمہ رہتا ہے اور امام محمد سے بھی یہ منقول ہے پر صحیح نہیں
 اور خلاف ہے لغت کے اور احمدیث سے بھی یہ بات نکلتی ہے کہ ہر ایک پاؤں میں دو ٹخنہ ہیں اور
 دلائل اسکے بہت ہیں اور میں نے ان سب دلائل کو تفصیل سے شرح مہذب میں بیان کیا ہے اور
 سب مذہب کے اختلاف کو اور ان کے جوہر کو مفصل ذکر کیا ہے اور بیان میرا مقصد یہی تھا کہ حدیث سے
 متعلق امور کو بیان کروں ہمارے صحابہ نے کہا ہے کہ اگر کسی آدمی کے منہ دو ہون تو دونوں کا
 وضو واجب ہے اور اگر تین ہاتھ یا تین پاؤں ہوں اور سب برابر کے ہوں تو سب کا وضو واجب ہے
 اور اگر زیادہ ہاتھ ناقص ہو یا کم فرض کی جگہ پر بیٹھے کہنے کے سہ طرف تو اسکو وضو چاہیے اور جو
 کہنی سے اوپر کا ہون تو اسکا وضو فرض نہیں اگر کسی کا ہاتھ کہنے سمیت کاٹ ڈالا گیا تو اب باقی
 ہاتھ کا وضو فرض نہیں لیکن مستحب ہے کہ اسکو وضو لے تاکہ عضو طہارت سے خالی نہ رہے (نوی)
 ۲ بعد اسکے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے وضو کیا اس طرح جیسے سچے
 اب وضو کیا پھر فرمایا جو شخص میرے وضو کی طرح وضو کرے پھر دو رکعتیں پڑھے کھڑے ہو اور پھر
 اٹکے اور کسی خیال میں غرق نہ ہو تو اسکے اگلے گناہ سب بخشدیے جاویں گے ۳ نوی نے
 کہا ہر ادا ان گناہوں سے مغیرہ گناہ ہیں نہ کبیرہ اور احمدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ہر وضو کے بعد دو
 رکعتیں پڑھنا مستحب ہے اور یہ سنت مؤکدہ ہے ہمارے صحابہ میں سے ایک جماعت نے کہا کہ یہ
 دو رکعتیں ہر وقت پڑھ سکتا ہے لیوان وقتوں میں بھی جنہیں نماز پر ممانعہ ہے اور دلیل اسکی حد
 ہے بلال کی جو صحیح بخاری میں ہے کہ وہ جب وضو کرتے تو نماز پڑھتے اور کہتے کہ سب علموں میں

اس محل کی زیادہ امید ہے اور اگر وضو کے بعد غرضن یا اور کوئی نفل پڑھے تب بھی یہ فضیلت حاصل ہو جاوے گی اور یہ جو فرمایا ہے چہ من اور کسی خیال میں غرق نہ ہو اسکا یہ مطلب ہے کہ دنیا کے خیالات میں نہ پہنچے جو نماز سے علاوہ نہیں مگر اگر کسی قسم کا خیال دلوں گزرسے اور اس وقت اسکو ٹال دے اس میں غرق نہ ہو تو وہ معاف ہے اور خدا جانتا ہے تو یہ فضیلت حاصل ہو جاوے گی کیونکہ اسکا اختیار نہیں دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس قسم کے خیالات جو دلوں گزریں اور جہنم میں معاف کر دیے ہیں اور اسکا بیان اوپر کتاب الایمان میں گذر چکا ہے ابن شہر آشوب نے کہا ہمارے علماء کہتے تھے کہ یہ وضو سب وضوؤں میں پورا ہے جو نماز کے لیے کیا جاوے۔
ف یعنی یہ کامل وضو ہے اسباب سے بڑا مانا اور میں بار سے زیادہ دھونا کر دے ہے چنانچہ ایک بار میں سارا عضو دہل جاوے اگر دو بار میں سارا عضو دہلے تو وہ ایک ہی بار سمجھا دیا اگر کسی شک ہو گیا کہ دو بار دھویا یا تین بار تو دو بار سمجھے اور ایک بار اور دھو لیرے ہی ٹھیک ہے اور جو میں نے کہا کہ تین بار سمجھے اس لیے کہ دو بار کافی ہے اور چوتھی بار دھونا بدعت ہے اور بعض لوگ احمدیہ کو دلیل لائی ہے کہ بیسوں اور غنوں سے زیادہ وضو کرنے کی کراہت پر حالانکہ ہمارے نزدیک بہتر ہے اور ابن شہاک کے قول سے اسکی کراہت نہیں نکلتی (نوفی) **عَنْ حَمَلَانَ**
عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ تَوَضَّأَ شَوْوَةً وَصَوَّغَ هَذَا اَتَمَّ صَلَاتِهِنَّ لَا يَجِدُ فِيهَا نَفْسًا غَضَبًا وَلَا تَقْدَمُ مَرَّتَانِ
 ترجمہ حمران سے روایت ہے جو موسیٰ (غلام آزاد) کہنے عثمان بن عفان رحمہ کے انہوں نے دیکھا
 حضرت عثمان کو انہوں نے ایک برتن پانی کا سگوا یا اور اپنے دونوں ہاتھوں برتن پانی ڈالا انکو دہل
 پھر دہنا ہاتھ برتن کے اندر ڈال دیا اور گلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر منہ کو تین بار دھویا اور دونوں
 ہاتھوں کو دھویا کہ تین بار پھر سر پر مسح کیا پھر دونوں پاؤں کو تین بار دھویا پھر کہا کہ فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مسکراس وضو کی طرح وضو کرے بعد اس کے دو رکعتیں پڑھے
 اور دل اور خیال میں غم نہ لگا دے تو اس کے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے **ف** (نوفی) نے کہا احمدیہ

مکرر

یہ بات نکلتی ہے کہ کئی اور ناک کے لیے دوا ہو رہے ہونگے پانی لینا چاہیے اور یہ بھی دلیل لائے
 ہیں اور حریف کو کہ کئی اور ناک میں ایک ہی چلو سے پانی لیوے اور یہ ایک طرح سے ان پانچوں
 طرحوں میں سے جولو پہنچے اور بیان کیا اس طرح یہ دلیل ہے کہ عثمان کے دو نو بیچ پانچوں کو برتن میں
 ہونگے ڈالنے سے پہلے دھونا چاہیے اگرچہ غنہ سے بیدار نہ ہوا ہو جب ماضون کی خواست کا گمان
 ہوا اور ہمارا مذہب یہ ہے انتہی **يَا قُضَيْلُ الرُّضُوعُ وَالصَّلَوةُ عَقِبَهُ وَضُكُّهُ** اور
 اسکے بعد نماز پڑھنے کی فضیلت **عُثْمَانُ بْنُ مَوْحِبٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَقُولُ**
يُفَاءُ الْمَسْجِدُ فَمَا كَانَ الْمَوْذِنُ عِنْدَ الْعَصْرِ فَدَعَا بِرُضُوعٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ وَاللَّهِ لَا أَحَدٌ شَاكِرٌ لَكُمْ حَتَّى
تَكُونَ آيَةٌ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَشْرَ وَجَلَّ مَلَكُهُ شَكَرُكُمْ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
كَأَيُّ تَوَضُّأٍ تَجْعَلُ مُسْلِمٌ يَغْتَسِلُ الْوُضُوءَ فَيُصَلِّي صَلَوةً إِلَّا عَفَرَ لَهْ كَرَّهَا بَيْنَهُ وَيَذَرُ الصَّلَوةَ
الْأُولَى فَيُكَبِّرُ مَرَّةً حَرَامًا سے روایت ہو جو مولے تھے عثمان بن عثمان کے انہوں نے کہا میں نے سنا
 عثمان سے وہ مسجد کے سامنے تھے اتنے میں موزوں انکے پاس آیا عصر کی نماز کے وقت انہوں نے
 وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا پھر کہا قسم اس کی تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں اگر اللہ
 کی کتاب میں ایک بیت نہ ہوتی تو میں تم سے بیان نہ کرتا **وَأَمَّا يَوْمَ يَكُونُ الْأَنْزِلُ الْأَنْزِلُ**
كَا أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ الْوَيْهَاتِ وَالْهَيْمُ يَرْنُ لَعْدًا بَيْنَهُ لَكُنَّا فِي الْكِتَابِ وَلَكِنْ تَحْمِلُهُمُ الْمَوَاطِنُ وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
 یعنی جولوگ چھپاتے ہیں ان باتوں کو جو کھلی ہیں اور ہدایت کی باتیں بعد اسکے کہ مجھے بیان کرنا
 انکو لوگوں کے لیے کتاب میں اپنی لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والی لعنت کرتے ہیں تو حضور
 عثمان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علم کی باتیں بتلا دینا اور اسکا پہنچا دینا واجب کیا ہوتا تو مجھے
 کچھ حدیث بیان کرنے کی जरعت نہیں کہ میں خواہ مخواہ تم سے بیان کرتا اگرچہ یہ بات اہل کتاب
 شان میں ہے مگر جو کوئی ان کے ہر کام کرے اور دین کی بات کو ضرورت کے وقت چھپا دے اسکے
 شان میں جی جی وعید ہو سکتی ہے اور ایک حدیث مشہور بھی موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا جو شخص علم کی بات چھپا دے اللہ تعالیٰ اسکو نکام دیگا انکار کی بات میں نے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اچھی طرح وضو کرے وقت لینے پورا اسکے شرائط
 اور آداب کے ساتھ اس حدیث کو معلوم ہوا کہ وضو کے آداب اور شرائط اسکی گمان اور اپنی عمل کو اختیار

جسے اور اعضا کو چھونا اور اس باب میں بہت سی حدیثیں آئیں ہیں جنکی محبت اور خدمت کو میرے
 شیخ مہذب میں بیان کیا ہے **ف** قیسم کی روایت میں اتنا زیادہ کہ جسوقت حضرت عثمان نے یہ
 حدیث بیان کی ہوتی انکے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی صحابی موجود تھے **ف** اور
 انہوں نے اس حدیث کو تسلیم کیا کسی نے انکار نہیں کیا یہی کی روایت میں ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ
 بار و بار کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ فرمایا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ایسا کرتے دیکھا ہے انہوں نے کہا ہاں (نوفی) **عن** عثمان بن عفان قال کُنْتُ أَصْنَعُ لِعُمَرَ
 طُحْلًا فَمَا لَیَّ عَلَیْکُمْ یَوْمَ لَدَکَ وَهُوَ یَفِیضُ عَلَیْکُمْ لُطْفًا وَقَالَ عُمَانُ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَ انْصِرَافِنَا مِنْ صَلَواتِنَا هَذِهِ قَالَ وَسَعَرْتُ أَرَاَهَا الْعَصْرَ فَقَالَ مَا أَدَّبَ بَنُو لَدَکَ
 یَوْمَ لَدَکَ أَوَّاسُکُمْ فَقُلْنَا یَا رَسُولَ اللَّهِ اِنْ کَانَ خَیْرًا لِحَدَّثْنَا وَوَکَانَ کَانَ غَیْرَ ذَٰلِکَ قَالَ وَدَعَا
 اَعْلَمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یُطَهِّرُ بَیْتَهُ مِنَ الطُّحْلِ الَّذِی کَتَبَ اللَّهُ عَلَیْکُمْ فِی صَلَواتِ هَذِهِ الصَّلَواتِ اَنْ یُحْسِنَ
 اَلَا کَانَ کَانَ تَحْکَامَاتِ لَمَّا لَکِنَّهُنَّ ثُمَّ جَمَعَ عُمَرَانُ بْنُ اَبَانَ رُوایت میں حضرت عثمان کے لیے طہارت
 کا پانی رکھا کرتا تھا وہ ہر روز ایک ٹھوسے پانی سے نہالیا کرتے یعنی غسل کر لیتے و اس طرح غسل طہارت
 اور زیادتی ثواب کے حضرت عثمان نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حدیث بیان کی جب ہم
 اس نماز سے فارغ ہوئے سترے کہا (جو راوی ہے اس حدیث کا) میں جہتا ہوں وہ عصر کی نماز تھی
 آپ فرمایا میں نہیں جانتا تم سے ایک حدیث بیان کروں یا چپ رہوں **ف** ایسے معلوم نہیں
 اس حدیث کا بیان کرنا مصدق ہو یا نہ بیان کرنا پھر آپ کو معلوم ہو گیا کہ بیان کرنا مصدق ہے یا نہیں
 آپ نے بیان کر دیا کہ انکو رغبت پیدا ہو طہارت میں اور عبادات کی مستقیم میں اور پہلے آپ نے بیان
 کر نہیں تا کہ اس خیال سے کہ لوگ اس پر تکیہ نہ کر لیں بعد بیان کرنا مناسب سمجھا (نوفی)
ف ہم نے کہا یہ رسول اللہ اگر بہتری کی بات ہو تو بیان کیجیے اور جو بہتر نہ ہو تو اللہ اور اسکا رسول
 خوب جانتا ہے **ف** بہتری کی بات سے یہ مراد ہے کہ ہماری خوشی کی بات ہو جس سے ہمکو رغبت
 پیدا ہو اچھی اعمال میں یا دیر پیدا ہو گناہ سے اور جو اس قسم کی حدیث نہ ہو تو اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا
 ہے لیکن آپ اپنی باری پر عمل کیجیے اگر مناسب سمجھی تو بیان فرمائیے ورنہ خیر (نوفی) **ف** آپ نے فرمایا
 جو مسلمان طہارت کرے پھر پوری طہارت کرے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے اور پھر نماز

پہلے تھکے وہ گناہ گار تھے جو ان کے نمازوں کے سچ میں کریم گناہ سے معلوم
 ہوا کہ اگر ہمارے میں حضرت فرضوں کو ادا کرے اور میں اور سب کو چھوڑ دیوے جب نبی صلیت
 حاصل ہو جاوے گی یہ گناہوں کی مغفرت اگرچہ سنتوں کے ادا کرنے سے اور زیادہ گناہ معاف ہونگے
 اور ثواب دیا وہ ہوگا (روزی) **عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ**
أَبَا بَرْدَةَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ إِذَا قَرَأَ فِيهِ إِنَّ عَفَانَ بْنَ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ أَتَى الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَالصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ كَقَدَارَاتِهَا بَيْنَهُنَّ هَذَا الْحَدِيثُ
ابْنُ مَعِينٍ **وَالْحَدِيثُ فِيهِ عَفَانَ بْنَ عَمْرٍو** **وَالْحَدِيثُ فِيهِ عَفَانَ بْنَ عَمْرٍو** **وَالْحَدِيثُ فِيهِ عَفَانَ بْنَ عَمْرٍو**
 روایت ہوا انہوں نے کہا میں نے حمران بن ابان سے سنا وہ حدیث بیان کرتے ہو ابو بردہ سے
 بشری حکومت میں (یعنی اسکی حکومت کے زمانے میں) کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص پورا کرے وضو کو جس طرح اللہ نے حکم کیا ہے تو اسکی فرض نماز میں کفارت
 ہوگی ان گناہوں کی جو ان کے سچ میں کرے یہ روایت ہوا بن حمران اور عثمان کی روایت میں یہ عبارتیں
 بنیں (بشری حکومت میں) نہ فرض نماز کو بیان ہے **عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ**
عَفَانَ بْنَ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ
الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ هَكَذَا ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يَنْهَضُ إِلَّا لَوَاظِمَاتِ الْغُفْرِ مَا حَلَاكَ
صَنْدُوقُهُ **ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ هَكَذَا ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يَنْهَضُ إِلَّا لَوَاظِمَاتِ الْغُفْرِ مَا حَلَاكَ**
 صندوقہ ترجمہ حمران سے روایت ہوا جو مولیٰ تھے عثمان بن عفان کے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک دن
 اچھی طرح وضو کیا پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اپنے وضو کیا اچھی طرح بعد اس کے
 فرمایا جو شخص اس طرح وضو کرے بعد اس کے مسجد میں جاوے لیکن نماز ہی کے لیے اوٹھ جائے اور کوئی کام
 کی نیت نہ ہو بلکہ خالص نماز ہی کے قصد سے اوٹھے تو اس کے اگلے گناہ بخشدیے جاوے گئے **عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ**
عَفَانَ بْنَ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ تَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ
فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ مَشَى إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ فَصَلَّاهَا مَعَ النَّاسِ أَوْ مَعَ الْجَمَاعَةِ أَوْ فِي
الْمَسْجِدِ غُفِرَ اللَّهُ لَهُ ذُنُوبُهُ **ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يَنْهَضُ إِلَّا لَوَاظِمَاتِ الْغُفْرِ مَا حَلَاكَ**
 روایت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز کے لیے پورا وضو کرے پھر فرض کیلئے چلے (مسجد کو) اور لوگوں کے ساتھ
 یا جماعت سے یا مسجد میں پڑھے تو اللہ اس کے گناہ بخشدیگا **عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**

صاف کرے **ف** یعنی تین یا پانچ یا سات ڈھیلوں سے اور بعضوں نے استہجار کے
 معنی و صورتی انہ کے کیوں ہیں یعنی طاق بار خوشبو لیو لیکن صحیح وہی ہے جو ترجمے میں مذکور ہے
 اور مقصود یہ ہے کہ ڈھیلوں کو چھٹا طاق بار ہر یعنی تین یا پانچ بار یا زیادہ اور ہمارا مذہب یہ
 کہ تین سے زیادہ مستحب ہے اور حاصل مذہب کا یہ ہے کہ صاف کرنا واجب ہے اور تین پورے کرنا بھی
 واجب ہے اگر تین سے صفائی ہو گئی تو اب زیادہ لینا واجب نہیں اگر صفائی نہ ہوئی تو اور لینا جائز
 ہے اگر طاق عدد ہو گیا تو اب زیادہ نہ لےوے اور جو جفت ہو جائے چار یا چھ تو طاق کر لیا مستحب ہے
 اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ طاق لینا واجب ہے بدیل احمدیث کے اور جہود کی دلیل وہ حدیث
 ہے جو سن بن مروی ہے کہ جس نے طاق بار لیا تو اچھا کیا اور جس نے طاق بار نہ لیا تو کچھ ہیچ کرنا
 (نوذی) **ف** اور جب کوئی تم میں سے وضو کرے تو ناک میں پائے ڈالے پھر ناک چھٹکے
 عَنْ هَمَامِ بْنِ مَنِئِبَةَ قَالَ لَهَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أَنَّ كَرَّ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَنْشِقْ
 بِمِثْرَيْنِ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ لْيَتَنَفَّسْ تَرَجْمَةً بِمَا مَن مِّنْهُ سَعِدُ بْنُ رُوَيْبِطٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنْهُمَا رَوَى عَنْهُمَا رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ يَدْعُو كَيْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفْرَأْ بِمَا جَبَّابُ كَوْمِي ثُمَّ مَن سَعِدُ بْنُ رُوَيْبِطٍ
 تَوَدَّ لَوْ أَنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِثْلَ نَارٍ مِنْ نَارِ النَّارِ لَمْ يَكُنْ يَسْتَنْشِقُ بِمِثْرَيْنِ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ لْيَتَنَفَّسْ تَرَجْمَةً بِمَا مَن مِّنْهُ سَعِدُ بْنُ رُوَيْبِطٍ
 دِلِيل ہے اس شخص کی جو ناک چھٹکنا واجب کہنا ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 إِذَا تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْشِقْ وَمَنْ اسْتَجْمَرَ فَلْيُؤْتِرْ تَرَجْمَةً بِمَا مَن مِّنْهُ سَعِدُ بْنُ رُوَيْبِطٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنْهُمَا رَوَى عَنْهُمَا رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ يَدْعُو كَيْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفْرَأْ بِمَا جَبَّابُ كَوْمِي ثُمَّ مَن سَعِدُ بْنُ رُوَيْبِطٍ
 تَوَدَّ لَوْ أَنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِثْلَ نَارٍ مِنْ نَارِ النَّارِ لَمْ يَكُنْ يَسْتَنْشِقُ بِمِثْرَيْنِ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ لْيَتَنَفَّسْ تَرَجْمَةً بِمَا مَن مِّنْهُ سَعِدُ بْنُ رُوَيْبِطٍ
 دِلِيل ہے اس شخص کی جو ناک چھٹکنا واجب کہنا ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 إِذَا تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْشِقْ وَمَنْ اسْتَجْمَرَ فَلْيُؤْتِرْ تَرَجْمَةً بِمَا مَن مِّنْهُ سَعِدُ بْنُ رُوَيْبِطٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنْهُمَا رَوَى عَنْهُمَا رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ يَدْعُو كَيْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفْرَأْ بِمَا جَبَّابُ كَوْمِي ثُمَّ مَن سَعِدُ بْنُ رُوَيْبِطٍ
 تَوَدَّ لَوْ أَنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِثْلَ نَارٍ مِنْ نَارِ النَّارِ لَمْ يَكُنْ يَسْتَنْشِقُ بِمِثْرَيْنِ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ لْيَتَنَفَّسْ تَرَجْمَةً بِمَا مَن مِّنْهُ سَعِدُ بْنُ رُوَيْبِطٍ

ایسے کہ شیطان اس کے ہاتھ پر تھا ہے یا ناک میں فت قاضی عیاض نے کہا احتمال ہے کہ حقیقتہ
 شیطان ناک میں تھا ہو کیونکہ ناک میں سے راستہ دل تک جاتا ہے اور اس پر کچھ پردہ بھی نہیں ہے اور حد
 میں ہے کہ شیطان دھنسی ہری جن کو نہیں کھوتا اسی لیے جانی میں بند کرنے کا حکم ہے تاکہ شیطان
 نہ کے اندر نہ گھس جاوے اور احتمال ہے کہ شیطان سے مراد مجازاً اعتبار ہو یا ناک کا نیٹ وغیرہ (نوٹ)
 حسن جابر بن عبد اللہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا استنجیتم فلیتوضؤوا
 ثم جہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے وضو کرے
 تو طاق بار کرے یا فوجت غسل الرجلین یکا لہما یا نون وضو کرنا واجب ہو حسن عائشہ زوجہ
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ یومہ ثوی سجدت لکے وقاص قد حمل عبد الرحمن بن ابی بکر
 فوضا عندہا فقال لا عبد الرحمن اسبیغ الوضوء فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سجد یقول وکیل الہعقاب من الناک ترجمہ ام المؤمنین عائشہ سے کہ عبد الرحمن بن ابی بکر نے جس دن
 سعد بن ابی وقاص نے انتقال کیا تو انہوں نے وضو کیا حضرت عائشہ نے کہا اے عبد الرحمن وضو کو پورا کر
 میں سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرماتے تھے خرابی ہے اٹیروں کی جہنم کی آگ سے نہ
 نے کہا امام مسلم کی غرض احمد میت کے لائے ہو کہ پاون کا وضو واجب ہو اور ہم کافی نہیں اور اس سلسلے میں
 لوگوں نے اختلاف کیا ہے کہ ہر کئی مذہب میں مگر جبکہ فقہا کی ایک جماعت اور اہل فتوے کو ہر ایک زمانہ
 اور ہر ایک شہر میں اختیار کیا ہے وہ یہ کہ دو دن یا دو تین یا دو چار یا دو چار سے دو چار اور اس کا
 نہیں اور وضو نے کو ساتھ پھر سجد کرنا ضرور نہیں اور اس کا خلاف کسی معتبر شخص سے منقول نہیں اور یہ
 نے کہا کہ دو دن یا دو چار سجد واجب ہے اور محمد بن جریر اور جابلی معتزلہ کے امام نے کہا کہ اختیار ہے خواہ سجد
 کرے دو دن یا دو چار خواہ اٹکو وضو دے اور بعض ظاہر یہ نے کہا کہ سجد اور وضو یا دو دن واجب ہیں اور ان
 مخالفین نے جو دلائل بیان کیے ہیں وہ ظاہر نہیں ہیں اور میں نے ان سب کی تفصیل اچھی طرح
 مصدب میں کی ہے جو کوئی اس کو دیکھو تو کوئی شبہ نہ رہیگا اور یہاں تو سہارا مقصود ہے کہ حدیث کی
 شرح بیان کریں نہ مخالفین کا رد و قرح اور مختصر یہ ہے کہ جتنے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور
 نقل کیا ہے مختلف مقامات اور مختلف حالات میں ان سب نے پانچ یا دو وضو نقل کیا ہے اور یہ جو آپ نے فرمایا
 ہر اٹیروں کی انگلیوں میں بھی دلیل ہے پاون کے وضو کی روئے اس عید کا کوئی مطلب نہیں نکلتا اور ایک

اِنَّهُ كَانَ قَوْمًا يَتَوَضَّؤْنَ مِنَ الْمِطْحَرَةِ فَقَالَ اَسْبِغُوا وُضُوْءَكُمْ فَاِنْ سَمِعْتُمْ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَكَلَّ لِلْعَمَلِ فَبِئْسَ التَّكَلُّفُ ترجمہ ابو ہریرہ روئے کہ لوگوں کو دیکھا جو بہنی سے وضو کر رہے
 تھے تو کہا پورا کر وضو کو کیونکہ میں نے سنا ابو القاسم سے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے خرابی ہو کو پونہ
 کی انکار سے شخص اِنِیْ هَرِيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَبْلُ لِّلْاَحْقَابِ مِنْ
 التَّكَلُّفِ ترجمہ ابو ہریرہ روئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرابی ہے ایڑیوں کی انکار سے
بَابُ وَجُوْبِ اسْتِغْثَابِ جَمْعِ اَجْرَاءِ حَمَلِ الطَّهَارَةِ وَضُوْءِ مَنْ تَمَامَ عَضَا كُوْبِرَادِ خُجَا بِهٖ
خُشْنُ جَابِرٍ قَالَ اخْبَرَنِيْ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ رَجُلًا تَوَضَّأَ فَذَكَ مَوْضِعَ طُفْرٍ عَلٰى قَدَمِهِ فَاقْبَضُوْهُ
النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرَضِحَ فَاَخْبَرْنِيْ وَضُوْءُكَ فَهَجَعْتُ صَلَاتِيْ ثُمَّ جَمَعُ جَابِرٌ رَسُوْلَ
 ہے جسے بیان کیا حضرت عمرؓ نے کہ ایک شخص نے وضو کیا اور ناخن برابر اپنے پاؤں میں سوکھا چھوڑ دیا
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو فرمایا جا اور اچھی طرح وضو کر کے آ رہا لوٹ گیا پھر انکر نماز پڑھی
 اِنِیْ نُوْدِيْ لَنْیَ کَہَا اَحَدِیْثٌ سَوِيَّةٌ بَاتٌ تَطْلُقُیْ ہِے کہ اگر وضو میں ایک ذرا مقام بھی جسکا وہ ہونا
 واجب ہے سوکھا چھوڑ دے تو وضو درست نہ ہوگا اس پر سب کا اتفاق ہے لیکن تیمم میں اگر کوئی حصہ
 موضع کا چھوڑ دے اور اس پر تھپتھپیرے تو اس میں اختلاف ہے ہمارا اور جمہور علماء کا مذہب ہے کہ تیمم درست
 نہ ہوگا جیسے وضو درست نہیں ہوتا اور ابو حنیفہ و اسمین میں روایتیں ہیں ایک تو یہ کہ اگر آدھے
 سم کم چھوڑے تو درست ہو جائیگا دوسری یہ کہ درم سے کم چھوڑے تو درست ہو جائیگا تیسری یہ
 کہ اگر جو تھپائی سے کم چھوڑے تو درست ہو جائیگا اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی نہ جانکر
 ایسا کرے جب بھی اسکی طہارت صحیح نہ ہوگی اور جو شخص جاہل ہو اسکو نرمی سے سمجھانا چاہیے
 اور بعض لوگ دلیل لائے ہیں اس حدیث سے کہ دونوں پاؤں کا دھونا واجب ہے اور مسح کافی نہیں اور فقہ
 عیاض نے دلیل کیا ہے اس حدیث کو مالا یعنی پے درپے وضو کرنے کو وجوب پر ایسے کہ آپ نے
 فرمایا اچھی طرح وضو کر اور یہ نہیں حکم دیا کہ صرف سوکھا جوہر گیا اسی مقام کو وصول حالانکہ یہ استدلال
 ضعیف ہے یا باطل ہے اس لیے کہ اچھی طرح وضو کرنے کے یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ اسی وضو کو پورا کر کہو
 عَنْ اَبِیْ هَرِيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ
 الْمُسْلِمُ اَوْ الْمَوْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلِّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ اِلَيْهَا بَعِيْنُهُ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ

اخیر قطر الماء فاذا غسل يديه خمر من يديه كل خطيئة كان بكسرها ماء مع الماء او خمر
 اخير قطر الماء فاذا غسل رجله خمر تحت كل خطيئة فثلاثة رجلا مع الماء او خمر اخر قطر
 الماء حتى يخرج نقياً من الذنوب ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 بندہ سلمان یا مومن (یہ شک ہے) راوی کا وضو کرتا ہے اور نہ دھوتا ہے تو اس کے منہ سے وہ گناہ (صغیر) نکل
 جاتے ہیں جو اس نے گھون سے کیے پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ (جو نہ ہو گناہ یہ بھی شک ہے) راوی کا
 پھر جب ماٹھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں میں سو ہر ایک گناہ جو ماٹھ سے کیا تھا پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ
 کے ساتھ نکل جاتا ہے پھر جب پاؤں دھوتا ہے تو ہر ایک گناہ جو پاؤں سے کیا تھا پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ
 کے ساتھ نکل جاتا ہے یہاں تک کہ سب گناہ ان سے پاک صاف ہو کر نکلتا ہے
 (نوفی نے کہا اس حدیث سے بھی رد ہوتا ہے روافض کا جو پاؤں پر مسح کرتے ہیں) **عَنْ عُمَانَ بْنِ**
عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ خَرَجَتْ حَتَمَاتُ يَمِينِهِ
وَمِنْ حَتَمَاتِهِ خَرَجَتْ عَمَّنْ حَتَمَاتُ يَمِينِهِ ترجمہ حضرت عثمان سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا جو شخص اچھی طرح وضو کرے تو اس کے گناہ بدن سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ ناخنوں
 کی پیمر سے بھی نکل جاتے ہیں **بَابُ اسْتِحْبَابِ الْخُرُوجِ فِي الْوُضُوءِ** منہ کو زیادہ دھونا مقدر کہ
 سر کے سامنے کا حصہ بھی دہل جاوے اس طرح ہاتھوں اور پاؤں کہنیوں اور ٹخنوں کے پاز تک دھونا
 ہے **ف** تادوی نے کہا علمائے اختلاف کیا ہے کہ مستحب کہاں تک دھونا ہے بعضوں نے کہا
 کہنیوں اور ٹخنوں سے بڑھ کر دھونا چاہیے کتنا بڑھائے اس کی کوئی حد نہیں بعضوں نے کہا آدھے
 بازو تک مستحب ہے اس پر اس حدیث میں مذکور ہیں وہ اس بات کی تائید کرتی ہیں اور یہ جو امام ابو الحسن بن ابی طالب مالکی اور
 قاضی عیاض نے دعویٰ کیا ہے کہ کہنی اور ٹخنے سے بڑھانا بائفاق علماء مستحب نہیں ہے یہ دعویٰ باطل ہے
 اور کیونکہ یہ دعویٰ صحیح ہو گا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو ہریرہ سے اس کے خلاف ثابت ہے اور
 ہمارا مذہب وہی ہے جو ان حدیثوں سے ثابت ہے اور جس نے خلاف کیا ہے وہ سپر یہ حدیثیں محبت ہیں
 اور یہ جو ایک حدیث میں مروی ہے کہ جس نے اس سے بڑھایا یا گھٹایا تو اس پر کیا اور ظلم کیا مراد اس سے
 تعداد میں بڑھانا اور گھٹانا ہے **أَهْرَحْنُ** **لَعَنِمُ رَبِّي عَنِ اللَّهِ الْبُحْرَانِ** **قَالَ كَذِبٌ أَبَاهُ رَجُلٌ مَثُورٌ فَحَسْبُ وَجْهًا**

میں دوسرا میں تاروں سے زیادہ ہیں اور میں لوگوں کو روکوں گا اس شخص پر جیسے کوئی دوسرا کیے
 اونٹوں کو اپنے حوض سے روکتا ہے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ ہم کو پہچان لیں گے اور سدا
 آپ نے فرمایا البتہ تمہارا نشان ایسا ہوگا جو سوا تمہارے کسی امت کے لیونہ ہوگا تم اُس کے یہ سہ
 سفید ہاتھ پاؤں لیکر وضو کے طفیل سے **عَلَنْ اِيْهِمْ رِيْةٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم**
تَرَدُّ عَلٰی اَصْحٰبِ الْحَوْضِ وَاَنَا اَذُوْدُ النَّاسِ عَنْہُ مَا يَذُوْدُ التَّجَلُّلُ اِبْلَ الرَّحْلِ عَزَّ اِلٰہِہٖ فَاَلَا يَاۤاٰی اللّٰہِ
نَعْرِفُنَا اَلَا اَنْتُمْ سُبْحٰنَہُ لَیْسَتْ کَیْ حِدٍ عِکْرُکُمْ تَرَدُّوْنَ عَلٰی عِزِّ اَنْجَلِیْنِ مِنْ اَنْبِیَآءِ الْوُضُوْءِ وَکِیْصَدَقَ
عَنْیْ کَافَہٗ فَمَنْکُمْ فَلَآ یَصِلُوْنَ مَا قَوْلُ یَا رَبِّ هُوَ کَا مِنْ اَصْحَابِیْ فِیْجِدْنِیْ مَلٰکَ فِیْقُوْا وَا
هَلْ تَذَرُوْنَ مَا اَخَذْتُمْ اَبَدًا ترجمہ البوہرہ روایت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا میری امت کے لوگ میرے پاس حوض کوثر پر آویں گے اور میں لوگوں کو ہٹاؤں گا اس پر سے جیسے
 ایک مرد دوسرے مرد کے اونٹوں کو ہٹاتا ہے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ ہم کو پہچان لیں گے آپ نے
 فرمایا تمہاری نشانی ایسی ہی ہوگی جو کسی امت کے پاس نہ ہوگی تم اُس کے میرے پاس سفید پیشانی
 اور ہاتھ پاؤں لیکر وضو کی وجہ سے **عَلٰی** نووی نے کہا ایک جماعت نے استدلال کیا ہے اس حدیث
 سے کہ وضو خاص ہے اس امت سے اور بعضوں نے کہا کہ وضو اس امت سے خاص نہیں ہے یہ فضیلت
 یعنی پیشانی اور ہاتھ پاؤں نورانے ہونا خاص ہوگا قیامت کو دن اس امت سے اور دلیل اہل دین
 حدیث ہے جس میں یہ ہے کہ یہ میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کا وضو ہے لیکن اول جماعت نے
 دو جواب دیے ہیں ایک تو یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کا ضعف مشہور ہے دوسری یہ کہ اگر
 اس حدیث کو مان لیں تو اس سے استقراء ثابت ہوتا ہے کہ اگلے پیغمبروں کے لیے بھی وضو تھا اگر
 امتوں کے لیے وضو نہیں ثابت ہوتا ہے اس لیے **عَلٰی** اور ایک گروہ روکا جاوے گا میرے پاس آنے
 سے وہ مجھ تک نہ آسکا کہ تب میں عرض کروں گا اسے پروردگار یہ لوگ تو میرے ہیں اس وقت ایک
 فرشتہ مجھے جواب دیگا تم نہیں جانتے جو ان لوگوں نے تمہاری بعد دنیا میں سے تم کو کام کیے **عَلٰی**
 دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے یہ سن کر میں کہوں گا تو پھر پرہیز پرہیز نہ کرے دوسرے فرشتے نے کہا علماء
 نے اس مقام پر کئی طرح کی باتیں لکھی ہیں پہلی یہ کہ مراد ان لوگوں کے منافق ہیں اور جو اسلام سے پھر گئے تو
 احتمال ہے کہ ان کا حشر ہی نشان کے ساتھ لینے سفید منہ اور ہاتھ پاؤں کے ساتھ ہو اور رسول اللہ

البتہ
 فیجیئہ

صلی اللہ علیہ وسلم نشان کو دیکھ کر ان لوگوں کو مسلمان سمجھیں اسوقت آپ کو جواب ملیگا کہ یہ لوگ اپنی حالت پر نہیں رستے اور انہوں نے تمہاری بعد دین کو بدل دیا یعنی اسلام پر انکا خاتمہ نہیں ہوا دوسرے یہ کہ مراد ان لوگوں سے وہ لوگ ہیں جو حضرت کو زمانے میں تھے اور آپ کی حیات میں مسلمان تھے پھر آپ کے بعد اسلام سے پھر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو پہچان کر بلا و نیگے اگرچہ اپنے منہ کا نشان نہ ہو گا اسوقت جواب ملیگا یہ لوگ تمہارے بعد اسلام سے پھر گئے تھے تیسری یہ کہ مراد ان لوگوں سے گنہگار ہیں جنکا خاتمہ تو حید پر ہوا اگر کبیرہ ہو اور باعتبار تن میں مبتلا تھے لیکن بدعت کفر کے درجہ تک نہیں پہنچی تھی اس صورت میں یہ ضرور نہیں کہ یہ لوگ جہنم ہی میں جاویں بلکہ شاید پہلے یہ سزا مانگے جائیگی اور انکو ملی پھر اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے اور وہ جنت میں جاویں بغیر عذاب کو اور یہ بھی ممکن ہے کہ انکے موہبہ اور اٹھ پانچ سو فیصد نوزائی ہو اور حلال ہے کہ یہ لوگ آپ کو زمانے کے بھی ہوں اور آپ کے بعد کی بھی ہوں لیکن آپ انکو نشان سے پہچان لیں یہ امام ابن عبدالبر نے کہا جو شخص دین میں نئی بات نکالے وہ حوض کوثر سے راندا جاوے گا جیسے افضی اور خارجی اور تمام گمراہ فرقے اس طرح وہ لوگ بھی راندے جاویں گے جو ظلم کرتے ہوں لوگوں کے حق ڈباتے ہوں حق کو میٹھتے ہوں ناحق کو پھیلاتے ہوں کبیرے گناہ علانیہ کرنے ہوں اور اس قسم کے لوگوں کے لیے بھی ڈر ہے کہ وہ حوض سے راندے جاویں اسباب معلول حدیث فقہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان حوضی کا بعد من عبدی فقیہ بیدہ ای لا دود عنہ الی الجاہل محمد و ذوالرجل الی الغریبۃ عن حوضہ قالوا یا رسول اللہ و لغر فاما قال نعم تردون علی عترۃ محمد من انار الوضوء لکنت کحدید غیر کھترجمہ حذیفہ سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسے عدن و یامہ (ایک شہر ہے مصر اور شام کے پچھلے) قسم ہے اوسکی جسکے ماٹھ میں میری جان ہے میں لوگوں کو وہاں سے ہٹاؤں گا جیسے کوئی دوسرے کو اٹھائے گا کو اپنے حوض سے ہٹاؤں گا ہر لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ ہم کو پہچانیں گے آپ نے فرمایا تم میرے پار آؤ گے سفید پیشانی سفید ماٹھ پانچ سو فیصد نشان ہونگے جو تمہارے سوا اور کسی امت پر نہ ہوئے علی ای ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای المقبرۃ فقال السلام علیکم دار قوم مؤمنین و اراہ شاة اللہ یکمہ کا حقون و حدث انا قد راہنا اراہنا قالوا و کسنا اراہنا و انا قد راہنا رسول اللہ

اَنْتُمْ اَصْحَابُ الْاَيْمَانِ كَمَا يُدْعَى الْيَوْمَ فَقَالُوا كَيْفَ نَعْرِفُكَ مِنْ لَدُنْكَ بَشَرًا مِنْ اَنْتُمْ كَمَا دَعَا
اللّٰهُ فَقَالَ الْاَيْمَانُ لَوْ اَنْ رَجُلًا لَمْ يَخْلُفْ عَنْ رَجُلٍ مِّنْكُمْ يَخْلُفُ عَنْكُمْ فَكَيْفَ نَعْرِفُكُمْ اَمْ لَيْسَ بِكُمْ
فَاُولَئِكَ يَدْعُوهُمُ اللّٰهُ قَالَ فَاَنْتُمْ يَدْعُوْنَ عَنْ رَجُلَيْنِ مِنَ الْوُضُوْءِ وَكَانَ تَرْكُهُمَا عَلَى الْحَدِّ
كَذَلِكَ رَجُلًا عَنْ حَوْفِيْ كَمَا يَدْعُو الْبَحِيْرُ الصَّالِّ اَنَا دِيْنُهُمْ اَمْ هَلَمْ فَيَقَالُ لَهُمْ فَكَيْفَ نَعْرِفُكُمْ
بَشَرًا فَاقُولُ حَقًّا حَقًّا رَحْمَةُ الْوَهْدِ رَحْمَةُ الْوَهْدِ رَحْمَةُ الْوَهْدِ رَحْمَةُ الْوَهْدِ رَحْمَةُ الْوَهْدِ
تشریف لے کر تو فرمایا اسلام ہے پھر یہ گھر ہے مسلمان لوگوں کا اور ہم خدا چاہے تیرے کوالی ہوں
اگرچہ مرنا یقینی ہو مین شک نہیں پر انشاء اللہ اپنے برکت کر لے فرمایا اور خدا کا حکم جالانے کے لیے
اسے فرمایا تم کسی کام کو جو کل کرنے والی بنوں نہ کہو مین کل کرو گنا ملک دیون کہو کرو گنا اگر خدا چاہے اور جس
لے کہا انشاء اللہ عداوت کے طور پر کہ ہاتھ مین کلام کے ہو اور بعضوں نے کہا کہ انشاء اللہ مرنے سے پہلے
نہیں ہے بلکہ مومنین کے ساتھ ملنے سے یعنی خدا چاہے تو خاتمہ ہمارا بھی ایمان پر ہو گا اور ہم بھی تم سے ہیں
گے اسی جگہ اور بعضوں نے انشاء اللہ کے معنی جو وقت خدا چاہے اور بعضوں نے اور معنی کہ مین جو
ضعیف ہیں (نوی) ق میری آرزو ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں (اس حدیث سے معلوم ہوا
نیک بات کی آرزو کرنا درست ہے جو جیسے علماء اور فضلاء سولہ کی) صحابہ نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے
بھائی نہیں ہیں آپ نے فرمایا تم تو میرے صحابہ ہو ق امام باجی نے کہا اس سے یہ غرض نہیں کہ
تم بھائی نہیں ہو بلکہ مقصود یہ ہے کہ تمہارا درجہ تو بھائی اپنی سے زیادہ ہے تم تو صحابی ہو اور بھائی بھی
ہو اور جو لوگ ابھی پیدا نہیں ہوئے وہ صرف بھائی مین صحابی نہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مومنین
ایک دوسرے کے بھائی مین قاضی عیاض نے کہا ابن عبد البر نے شخص کو ادا کو کھڑے ہوتا لال کیا ہے اس پر
کہ آپ کے بعد کے زمانے کو لوگ بھی فضیلت رکھتے ہیں یہاں تک کہ بعض انہیں کے فضل مین بعض صحابہ
سے اور یہ جو حضرت نے فرمایا بہتر تم مین سے میرے زمانے کو لوگ مین تو اس سے مراد مہاجرین اور انصار مین اور وہ
فضل مین تمام است مین لیکن جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عرف محبت مین رہا ہو یا ایک ہو دیکھا ہو
اسکا کچھ اثر دین مین نہ ہو تو بعد کے زمانے کا شخص اس سے فضل ہو سکتا ہے جیسے اور حدیثوں سے معلوم ہوتا
قاضی نے کہا سوال ابن عبد البر کے اور بعض تکلیف کا بھی یہی مذہب ہے لیکن اکثر علماء اس کے خلاف ہیں
وہ کہتے ہیں جو حضرت کی محبت مین رہا ہو یا ایک یا بھی ایک ہو دیکھا اس محبت کی فضیلت مل گئی اب اس کے بعد

کے زمانہ کا شخص اسکے برابر نہیں ہو سکتا گو کتنا ہی متبع رکھتا ہو علم اور ہر مین اور دلیل انکی حدیث ہو
اگر تم مین سے کوئی احد کے برابر سو نا خرچ کر سے تو صحابہ کے مدیا و سے مے کے برابر نہیں ہو سکتا تمام ہوا کلام
فاضل حیا نس کا (نوفی) فتا اور بجائی ہمارے وہ لوگ مین جو ابھی دنیا مین نہیں آئے صحابہ
کہا یا رسول اللہ آپ کیونکر پہچانیں گے اپنی است کر ان لوگوں کو جنکو آپ نے نہیں دیکھا آپ نے فرمایا بھلا
دیکھو اگر ایک شخص کی سفید پیشانی سفید ماتھے یا فون کے ٹھورے سیاہ شکلی مخمورون مین ہوا مین تو وہ
اسے ٹھورے نہیں پہچانے گا صحابہ نے کہا بیشک وہ تو سچاں لیکھا آپ نے فرمایا تو میری است لوگ سفید
اور سفید ماتھے یا فون رکھتے ہو گئے قیامت کے دن وضو کی وجہ سے اور مین انکا پیش خمیہ ہو گا حوض کثر
پر خبر واد ہو بعض لوگ سیر حوض پر پہنچائے جاویں گے جیسے بھگا ہوا اونٹ نہ نکایا جاتا ہے مین اونکو بکاروں
کا آڈا و سوقت کہلایا و بکا ان لوگوں نے اپنی تینیں بدل دیا تھا آپ کے بعد لینے اپنا دین بدل دیا تھا اور کافر
ہو گئے فخر یا انکی حالت بدل گئی تھی بدعت اور ظلم مین گرفتار ہو گئے تھے تب مین کھوٹکا جاؤ و دور ہو ڈوڑ
فتا سراج الوہاب مین سب اللہ تعالیٰ نے تباہ کر سے رفعتیوں کو انہوں نے ان لوگوں سے صحابہ کرام
کو سمجھا ہے مہاجرین اور انصار کو حالانکہ اس حدیث مین رجال کا لفظ ہے نہ صحابہ کا اور اگر صحابہ کا لفظ تھا
ہو تب بھی مراد وہ لوگ مین جو آپ کی وفات کے بعد اسلام سے بچے گئے نہ تمام صحابہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ
نے اونکی تعریف مین فرمایا و ہاؤ انبیاؤ اور فرمایا رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ اور فرمایا یغنیہم اللہ عنہم
یہ نکلتا ہو کہ جو شخص صحابہ سے مارہن ہو کر اپنے غصہ کر سے وہ خود کا فر ہے نہ سنت ہو اللہ کی اس موع
بر جو رسول صلو اللہ علیہ وسلم کے رفیقون اور جان نثار و پیغمبر است کر و اور انکو اہل بیت رسالت
کا بدخواہ جانے اور بھول جاوے انکی خدمتون کو جبکی بدولت ہم تک اسلام ہو سچا اور خلی سہی اور کثر
سے آج تک دین کا قیام ہے عن ابیہ ریحہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج الی القبیۃ
فقال السلام علیکم ودارکم من مؤمنین وانا انشاء اللہ لیکم کحقوق بمنزل حدیث ابن ماجہ
رجسہ غیر ان حدیث مالک فلید ان رجلا عن حذیفہ ترجمہ رہی ہے جو اوپر گذرا
عن ابی حذیفہ قال کنت خلف ابی ہریرۃ وھو یؤمنا للصلوۃ فکان یدہ حتی
یبتدئ الربطۃ فقلت لہ یا ابا ہریرۃ ما ہذا الوضو فقال یا بنی فرؤنہ انکم ہاھنا لک
علیکم انکم لہ ما لہ فمات ہذا الوضو سکوت مخلص صلی اللہ علیہ وسلم

يَقُولُ بَيْنَكُمْ الْحِلْيَةُ مِنَ الْكُوفَةِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءُ تَرْجُمَةُ ابْنِ عَزَّازٍ عَنْ رِوَايَةِ ابْنِ ابِي بَرْدٍ
 چھپے تھا وہ نماز کے لیے وضو کر رہے تھے تو اپنے ماتھے کو دھو تے تھے لہذا کہ یہاں تک کہ بغل تک وضو
 میں نہ کیا اب ابوبہرہؓ کی وضو ہے ابوبہرہؓ نے کہا ای فریح کی اولاد (فریح ابراہیم کے ایک بیٹے
 کا نام ہے جسکی اولاد میں عجم کے لوگ ہیں ابوحازم بھی عجمی تھے) تم یہاں موجود ہو اگر میں جانتا ہوں میں
 بہر تو میں اس طرح وضو نہ کرتا تھا کیلئے کہ تم لوگوں کو اس علم نہیں ایسا نہ ہو تم گمراہ ہو جاؤ اور یہ خیال کرو کہ
 بغلوں تک یا تھوڑی وضو یا فرض ہی قاضی حیاض نے کہا ابوبہرہؓ کی یہ غرض ہے کہ جو شخص پیشوا ہو اسکو
 چاہیے کہ جب کسی ضرورت ہو رخصت پر عمل کرے یا وسوسہ کی وجہ سے کسی امر میں مبالغہ کرے یا کوئی
 خیال رکھتا ہو تو عام لوگوں کے سامنے نہ کرے خصوصاً جاہلون کے ایسا نہ ہو کہ وہ بغیر ضرورت کے اس رخصت
 پر عمل کرے لیکن یا اس کام کو لازم سمجھ لیں مثل فرض کے (نوی) فت میں نے سنا اپنے دوست
 (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرماتے تھے قیامت کے دن سون کو وہاں تک زیور پہنایا جائیگا
 جہاں تک اسکی وضو نہ تھا پہرے کا فضل اسباب الوضوء علی التکایہ سختی اور تکلیف کی حالت میں
 وضو پورا کرنے کا کیا ثواب ہے غرض ان کے ہر ایک کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الا
 اذکم علی ما یحق اللہ بہ الخطایا ویرفعہ الذریرات قالوا بلی یا رسول اللہ قال اسباب الوضوء
 علی التکایہ فکثرة النظا الی المساجد والنظا والصلوة بعد الصلوة فذلک الرباط ترجمہ
 ابوبہرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمکو نہ بتاؤں کہ وہ باتیں
 جن سے گناہ مٹ جاویں (یعنی صاف ہو جاویں یا اکٹھے والوں کے دفتر سے مٹ جاویں) اور وہ
 بلند ہوں (جنت میں) لوگوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ بتلایے آپ نے فرمایا پورا کرنا وضو کا
 سختی اور تکلیف میں (جیسے جائی کی شدت میں یا بیماری میں) اور بہت ہونا قدموں کا مسجد
 (اسطرح کہ مسجد گھر سے دور ہو اور بار بار جاوے) اور انتظار کرنا دوسری نماز کا ایک نماز کے بعد
 یہی رباط ہے (یعنی نفس کل وکنا عبادت کے لیے یا وہ رباط ہے جو جہاد میں ہوتا ہے جبکہ ذکر قرآن شریف
 میں ہے وَارْطَبُوا عِشْرَ الْعَاصِ وَرِثَیْہِ الرَّحْمٰنِ بِهَذَا الْاَسْنَادِ وَلَکِنَّ فِیْ حِکْمِہِ شَعْبَہُ
 ذِکْرِ الْرِبَاطِ وَفِیْ حِکْمِہِ مَلَکِ ذِکْرِ تَزْکِیَةِ ذِکْرِ الْاَکْوَ الْرِبَاطِ فَذِکْرِ الْاَکْوَ الْرِبَاطِ ترجمہ وہی جو اوپر گزرا
 لیکن میں کی روایت میں رباط کا ذکر نہیں ہے اور مالک کی روایت میں دوبار ہے یہی رباط وہی رباط ہے

باب التَّوَالِکِ سواک کرنے کا بیان **ف** امام نووی نے کہا سواک سنت ہو واجب نہیں
 کسی وقت نہ نماز کے لیے نہ اور کسی وقت اور اسپر اتفاق کیا تمام مقدمہ علمائے لیکن شیخ ابو حامد
 نے داؤد ظانی سے اسکا وجوب نقل کیا ہے نماز کے لیے اور مادی سے بھی داؤد سے ایسا ہی نقل کیا ہے
 لیکن کہا انہوں نے سواک ایسا واجب ہے جسکی ترک سے نماز باطل نہ ہوگی اور اسحاق بن رہبویہ سے
 منقول ہے کہ سواک واجب ہے اگر قصد اوسکو ترک کر گیا تو نماز باطل ہو جاوے گی اور سہارچیلے صاحب نے شیخ
 ابو حامد کی روایت کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ داؤد کا مذہب یہ ہے کہ سواک سنت ہے جسے جماعت اور اگر
 داؤد سے سواک کا وجوب ثابت ہو تب بھی جماعہ میں اُن کی مخالفت ضرر کیلگی کسی لیے کہ تحقیقین علما
 اور اکثر اسی طرف ہیں کہ سواک سنت ہے اور اسحاق سے وجوب کی روایت صحیح نہیں ہے پھر سواک
 مستحب ہے نسبت تو میں لیکن پانچ وقت زیادہ مستحب ہے ایک تو نماز کے وقت اگرچہ وضو سے ہو یا تم
 سے دوسری وضو کے وقت تیسری قرآن کی تلاوت کے وقت چوتھی سوکر اٹھنے کے وقت پانچویں منہ
 کے تغیر کے وقت اور یہ تغیر یا تو نہ کھانے اور پیئے سے ہوتا ہے یا دیوباد چیر کھانے سے یا بہت دیر تک
 چپ رہنے سے یا بہت باتیں کرنے سے اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ سواک روزہ دار کیلئے مکروہ ہے
 دوپہر ڈھلنے کے بعد تاکہ روزے دار کے سنہ کی وجہ نہ کھانے سے پیدا ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو
 پسند ہے جاتی نہ رہے اور مستحب ہے کہ سواک پہلو کی ہڈاگر کسی ایسی چیز سے کرے جس سے منہ کا تغیر جاتا نہ ہو
 تو سواک ادا ہو جاوے گی جیسے کہترے کپڑے سے اور حدیسی یا اشنان سے (اسی طرح سخن سے) لیکن اگر
 اشکلی سے رگڑے اور اشکلی نرم ہو تو سواک ادا نہ ہوگی اگر سخت ہو تو اسپسین تین قول میں ایک تو مشہور
 ہے وہ یہ کہ کافی نہ ہوگی دوسری یہ کہ کافی ہوگی تیسری یہ کہ اگر کوئی اور چیز سواک کرنے کو نہ ملے تو
 تو کافی ہوگی ورنہ کافی نہ ہوگی اور مستحب ہے کہ متوسط لکڑی سے سواک کرے نہ بہت سوتکھی جس سے
 مسوڑ ہو چھل جاوے نہ بالکل گیلے اور مستحب ہے کہ سواک نہ کو عرض میں نہ کو نہ لبائی میں ایسا نہ ہو کہ مسوڑ
 کو نرم لگے اگر طول میں سواک کرے تو سنت ادا ہوگی لیکن مکروہ ہے اور سواک کو خوب بچھ اوسے
 دانتوں کے کنارے اور جڑوں اور تمام حلق میں اور پھر نرمی کے ساتھ اور پہلے داہنی طرف سے شروع کرے اور دوسری
 کی سواک کرنا اسکی اجازت ہے درست ہے اور لٹکے کو لٹکین سے سواک کی عادت ڈالیں تاکہ عادت ہو جاوے اور
 سواک کی ہر ایک حرکت اللہ عزوجل کے سامنے نال لکھنا کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ

رَحِمَهُ عَلَى النَّبِيِّ كَمَا كَرِهَتْهُمْ بِالنَّبِيِّ عِنْدَ كُلِّ تَرْجُمَةٍ ابُو بَرِزٍ رَوَيْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلًا اِذَا كَرِهَ الْمُسْلِمُونَ بِرِشَاقٍ نَهَبُوا لَيْسَ دُشْوَارًا دُرِّهِمْ كِي دَوَابِّهِمْ بَيْنَ بَيْنٍ سَبَّ الْكُفْرَ بِرِشَاقٍ
 نَهَبُوا تَوَلَّيْنِ اَلْعُلَمَاءُ كَرِهَ نَهَادُ كَسَ وَقْتُ مَسَاكٍ كَرِهَ كَافٍ اَنُوْدِي لَمْ كِهَانِيَه حَدِيثٌ بِيْلٍ هِيَ اَسْر
 بَاتِ كِي كَسَاكٍ اَجِبْ نَهْنٍ سَبَّ اَمَاشَفِي لَمْ كِهَانِيَه اِذَا كَسَاكٍ اَجِبْ هَدِيْ كُوَايِبِ حَكَمِ كَرِهَ اَلْجَوْدُ شَاوَر
 جَوَاوَر اَوْرَايِكٍ جَمَاعَتِ عِلْمَانِيَه كِهَانِيَه اِسْ حَدِيثُ كِي مَعْلُوْمٌ هُوَا سَبَّ كِي اَمْرُو جَوْبِ كِي يَسِيْ هُوَا رِيْ نَهْدِ سَبَّ
 اَلْكَفَرُ فَتَهَا اَوْرَجَاعَتِ تَمَكْلِيْنِ اَوْرَحَابِ اَهْوَلِ اَوْرِيَه يَحْيِ مَعْلُوْمٌ هُوَا سَبَّ كِي دَوَابِّهِمْ سَبَّ هُوَا مَعْلُوْمٌ نَهْنِيْن
 سَبَّ هُوَا رِيْ يَحْيِ مَعْلُوْمٌ هُوَا سَبَّ كِي جَسْ سَلَامِيْنِ خَذَلِ طَرَفِ كِي كُوِيْ حَكَمِ نَهْتَرِيْ اَمِيْنِ رَسُوْلِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ
 كُوَا جَعْدَا دَوَسْتِ تَهَا اَوْرِيْ نَهْدِ سَبَّ اَلْكَفَرُ فَتَهَا اَوْرَحَابِ اَهْوَلِ كَا اَوْرِيْ يَحْيِ اَوْرَحَابِ سَبَّ اَوْرِيَه يَحْيِ
 هُوَا سَبَّ كِي رَسُوْلِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُوَا يَسِيْ اَسْتِ بِرِ كِي شَفَقَتِ اَوْرَا سَانِيْ مَنْظُوْرٌ تَهِيْ اَوْرِيَه يَحْيِ مَعْلُوْمٌ
 هُوَا سَبَّ كِي كِهَانِيَه كَسَ وَقْتُ مَسَاكٍ كَرِهَا اَلْعُلَمَاءُ سَبَّ اَسْتِ بِرِ كِي شَفَقَتِ اَوْرَا سَانِيْ مَنْظُوْرٌ تَهِيْ اَوْرِيَه يَحْيِ
 قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ قُلْتُ يَا بِنْتِ نَبِيِّ كَانَتْ يَبْدُو النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ
 فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْتِ بِرِ كِي شَفَقَتِ اَوْرَا سَانِيْ مَنْظُوْرٌ تَهِيْ اَوْرِيَه يَحْيِ مَعْلُوْمٌ
 اَوْرَحَابِ اَهْوَلِ اَوْرِيَه يَحْيِ مَعْلُوْمٌ هُوَا سَبَّ كِي جَسْ سَلَامِيْنِ خَذَلِ طَرَفِ كِي كُوِيْ حَكَمِ نَهْتَرِيْ اَمِيْنِ رَسُوْلِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ
 كُوَا جَعْدَا دَوَسْتِ تَهَا اَوْرِيْ نَهْدِ سَبَّ اَلْكَفَرُ فَتَهَا اَوْرَحَابِ اَهْوَلِ كَا اَوْرِيْ يَحْيِ اَوْرَحَابِ سَبَّ اَوْرِيَه يَحْيِ
 هُوَا سَبَّ كِي رَسُوْلِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُوَا يَسِيْ اَسْتِ بِرِ كِي شَفَقَتِ اَوْرَا سَانِيْ مَنْظُوْرٌ تَهِيْ اَوْرِيَه يَحْيِ مَعْلُوْمٌ
 هُوَا سَبَّ كِي كِهَانِيَه كَسَ وَقْتُ مَسَاكٍ كَرِهَا اَلْعُلَمَاءُ سَبَّ اَسْتِ بِرِ كِي شَفَقَتِ اَوْرَا سَانِيْ مَنْظُوْرٌ تَهِيْ اَوْرِيَه يَحْيِ
 قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ قُلْتُ يَا بِنْتِ نَبِيِّ كَانَتْ يَبْدُو النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ
 فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْتِ بِرِ كِي شَفَقَتِ اَوْرَا سَانِيْ مَنْظُوْرٌ تَهِيْ اَوْرِيَه يَحْيِ مَعْلُوْمٌ
 اَوْرَحَابِ اَهْوَلِ اَوْرِيَه يَحْيِ مَعْلُوْمٌ هُوَا سَبَّ كِي جَسْ سَلَامِيْنِ خَذَلِ طَرَفِ كِي كُوِيْ حَكَمِ نَهْتَرِيْ اَمِيْنِ رَسُوْلِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ
 كُوَا جَعْدَا دَوَسْتِ تَهَا اَوْرِيْ نَهْدِ سَبَّ اَلْكَفَرُ فَتَهَا اَوْرَحَابِ اَهْوَلِ كَا اَوْرِيْ يَحْيِ اَوْرَحَابِ سَبَّ اَوْرِيَه يَحْيِ
 هُوَا سَبَّ كِي رَسُوْلِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُوَا يَسِيْ اَسْتِ بِرِ كِي شَفَقَتِ اَوْرَا سَانِيْ مَنْظُوْرٌ تَهِيْ اَوْرِيَه يَحْيِ مَعْلُوْمٌ
 هُوَا سَبَّ كِي كِهَانِيَه كَسَ وَقْتُ مَسَاكٍ كَرِهَا اَلْعُلَمَاءُ سَبَّ اَسْتِ بِرِ كِي شَفَقَتِ اَوْرَا سَانِيْ مَنْظُوْرٌ تَهِيْ اَوْرِيَه يَحْيِ
 قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ قُلْتُ يَا بِنْتِ نَبِيِّ كَانَتْ يَبْدُو النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ
 فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْتِ بِرِ كِي شَفَقَتِ اَوْرَا سَانِيْ مَنْظُوْرٌ تَهِيْ اَوْرِيَه يَحْيِ مَعْلُوْمٌ
 اَوْرَحَابِ اَهْوَلِ اَوْرِيَه يَحْيِ مَعْلُوْمٌ هُوَا سَبَّ كِي جَسْ سَلَامِيْنِ خَذَلِ طَرَفِ كِي كُوِيْ حَكَمِ نَهْتَرِيْ اَمِيْنِ رَسُوْلِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ
 كُوَا جَعْدَا دَوَسْتِ تَهَا اَوْرِيْ نَهْدِ سَبَّ اَلْكَفَرُ فَتَهَا اَوْرَحَابِ اَهْوَلِ كَا اَوْرِيْ يَحْيِ اَوْرَحَابِ سَبَّ اَوْرِيَه يَحْيِ
 هُوَا سَبَّ كِي رَسُوْلِ اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُوَا يَسِيْ اَسْتِ بِرِ كِي شَفَقَتِ اَوْرَا سَانِيْ مَنْظُوْرٌ تَهِيْ اَوْرِيَه يَحْيِ مَعْلُوْمٌ
 هُوَا سَبَّ كِي كِهَانِيَه كَسَ وَقْتُ مَسَاكٍ كَرِهَا اَلْعُلَمَاءُ سَبَّ اَسْتِ بِرِ كِي شَفَقَتِ اَوْرَا سَانِيْ مَنْظُوْرٌ تَهِيْ اَوْرِيَه يَحْيِ

وَلَمْ يَقُوْا

یا اوسکے سوا سات دن چار مہینہ اس میں دو قول میں ظاہر یہ ہے کہ پیدائش کا دن بھی محسوب ہو گا اور
 ہر صاحب اپنے اختلاف کیا ہے مختصر شکل میں لے لیتے حسین مرد اور عورت دونوں کی نشانیاں برابر ہو
 ہوں (مصفون) کہا اوسکا ختنہ فرج میں کرنا چاہیے بلوغ کے بعد اور بعضوں نے کہا جب تک کہ کھل
 نہ کھلے کہ مرد ہے یا عورت اس وقت تک اسکا ختنہ نہ کرنا چاہیے اور جس شخص کے دو ذکر ہوں تو اگر دونوں
 کام کے ہوں تو دونوں کا ختنہ کیا جاوے ورنہ جو کام کا ہوا اور کام سے مراد مصفون کے نزدیک پیدائش
 ہے اور مصفون کے نزدیک حیض اور اگر کوئی آدمی بن ختنہ مر جاوے تو اس میں نہیں قول میں صحیح اور
 یہ ہے کہ ختنہ نہ کرین خواہ چھڑنا ہو یا بڑا اور ساری کہ بڑا ہو تو کرین چھڑنا ہو تو کرین چھڑنا اور زیر ناف کے بال
 شستہ و مستر سے سوا یہ سنت ہو اور مقصود یہ ہے کہ یہ مقام صاف لڑپاک سے اور افضل موندنا ہے
 اور کترنا اور اوکھڑنا بالوں کا بھی درست ہو اسطرح نوزہ لگانا بھی درست ہو اور مرد و زن دونوں سے
 وہ بال ہیں جو ذکر پر ہوں اور اوسکی گردا گرد اسطرح وہ بال جو عورت کے فرج کے آس پاس ہوں
 اور ابو العباس بن شہیر نے کہا کہ مرد وہ بال ہیں جو دہرے گرد ہوں بہر حال قبل اور بعد اور انہ
 آس پاس سب بالوں کا موندنا بہتر ہے اب اوسکے لیے کوئی مینا مقرر نہیں جب ضرورت ہو اس وقت
 موندے لیکن جب بال بڑھ جاوے اسطرح موندنا اور بغل کے بال لینے کے پیر اور ناخن کترانے کے
 لیے کوئی مینا مقرر نہیں اور یہ جو زیر ناف کے بالوں میں منقول ہے کہ چالیس دن سے زیا وہ چھڑنا
 اس کو مقصود ہے کہ چالیس دن کے اندر موندنا چاہیے نہ یہ کہ چالیس دن کچھ موندنے کی مینا
 ہے (نودی) بعض بے وقوف کم سمجھ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ شریعت محمدی میں ایسی چھوٹی چھوٹی
 باتوں سے کیوں بحث کی جاتی ہے انکا جواب یہ ہو کہ یہ امر تو اس شریعت کے لیے ضرور ہے جو سب سے بہتر
 سے بہتر اور سب کی ناسخ ہو اور اعلیٰ تعلیم وہی ہے جس میں تمام ضروریات کی تعلیم ہو اور چھوٹی چھوٹی
 باتوں کو حقیر جان کر اور چھوڑ دینا اور ان کی تعلیم کی طرقت توجہ نہ کرنا یہ تو بے وقوفوں کا کام ہے
 نہ عاقلوں کا البتہ اس امر میں غور کرنا چاہیے کہ یہ باتیں مفید ہیں اور نفع بخش یا بیکار و ضرر کرنے سے
 معلوم ہوتا ہو کہ شریعت محمدی میں جن جن کاموں کا حکم ہوا ہے خواہ اونے ہو یا اعلیٰ سب کے مشابہ یا دھڑل
 اور نالہ و نجش میں ایک میناف کو بال لینے کو دیکھو کہ علاوہ طہارت اور نفاست کو طلبا بھی یہ امر یاد کو
 بڑھاتا ہو اسطرح اور کاموں کو قیاس کو دوہ شخص بڑا جاوے کم سمجھ نادان بے وقوف ہو جو پیغمبروں

پھر پرجیال کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اس کے احکام منسب اور ضروری نہیں ہو سکتی لاجلہ لا قوتہ
 الا بامد العلیٰ العظیم **ت** اور ناخون کاٹنا **ف** یہ بھی سنت ہو واجب نہیں ہے اور مستحب ہے
 کہ پہلے دونوں ناخنوں کے ناخون کاٹے پھر پانوں کے پہلے دہنے ہاتھ کلمہ کی انگلی سے شروع
 کرتے ہیں پھر کی انگلی پھر اس کے پاس والی انگلی پھر چھنگلیا پھر انگوٹھا پھر بائیں ہاتھ میں چھنگلیا سے شروع
 کرے پھر اس کے پاس والی انگلی اس طرح انگوٹھے پر ختم کرے پھر دہنے پانوں میں چھنگلیا سے شروع
 کرے اور بائیں پانوں کی چھنگلیا پر ختم کرے (نودی) **ت** اور نعل کے بال اکٹراف **ف** یہ بالاتفاق سنت
 ہے اور افضل بھی ہے کہ اوکھیرے اگر اکھیرے اور مونڈنا اور نورہ لگانا بھی درست ہے اور یوش بن عبد اللہ
 سے منقول ہے کہ میں امام شافعی کے پاس گیا اونکے پاس فرہن تھے وہ اپنی نعل کے بال مونڈ رہے تھے
 انہوں نے کہا میں جانتا ہوں کہ اوکھیرنا سنت ہے لیکن مجھ سے نہیں ہو سکتا رد کی وجہ سے اور
 مستحب ہے کہ پہلے دہنی نعل سے شروع کرو (ذوی) **ت** اور مونڈنا نہ صرف یہ بھی سنت ہے اور مستحب ہے کہ دہنی طرف کترنا شروع
 کرو اور اختیاریہ کترنا کترنا یا دوسرے کترنا اور نعل کے بال غولیا بہتر ہے اگر دوسرے مند تو بھی جائز ہے لیکن نعل کے بال خود مونڈنا اب
 اس میں اختلاف ہے کہ مونڈنا کہاں تک کترنا چاہیے مختار یہ ہے کہ یہاں تک کترنا کہ کہوٹ کا کنارہ چل
 جاوے اور جڑ سے نہ کترے اور وہ جو حدیث میں آیا ہے سیٹ دو مونچھوں کو مڑا دس کر ہی ہے کہ جب قدر
 کہوٹ مڑ کر ہی ہوئی ہوں اس طرح دائرہ کی چھوڑنے کا حکم ہے اور فارس کے لوگوں کی عادت تھی
 کہ وہ دائریوں کو کتر کر لےتے تھے شریعت میں اس کی ممانعت ہوئی اور علماء نے دائرہ میں دس بارہ بائز
 ایسی لکھی ہیں جو ایک سے ایک سے زیادہ پری ہے ایک سے زیادہ حضاب کرنا دائرہ کی حاجب جہا کی غرض سے
 نہ ہو دوسرے زرد حضاب کرنا نیک لوگوں کی مشابہت کے لیے نہ سنت کی پیروی کی واسطہ تیسرے حضاب
 کرنا نیک باب وغیرہ سے بالوں کو چلادی سفید کرنے کے لیے تاکہ لوگ تنظیم اور ادب کریں اور یہ سمجھیں کہ
 بزرگ ہیں جو چھٹی اوائل میں چھپا رہے ہیں جب شروع دائرہ کی بال نکھیں تو اوٹکا اوکھیرنا زیبائش کے
 لیے اور کترنا نہ کرے کہ لیے پانچویں سفید بالوں کا اوکھیرنا چھٹی بالوں کی صفیں جانا نہ بڑنا کہ عورتوں کو بھلا
 معلوم ہو سنا تو یہ اس کو گھٹانا رخساروں کے بال مونڈ کر یا بڑنا یا کپٹی کے بالوں کو ملا کر اٹھویں کنگلی
 کرنا بہ نسبت زیبائش تو یہ اس کو بریشان چھوڑ دینا ہے پر دہنی سے بارہا سے اپنی تین راہد کہلانے
 کو دسویں اس کی سیاہی یا سفیدی کو دیکھنا غرور اور تکبر اور فخر کی نیت سے کیا رہیں اس کو باندھنا اور

صاف منہ پر مایہ میٹ دو موخچون کو اور یہی قول پہاں کوفہ کا اور بہت سی لوگ اس طرف گھومیں
 کہ موخچون کا بالکل بڑا ڈوانا مکر وہ ہے اور امام مالک کہتے تھے کہ یہ مشکلہ ہے اور جو کوئی ایسا کریں اسکو سزا
 دیجاوے اور مکر وہ جانتے تھے انکا لینا اور پر سے اور ان لوگوں کا یہ قول ہے کہ احسا اور خیر اور قرض
 سب کے معنی کترنے کہیں یعنی موخچون کو کترنا چاہے یہاں تک کہ ہونٹ کا کنارہ کھل جاوے اور بخیر
 علمائے کھاسے کہ ان دونوں میں اختیار ہے جو چاہے کہ کتر تمام ہو اکلام قاضی عیاض کا
 اور مختار ہے کہ ڈار ہی تو اپنے حال پر چھوڑ دیا جو امین کی نہ کریں اور موخچین اتنی کترین کہ ہونٹ
 کا کنارہ کھلا رہے (نووی) عَنِ ابْنِ مَرْزُوقٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجْرُؤُ
 الشَّوَارِبِ وَادُّعُوا إِلَى خَالِفُوا الْجَوْنِ ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کتر موخچون کو اور لٹکاؤ ڈار سپہ نگار اور خلاف کرو فارسیوں کا (یعنی آتش پرستوں کا) عَنِ
 عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَضَى الشَّارِبُ عَقْلَهُ
 الْغِيَةَ وَالشَّوَابَ وَأَيْسَرَ شَأْنِ الْمَاءِ وَقَضَى الْأَطْفَارَ وَعَسَلُ الْبَرَّاجِمِ وَتَحْفُ الْأَبْطِ وَحَلَقُ
 الْعَانَةِ وَاشْتِاقُ الْمَاءِ قَالَ زَكْرِيَّا قَالَ مُصْعَبٌ وَشَيْبَةُ الْعَايِشَةُ لَا أَنْ تَكُونَ الْمُضْمَنَةُ
 نَادٍ قَتِيبٌ قَالَ وَكَيْفَ يُقْضَى الْمَاءُ يَقِى الْأُسْتِجَابُ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس باتیں یہ پیشی سنت ہیں ایک تو موخچین کترنا دوسرے یہی
 چھوڑ دینا تیسرے مسواک کرنا چوتھی نمائش پانی ڈالنا یا سچوین ناخون کا ٹٹا چھٹی پوروں کا دھونا
 (بالوں کے اندر اور ناک اور بھل اور رانوں کا دھونا) ساتویں بھل کے بال اکھیرنا آٹھویں زیر ناف
 کے بال لینا نوین پانی سے استنجا کرنا (یا شرمگاہ پر وضو کے بعد تھوڑا سا پانی چھڑک لینا) صحابہ
 نے کہا میں دس باتیں یاد رکھوں گا یا شاید کلی کرنا ہو وکیع نے کہا اتھاقص الماء سے رجوع حدیث میں وارد
 ہے) استنجا اور ہے عَنِ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ فِي هَذِهِ الْأَسْنَادِ مِنْكَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَبُو قَا
 لَسْبَيْبَةُ الْعَايِشَةُ ترجمہ دوسری روایت کا وہی ہے جو اوپر گذرا **بَابُ الْأَسْخَاطَةِ** باب
 استنجا کے بیان میں عَنِ سَلَمَانَ قَالَ قَبِيلُ كَذَّابٍ عَلَّمَكَ نَبِيَّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 كُلَّ بَيْتٍ مَعَهُ الْخِزَاءُ قَالَ فَقَالَ اجْعَلْ لَهَا نَأْنَ شَسْطُفِيلَ الْخَائِطِ أَوْ بُولِ أَوْ أَنْ شَسْطُفِيلَ
 بِالْعَيْنِ وَأَنْ شَسْطُفِيلَ بِالْفَمِ ثَلَاثَةٌ أَحْجَارٍ أَوْ أَنْ شَسْطُفِيلَ بِحَيْثُ أَكْثَرُ ترجمہ سلمان روایت ہے اسے کہا گیا تھا ہر نبی نے

اور کسی کو بجا یا قبلے کے سامنے پھر اسکی آڑ میں پیشاب کرنے لگو میرے کہا یہ تو منہم ہے انہوں نے کہا
منہم جب ہے جب پہلے میدان میں ایسا کرے اگر قبلے میں اور استنجا کرنے والی میں کوئی چیز حاصل ہو
تو منہم نہیں روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور یہ حدیثیں صحیح ہیں جن سے اس امر کا جواز مکان میں ثابت
ہوتا ہے اور ابو ایوب اور سلمان اور ابو ہریرہ کی حدیثیں جو مخالفت میں وارد ہیں وہ محمول ہیں اور
پر تاکہ جمع ہو جائے حدیثوں میں اور یہ امر متفق علیہ ہے کہ حدیثوں میں جمع کا ضرور ہے جب جمع ہو سکے اور
سیاہان پر تو جمع ممکن ہو اور جنگل اور مقام میں صرف فرق یہ ہے کہ جنگل میں قبلے کی طرف منہ اور بیٹھ کر
کی کوئی ضرورت نہیں اور مکان میں کبھی ضرورت ہوتی ہے مثلاً کھڈیان اسطرف بنی ہدون یا
اور طرف جگہ نہ ہو اور جس نے بیٹھ کر نادرست سمجھا ہے اسکو روکے لیے بہت سی صحیح حدیثیں موجود
ہیں جنہیں مطلقاً مخالفت آئی ہے جیسو ابو ایوب وغیرہ کی حدیث اب امام شافعی کے مذہب کے موافق
مکان میں قبلے کی طرف منہ اور بیٹھ کر نادرست اور وقت درست ہے جب دیوار مکان کی تین ٹاٹھ یا اس سے
کم فاصلے پر ہو اور وہ دیوار یا آڑ سفدر اونچی ہو کہ اعضا اسفل کی آڑ ہو سکے اسکا انداز پالان کی چھائی کی
سے کیا ہے اور وہ دو تہائی ٹاٹھ کے برابر ہوتی ہے پھر اگر تین ٹاٹھ سے زیادہ فاصلہ ہو یا آڑ اس سے
چھوٹی نہ ہو تو منہ کرنا یا بیٹھ کر نادرست ہوگا شل جنگل کی اور ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک ہر حال میں
مکان میں یا مرد درست ہو اور جنگل میں درست نہیں لیکن صحیح پہلا قول ہے اور کچھ فرق نہیں آڑ
میں خواہ جانور کی ہو یا دیوار کی یا شیلے کی یا سیاہی کی اور اگر اپنا دامن قبلے کی طرف لٹکا دے تو اس میں
اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ اگر کھڑے اسلئے کہ اگر کوئی ایسا نہ کرنا یا بیٹھ کر نادرست اور مان بھی کرے لیکن جب کہ نزدیک نہ ہو اور
فحشاء یا اگر تکلیف و حرج ہو اور طرف منہ بیٹھ کر نہ کرے تو مکروہ نہیں ورنہ مکروہ ہے اور جلع کرنا درست ہے قبلے کی طرف
منہ کر کے مکان میں ہو یا جنگل میں ہمارا اور ابو حنیفہ اور احمد اور داؤد ظاہری کا یہی قول ہے اور انکو
لوگوں نے اس میں اختلاف کیا ہے ابن قاسم نے اسکو جائز رکھا ہے اور ابن حبیب نے مکروہ کہا ہے
لیکن صحیح جواز ہے اور بیت المقدس کی طرف منہ یا بیٹھ کر نادرست ہے لیکن مکروہ ہے اور اگر پانچ
یا پیشاب کرنے وقت قبلے کی منہ یا بیٹھ کر نیسے پھر استنجا کی وقت ایسا کرے تو جائز ہے
فت یا ہم استنجا کریں دامنے ٹاٹھ سے ف یہ امر بالاتفاق منہم ہے مگر حرام نہیں ہے اور بعض
ظاہر نزدیک حرام ہے ہمارے اصحاب نے کہا کہ دامنے ٹاٹھ سے استنجا کو متعلق کوئی کام نہ ہو سکے

مگر غرض سے اگر بائیں سے استنجا کرے تو دہن کے مٹھ سے بائیں ڈالے اور بائیں مٹھ کو پھیرے ذکر پر یاد رہے
اور اگر ڈھیلے سے استنجا کرے تو مقعد کو بائیں مٹھ سے پونچھو اور ذکر کو ڈھیلے زمین پر یاد دلو یا نون
کے چمچ میں رکھ کر اوس سے پونچھو اور بائیں مٹھ سے ذکر کو تھامے اور جو یہ نہ ہو سکے تو ڈھیلے داہنے
مٹھ میں لیوے اور ذکر کو بائیں مٹھ سے پونچھے اور داہنا مٹھ نہ ہلا دو اور ہمارے بعض اصحاب نے کہا
کہ ذکر کو داہنے مٹھ سے تھامے اور ڈھیلے کو بائیں مٹھ میں لیوے اور یہ صحیح نہیں ہے (نودی) ت
یائین پتھرون سے کم میں استنجا کریں **ف** نودی نے کہا اس کو صاف معلوم ہوتا ہے کہ تیسر
بار پونچھنا واجب ہے اگر اس کے میں علماء کا اختلاف ہے ہمارا مذہب یہ ہے کہ ڈھیلے سے استنجا کرنا بہتر
نجاست کا دور کرنا ضرور ہے اور تین بار پونچھنا ضرور ہے اگر ایک بار یا دو بار پونچھنا اور نجاست کا دور
تو تیسری بار پھر پونچھنا ضرور ہے اور یہی قول ہے احمد بن حنبل اور اسحاق بن رہو یہ اور ابو ثور
کا اور مالک اور داؤد نے کہا کہ واجب صرف کرتا ہے نجاست ہے اگر ایک ڈھیلے سے بھی صفائی ہو جائے
تو کافی ہے اور ہمارے بعض اصحاب کا بھی یہی قول ہے لیکن شہر مذہب یہی ہے جو پہلے بیان
کیا ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگر ایسے ڈھیلے یا پتھر سے استنجا کیا جس کے تین کوٹے ہوں اور ہر
کوٹے سے ایک ایک بار پونچھو تو کافی ہو جاوے گا ایسے کہ مقصود تین بار پونچھنا ہے اور تین پتھر یا ڈھیلے
بہترین ایسے ایک پتھر یا ڈھیلے سے اور اگر آگے اوپر پتھر دو دو نظر سے استنجا کرے تو چھ بار پونچھنا
ضرور ہے اور بہتر یہ ہے کہ چھ ڈھیلے ہوں لیکن اگر ایک ہی ڈھیلے چھ کوٹے والا ہو تو درست ہے
اسی طرح موٹے دبیز کپڑے جس میں دوسرے طرف تری نہ پونچھے استنجا کرنا درست ہے ہمارے
اصحاب نے کہا ہے کہ اگر تین ڈھیلوں سے صفائی ہو جاوے تو اب جو تھا ڈھیلے نہ لیوے ورنہ چھ
ڈھیلے لینا ضرور ہے اب پانچواں لینا مستحب ہے طاق کرنے کے لیے اگر چوتھے سے صفائی ہو گئی ہو ورنہ
پانچواں لینا واجب ہے اب چھٹا نہ لیوے اور جو پانچویں سے صفائی نہ ہو تو چھٹا لینا واجب ہے اور چھ
سے صفائی ہو جاوے تو ساتواں مستحب ہے طاق کرنے کے لیے غرض کلیہ یہ ہے کہ اگر صفائی طاق سے
ہو جاوے تو اب نہ بڑا دے اور جو جفت ہو تو ایک بڑا کر طاق کر لیوے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
سلم نے حدیث میں پتھرون کا ذکر کیا ہے اس سے بعض اہل ظاہر نے سو پتھر کے اور کسی چیز سے
استنجا کرنا جائز سمجھا ہے اور اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ پتھر کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ چندی اور لکڑی سے

بھی استنجا درست ہو اور غرض یہ ہے کہ ایسی چیز ہو جس سے نجاست دور ہو اور یہ امر سوائے تہر کے اور
 چیزوں سے بھی ہو سکتا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہرون کا واسطیہ کیا ہے کہ اکثر تہر
 سہل سے بجاتے ہیں اور دلیل اسکی یہ ہے کہ آپ نے منہ کیا ہڈی اور گوبر اور لید سے استنجا کر فیہ اگرچہ
 کی تنصیص منظر ہوئی تو سو اپہر کے سب چیزوں سے منہ کرتے (نودی) ات یا گوبر اور ہڈی سے
 استنجا کرین فت نودی نے کہا گوبر سے مقصود ہر ایک جس چیز سے اوس سے استنجا کرنا درست
 نہیں اور ہڈی کی ممانعت کی یہ وجہ ہے کہ وہ جنوں کی خوراک ہو اس طرح ہر ایک کھانکی چیز
 سے استنجا سہل ہے اور جاناور کے ہر ایک جڑ سے اور کتابین کے درقون سے جس چیز میں ہو
 پانی کی طرح یا جمی ہوئے ہو اوس سے کی طرح استنجا درست نہیں اگر کسی نے اس سے استنجا
 کیا تو درست نہ ہوگا اور پھر صاف پانی سے استنجا کرنے پر جو گاڑھیلہ کافی نہ ہوگا اسلئے کہ مقام
 استنجا جس ہو گیا اجنبی نجاست سے اور جو کھانکی چیز پاک سے استنجا کیا تو صحیح یہ ہے کہ درست نہ ہوگا
 لیکن ٹھیلے سے استنجا اوکو بعد کافی ہے اگر نجاست اپوز مقام سے زیادہ نہیں بڑھی اور بعضوں
 نے کہا استنجا درست ہو جاویگا مگر گھنگرا ہوگا (نودی) عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ لَنَا الْمَشْرُكُونَ
 اِنَّ اَدَىٰ صَاحِبَكُمْ لِيَعْلَمُكُمْ حَتَّىٰ يَخْرُجَ مِنْكُمْ فَقَالَ اَجَلٌ اِنَّهُ نَفَا نَا اَنَّ يَسْتَنْجِيْ اَحَدًا نَا اَمِيْنِيْنَ
 اَوْ يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَنَفَا نَا عَنِ الرِّوْثِ وَالْجِطَامِ وَقَالَ لَا يَسْتَنْجِيْ اَحَدُكُمْ يَدًا وَلَا تَلْبَسُ
 اَحْبَادُ تَمْرَ حِمْدِ سَلْمَانَ ثَمَّ رَوَيْتُ عَنْهُمْ مِنْ شَرِّ كُونِ لَمْ يَكُنْ يَدْرِيْنَ تَمْرَ رَاىَ صَاحِبَ كُونِ
 تَمْرَ حِمْدِ حَمْدِ سَلْمَانَ تَمْرَ حِمْدِ سَلْمَانَ تَمْرَ حِمْدِ سَلْمَانَ تَمْرَ حِمْدِ سَلْمَانَ تَمْرَ حِمْدِ سَلْمَانَ
 منہ کیا ہے دانتے اقدس سے استنجا کرنے سے یا قبلہ کی طرف منہ کر کے اور منہ کیا ہے ہکو گوبر اور ہڈی
 سے استنجا کر فیہ اور آپ نے فرمایا ہے کوئی تم میں سے استنجا نہ کرے تین تہرون کے بغیر یا تین
 تہرون سے کم میں عَنْ جَابِرٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَنْجِيْ بِوُجْهِهِ وَبِجَنْبِ
 جَابِرٍ مِنْ رَمْلٍ رَوَيْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ يَنْجِيْ بِرِجْلَيْهِ يَدَا اَوْ يَدَا اَوْ يَدَا
 رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَنْجِيْ بِرِجْلَيْهِ يَدَا اَوْ يَدَا اَوْ يَدَا اَوْ يَدَا اَوْ يَدَا اَوْ يَدَا
 اَلْعَاظُ فَلَا تَسْتَقْبِلُوْا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدِرُّوْهَا يَوْمَئِذٍ وَلَا غَايِطٌ وَلَكِنْ شَرُّ قَوْلٍ اَوْ غَيْرُهَا
 قَالَ ابُوْ اَيُّوْبَ فَقَدْ مَنَّا السَّكَّامَ فَوَجَدْنَا مَاضِيْ حَيْضٍ فَلَمْ يَنْتِ فَمِنْ الْقِبْلَةِ فَخَرَجَتْ عَنْهَا

وَاِنْ كَانَ الْمَرْءُ يَسْتَنْجِيْ بِرِجْلَيْهِ يَدَا اَوْ يَدَا اَوْ يَدَا اَوْ يَدَا اَوْ يَدَا اَوْ يَدَا

وَتَسْتَغْفِرُكَ اللَّهُ تَرَجِمَهُ أَبُو الْيُؤُسُ بْنُ رُوَيْتٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَا جَبِّ ثُمَّ يَأْتِيهِمْ كُوفَةً
 عَادُوا قَبْلَ كَيْفَ تَنْزِلُ نَزْدَ أَبِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً
 نَوَاسِي نَبَايَهُ مَدِينَةِ وَالْوَنَ كَيْفَ يَخَاصُّ حَكْمَ يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً
 أَبُو الْيُؤُسُ بْنُ رُوَيْتٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَا جَبِّ ثُمَّ يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً
 مِنْهُ يَحْمِلُ لَيْسَ تَقَرُّ وَرُفْدَ لَيْسَ تَقَرُّ وَرُفْدَ لَيْسَ تَقَرُّ وَرُفْدَ لَيْسَ تَقَرُّ وَرُفْدَ لَيْسَ تَقَرُّ وَرُفْدَ لَيْسَ تَقَرُّ
 سَلَّمَ قَالَ إِذَا حَلَسَ أَحَدُكُمْ عَلَى حَاجَتِهِ فَلَا يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَنْدِرُهَا تَرَجِمَهُ أَبُو الْيُؤُسُ بْنُ رُوَيْتٍ
 عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَا جَبِّ ثُمَّ يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً
 مِنْهُ كَرِهَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَنْدِرُهَا تَرَجِمَهُ أَبُو الْيُؤُسُ بْنُ رُوَيْتٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 إِلَى الْقِبْلَةِ فَلَمَّا تَقَرَّرَ صَلَاتُهُ أَنْصَرَفَ إِلَى مَنَ شَقَى فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ يَقُولُ مَا سَأَلَ إِذَا أَفْعَدَتْ
 الْحَاجَةَ تَكُونُ لَكَ فَلَا تَقْعُدُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَلَا بَيْنَ الْمَقْدِرِ رَأَى عَبْدُ اللَّهِ وَلَقَدْ دَقِيقُ
 عَلَى كَظْمِ بَيْتِ ذَوَاتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا عَلَى بَيْتَيْنِ مُسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةِ
 الْمَقْدِرِ لِحَاجَتِهِمْ تَرَجِمَهُ وَاسْمُ بَنِ حَبَانَ عَنْ رُوَيْتٍ عَنْ بَيْنِ نَمَازٍ بِرُشَا تَهَا سَجْدَ مِينَ وَأَبُو عَبْدِ اللَّهِ
 ابْنِ أَبِيهِ قَبْلَ كَيْفَ تَنْزِلُ نَزْدَ أَبِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً
 عَبْدُ اللَّهِ قَالَ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً
 وَأَوْ مِينَ حِجَّتْ خُرُوجًا تَوْسُلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً
 الْمَقْدِرِ كَيْفَ تَنْزِلُ نَزْدَ أَبِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً
 عَنْ أَبِيهِمْ قَالَ دَقِيقُ عَلَى بَيْتِ أَخِي حَفْصَةَ ذَوَاتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَاعِدًا لِحَاجَتِهِمْ مُسْتَقْبِلِ الشَّامِ مُسْتَدِيرًا الْقِبْلَةَ تَرَجِمَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ رُوَيْتٍ
 عَنْ بَيْنِ ابْنِ بَيْنِ حَفْصَةَ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً
 بَيْنِ نَمَازٍ بِرُشَا تَهَا سَجْدَ مِينَ وَأَبُو عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِيهِ قَبْلَ كَيْفَ تَنْزِلُ نَزْدَ أَبِيهِمْ
 كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً
 كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً
 عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَا جَبِّ ثُمَّ يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً
 تَهَا عَنْ رُوَيْتٍ عَنْ بَيْنِ ابْنِ بَيْنِ حَفْصَةَ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً
 كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً يَأْتِيهِمْ كُوفَةً

تَعْلِيلُ

باب في الأحكام والآداب

باب في الأحكام والآداب

میں بائیں حسنه ابوہریرہؓ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پہن
 یا وضو کرو تو دو داہنی طرف سے شروع کرو اور بیض ہے داہنی طرف سے شروع کرنے میں اب اسکا
 خلاف کرنا مکروہ ہے یا حرام اور علماء کا اجماع ہے اس پر کہ حرام نہیں ہے تو مکروہ ہے گا اور بعض
 اعضا وضو کے یہ ہیں جنہیں داہنی طرف سے شروع کرنا مستحب نہیں بلکہ داہنی اور بائیں دونوں
 کی ایک بائیں پہارت کرنا چاہیے جیسے دونوں کان دونوں پہنچے دونوں خاں کے اگر یہ امر نہ ہو سکے
 تو داہنے سے شروع کرے (نوروی) **عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
يُحِبُّ النَّاسَ فِي شَيْئِهِ كُلِّهِ فِي تَغْيِيرِهِ وَتَحْلِيلِهِ وَطَهْرِهِ ترجمہ ام المومنین عائشہ رضی
 سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنی طرف سے شروع کرنا ہر ایک کام میں پسند کرتے
 جو پہننے میں اور کھنٹی کرنے میں اور طہارت کرنے میں (بخاری کی روایت میں ہے جہاں تک
 سے ہر ستم ہر ایک کام میں **عَنْ ابْنِ مَرْثُومَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقُوا**
الْأَحْيَيْنَ قَالُوا وَمَا الْآيَاتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْآيَةُ يَخْلِي فِي ظَرْفِ النَّاسِ أَوْ فِي ظِلْفِهِمْ
 ترجمہ ابوہریرہؓ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم لعنت کرو دو کاموں
 سے (یعنی جلی وجہ سے لوگ تم پر لعنت کریں) لوگوں نے کہا وہ لعنت کرو دو کام کو نہ وہیں آئے
 فرمایا ایک تو راہ میں جدہ سے لوگ آتے جاتے ہوں یا سخا نہ پھرنا دوسری سایہ دار جگہ میں
 (جہاں لوگ بیچہ آرام لیتے ہوں) یا خانہ پھرنا (ان دونوں کاموں سے لوگوں کو تکلیف ہوگی
 اور وہ برا کہیں گے لعنت کریں گے) **عَنْ ابْنِ مَرْثُومَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
دَخَلَ حَائِطًا وَتَبِعَهُ غُلَامٌ مَعَهُ مِصْبَاحٌ وَهُوَ صَبْرٌ فَأَوْضَعَهَا عِنْدَ سِدْرَةِ فَفَضَّلِي
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَةً فَخَرَجَ عَلَيْهَا وَقَدْ اسْتَبَحَى بِالنَّاءِ ترجمہ ابن
 ابی اسحاق سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ کے اندر گئے اور آپ کے پیچھے ایک لڑکا
 گیا اور اس کے پاس ایک بدھنا تھا وہ لڑکا ہم سب میں چھوٹا تھا اور سبز بدھنا ایک برہنہ کی کپڑے
 دھو رہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حاجت سے فارغ ہوئے اور باہر نکلے بانی سے استسما
 کر کے **عَنْ ابْنِ مَرْثُومَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْحَائِطَ فَقَالَ**
أَنَا وَغُلَامٌ خَوْفٌ إِذَا وَفَّ مِنْ مَاءٍ وَغَزَّةٌ فَلَيْسَتْ بِي بِالنَّاءِ ترجمہ ابن ابی اسحاق سے روایت

ترجمہ
 ابن ابی اسحاق

باب
 فی التَّحْلِیلِ وَطَهْرِ الْأَعْضَاءِ

فی التَّحْلِیلِ وَطَهْرِ الْأَعْضَاءِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ خانے جاتے ہیں اور ایک اور لڑکا میسے برابر پانی کا ڈول اور
 برنجی اٹھاتے پھر آب استنجا کرتے پانی سے (اور برنجی ہو سطر ساتھ رکھتے کہ اسکو سامنے گاڑ سکے
 نماز پڑھیں) **عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ بِحِجَابٍ يُحِيطُ بِرَأْسِهِ**
فَيَغْتَسِلُ فِيهِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ جاحت کو گلے سپرد
 میں جاتے (لوگوں کی نظر سے دور) پھر میں پانی آپ پاس لانا آپ اس سے استنجا کرتے **فَإِنْ تَوَضَّأَ**
 نئے کہا اس حدیث سے کہی سائل نکلے ایک تو یہ کہ حاجت کو دور جانا چاہیے لوگوں کی نگاہ سے
 دوسری یہ کہ جو شخص فضیلت رکھتا ہو وہ اپنے ساتھیوں میں سے کسی سے کام لے سکتا ہے نیز
 یہ کہ خدمت صالحین اور اہل فضیلت کی تسبیح چڑھتی یہ کہ پانی سے استنجا کرنا مستحب ہے اور ضرر
 پتھر نہ پرقناعت کرے بہتر ہے اور لوگوں نے اختلاف کیا ہے اس سلسلہ میں لیکن جمہور سلف اہل
 خلف اہل فتوہ و سطر نے ہیں کہ وہ صلیوں استنجا کر کے پھر پانی سے دھونا افضل ہے اور صرف ایک
 چیز پر اقتدار کرنا جائز ہے لیکن پانی پر قنصر کرنا افضل ہے اور بعض سلف نے دیکھتے صلیوں پر قنصر
 کرنا افضل ہے اور ابن حبیب مالکی نے کہا ڈھیلے کافی نہیں ہیں مگر اس صورت میں جب پانی نہ
 ملے اور بعض علماء نے ان حدیثوں سے یہ استدلال کیا ہے کہ برتن سے وضو کرنا بہتر ہے جو حضرت
 تالاب سے وضو کرنے سے مگر یہ استدلال مقبول نہیں قاضی عیاض نے کہا اس قول کی کچھ اصل
 نہیں اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ امر منقول ہے کہ آپ کو حوض کو یا یا ہو پھر اوسکو چھو کر
 برتن سے وضو اختیار کیا ہوا ہے **بَابُ السَّجْدَةِ عَلَى الْخَشَبِ** موز و نپر مس کرنے کا بیان **فَإِنْ**
 نووی نے کہا علماء نے اجماع کیا ہے کہ موز و نپر مس کرنا جائز ہے سفر اور حضر دونوں میں برابر
 کہ ضرورت ہو یا نہ ہو اور نہیں اختلاف کیا ہمیں کسی نے جبکہ اعتبار ہو البتہ شیعہ اور خوارج نے اسکا
 انکار کیا ہے اور ان کے اختلاف کا اعتبار نہیں اور امام مالک سے اوسین کئی روایتیں ہیں اور مشہور
 روایت جو کچھ موافق ہے اور موزوں کے مس کو بہت صحابہ نے نقل کیا ہے حسن بصری نے کہا پھر
 صحابیوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مس کیا کرتے تھے موز و نپر اور میں نے شرع مہذب
 میں ان صحابہ میں اکثر کا نام بیان کیا ہے اور کئی عمدہ باتیں لکھی ہیں اور اختلاف کیا ہے
 علماء نے کہ مس موز و نپر افضل ہے یا پود کا دھونا ہمارے صحابہ نے یہ کہا ہے کہ پائوں دھونا افضل ہے

صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی بیٹھ کے درد کے وجہ سے ایسا کیا ہو گا دوسری وجہ یہ ہے جسکو پہلی زبان سے
 ضعیف نقل کیا ہے کہ آپ کے گھٹنوں کے اندر درد تھا تیسری وجہ یہ ہے کہ آپ کو جبکہ نہ ملی
 بیٹھنے کی اس لیے آپ لاچار ہو کر کھڑے رہے اور امام ابو عبد اللہ مازنی اور قاضی اعیاض نے ایک
 چوتھی وجہ بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ کھڑے ہونے میں دیر سے حدث نہ نکلنے کا اطمینان تھا
 ہے برخلاف بیٹھنے کے اور اسید ہجو حضرت عمرؓ نے کہا ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا دیر کو روکے
 رکھنا ہے حدث نکلے سے اور ایک پانچویں وجہ ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے کھڑے ہو کر اس لیے
 پیشاب کیا تھا تاکہ اسکا جواز معلوم ہو مگر ایک ہی بار ایسا کیا اور ہمیشہ کی عادت آپ کی یہ تھی کہ بیٹھ
 کر پیشاب کیا کرتے حضرت عائشہ کی حدیث سے یہ امر ثابت ہوا انہوں نے کہا جو کوئی تم سے کہے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے تو ہرگز نہ مانو آپ ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب
 کیا کرتے قرأت کیا اسکو جب بن جنبل اور ترمذی اور نسائی اور بہت لوگوں نے اور اسناد
 اسکا بہتر ہے اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی مخالفت میں کئی حدیثیں مروی ہیں لیکن وہ ثابت
 نہیں ہیں یہ حضرت عائشہ کی یہ حدیث ثابت ہے اسید ہجو علما نے کہا ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب
 کرنا مکروہ ہے اگر عذر نہ ہو اور یہ کہ امت خیر ہی ہے نہ تحریمی ابن منذر نے اشراق میں لکھا ہے کہ
 علما نے اختلاف کیا ہے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں تو حضرت عمرؓ اور زید بن ثابتؓ اور
 عمر ابوسلم بن سعیدؓ یہ امر ثابت ہو کہ انہوں نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا ہے اور ایسا ہی منقول ہے اسناد
 علی رضہ اور ابو ہریرہؓ سے اور ایسا ہی کہا ہے ابن سیرین اور عروہ بن الزبیرؓ اور ابن سعد اور شعبی اور
 ابراہیم بن سعد نے اسکو مکروہ جانا ہے ابراہیم بن سعد اس شخص کی گواہی نہیں قبول کرتے تھے جو
 کھڑے ہو کر پیشاب کرے اور اس کی میں ایک تیسرا قول ہے وہ یہ کہ اگر پیشاب کرنی کی جگہ
 ایسی ہو جس پر سے پیشاب کو قطرے اڑیں تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے اور جو اوڑھنے کا ڈر
 نہ ہو تو مکروہ نہیں امام مالکؒ کا یہی قول ہے ابن منذر نے کہا پیشاب بیٹھ کر کرنا مکروہ ہے نزدیکی
 اور کھڑے ہو کر بھی درست ہے اور یہ ثابت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام ہوا کلام ابن منذر
 کا لیکن ایک قوم کے گھوڑے پر یا پیشاب کر کے کیونکہ اسوجہ سے ہو گا کہ وہ لوگ اس سو پرانہ مانتے
 ہوئے بلکہ خوشتر سے ہو کر اور جس شخص کو مار چکا ہو اسکی نہیں میں پیشاب کیا یا اسکا کھانا کھانا دیتے

اور اوسکی مثالیں حدیث میں بہت ہیں یا وہ گھوڑا خاص اس قوم کا نہ ہو گا بلکہ سب گھروں کے
صحن میں مشترک ہو گا لیکن اونکے گھر کے قریب ہو گا اسوجہ سے انکی طرف نسبت کیا گیا اور یہ جرات
گھوڑے پر پیشات کیا اور دور تر شریف نہ لگے حالانکہ آپ کی عادت یہ تھی کہ حاجت کے لیے دور جاتے
تو قاضی عیاض نے اسکی یہ وجہ بیان کی ہو کہ آپ لوگوں کو سمجھانے میں یا وہ اپنے اور کاموں میں مصروف
ہونگے دفعۃً آپکو پیشاب کی حاجت پہنچی اور اسوقت دور جانا ممکن نہ ہوا اسلیئے آپ گھوڑے پر چلے
گئے (نودی) **ت** میں سرگ گیا آپنے فرمایا نزدیک آمین نزدیک چلا گیا **ت** آپنے نزدیک
اسو طرح بلایا تاکہ لوگوں سے آڑ ہو جاوے دوسری یہ کہ آپکی غرض پیشاب کرنا تھی نہ پاخانہ اور دوسری
حدیث بھی اطمینان تھا اسلیئے پاس بلانے میں کوئی قباحت نہ تھی (نودی) **ت** یہاں تک کہ
آپکی ایڑیوں کے پاس کھڑا ہوا پھر آپ کو وضو کیا اور سوزن پر سہم کیا **ت** نودی نے کہا یہ حدیث
بہت سرفرازید پر مشتمل ہے ایک نوموز وینہ پر سہم کرنا دوسری حضور میں سہم جائز نہ ہونا تیسری کھڑے ہو کر
پیشاب جائز نہ ہونا چوتھی پیشاب کرنے والے سے دوسرا آدمی نزدیک ہونا جواز یا بخون پیشاب کرنا
کا ملنا دوسرے کو آڑ کے لیے چھٹی پر وہ کرنے کا استحباب سائین جواز پیشاب کا گھروں کے نزدیک
عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ كَانَ أَبُو مُوسَى يُشْرِدُ فِي الْبُؤْلِ وَيَقُولُ فِي قَادُورَةٍ وَيَقُولُ إِنَّ بَعْضَ الْبُؤْلِ
كَانَ إِذَا أَصَابَ جِلْدًا أَحَدَهُمْ بَوْلًا فَخَضَهُ بِالْمَقَابِضِ فَقَالَ جَدُّ يَفْعُو كَوَيْدَتْ أَنَّ صَاحِبَهُ كَرِهَ
يَسْتَدِ ذَهْدَ الشَّهْدِيدِ فَلَقَدْ دَايَسْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَمَاشَا فَأَنَّى
سَبَاطَةَ خَلْفَ حَارِطٍ فَقَامَ كَمَا يَقُولُ أَحَدُكُمْ فَلَا مَبَالَ فَاَنْتَبَذْتُ حَتَّى فَاَنْتَبَذَ إِلَى فُجَيْتٍ
فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِيهِ حَقٌّ فَرَعَمُ تَرْجَمَهُ ابْنُ سُرٍّ وَابْنُ سُرٍّ وَابْنُ سُرٍّ وَابْنُ سُرٍّ وَابْنُ سُرٍّ وَابْنُ سُرٍّ
وہ پیشاب کیا کرتے تھے ایک شیخ میں اور کہتے تھے نبی اسرائیل میں جب کسی کعبہ کو پیشاب لگ جاتا
تو وہ کھال کرنا کرتے نبیوں سے خلیفہ نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ ابو موسیٰ سے ایسی سختی نہ کرنے تو بہتر تھا نیز
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا آپ ایک قوم کے گھوڑے پر آئے دیوار کے چھوڑ
آپ کھڑے ہو کر جھڑم سے تم میں کوئی کھڑا ہوتا ہے پھر پیشاب کیا میں دور ہٹا ہوتا تھا فرمایا پاس آ
یہاں تک کہ میں آپکی ایڑیوں کے پاس کھڑا رہا جب تک کہ آپ پیشاب سو فائدہ ہوئے **ت** خلیفہ
کی غرض اس حدیث بیان کرنے سے یہ بھی کہ اتنی سختی ابو موسیٰ کی سنت کے خلاف ہو کیونکہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے کھڑے پیشاب کیا اور چھین اور ٹٹے کا خیال نہ کیا اور شیشہ وغیرہ میں
 پیشاب نہیں کیا جیسا ابورسہ کہتے ہیں **عَنْ الْمُخِيزَةِ بِنْتِ شُعْبَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
قَالَ أَنَّهُ خَرَجَ يَلْحَقُ جَيْشَهُ فَاتَّبَعَهُ الْمُخِيزَةُ وَأَوْقَتْ فِيهَا مَاءً فَصَبَّ عَلَيْهِ حِينَ فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ
فَقَضَا وَمَسَّ عَلَى الْخَفَتَيْنِ وفي رواية ابن رُمح مَكَانَ حَيْثُ رَجَعَهُ مَغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ
 روایت ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کام کو نکلے اونکے پیچھے مغیرہ بانی کا ڈول لے کر گئے
 اور حبیب آپ حاجت سے فارغ ہوئے تو پانی ڈالا آپ پر (یعنی وضو کے وقت) پھر وضو کیا اور
 کیا موز و پیرابن رُمح کی روایت میں یوں ہے پانی ڈالا آپ پر یہاں تک کہ آپ فارغ ہو کے جب
 سے (یعنی وضو سے) **عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهَذَا الْأَسْنَادِ وَقَالَ فَعَسَلَ وَجْهَهُ وَبَدَأَ**
وَمَسَّ بِرَأْسِهِ ثُمَّ مَسَّ عَلَى الْخَفَتَيْنِ ترجمہ اس روایت کا یہی جو اوپر گذرا ہمیں یہ ہے پھر مؤلف
 دعویٰ اور دولٹا مٹھ دھوئے اور مس کیا سر پر پھر مس کیا موز و پیرابن **عَنْ الْمُخِيزَةِ بِنْتِ شُعْبَةَ قَالَتْ**
بَيْنَمَا أَنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ إِذْ تَرَكَ فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ جَاءَ فَصَبَّ
عَلَيْهِ مِنْ إِدَاوَةٍ كَانَتْ مَعِيَ فَقَضَا وَمَسَّ عَلَى الْخَفَتَيْنِ ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہر میں
 ایک سات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ اترے اور حاجت سے فارغ ہوئے پھر
 تو میں نے آپ پر پانی ڈالا ڈول سے جو میرے پاس تھا آپ نے وضو کیا اور مس کیا موزوں پر
عَنْ نووی نے کہا اس حدیث سے اور اس میں زید کی حدیث سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ وضو میں
 دوسرے مدینا درست ہو اور بعض حدیثوں میں اسکی مخالفت آئی ہے لیکن وہ ثابت نہیں
 ہیں ہمارے احباب نے کہا کہ یہ مدینا تین قسم پر ہے ایک نوہ کہ پانی لائے ہیں کسی سے مدد لیو
 اور یہ نہ مکر وہ ہے نہ ہمیں کچھ تباہت ہو دوسری یہ کہ اعضا کے دھونے میں مدد لیو سے بغیر دوسرے
 شخص اس کے اعضا کو دھو کر یہ مکر وہ ہے مگر ضرورت کی وقت جائز ہے تیسری یہ کہ دوسرے شخص صرف
 پانی ڈالے ہکا ترک اولیٰ سے پر کرنا مکر وہ ہے یا نہیں اس میں دو قول ہیں اور جب کوئی دوسرے
 پانی ڈالے تو وہ وضو کرنے والے کے بائیں طرف کھڑا ہو **عَنْ الْمُخِيزَةِ بِنْتِ شُعْبَةَ قَالَتْ كُنْتُ مَعَ**
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ يَا مَغِيرَةُ خُذِي إِدَاوَةً فَاخْذِي مِنْهَا ثُمَّ خُذِي مَعَكَ فَانْظُرِي
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَارَى عَنِّي فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ حُبَّةُ شَامِيَةٍ فَتَبَقَّرَ

الکلمین فذہب یخرج یدہ من کفہا فاضاقت فآخبر یدہ من اسفلہا فصابت علیہ
 فوقہا وضوءہ کالضوء کلمۃ من مکتبہ علی الخفۃ ثم صلی ثم رجعہ بن شعبہ سے روایت کرتے ہیں
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سفر میں آپ نے فرمایا امیر خیر و حیا گلے لے لیا پانی کی اینٹ لے لی
 اور آپ کے ساتھ نکلا آپ چل رہا تھا کہ میری نظر سے غائب ہو گئے اور حاجت برفان ہو گئے
 پھر لوٹ کر آئے آپ ایک جگہ پہنچے ہوئے تھے شام کا تھا کہ تینوں آپ کے چاٹا لے کر آئے تھے تینوں نے
 باہر نکالنا وہ نکل نہ سکے تو آپ نے پھر سے داخل ہو کر کال لیا پھر میں نے وضو کا پانی ڈالا آپ
 وضو کیا جیسے نماز کے لیے وضو کرتے ہیں پھر سر کیا موزو پھر پیر نماز پڑھی **مسئل** المغیرۃ بن
 شعبۃ قال خرج رسولہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ فلیقضی حاجتہ فلما رجع تکفیتہ وہاہ ذرا
 فصابت علیہ فغسل یدہ ثم غسل وجہہ ثم ذہب لیغسل ذرا عینہ فصاقت
 الخبثۃ فآخبر بہما من تحت الخبثۃ فساکھا ومسح رأسہ ومسح علی الخفۃ ثم صلی
 پتا تھے چھ مہینہ بن شعبہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب تک وضو کرتے تو
 میں پانی کا ڈول لے کر آیا اور آپ پر پانی ڈالا آپ نے دو ٹونا تھ دھوئے پھر منہ دھو کر آیا پھر
 وہاں چاہے جب تک تھا آخر دو ٹونا خوں کی جگہ کی نیچے سے نکالا اور دھویا انگو اور سر پر سر
 کیا اور موزو پھر سر کیا پھر ہمارے ساتھ نماز پڑھی **مسئل** المغیرۃ بن شعبۃ قال کنت مع
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلۃ فی مسیر فقال لی امعل ماء فقلت نعم فاذل
 عن ذیلہ فمشی حتی نوادی فی سواد اللیل ثم جاء فأفرغت علیہ من الیاء فغسل
 فغسل وجہہ وعلیکہ جبتہ من صوف فلم یستطع أن یخرج ذرا عینہ ومسح برأسہ ثم
 اھویت کثرۃ خفیہ فقال دعہما فانی أدخلتھا طائرین ومسح علیہما ثم رجعہ
 مغیر بن شعبہ سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ایک رات آپ نے فرمایا
 کیا تمہارے پاس پانی ہے میں نے کہا ان آپ سواری پر سے اترے اور چلے یہاں تک کہ
 اندھیری رات میں نظروں سے چھپ گئی پھر لوٹ کر آئے تو میں نے پانی ڈالا ڈول سے آپ نے منہ
 دھو کر آیا آپ ایک جگہ اٹکے ہوئے تھے تو ہاتھ استغیون ہو باہر نکال نہ سکے آپ نے لیچے سے داخل
 ہو کر باہر نکالا اور دھویا اور سر پر سر کیا پھر میں جبکہ آپ کے موزو اٹارنے کو آپ نے فرمایا موزو میں نے انکو

پڑھ چکے تھے انکو جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں وہ پیچھے ہٹنے لگے
 کہنے کا اشارہ کیا اپنی جگہ پر ہوا آخر انہوں نے نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کھڑے ہوئے اور میں نے کھڑا ہوا اور ایک رکعت جو ہم سے پہلو ہو چکی تھی پڑھ لی وہ
 حدیث جو جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پڑھنا اپنے صحابی کے پیچھے ثابت ہو جائے
 علمائے نے کہا ہے کہ آپ نے عبد الرحمن بن عوف کو اور کسی آدمی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتی حضرت
 جابر بن عبد اللہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے تو وہی نے کہا اہدیت کو بہت سی باتیں نکلتی ہیں ایک افضل کا
 اقتدار کرنا اپنے سوا کوئی اور نہ کرے ساتھ دوسری نبی کا نماز پڑھنا اپنی ہی کے پیچھے تیسری فضیلت
 اول وقت نماز پڑھنے کی کیونکہ صحابہ نے اپنا انتظار نہ کیا اور نماز شروع کر دی تھی جب امام نہ پڑھا
 ہو تو لوگ کہیں کہ امام بنا سکتے ہیں بشرطیکہ اس کو کوئی مفسدہ نہ پیدا ہو اور امام کو بخیر نہ ہو ورنہ
 اگر اول وقت اکیلے اکیلے نماز پڑھ لیں تو دوبارہ جامعۃ میں شریک ہو جائیں تب ہوگا یا آخر میں
 مسبق سلام کے بعد اپنی باقی نماز پوری کر لے اور یہ باقی نماز بدوین پڑھے اس کے ذریعے سے
 نہ ہوگی البتہ سورہ فاتحہ پڑھنا ساقط ہو جاتا ہے جب امام کو کوئی عین یا پوسے چٹھی یا کسی بون کو
 بھی امام کی پیروی رکوع اور سجود اور قعدہ سب ارکان میں ضرور ہے اگرچہ اس کے قعدے کا وقت
 نہ ہو سالتین یہ کہ مسبق امام سے جب جدا ہوتا ہے جب امام سلام پھیر دے اور عبد الرحمن بن
 جابر نماز پڑھائی گئے اور ابو بکر صدیق کی طرح پیچھے ہٹ نہ آئے اسکی وجہ یہ تھی کہ عبد الرحمن ایک
 رکعت پڑھ چکے تھے اور ابو بکر نے کوئی رکعت نہیں پڑھائی تھی اس لیے **عَلَى الْمُغْتَرِبِ أَنْ يَتَوَكَّلَ**
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْخُفَيْنِ وَمُقَدِّمِ دَائِبِهِ وَعَلَى الْعَامَةِ تَرْجُمَةُ مَبْرُورَةٍ
 روایت ہو رسول اللہ علیہ وسلم نے قسم کیا موزونہ اور پیشانی پر اور عامے پر **عَلَى الْعَامَةِ** پر
 درست ہو اور اسکا اقرار ناظر و رشتہ میں رفع حج کے لیے اہم حدیث کا یہی قول ہو اور بعض علماء
 نزدیک عامہ پر قسم جائز نہیں جب تک کہ پڑھنا نہ پھیرے **عَلَى الْمُغْتَرِبِ عَنْ الشَّيْءِ صَلَّ**
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُمْنًا تَرْجُمَةُ دُوسَرِي وَهِيَ کا بھی وہی جو اور گداز **عَلَى الْمُغْتَرِبِ عَنْ الشَّيْءِ**
صَلَّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوْضُؤًا مَسْمُومًا بِأَصَابِيهِمْ وَعَلَى الْخُفَيْنِ تَرْجُمَةُ مَبْرُورَةٍ
 ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو قسم کیا پیشانی پر اور عامہ پر اور موزونہ پر **عَلَى**

وایید و مسک علیٰ خفیہ فقال لا عمر لقد صنعت اليوم شیئاً لم تکن تصنع قال عیسیٰ
 صنعتہ ما علمتہ تمہارے چہرہ پر یہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس دن یہ ایک وضو
 کئی نمازین اور سہ کیا سو پھر حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ آپ نے آج وہ کام کیا جو کسی نہیں کیا تھا آپ نے
 فرمایا میں نے تصدق ایسا کیا (۱) تو وی نے کہا اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک تو اس
 پر سہ کرنا دوسری کئی فرض نمازوں کا ایک وضو سے پڑھنا جب تک حدیث نہ ہو اور یہ جائز ہے بجا
 علما اور امام ابو جعفر طحاوی اور ابو الحسن بن بطال نے صحیح بخاری کی شرح میں ایک جماعت علماء
 اسکے خلاف نقل کیا ہے اور مجھے نزدیک ہر ایک فرض نماز کے لیے تازہ وضو ضرور ہے اگرچہ
 وضو ہو اور دلیل انکی قول ہے اللہ تعالیٰ کا اذان تمہارے لئے الصلوٰۃ فاعلموا انہو یکم الا یہ اور چھوڑی
 دلیل احادیث صحیحہ میں ایک انہیں سے یہ حدیث ہے اور ایک حدیث انسؓ کی ہے صحیح بخاری میں کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے اور ہم لوگوں کا ایک ہی وضو کافی ہوتا جب تک
 حدیث نہ ہو دوسری حدیث سوید بن نعمان کی ہے صحیح بخاری میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 عہد کی نماز پڑھی پھر ستو کھانڈ اور مغرب کی نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا اسکے نامید میں اور بہت حدیثیں
 آئیں ہیں جیسے حدیث جبر کہنے کی عرفہ اور مزدلفہ میں اور تمام سفرون میں اور قضا نماز کے لیے نماز و کعبہ
 کو نیک خلق میں اس آیت کو یہ ہے کہ جب تم پر وضو ہو اور نماز کو لیے اٹھو تو نہ دیکھو کہ کون وضو کر چکا ہے یا نہ کر چکا ہے
 اللہ تعالیٰ کا فضل اس حدیث میں صلیف ہے ہر گاہ کہ ہر نماز کو لیے نیا وضو کرنا وضو ہوتے ہوئے مستحب ہے اور ہمیں کئی
 قول ہیں ایک تو یہ کہ اس وضو سے کوئی نماز ضرور پڑھی خواہ فرض ہو یا نفل دوسری یہ کہ تازہ
 وضو اسی صورت میں مستحب ہے جب اس سے کوئی نماز فرض پڑھے تیسری یہ کہ اس وضو سے یہ کام
 کرے جو بغیر طہارت کے درست نہیں جیسو مصحف کا چھونا سجدہ تلاوت کرنا چوتھی یہ کہ ہر حال
 میں مستحب ہے اگرچہ انہیں سے کوئی کام نہ کرے بشرطیکہ وضو سابق اور حال میں اتنا زمانہ گزری
 کہ جس کے سبب سے دوسرا وضو پہلے وضو سے علیحدہ ہو جاوے اور تازہ غسل کرنا مستحب نہیں ہوتا
 مذہب صحیح کے اور امام الحرمین نے ایک قول استحب کا نقل کیا ہے یہ طریقہ تازہ تیمم کرنے میں دو
 قول ہیں ایک یہ کہ مستحب نہیں اور یہی زیادہ مشہور ہے اور یہ تازہ تیمم رخصی اور بیمار کے لیے ہر گاہ چاہا
 ہو کر ہر وضو کرتے ہیں اور انکے سوا اور کے لیے بھی ہو سکتا ہے جب دوبارہ تلاش پانی کی خواہ

وہی ہے جو کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے جیسے فضل ہے اور اس دن جو کئی تازیانہ
 ایک سو وضو سے پڑھیں اس سے جواز کا بیان کرنا مقصود تھا جیسا کہ فرمایا میں نے یہ کام
 قصداً کیا ہے احمدیہ کی یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کم درجہ والا بڑے درجہ والے سے سوال کر سکتا ہے
 ان افعال سے جو عادت کو خلاف ہوں اس لیے کہ کبھی یہ امر بیان ہو ہوتا ہے تو وہ آگاہ ہو گیا
 اس سال کی وجہ سے انتہوی باب و کراہۃ غسل التوضی و غیرہ بدۃ الشکوک فی غناستہما
 فی الکناہ قبل غسلہا ثلاثہ بانہ کی برتن میں ہاتھ دالنا اس کو وضو نہ ہے بلکہ مکروہ ہے

یہ ہر تہۃ الشیخ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا استقیظ احدکم من نومه فاول ما یغسل یدہ
 واکانکاء حتی یغسل کفہ ثلاثا فانہ کا ایک دینی آیت بابت یدہ ترجمہ ابو ہریرہ سے روایت ہے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے سوکر اوشے تو اپنا ہاتھ برتن میں نہ دالو
 جب تک اس کو تین بار نہ وضو کرے کیونکہ معلوم نہیں کہ ہاتھ دالنا ہاتھ اور اس کا نام شافعی نے کہا
 عربوں کی عادت تھی کہ وہ ڈھیلوں سے استنجہ کیا کرتے اور ان کے ملک گرم تھے سو نے میں
 پسینا آتا اس لیے ہاتھ دالنا کہ ہاتھ نجس ہو گیا ہو اور احمدیہ سے کئی مسائل نکلتے ہیں ایک یہ کہ
 قلیل پانی پر اگر نجاست پڑ جاوے تو وہ نجس ہو جاوے گا دوسری یہ کہ سات بار وضو نہ کسی نجاست کا
 ضرور نہیں سواکتے کے چائے ہوئے برتن کے تیسری یہ کہ استنجہ کا مقام ڈھیلوں سے پاک
 نہیں ہوتا بلکہ معاف ہو نماز اس سے چوتھی یہ کہ نجاست کا تین بار وضو ضرور ہے یعنی نجاست
 متحققہ کا اور متوہمہ کا تین بار وضو مستحب ہے پانچویں یہ کہ نجاست متوہمہ کا وضو مستحب ہے
 صرف پانی ڈالنا کافی نہیں چھٹی یہ کہ عبادت میں احتیاط کرنا مستحب ہے بشہ طہیکہ یہ احتیاط
 و سوسہ کے درجہ تک پہنچنے اب جمہور علما اس طرف ہیں کہ یہ ہاتھ ڈالنے کی ممانعت تفسیری ہے
 نہ تحریری جس صورت میں نجاست کا یقین نہ ہو اور اگر ہاتھ ڈال دے گا تو پانی نجس نہ ہو گا اور جس
 بصری سے منقول ہے کہ نجس ہو جاوے گا اگر رات کو سوکر اوشا ہے اور اسحاق بن راہویہ اور محمد بن جریر
 طبری سے بھی یہی منقول ہے لیکن یہ قول ضعیف ہو کیونکہ اصل پانی اور ہاتھ دونوں میں طہارت
 ہے پھر شک ہے وہ نجس نہیں ہو سکتی اور یہ سوکر اوشا ہمارے نزدیک رات کے سونے سے مخصوص نہیں ہے

بلکہ جب سو گئے اور نجاست کا شہد ہو یا بغیر سو کے نجاست کا گمان تو برتن میں بغیر ہاتھ دھوئے مانتے نہ
 ڈالے اور امام احمد سے یہ روایت ہے کہ اگر رات کی خواب سواٹھا ہے تو ہاتھ ڈالنا مکروہ تحریمی ہے
 اور جو دن کی خواب سواٹھا ہے تو مکروہ تنزیہی ہے اور داؤد ظاہری کا بھی یہی قول ہے انتہی مختصر
 اَبْنُ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ مَنْ نَفَسَ بِمِثْلِ مِثْلٍ
 اَبْنِ هُرَيْرَةَ عَنِ الشَّيْخِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِثْلُهُ تَرَحُّمًا رَدَّ يَتُونَ كَأَنَّهُ جَوَادِرُ كَذَرِ احْتِلَافٍ
 اَبْنُ هُرَيْرَةَ أَنَّ الشَّيْخَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَبَقَطَ احْتِمَامُ كَلَيْفُخَ عَلَى يَدَيْهِ تَلَذَّثَ مَرَّةً
 قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ يَدَهُ فَنَاءً فَإِنَّهُ لَا يَدْخُلُ فِيهِمْ بَأْسٌ يَدُهُ تَرَحُّمًا اَبْنُ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے جاگ کر نو اپنے مات پر تین بار پانی
 دلی بھر برتن میں ہاتھ دھو لے لے کہ اسکو معلوم نہیں کہاں رہا ہاتھ سکارا تو کوشش نہ
 کنا یہ ہر نیسے دہرایا کر رہا اور کنا یہ اسی مقاموں میں زیادہ نصیحت ہے اور قرآن اور حدیث میں بھی
 بہت نظیریں پھر جب ہے کہ ہاتھ کی نجاست کا گمان ہو اگر ہاتھ کی طہارت کا یقین ہو جب بھی ہاتھ
 دھو نا پھر ڈالنا بہتر ہے اور صحیح ہے کہ اس صورت میں ہاتھ ڈالنا دھوئے سو پہلے مکروہ نہیں ہے
 ہے اگر برتن اتنا بڑا ہے کہ ہاتھ پر پانی ڈالنا ممکن نہ ہو تو منہ سے پانی لیوے اور ہاتھ کو دھوے
 یا اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پاک کپڑے سے پانی نکالے یا کسی اور سے دھو لے (نویس)
 اَبْنُ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَمِيعًا عَنِ الشَّيْخِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِثْلُهُ تَرَحُّمًا اَبْنُ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 وَلَمْ يَقُلْ وَاحِدًا قَبْلَهُمْ ثَلَاثًا إِلَّا مَا قَدْ مَنَّاهُ مِنْ دَاوُدَ جَارِ قَابِ لَلْسِيَّ وَأَنِّي سَلَّمْتُ دَعْبِدَ اللَّهِ بْنِ
 شَبِيقَ تَرَحُّمًا اَبْنُ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ
 دھوئے کا ذکر ہے تین بار دھوئے کا ذکر نہیں **باب** دُخَانُ الْكَلْبِ كَمَا كَانَتْ دَانَا
 اور پانی بنا کسی برتن سے **عَنْ** اَبْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دُخِنَ
 الْكَلْبُ فِي آثَانِ أَحَدِكُمْ فَلْيَرْقِهِ بِنَتِ كَيْسَلَةٍ سَتَمُ حَرَاتٍ تَرَحُّمًا اَبْنُ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کتا منہ ڈال کر پیے تم میں سے کسی کے برتن میں تو بہاؤ سے اسکو
 پھر سات بار دھوئے **عَنْ** اَبْنِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ قَالَ
 میں بہاؤ کا ذکر نہیں ہے **عَنْ** اَبْنِ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اشْرَبَ

یہ روایت ہے کہ اگر رات کی خواب سواٹھا ہے تو ہاتھ ڈالنا مکروہ تحریمی ہے اور جو دن کی خواب سواٹھا ہے تو مکروہ تنزیہی ہے اور داؤد ظاہری کا بھی یہی قول ہے انتہی مختصر

یہ روایت ہے کہ اگر رات کی خواب سواٹھا ہے تو ہاتھ ڈالنا مکروہ تحریمی ہے اور جو دن کی خواب سواٹھا ہے تو مکروہ تنزیہی ہے اور داؤد ظاہری کا بھی یہی قول ہے انتہی مختصر

الکلب فی اناء احدکم فلیغسلہ سبعۃ حرثات ثم جمہ ابوہریرہ رضی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کتا تمہارے برتن میں سے ہو تو اسکو سات بار وضو چاہیے غسل فی انہا ہر ہر
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طہوروا نساء احدکم کما ذاکم حیث الکلب ان تغسلہ لیس یسبغ
 حرثات او کما کھن بالترائب ثم جمہ ابوہریرہ رضی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہاں ہارے برتن کی یاکی جب کتا ہمیں سے منہ ڈالکر پیے یہ ہے کہ اسکو سات بار وضو کرے پھر بار
 منی سے بیچن غسل فی ہما م بن صلیبہ قال ہذا ما سجدنا ابوہریرہ رضی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد ذکرنا حدیث صفیاء قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طہوروا نساء احدکم
 اذا ذاکم الکلب فیہ ان تغسلہ سبعۃ حرثات ثم جمہ ابوہریرہ رضی عنہ سے روایت ہے کہ حدیثیں ہیں ابوہریرہ
 نے بیان کیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہیں سے ایک یہ حدیث بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو میں سے کسی کو برتن کی یاکی جب کتا ہمیں چہرہ چہرے یہ ہے کہ اسکو سات بار وضو کرے
 ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کتا نجس ہے اور اسکو لعاب درپسنا ناپاک ہے جو چہرہ و علماء کا یہ قول
 ہے اور حکم مذکور بالا سے ایک روایت یہ ہے کہ کتا پاک ہے اور دلیل انکی یہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا
 کما و تم وہ شکار جو کتے پر زمین تمہاری ہے اور ظاہر ہے کہ کتے کا لعاب جانور کے کپڑے میں ضرور لگیگا مگر
 یہ دلیل قوی نہیں کہ کتے شکار کے مباح ہونے سے خاص اس مقام کی جہان کتے نے منہ لگا یا ہمارے
 ثابت نہیں ہوتی دوسری دلیل یہ ہے جو روایت کیا ترمذی اور ابو داؤد نے ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے میں کتے مسجد میں آتے جاتے اور پیشاب کرتے لیکن پانی کوئی نہ ڈالتا اسکا جواب یہ
 ہے کہ کتے جیسے کھارے ہلکی ثابت نہیں ہوتی اب رہا پیشاب اسکا وہ تو بالاجماع نجس ہے اور مسجد کے
 نہ دھوئے کی یہ وہ ہوگی کہ پیشاب کی جگہ معلوم نہ ہو سکتی ہوگی یا اسوجہ سے کہ زمین جب سوکھ گئی
 تو وہ پاک ہے یا یہ حکم اللہ تعالیٰ نے اسلام میں ہوگا بعد اس کے مسجدوں کی صفائی اور پاکیزگی کا حکم ہوا تو غیر
 دلیل ہے کہ کتے جو حدیثیں آتی ہیں انہیں کتا پالنے کی اجازت دی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ پالنے
 کی اجازت ہو سکتی چہارم لازم نہیں آتی ان حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کتے کو منہ ڈالکر
 پیئے سر برتن کا سامنا نہ دھونا ضرور ہے اور یہی قرآن بن عباس اور عروہ اور ابن سیرین اور طاہر
 اور عمر بن دینار اور داؤد بن ابی اور مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل اور حاکم بن راہویہ اور ابو ثور اور

ابو عبیدہ اور داؤد کے اور خلاف کیا ایک ضعیف ہے اور قیاس کیا ہو سکے اور نجاس کو غیر حالانکہ یہ قیاس سے زیادہ
ضرر ہے اور دلیل لائے ہیں طحاوی اور درقطنی کی روایت کہ ابو ہریرہ نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
وَصَوَّأَ جَابِئِیۡہِ مَا لَکُمَا اِحْمَالُ ہِیَہِ ابُو ہریرہ نے یہو لکھ کر کہا ہوا یا سات بار وہو نے کو تو جب جیسے ہون اور
تین بار کو جو ابیہ ابو ہریرہ سے یہ بھی ثابت ہو کہ انہوں نے سات بار وضو کرنے کا حکم کیا ہوا
ابو ہریرہ کا یہ قول احادیث صحیحہ مرفوعہ کے متقابل نہیں ہو سکتا دلیل و طحاوی نے کہا ہوا جو نزدیک
کے یہ پیشاب اور پانچواں یا خون اور سینا وغیرہ اگر لگ جاوے تو اسکا بھی بھی حکم ہے کہ سات بار وضو کرے
اور ایک بارش سے غسل **ابْنُ الْمُخَلَّلِ قَالَ اَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بِقِتْلِ الْکَلْبِ**

وَقَالَ مَا بَالُہُمْ لَا یُکَلِّمُوْنَ کَلْبًا وَاَمَّا الْکَلْبُ فَاِذَا کَانَ مَعَهُ فَاغْسِلُوْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَعَقِّرُوْهُ الثَّامِنَةَ بِالْثَّرَابِ ترجمہ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ کتوں کے مارنے کا پھر فرمایا کیا ہے حال انہوں اور حال کتوں کا پھر اجازت
دی کہ کتا کئی اور کچھ کتا پالنے کی ایسے بکریوں کے مندر کے حفاظت کرے اور فرمایا صاحب کتاب تین مین
سزا لکھتے تو اس سات بار وضو اور آٹھویں بارش سے منجور **فَوَدِیۡ نَیۡ** کہا ہوا اور جو ہر علم
کا مذہب ہے کہ سات بار وہمیں انہیں ایک بارش ملکر وضو کریں اور چونکہ مٹی ایک علیحدہ چیز ہے گویا کتا
بارہوا۔ اور بعد اسقدر احتیاط کا کہتے کہ جو چھ مین یہ ہے کہ بعض کتا نہر ملا ہوتا ہے اور بعضا دیوانہ تو سات
بار وضو مین برتن سے بالکل اثر جاتا ہر نگاہ میں کہ نجاست اسکی اور نجاستوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ
سور کے کو بھی زیادہ نجس ہے پر اس میں نہر نہیں **عَلَّیۡ** شعیبہ فی ہذا الا سنۃ بمنزلہ غیر ان فی
رَعَابِیۡہِ یَحِیۡیٰ بِرِیۡحِیۡہِ مِنَ الْیَاقُوۡتِ دَرَّخِصۡ فِیۡ کَلْبِ النِّعَمِ وَالْقَتِیۡدِ وَالْزَّرِیۡحِ وَلَیۡسَ ذَکَکَ الْزَّرِیۡحُ

فَاِذَا دَاوِیۡہِ غَیۡرَ یَحِیۡیٰ ترجمہ اس روایت میں کہیت کرتے پالنے کی بھی اجازت لینے کہیت کی
حفاظت ف نووی نے ہمارے اصحاب نے اتفاق کیا ہے کہ بغیر ضرورت کے کتا پالنا حرام ہے جس کو کوئی
پال اسکی صورت کو پندر کے یا نمائش اور زیبائش کے لیے تو یہ حرام ہے بلا خلاف لیکن ضرورت کے لیے
پالنا درست ہے اور اس حدیث میں دو تین کا سون کے لیے اجازت ہے ایک شکار کے لیے دوسری جانوروں
کی حفاظت کے لیے تیسری کہیت کی حفاظت کے لیے ان تین کا سون کے لیے تو سب کے نزدیک ہے البتہ
اختلاف ہے کہ گھروں کی حفاظت کے لیے اسکا پالنا درست ہے یا نہیں اور صحیح یہ ہے کہ درست ہے اور کتا

اگر کھٹا ہو تو اس کو مار ڈالیں اور اگر کھٹا نہ ہو تو نہ ماریں امام الحرمین نے کہا کہ کتوں کے قتل کی حدیث
مستوخ ہے اس طرح سیاہ کتے کے قتل کی انتہے مختصر باب النبی عن البلاء فی الماء الراکد
تھے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت عین جابر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ
تخی ان یبالی فی الماء الراکد ترجمہ جابر سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے ہوئے
پانی میں پیشاب کرنے سے عین ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یبولن احدکم
فی الماء الراکد الا یمس منہ ترجمہ ابو ہریرۃ سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کوئی تم میں سے تمہی پانی میں پیشاب نہ کرے اور یہ بھی نہ کرے کہ پیشاب کر کے پیرا زمین
کرے عین قتادہ بن مہب عن ابی ہریرۃ عن محمد بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انہ اذا بول فی الماء الراکد الا یمس منہ ترجمہ جابر سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اگر کسی نے پانی میں پیشاب کر دیا تو ہاتھ نہ دھوئے پانی میں جو بہتا نہیں پھر غسل کرے
اسمیں اور اگر پانی کثیر ہو اور بہتا ہو تو اس میں پیشاب کرنا حرام نہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ نہ کرے اور اگر
پانی قلیل ہو لیکن بہتا ہو تو ہمارے احباب میں اس کا ایک جماعت نے کہا کہ اس میں پیشاب کرنا مکروہ ہے
اور مختار یہ ہے کہ حرام ہے کیونکہ وہ پانی نجس ہو جاوے گا سو فتنہ شیعہ اور شافعی کے اور دوسرے
کو دھوکا ہو گا وہ اس کو استعمال کر لے گا اور اگر پائے کثیر ہو لیکن ٹھکا ہوا ہو تو ہمارے احباب کے نزدیک
اس میں پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن حرام نہیں اور اگر حرام کہیں جب بھی ہو سکتا ہو کیونکہ یہی تحریم کے
لیے ہے اور وہ پانی نجس ہو جاوے گا خفیہ کے نزدیک جس صورت میں اتنا بڑا حوض نہ ہو کہ ایک کنارہ ہوا
سے دوسرا کنارہ ہلے اور جو پانی تھوڑا ہو تھا ہو تو اس میں پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ سیر
پیشاب کرنا حرام ہے اور پانچ گنا نہ کرنا بھی مثل پیشاب کر کے بلکہ اس سے پہلے اس طرح اگر کسی برتن میں پیشاب
کر کے اس کو پانی میں االہ سے یا نہر سے اتنا نزدیک پیشاب کرے کہ برک اس میں جاوے یہ سب باتیں
منہ بن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ اذا بول فی الماء الراکد الا یمس منہ ترجمہ جابر سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے ہوئے

انسان کے پیشاب سے اور پانچواں کی ممانعت نہیں نہ برتن میں پیشاب کر کے ہٹا دینے کی اور نہ پانی کے
 نزدیک پیشاب کرنے کی اور علمائے کہا ہے کہ پانی کے نزدیک پانیخیز اور پیشاب کرنا مکروہ ہے اگرچہ
 پانی میں نہ جاوے کیونکہ لوگ مان آتے جاتی ہیں تو انکو تکلیف ہوگی اور جس نے استنجاء کیا ہو وہ اگر
 پانی میں غوطہ لگتا چاہے استنجا کے لیے اور پانی قلیل ہو کہ نجاست پڑے سو جس ہو جاوے گا حرام ہے اور
 اگر کثیر ہو اور جاری ہو تو جائز ہے اس طرح اگر کثیر ہو اور جاری نہ ہو لیکن اس صورت میں نہ کرنا اور اسے
 استنجا کے لیے **قَابُ النَّجَسِ** عَنِ الْغَسَلِ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ ہے ہوئے پانی میں غسل کی ممانعت **قَابُ**
اَبُو حُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْتَسِلُ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ دَعْوُ
جَبَّ فَقَالَ كَيْفَ يَفْعَلُ يَا أَبَا حُرَيْرَةَ فَقَالَ يَسْأَلُهُ بَيْنَاوَالَهُ مَرَّجَمَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ عَنْهُ روایت ہے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو نہانے کی حاجت ہو تو وہ تھے ہر پانی
 میں نہ تھا ورنہ لوگوں نے ابو ہریرہ سے کہا پھر کیا کرے انہوں نے کہا ماطنون سے پانی لیکر نہاؤ
قَابُ نووی نے کہا ہمارے علمائے نزدیک تھے ہوئے پانی میں نہانا مکروہ ہے خواہ پانی قلیل
 یا کثیر اس طرح جاری چھو میں شافعی نے بولطی میں کہا کہ میں مکروہ جانتا ہوں جب کے لیے غسل کرنا
 کنوئین میں اور تھے ہوئے پانی میں جو جاری نہ ہو خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر اور یہ کہ اہل تہذیب سے نہ
 تحریری اور اگر جب کے لیے پانی میں غسل کیا اور وہ دو قلوب سے کم ہے تو مستعمل ہو جاوے گا ورنہ مستعمل
 نہ ہو گا یہ شافعیہ کے مذہب کے موافق ہے اور حنفیہ کے نزدیک اگر وہ درود سے کم ہے تو مستعمل ہو
 جاوے گا اور جودہ درود یا زیادہ ہے تو مستعمل ہو گا اور مجہذ مذہب اہلحدیث کا ہے کہ پانی پاک ہے
 اور پاک کرنا ہے جب تک نجاست کی وجہ سے اسکا مرقہ یا بویارنگ نہ پڑے اور کچھ فرق نہیں
 ہے قلیل اور کثیر پانی میں خواہ وہ دو قلوب ہو یا اس سے کم انتہی ہم زیادہ **قَابُ** وَجَدَ غَسْلَ الْبَوْلِ
 وَغَيْرِهِ مِنَ الْجَنَاسَاتِ إِذَا حَصَلَتْ فِي السَّجِدِ وَإِنْ أَكْثَرَ فَتُطْرَقُ بِالْمَاءِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ إِلَى حِفْظِهَا
 سجد میں جب پیشاب پڑ جاوے تو اسکو پانی سے دھونا ضرور ہے اور زمین پانی سے پاک جاتی
 ہے اسکا کھونا ضرور نہیں **عَنِ النَّبِيِّ أَنَّهُ أَمَرَ ابْنًا بِالْغَسْلِ فِي السَّجِدِ فَقَامَ إِلَيْهِ بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ**
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْوُهُ لَا تُزِيْمُهُ قَالَ فَلَمَّا فَرَغَ دَعَا بِلَوْثٍ مَكَارٍ فَصَبَّ عَلَيْهِ
 مہجمہ انس رضی عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار سجد میں پیشاب کرنے لگا لوگ اوشے اسکو مارنے کو

یا سنانے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا است رو کو پیشاب کا جب وہ پیشاب کر چکا آپ نے
 ایک ڈول پانی کا منگوایا اور اس پر ڈال دیا **مَحْلٌ** اَنْسِ بَرِّمَالِكَ يَنْ كُوَانْ اَعْرَكِيَا قَامَ اِلَى نَاحِيَةِ
 فِي السَّجْدِ قَبَالَ فِيهَا فَصَاحَ بِهِ النَّاسُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوهُ فَلَمَّا دَعَوْهُ
 اَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ ثَوْبٍ فَصَبَّ عَلَى بَوْلِهِ مَرَّجَمَهُ اَنْسِ بَرِّمَالِكَ وَكَرَّرَ
 تَحْتَهُ كَ اِيكٍ كُنُو اَرْسِدَ كَعِ كُونِي مَن كَهْرُ مَوْتِي لَكَ لَوَكِ جَلَا اَسِيرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 نے فرمایا چھوڑ دو اس کو جب وہ موت چکا آپ نے حکم کیا ایک ڈول پانی کا اور اسے پیشاب
 پر ڈال گیا **ف** انودی نے کہا احمدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کا پیشاب نجس ہے اور ہر
 اجتماع سے خواہ وہ آدمی بڑا ہو یا چھوٹا لیکن کم سن بچہ کے پیشاب پر صرف پانی چھڑک دینا کافی ہے
 اسکو آگے ہم بیان کرینگے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کی عظمت اور عزت کرنا چاہیے اور نجاستوں
 سے پاک رکھنا چاہیے اور زمین پانی ٹالنے سے پاک ہو جاتی ہے اور اسکا کھونا ضرور نہیں بھی ہمارا
 اور جمہور علما کا مذہب ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک وہ بغیر کھودے پاک نہیں ہوتی اور یہ بھی معلوم
 ہوتا ہے کہ جاہل کو نرمی اور ملامت سمجھانا چاہیے جب وہ تذلیل یا عناد سے مخالفت نہ کرے
 اور علما نے لکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گنوار کے چھوڑ دینے کا دو وجہوں
 حکم کیا ایک تو یہ کہ پیشاب رک جانے سے خود اسکو ضرر ہوتا دوسری اگر وہ موشا چلا جاتا تو ساری
 مسجد اور اس کے کپڑے وغیرہ سب نجس ہو جاتے **مَحْلٌ** اَنْسِ بَرِّمَالِكَ قَالَ بَيْنَمَا اَحْسَنُ فِي
 الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَجَاءَ اَعْرَكِي فَقَامَ يَبُولُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ اَصْحَابُ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْمُومٌ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزِدُوهُ
 دَعُوهُ فَذَرُّوْهُ حَتَّى يَالَ تَضَرَّانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَاہُ فَقَالَ لَئِنْ هٰذِہِ
 الْمَسَاجِدُ لَا تَصْلَحُ لَشَيْءٍ مِّنْ هٰذِہِ الْبَوْلِ وَلَا الْقَذَرِ اَشْهَیْ لِيْذِکْرِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةِ وَفِرَاتِ
 الضَّرَائِ اَوْ لَمَّا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاخْرَجُوْهُمِنْ الْقَوْمِ فَبَاغُوا بِدَلْوٍ مِّنْ مَّاءٍ
 فَسَنَدُوْهُ عَلَيْهِ مَرَّجَمَهُ اَنْسِ بَرِّمَالِكَ رُوِیَتْ ہر جمہور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے
 تھے سب میں اتنے میں ایک جنگلی آیا اور کھڑا ہو کر پیشاب کرنے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ
 نے کہا مائین مائین کیا کرتا ہے آپ نے فرمایا اسکا پیشاب است رو کر جانے دو لوگوں نے چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ

پیشاب کر چکا تب کہنے اور سکو بلایا اور فرمایا یہ مسجد میں پیشاب اور نجاست کی حالت نہیں یہ تو اندکی
 یا نو کے لیے اور نماز اور قرآن پڑھنے کے لیے بنائی گئیں ہیں یا ایسا ہی کچھ کہنے فرمایا پھر ایک شخص کو حکم
 کیا وہ ایک ڈول پانی کا لایا اور سپر بہا دیا **ف** تو وہی نے کہا اس حدیث کو معلوم ہوا کہ مسجد کو
 بچانا چاہیے ناپاک چیزوں سے اور خشک سے اور آواز بلند کرے مسر اور جھگڑے رڑائیوں سے اور
 خرید اور فروخت سے اور سب معاملات سے اور یہاں پر میں چند سلسلے مختصر طور پر بیان کرتا ہوں ایک
 یہ کہ بے وضو کو مسجد میں بیٹھنا درست ہے اور اگر عبادت کی نیت سے بیٹھے جیسے عسکاف یا علم دین
 پڑھنے یا پڑھانے یا وعظ کرنے یا سننا یا نماز کی انتظار کی نیت سے تو مستحب ہے ورمباح ہے اور
 بعض لوگوں کے نزدیک مکروہ ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے اس طرح مسجد کے اندر سونا درست
 ہے امام شافعی نے اجماع میں اسکی تصریح کر دی ہے ابن منذر نے ہنراق میں لکھا ہے کہ مسجد میں سونا
 کی اجازت دی ہے سعید بن مسیب اور حسن اور عطا اور شافعی نے اور ابن عباس نے کہا مسجد کو
 خواجگاہ مست بناؤ اور ایک روایت السنہ یہ ہے کہ اگر نماز کے لیے مسجد میں سو جاؤ تو کچھ قباحت
 نہیں اور اور زاعی نے کہا مسجد میں سونا مکروہ ہے اور امام مالک نے کہا مسافروں کو مسجد میں
 درست ہے اور عقیقہ کو مناسب نہیں امام احمد نے کہا مسافر وغیرہ کے لیے قباحت نہیں پر اگر کوئی
 مسجد کو خواجگاہ بنا لے تو جائز نہیں اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے اور جس نے مسجد میں
 سونا نمونہ رکھا ہے اسکی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی اور ابن عمر اور صحابہ صفہ مسجد میں سو یا کرتے
 تھے اور کافر مسلمانوں کی اجازت سے مسجد میں جا سکتا ہے البتہ بغیر اجازت سے سو اسکو جائز ہے
 روکا جاوے گا ابن منذر نے کہا مسجد میں وضو کرنا ہر ایک عالم نے درست رکھا ہے البتہ ایسے مقام
 میں وضو کرنا جس سے لوگوں کو تکلیف ہو مکروہ ہے اور ابن کثیر اور مالک اسحنون سے
 اسکی کراہت مروی ہے مسجد کے صاف کہنے کے لیے - ہمارے اصحاب میں سے ایک جماعت
 نے لکھا ہے کہ جائز و ناجائز اور دیوانوں اور لڑکوں کا مسجد میں لیجانا مکروہ ہے اور مرد و عورت کے
 جنکو تیز نہیں کیونکہ وہ نجس کر دین گے مسجد کو پر جائز اور لیجانا حرام نہیں ہے کسے کہ یہ قول
 صلے اللہ علیہ وسلم نے فوائد کیا ہے خانہ کعبہ کا اونٹ پر سوار ہوا کہ اور یہ کراہت کے منافی تیز
 ہوا سحر کہ آپ نے بیان جواز کے پتہ ایسا کیا ہو گا یا اسویجے کہ آپ سب لوگوں کو وہاں سے نکلوا دیں

پہلی چیز میں کزیت سیٹر مسجد میں سجاوٹ کا بیجا نام ہے اور جسکو زبان میں ایسی سجاوٹ مٹی بڑھ کر
 مسجد کے نرس ہو جائے گا وہ وہو مسجد میں نہ جاوے اور جو در نہ ہو تو جاسکتا ہے اگر مسجد میں
 اندر دیوے اور خان کے لیے کوئی برتن نہ رکھے تو حرام ہے ورنہ مکروہ ہے اور اگر برتن کے اندر
 مسجد میں پیشاب کرے تو اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ مکروہ ہے دوسری یہ کہ حرام ہے مسجد
 میں حیث لینا یا نون ملانا اور نگلیاں پینا اور دست پر مسجد کو حجاز نام صاف کرنا مستحب ہے
باب حکم بولنے الطفل الرضیع وکفایتہ غسلہ شیرخوار بچے کے پیشاب کو کیونکر دھونا چاہیے
 عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتِي بِالْأَصْغَارِ فَيَتْرِكُهُمْ عَلَيْهِمْ
 يَحْتَلِمُهُمْ فَإِنْ بَصِيَّ قُبَالَ عَلَيْهِمْ فَيَدْعُو بِمَاءٍ فَأَتْبَعُهُ بَوْلَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ تَرْجَمَهُ امُ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةُ
 سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس لوگ بچوں کو لائے آپ انکے لیے دعا کرتے اور رات
 پھر بے اختیار اور کچھ جاکر ان کے موز میں دیتے اسے کھجور وغیرہ ایک ایک آپ پاس لایا گیا اس
 آپ پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوایا اور اس جگہ دیا اور صد یا نہیں اسکو غسل عَائِشَةُ
 اُمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصِيَّ قُبَالَ عَلَيْهِمْ فَيَدْعُو بِمَاءٍ فَتَبْعُهُ عَلَيْهِ تَرْجَمَهُ
 امُ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دو دو پتیا بچہ لایا گیا اس نے آپ کی
 موز میں پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگو کر اسکو دیا یا غسل اُمِّ قَيْسٍ بِنْتُ حِصْنٍ اَنَّهَا اَتَتْ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا يَأْكُلُ الطَّعَامَ فَوَضَعَتْهُ فِي حُجْرَةٍ قَبَالَ قَالَ
 فَلَمْ يَزِدْ عَلَى أَنْ تَحْمِلَ بِالْمَاءِ تَرْجَمَهُ امُ قَيْسٍ بِنْتُ حِصْنٍ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ایک بچہ لایا اس میں جو نام نہ نہیں کھاتا اور اسکو بھادیا ایک ابن نے پیشاب کر دیا آپ نے فقط پانی
 اس پر چھڑک دیا عَنْ الزُّهْرِيِّ هَذَا الْإِسْنَادُ وَقَالَ فَدْعَا بِمَاءٍ فَتَرْجَمُهُ زُهْرَى سے
 روایت ہے کہ اسی اسناد کو اس میں ہے کہ اب بانی منگوایا اور چھڑک دیا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ امَّ قَيْسٍ بِنْتُ حِصْنٍ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُولَى اَلَّتِي
 يَأْتِينَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ اخْتُ عُمَا شَةَ بْنِ حِصْنٍ أَحَدِ بَنِي أَسَدِ بْنِ مُزَيْمَةَ
 وَأَنَّ اخْبَرَ بَنِي اَلَّتِي اَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا يَأْكُلُ الطَّعَامَ قَالَ
 لَمْ يَزِدْ عَلَى أَنْ تَحْمِلَ بِالْمَاءِ تَرْجَمَهُ امُ قَيْسٍ بِنْتُ حِصْنٍ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۹۰
 ۹۱
 ۹۲

حاکم بن عمار عن عائشة في الحديث قالت كنت أترك من ثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم
 عكره ولم تترجمه اسودا ودهام سے روایت ہے حضرت عائشہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 کپڑے سنی کو کھجڑا لٹی حکن عائشہ فی حیات النبی من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخلاف
 خالد بن ابی معشر عن عائشة بنی حاکم بن عمار سے روایت ہے ان روایتوں کا بھی وہی جواب دہ گزرا حاکم بن عمار بن
 میمون قال سئلت مکیما بن یسار عن النبی یمیب ثوب الرجل ایغسلہ ام یغسل
 الثوب فقال أخبرنی عائشة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یغسل الثوب ثم یخرج
 الی الصلوة فی ذلک الثوب انا انظر الی اثر الغسل فیہ ترجمہ عمرو بن میمون سے روایت ہے
 میں نے سلیمان بن یسار سے پوچھا اگر کسی کپڑے میں لگ جاوے تو منی کو دھو ڈالے یا کپڑے کو دھو
 انھوں نے کہا مجھے حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنی کو دھو ڈالتے پھر
 کپڑے وہی کپڑے پہن کر اور میں وضو کیا نشان دیکھتی آپ کے پیرے میں حکن عمار بن میمون
 یسار عن عائشة ان ابنہ نایدہ قدایتہ لما قال ابنہ یسار ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 یغسل الثوب واما ابنہ یسار وعبدا الواحد فی حدیثہما قالت کنت اغسلہ
 من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ وہی جواب دہ گزرا اس میں یہ ہے کہ حضرت عائشہ
 نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے حکن عبد اللہ بن شہاب
 عن عائشہ قالت کنت نادی علی عائشہ واکتلت فی ثوبی فغسلتها فی الماء ثم اتی جابر بن
 عبد اللہ فاکتلت فاکتلت علی عائشہ فقالت ما حکمک علی ما صنعت یثوبک قال قلت
 لہا رأیت ما یرى الناس فی منامہ قالت هل رأیتہا غیظا قلت لا قالت فلو رأیت شیئا غیظا لقد رأیتہ
 وقلت لانی لا حکم من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا یسار یظہری ترجمہ عبد اللہ بن شہاب غلامانی سے
 ترجمہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ پاس اتر آجے خلام ہو گیا کپڑوں میں میں نے انکو پانی میں ڈبوایا حضرت
 عائشہ کی ایک جھوکری نے دیکھا اور نے بیان کیا انھوں نے مجھے بلا بھیجا اور پوچھا یہ کپڑوں کو تم نے
 ماریوں ڈبوایا میں نے کہا خراب ہیں میں نے وہ دیکھا جو سوئی والا دیکھتا ہے (مراد خلام ہے) انھوں نے
 نے کہا کپڑوں میں ترسے کچھ اثر آیا میں نے کہا نہیں انھوں نے کہا اگر کپڑوں میں تو کچھ دیکھتا تو
 مارا نہ سکا دھو ڈالنا کافی تھا اور میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے سوکھی ہنی اپنے ماتحتوں پھیل

۱۰ یعنی اگر کپڑے میں بنی ناک جاوے تو سارے کپڑے کا وضو نا اور غلط دینا ضرور نہیں صرف
 اتنے مقام کو وضو دے جہاں بنی ناک ہو تو دوسرے کہا علماء نے اختلاف کیا ہر آدمی کی بنی میں تو ناک
 اور ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ نجس ہے مگر ابو حنیفہ کے نزدیک اگر منی خشک ہو تو اس کا مل و اس کا فی ہے
 اور یہی ایک روایت ہے احمد سے اور امام مالک کے نزدیک ہر حال میں اسکا وضو ماضور ہے اور میت نے کہا ہے کہ
 منی نجس ہے لیکن منی پڑے اگر کوئی نماز پڑھے تو نماز کا ٹوٹنا ضرور نہیں اور حسن نے کہا کہ اگر کپڑے پر
 منی پڑی ہو اور اس سے نماز پڑھے تو نماز ٹوٹنا ضرور نہیں اگر چہ منی پڑی ہی بہت ہو لیکن اگر بدن میں
 لگی ہو تو نماز کا ٹوٹنا ضرور ہے اگر چہ منی پڑی ہو اور بہت ہو علماء اس طرف گمراہ ہیں کہ منی پاک ہے اور یہی مڑی
 ہے حضرت علی اور عتبہ بن ابی وقاص اور بن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم درود اور تہجد و صحیحہ و رزقیت میں اور
 یہی مذہب ہے شافعی اور احمدیٹ کا اور حسن نے یہ کہا کہ منی کی طہارت صرف شافعی کا قول ہے اس نے
 غلطی کی اب جو لوگ نجس کہتے ہیں انکی دلیل وہ حدیث ہے جو حسین بنی وضو نیکاً ذکر ہے اور جو پاک کہتے
 ہیں انکی دلیل وہ حدیث ہے جو حسین کعبہ ڈالنے کا ذکر ہے کیونکہ اگر منی نجس ہوتی تو اسکا ملنا اور کھ چنا
 کافی نہ ہوتا جیسے خون کا ملنا اور کھ چنا کافی نہیں اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ ہونے کی روایت محمول ہے
 استیجاب اور صفائی پہ یعنی وضو والنا بہتر ہے یہ تو آدمی کی منی کا حکم ہوا اب ہمارے صحابہ ایک
 قول نہیفا در ہے وہ یہ کہ منی عورت کی نجس ہے اور مرد کی پاک ہے اور ایک قول اس کو بھی زیادہ
 ضعیف ہے کہ دونوں کی منی نجس ہے اور ٹھیک یہی ہے کہ مرد اور عورت دونوں کی منی پاک ہے اور
 منی پاک ہوئی تو اسکا کھنا درست ہے یا نہیں امین و قول میں صحیح یہ ہے کہ درست نہیں ہے کیونکہ
 طبیعت اس سے گہن کرتی ہے تو وہ خباثت میں داخل ہے جو حرام میں اب منی اور جانوروں کی
 توکتے اور سور کی منی تو نجس ہے بلا خلاف اور باقی جانوروں کی منی میں تین قول ہیں صحیح یہ ہے کہ
 وہ پاک ہے خواہ اس جانور گوشت حلال ہو یا نہ ہو دوسرا قول یہ ہے کہ وہ نجس ہے مطلقاً تیسرا قول یہ
 ہے کہ جس جانور کا گوشت حلال ہے اسکی منی پاک ہے اور جس جانور کا گوشت حرام ہے اسکی منی
 بھی ناپاک ہے اسے تو آدمی نے کہا حضرت عائشہ کی احمدیٹ سے لوگوں نے دلیل قائم کی ہے کہ
 عورت کی فح کی رطوبت پاک ہے اور صحیح بھی یہی ہے اور انہوں نے یہ کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کو حرام ٹوہنا محال تھا کیونکہ احتلام شیطان کے فریب سے ہوتا ہے تو اب جو منی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

علیہ وسلم پر ہوگی وہ ضرور جماع کی وجہ سے ہوگی اور جماع میں منی فرج کی رطوبت کے ساتھ شریعت میں
ہے اور جو لوگ فرج کی رطوبت کو نجس کہتے ہیں انہوں نے وجوہ اب ویسے ہیں ایک یہ کہ احتلام ہمیشہ
شیطان کے قریب ہوتا ہے نہ کہ بدن میں اعتدال سے زیادہ منی پیدا ہو جاتی ہے تو طبیعت
اسکو دفع کرتی ہے دوسری یہ کہ آہستہ آہستہ مقدرات جماع یعنی برسد اور ساس اور مباس شریعت
سے کف ہو جاتے ہیں **بَابُ كَيْفَ تَرَامُ الْوَجْهَ وَكَيْفَ تَغْسِلُهُ خُونِ كِي نَجَاسَتِ كَا اَوْرَا كِے دھونے کا**
بیان **عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَعَلَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ كَيْفَ تَغْسِلُوْنَ**
مِنْ دَمِ الْخِصْمَةِ كَيْفَ تَغْسِلُوْنَہُ بِالْمَاءِ ثُمَّ تَغْسِلُوْنَہُ بِمِزِجِہِ ثُمَّ تَغْسِلُوْنَہُ بِمِزِجِہِ
اسما سے روایت ہے کہ ایک عورت اُمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے پاس اور اس سے کہا ہم میں کیا کوئی چیز
میں حیض کا خون لگا جاتا ہے وہ کیا کرے اپنے فرمایا پہلے اسکو کچھ ٹٹلے پھر پانی ڈال کر اسے پھر دھو
ڈالے پھر اسی کپڑے میں نماز پڑھے **فَاَنُوْی** نے کہا احمدیہ اسے یہ نکلتا ہے کہ نجاست کا دھونا
پانی سے وجہ ہے اور جو کوئی کسی اور روان چیز سے دھو کر جیسے سرکہ وغیرہ تو جائز نہ ہوگا اور خون
نجس ہے باجماع اہل اسلام اور نجاست کے دھونے میں صاف کرنا اسکا ضرر ہے عداوت کی شرط نہیں
ہے اگر نجاست ملے ہے تو انکھ سے دکھلائی نہیں دیتی جیسے پیاب وغیرہ ہکا دھونا ایک بار
واجب ہے اور دوسری تیسری بار مستحب ہے اور جو نجاست یعنی جہرا انکھ سے دکھلائی دیتی ہے جیسے
خون وغیرہ تو ہکا دھونا یہاں تک واجب ہے کہ عین نجاست زائل ہو جاوے اب بعد اسکے دوسری یا
تیسری بار دھونا مستحب ہے اور کپڑے کا پھونکا دھونے کے بعد شرط نہیں ہے صحیح قول کے موافق
اب اگر نجاست یعنی کے دھونے کے بعد اسکا رنگ رہ جاوے تو کچھ قیامت نہیں البتہ اگر ہکا
مرہ باقی رہے تو وہ کپڑا نجس ہے اور مرہ دور کرنا ضرور ہے اور جو بوباقے رہی تو اس میں دو قول ہیں
صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہو جاوے گا انتہ مختصر **عَنْ اَبِیْ ہِشَامٍ بْنِ عُرْفُوٍّ بِهَذَا الْاِسْنَادِ مِمَّنْ سَمِعَ**
عَنْ اَبِیْ ہِشَامٍ بْنِ عُرْفُوٍّ بِهَذَا الْاِسْنَادِ مِمَّنْ سَمِعَ **بَابُ الدَّلِيلِ عَلٰی**
نَجَاسَةِ الْبَوْلِ وَدُجُوْبِہٖ مِّنْ شَرَابٍ مِّنْ شَرَابٍ کی نجاست کا بیان **عَنْ اَبِیْ ہِشَامٍ**
فَاَلَمْ يَرَوْا اللّٰهَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی خَبَرٍ فَقَالَ لَآ تَحْمِلُوْنَہُ لَعَلَّہُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ
فَاَلَمْ یَرَوْا اللّٰهَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی خَبَرٍ فَقَالَ لَآ تَحْمِلُوْنَہُ لَعَلَّہُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ
فَاَلَمْ یَرَوْا اللّٰهَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی خَبَرٍ فَقَالَ لَآ تَحْمِلُوْنَہُ لَعَلَّہُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ

فَلَمَّا بَعَثَ فِيهِ طَبِيبٌ يُدْعَى يَاسِينَ دَعَا عِيسَى عَلَى هَذَا وَآدَمًا عَلَى هَذَا وَآدَمًا عَلَى هَذَا قَالَ
 لَعَلَّكُمْ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ترجمہ عبدالمعین عباس سے روایت ہر رسول الصلی علیہ
 وسلم و قبروں پر سے نکلے تو فرمایا ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کچھ بڑے گناہ پر نہیں
 و گناہی گنہاری گنہایت میں اتنا زیادہ ہے اور وہ بڑا گناہ ہے پھر یہ جو فرمایا بڑے گناہ پر نہیں اس
 سے یہ غرض ہوگی کہ انکی دُست میں بڑا گناہ نہ تھا یا یہ مطلب ہے کہ اس گناہ سے باز رہنا ان پر مشکل نہ
 تھا و قاضی عیاض نے ایک تیسری تاویل کی ہے وہ یہ ہے کہ بڑے بڑا گناہ نہ تھا اس سے یہ مطلب ہے
 کہ عذاب کچھ بڑے سو بڑے گناہ پر منحصر نہیں بلکہ چھوٹے گناہ پر بھی ہوتا ہے اور اس گناہ کو بڑے
 ہوئی کہ یہ سبب ہے کہ پیشیا سبب پر نہیں کیا تو نماز باطل ہوئی اور نماز کا ترک کبیرہ گناہ ہی سطح
 چل خرمی اور فساد سے بدتر گناہ ہے (نوی) تا ایک تو انہیں چل خرمی کرتا یعنی ایک
 کی بات دوسرے سے لگا دیتا و اور لڑائی کے لیے) اور دوسرے پہلیاب سے جو زمین جسطحا
 نہ کرنا پھر اپنے ایک ہری ہنسی سنگوائی اور چیر کر اس کو دو کیا اور ہر ایک قبر پر ایک ایک کاڑو
 اور فرمایا شاید جب تک یہ ہنسیاں نہ سو کہیں ہو وقت تک ان کا عذاب بلکہ ہو سے و نووی
 نے کہا اسکا مطلب یہ کہ رسول الصلی علیہ وسلم نے ان دونوں کی سفارش کی تو وہ سفارش
 قبول ہوتی اس طرح سے کہ ان کے عذاب کم کرنے کا حکم ہوا انہی کے سوا کسی اور شاید آپ دعا کرتے
 ہوں ان کے پر ہنسیوں کے خشاک ہونے تک اور جمال ہے کہ ہری ہنسیاں تبلیغ کہتی ہوں اور ہوج
 عذاب کی کمی ہو اور جب سوکھ جاویں تو تب یہ موقوف ہو جاتی ہو کیونکہ ان میں نہی الا یہ تب پھر
 سے اکثر مفسرین کے نزدیک ہی سے مراد ہے جو زندہ ہو اور نکاحی اور پھس کی زندگی جب ہی ہوتے
 کہ وہ کاٹی نہ جاویں اور محققین علما کا بھی قول ہے کہ یہ آیت عام ہے اور ہر ایک چیز حقیقہ شہر
 کرتی ہے اور بعضوں نے کہا کہ ہر چیز اپنی صورت اور سیرت اور اوصاف اور تاثیرات کی وجہ سے
 اپنے صلہ کی قدرت پر ولالت کرتا ہے اور یہی اسکی تسبیح ہے برگ و درختان سبز و نظر ہشیار ہر درخت
 و فرشتہ معرفت کردگار اور اس حدیث سے علما نے یہ بات نکالی ہے کہ قبر کے پاس قرآن
 پڑھنا مستحب ہے اس لیے کہ جب ہری شاخ سے عذاب کی کمی ہو تو قرآن کی برکت سے ضرور عذاب کم
 ہوگی اور بخاری نے اپنے صحیح میں روایت کیا ہے کہ بریدہ بن حبیب اسی نے وصیت کی تھی کہ میری قبر

ایک بار صدقہ دیوسے یا اودہ دینا لیکن یہ حدیث ضعیف ہر باتفاق حفاظ اپنے محل عاشر
 قالت كانت اجدا اذا كانت حائضا آخرها رسول الله صلى الله عليه وسلم ان تاترك في
 فروع فضيضا ثم ياتى حائضا قالت وايم الله انك اذيتك كما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم
 ياتك اذيتك ترجمہ ام المؤمنین عائشہ شریفہ سے کہ کسی عورت کو حیض آتا تو رسول اللہ
 اللہ علیہ السلام اسکو طہ کرتے نہ بند باندھنے کا جب حیض کا خون جوش پر بہتا پھر اس سے مباشرت کرتے
 حضرت عائشہ نے کہا تم میں سے کون اپنی خواہش اور حد و رت پر اعتدال اختیار کرتا اور جیسے عمل اللہ
 سے اللہ علیہ وسلم کرتے تھے اسے اپنے نفس پر قابو رکھنا اور اپنی خواہش کو بے موقع روکنا یہ شخص
 کا کام نہیں البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ قدرت تھی اس لیے جس شخص سے صبر نہ ہو سکے اسکو
 یہی بہتر ہے کہ حائضہ عورت کو مباشرت بھی نہ کرے ایسا نہ ہو کہ غلبہ شہوت میں جماع کر دیتے اور گنہگار ہو
 نوری نے کہا مباشرت ایک توجع کے معنی میں ہے وہ حیض کی حالت میں حرام ہے جیسو اور گنہگار
 اور ایک مباشرت یہ کہ زنا و پروردگار کے لیے نیکو چاروں میں سے نیکو مباشرت کرے ذکر سے یا بوسے یا چمکاوے
 یا ساس کرے یہ حلال ہے حیض کی حالت میں باتفاق علماء اور وجوہ عبیدہ سلمانی سے منقول ہے
 کہ اس قسم کی مباشرت بھی حیض کی حالت میں درست نہیں تو یہ شاید ہے منکر اس کو کسی نے قبول
 نہیں کیا اور اگر ثابت بھی ہو تو مرد و دو سے دلیل احادیث صحیحہ کے جنکو بخاری اور مسلم نے روایت
 کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازار سے اوپر مباشرت کرتے تھے اور ایک مباشرت یہ ہے کہ
 گھٹنے و زنا کے درجہ میں مباشرت کرے لیکن اسو قبل اور دبر کے اور مقاموں میں اس میں تین قول
 ہیں صحیح یہ ہے کہ حرام ہے اب یہ حرمت حیض کی موقوف ہونے تک ہے جہاں حیض بند ہوا اور عورت
 غسل کر لیا یا تیمم کر لیا تو ہر طرح کی مباشرت حلال ہو جائیگی ہمارا اراک اور احمد کا مذہب یہی ہے
 اور ابو حنیفہ کے نزدیک اگر دوس روز میں حیض بند ہوا تو غسل سے پہلے بھی حلال ہے البتہ مختصراً
 حسن ميمونة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يبايع النساء كالفق والاذن والوهن
 حيض ترجمہ ام المؤمنین ميمونة سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں سے مباشرت
 کرتے تھے ازار کے اوپر اور وہ حائضہ ہوتیں **باب** الاضطجاع مع المرأة في الحائض في الحائض
 حائضہ عورت کے ساتھ ایک چادر میں لیٹنا **حسن** ميمونة زوجة النبي صلى الله عليه وسلم

تو اسکا اعتکاف باطل نہ ہوگا اور جو شخص حلف کرے اس ثابت کی کہ فلان گھر میں نہ جاوے گا یا فلان گھر سے نہ
 نکلے گا پھر اپنے بدن کے کسی حصہ کو اس کے اندر کرے یا اس میں سے نکالے تو اسکی قسم نہ ٹوٹے گی اور یہ بھی
 معلوم ہوگا کہ غار و دینس بی بی سے خدمت لے سکتا ہے پکانے اور نہانے دھونے میں بشرطیکہ وہ روضہ
 ہونے کے لئے **عائشہ رضی اللہ عنہا** رضی اللہ عنہا کے لئے **عائشہ رضی اللہ عنہا** کے لئے **عائشہ رضی اللہ عنہا** کے لئے **عائشہ رضی اللہ عنہا** کے لئے
 الحاکم و البیاض فیہ فَمَا أَسْأَلُ عَنْهُ إِلَّا وَآثَامًا رَافِعَةً وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 لَيَدْخُلُ عَلَى رَأْسِهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَرْفَعُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ إِنْ كَانَ
 مُعْتَكِفًا وَكَانَ ابْنُ رُحَيْلٍ إِذَا كَانُوا مُعْتَكِفِينَ مَرَّ جَمْعٌ مِنَ الْمَوْنِينَ عَائِشَةَ فَكُنَّ كَهَامِينَ رَجَبًا عَتَاكَ
 میں ہوتی تھیں گھر میں حاجت کو دوسرا اور چلتے چلتے جو کوئی گھر میں بارہونا اسکو بھی پوچھتی اور رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجد میں رکھ کر انیس بیڑ طرف لایتے میں اس میں کنگی کر دیتی اور آپ گھر میں نہ جا
 کر حاجت کر کے جب اعتکاف میں ہوتے تھے **عائشہ رضی اللہ عنہا** رضی اللہ عنہا کے لئے **عائشہ رضی اللہ عنہا** کے لئے **عائشہ رضی اللہ عنہا** کے لئے
 انہا قالَت كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ إِلَى رَأْسِهِ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُجَادِدٌ
 فَأَعْبَسَ لَهُ وَأَنَا حَاضِرٌ مَرَّ جَمْعٌ مِنَ الْمَوْنِينَ عَائِشَةَ رَسُوهُ بِرَجَبٍ رَسُوهُ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَتَاكَ
 میں ہوتی اور سجد کے باہر انیس بیڑ لایتے میں انیس سر دبو دیتی حالانکہ میں حاضر ہوتی تھیں
عائشہ رضی اللہ عنہا قالَت كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْنِي إِلَى رَأْسِهِ وَأَنَا فِي جُفَى
 نَارِجَلٍ رَأْسَهُ وَأَنَا حَاضِرٌ مَرَّ جَمْعٌ مِنَ الْمَوْنِينَ عَائِشَةَ رَسُوهُ سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 انیس سر پر سے نزدیک کر دیتے اور میں حجرے میں ہوتی پھر میں کنگی کرتی آپ کے سر میں اور میں حاضر
 ہوتی تھیں **عائشہ رضی اللہ عنہا** قالَت كُنْتُ أَعْبَسُ رَأْسَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا
 حَاضِرٌ مَرَّ جَمْعٌ مِنَ الْمَوْنِينَ عَائِشَةَ كُنَّ كَهَامِينَ رَجَبًا عَتَاكَ میں ہوتی اور میں حاضر
 ہوتی تھیں **عائشہ رضی اللہ عنہا** قالَت كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادِيًا فِي الْخُضْرَةِ
 مِنَ الْمَسْجِدِ فَكُنْتُ أَقْبَى حَاضِرٌ فَقَالَ إِنَّ حَيْضَتَكَ لَيْسَتْ فِي يَدِيكَ مَرَّ جَمْعٌ مِنَ الْمَوْنِينَ
 کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا مجھے سجدہ گاہ ادا شدہ سے سجدہ سے میں نے کہا
 میں حاضر ہوں آپ نے فرمایا حیض تیرے ماتھ میں تو نہیں ہے **عائشہ رضی اللہ عنہا** حدیث میں غمزدہ کا لفظ
 ہے اکثر علماء نے کہا کہ غمزدہ ذرا سا ٹھکرا ہے بوریے وغیرہ کا چہرہ سجدہ کیا جاوے اور خطابی نے

فی

قَابُ شَاوَا كَالْمَقْبُولِ الْخَمْرَةِ وَالْقَرْبِ

کہا خمر و مرد و جاننا ہے اور جو فرمایا تیرا حیض ہاتھ میں نہیں ہے اسکا یہ مطلب ہے کہ اگر مسجد کے باہر
 پر ہاتھ اندر کر کے بویا گھسیٹا اور ہاتھ اندر سے جانے میں کوئی قباحت نہیں اگرچہ تو حیض سے ہو
 عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَا وَلَهُ الْحُمْرَةُ عَنِ الْمَسْجِدِ
 فَقُلْتُ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ فَمَا وَلَيْتَهُمَا كَانَ الْحَيْضَةُ لَيْسَتْ فِي يَدِكَ تَرْجِمُهُمُ الْمَوْنِينَ عَائِشَةُ
 سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیا مسجد کا گاہ کے اونٹا لینے کا مسجد سے میں نے
 کہا میں حیض سے ہوں آپ نے فرمایا اٹھا دے حیض تیرے ہاتھ میں ٹھوڑی ہے عَنْ عَائِشَةَ
 قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ نَاوِلِيَنِ التُّوبَ فَقَالَتْ
 إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ ارْجِعِيكَ لَيْسَتْ فِي يَدِكَ فَمَا تَرْجِمُهُمُ بُوَيْرِزَةَ سے روایت ہے رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے تو میں نے آپ سے فرمایا اور عائشہ مجھ کو کپڑا اٹھا دے انہوں نے کہا
 میں حائضہ ہوں آپ نے فرمایا تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے پھر انہوں نے کپڑا اٹھا دیا
 عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ فَمَا نَاوِلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَيَضَعُهُ فَا عَلَى مَوْضِعِهِ فَيَشْرَبُ أَلَا أَعْلَمُ أَنَّ حَائِضٌ نَاوِلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 دَسَمٌ فَيَضَعُهُ فَا عَلَى مَوْضِعِهِ فَتَذْكُرُ ذَلِكَ كَرَاهِيَةٍ يَشْرَبُ تَرْجِمُهُمُ الْمَوْنِينَ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
 ہے میں پانی پیتی تھی پھر پیکر تین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی آپ اسی جگہ نہ رکھتے جہاں
 میں سے کھل کر پیا تھا اور پانی پیٹے حالانکہ میں حائضہ ہوتی اور میں نے پانی نہ دیتی پھر رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کو دیتی آپ اسی جگہ نہ لگاتے جہاں میں نے لگایا تھا عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ
 كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَكَلَّمُ فِي حَجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ فَقِيلَ الْفَرَّانُ تَرْجِمُهُمُ
 اَلْمَوْنِينَ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں تکیہ لگاتے اور قرآن
 پڑھتے اور میں حائضہ ہوتی تھی أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ إِذَا خَلَّتِ الْمَرْأَةُ فِيهِمْ لَمْ يُؤَاكِلُوا
 وَلَمْ يَكُنْ مَحْضُونَ فِي الْبُيُوتِ فَسَأَلَ عَنَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَيَسْأَلُكَ عَنْ الْحَيْضِ فُلْهُوَ دَائِي فَأَعَزُّوا الْفَسَاءَ فِي
 الْحَيْضِ إِلَى آخِرِ آيَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا الْكَاكِرَ فَبَلَغَ
 ذَٰلِكَ الْيَهُودَ فَقَالُوا مَا يُرِيدُ هَٰذَا الرَّجُلُ أَنْ يَلْعَنَ مِنْ أَمْرٍ شَيْئًا لَا خَافْنَا فِيهِ

تَنَاقُلُهَا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

شہداء اسید بن حضیر و عباد بن بشر فقالا یا رسول اللہ ان الیوم قد نقول کذا وکذا اولاً وبعثنا معین
 تغیر وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی فتننا ان قد وجد علیکما آخر جاداً استقبلکمما
 صدیقہ من ذین النبی صلی اللہ علیہ وسلم فارسل فی انارہما نسفاھا فصرخا ان لا یصد
 علیکمما ثم جہلہ انس سے روایت ہو یہود میں جب کوئی عورت حاضر ہوئی تو اس کو اپنے ساتھ نہ کھلاستے
 نہ گھر میں اس کے ساتھ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ اس مسئلہ کو پوچھا تب اللہ
 نے آیات نامی ویسے نامک عن النبی عن خیر تائید پوچھو میں تمکو حیض سے تم کہہ دو حیض ملیدی ہے تو
 جاہود و نون سے حیض کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کام کرو سو اجماع کے یہ خبر
 یہود کو پوچھی انہوں نے کہا بیشخص (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) چاہتا ہے کہ ہر بات میں ہمارا خلاف کرے
 یہ مثلاً اسید بن حضیر و عباد بن بشر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہودیسا یا یہ کہتے ہیں ہم حاضر عورتوں
 حاء کیوں نہ کریں لیکن جب یہود ہماری مخالفت کو برا جانتے ہیں اور اس سے جلدی ہیں تو ہم کو بھی اچھی
 سبب حاجت دے دے اس لئے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور ان کے
 طرح خلاف کرنا چاہتے یہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بات کرنے کے لئے ہم کو بھی دیکھو کہ ان کو
 یہ کہنے کو ہم جماع کیوں نہ کریں ان کو برا معلوم ہو اگر کسی یہودیہ کے خلاف بات کرنے کے لئے ہم کو بھی دیکھو کہ ان کو
 شخصوں پر غصہ آیا وہ اٹھ کر باہر نکلے ان میں کسی آپ کو دودھ بھیا غصہ کے طور پر کہنے ان دونوں کو بھی پلا
 بھیجا اور دودھ پلا یا جب ان کو معلوم ہوا کہ کچا غصہ ان کے اوپر نہ تھا آپ انکی بات پر صرف غصہ ہوئے
 غصے انکی ذات پر کوئی غصہ نہ تھا آخر وہ مسلمان نہ گئے انہوں نے سلام کی حرارت میں یہود سے
 جنگ یہ بات کہ جس جو قرآن کے خلاف تھی باب المذنی - مذی کا بیان ف مذی ایک
 سفید ریش پانی ہے جو شہوت مند کو وقت نکلتا ہے اس کے نکلنے کے بعد شہوت کم نہیں ہوتی اور کبھی نکلا
 نکلا محسوس نہیں ہوتا اور مرد اور عورت دونوں میں یہ پانی نکلتا ہے بلکہ عورتوں کو زیادہ (ذو می) محسوس
 علی قال کنت رجلاً مدّاً فکنت استحب ان استل الیہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کتاب استنیر فامرت الیہ الذی کذب لا کسود فکنت تکرہ فقال یغیل ذکرہ ویوضا ثم جہلہ حضرت
 علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری مذی بہت نکلا کرتی میں نے شرم کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا
 میں کیونکر یہ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم میں تئیں میں سے منع ہو میں اللہ سے کہہ انہوں نے پوچھا
 آپ کو فرمایا اپنے ذکر کو دھو کر صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے محسوس

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ مِنْ أَجْلِ كَاتِمَةٍ فَأُخْبِرَتْ الْيَقْدَادُ فَسَأَلَتْ فَقَالَ صَدْرُ الْوَضُوءِ مَرَّجَمَةٌ
 حضرت علیؑ نے کہا ہے شرم کی ندی کا مسئلہ پوچھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوجہ فاطمہؑ کے
 میں نے مقدار سے کہا انہوں نے پوچھا آپ نے فرمایا ندی نکلنے سے وضو لازم آتا ہے (غسل ضرور
 نہیں) **ابن عباس** قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ إِنِّي سَلَّمْتُ الْيَقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهُ عَنِ النَّبِيِّ فَيُخْبِرُ مِنْ الْأَشْيَاءِ كَيْفَ يَفْعَلُ بِهِ
 فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَانْفَضَّ فَرَجَلَتْ تَرَجِمَةٌ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ سَمِعَ رَوَيْتُ هُوَ
 حضرت علیؑ رہنے کے کہا ہم نے مقدار کو بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انہوں نے پوچھا اگر
 کسی آدمی کی ندی نکلے تو وہ کیا کرے آپ نے فرمایا وضو کر ڈال اور شرمگاہ دھو ڈال **و** نووی نے
 کہا علما نے اتفاق کیا ہے اس مرتبہ کی ندی نکلنے سے غسل لازم نہیں آتا لیکن وضو لازم آتا ہے
 ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد و جہور علما کا یہی قول ہے اور ان حدیثوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور
 یہ بھی نکلتا ہے کہ ندی نجس ہے ہیرو اس طرح اپنے ذکر کے دھوئے کا حکم کیا اور مراد ذکر کے دھوئے سے یہ ہے
 کہ جب ذکر میں ندی لگ گئی ہو اتنی دھوئے نہ کل ذکر کو شافعی اور جہور علما نے ایسا ہی کہا ہے
 اور مالک اور احمد سے منقول ہے کہ ساری ذکر کو دھوؤ اور یہ بھی نکلتا ہے کہ سوا میں پیناب اور پانچا نہ کے
 اور نجاستوں میں جیو ندی اور خون وغیرہ ڈھیلے سے پاک کرنا کافی نہیں بلکہ پانی سے طہارت کرنا
 چاہیے اور یہی صحیح ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ڈھیلے سے بھی پاک کرنا درست ہے اور یہ بھی نکلتا ہے
 کہ مسئلہ پوچھنے میں کسی اور کو وکیل کرنا درست ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ دانا کو اپنے خسر سے یا سانس سے
 یا سانس سے جماع کے متعلق بائین کرنا ادب کے خلاف ہے لہٰذا باقتصار **يَا فَاخِشُ** غَسَلَ الْوُضُوءَ الْيَقْدَادُ
 إِذَا سَتَيْتَ مِنْ التَّوَضُّعِ جَبَّ سَوَاوُخْ تَوَضَّعَ وَصَدَّاعُ **ابن عباس** عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ الْبَيْتِ فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ قَامَ تَرَجِمَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ سَمِعَ رَوَيْتُ
 ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوئے تو حاجت سے فارغ ہوئے پھر نہ اور ماخذ دھوئے
 پھر سو رہے **و** نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کو جاگنے کے بعد پھر سو رہنا مکروہ
 نہیں ہے اور سلف کے بعض نے ہونے کو مکروہ کہا ہے اس خیال سے کہ آنکھ نہ کھلے اور رات کا تہجد در
 وظیفہ ناغہ ہو جاوے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب بات کا ذر نہ تھا **بَابُ جَوَابِ تَعْلِيلِ الْوُضُوءِ**

ابن عباس

میں نے کہا شکر خدا کا جس نے تمہاری سب کچھ اہل بیت علیہم السلام پر جمے ہوئے ہیں جس کی جگہ
 گذری تھی نبی سید الخدیجی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ انی احکم اہلہ فخر ادا ان یفود ذلین
 ذاد ان یفود حلیہ بنہما وضوا الو قال فخر ادا ان یفود حلیہ بنہما وضوا الو قال فخر ادا ان یفود حلیہ بنہما وضوا الو
 علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سے کوئی اپنی بی بی سے صحبت کرے پھر دو بارہ کرنا چاہے تو وضو کر لیوے
 پھر کرے غسل اِنْسَ اَنْ الشَّيْءَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَاسْلَمَ كَانَ يَطْفُؤُ عَلَى النِّسَاءِ وَ يَغْسِلُ لِحْيَتَهُ
 ترجمہ انس سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سب عورتوں پاس ہوا تھے ایک ایک
 غسل کرتے اور وہی نے کہا غسل ان سب بیٹوں کا یہ ہے کہ جب کوکھانا اور پیٹنا اور سونا اور جماع
 کرنا غسل کیے دست ہر اس پر کا آجما پیچر ہات پر کہ جب کا بدن اور اسکا پسینا پاک ہے۔ ان
 حدیثوں کے رو سے یہ امر مستحب ہے کہ جب اگر کھانا یا پیٹنا یا سونا یا جماع کرنا چاہے تو وضو کر لیوے
 اور شہر نگاہ کو وضو کر لیوے اگر ایسا کرے تو مکروہ ہے اور ابن حبیب اور داؤد ظاہری کے نزدیک وضو واجب
 ہے اور ان حدیثوں سے یہ بھی نکلتا ہے کہ جنابت کا غسل فی الفور واجب نہیں بلکہ جب نماز کے لیے
 اور وضو اس وقت واجب ہے (دستے باختصار) بَابُ وَجُوبِ الْغُسْلِ عَلَى الْمَرْأَةِ خُرُوجِهَا مِنْ بَيْتِهَا
 اگر عورت کی منی نکلے تو اس پر غسل واجب ہے، عَنْ اَبِي اَتِيٍّ زَيْدٍ قَالَ جَاءَتْ اُمُّ سَلَمَةَ وَهِيَ
 جَدَّتُكَ لِسَعَادٍ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَهَا وَعَائِشَةُ عِنْدَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ
 الْمَرْأَةُ تَخْرُجُ مَاءً رَءِيًّا لَوَجَلُ فِي الْمَاءِ فَرَأَى مِنْ نَفْسِهَا مَا رَأَى الرَّجُلُ مِنْ نَفْسِهِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا
 اُمُّ سَلَمَةَ فَخَصَّصْتَ النِّسَاءَ تَرَبِّتِ يَمِينُكَ قَوْلُهَا تَرَبِّتِ يَمِينُكَ خَيْرٌ فَقَالَ لَهَا اَشْفَتْ بَلَى اَنْتِ تَرَبِّتِ
 يَمِينُكَ نَعَمْ فَلْتَقْنَعِي يَا اُمُّ سَلَمَةَ اِذَا رَأَيْتِ ذٰلِكَ تَرْجَمِي سَنَنْ اِلَيْكَ رُوَيْتِ اِمَامِ سَلِيمِ اَمِنْ رُوَيْتِ
 البہر صلی اللہ علیہ وسلم پاس (اور وہ داؤد بن قیسین صحابی کی جو راوی ہے احمدیث کا انس سے) اور وہ
 حضرت عائشہ بیٹی تھیں انہوں نے کہا یا رسول اللہ اگر سونین ایسا دیکھو جیسے مرد دیکھتا ہے پھر بھی
 وہ چیز جرم مرد دیکھتا ہے (یعنی منی کو) یہ سنکر عائشہ نے کہا احوام سلیم تو نے رسوا کر دیا عورتوں کو (سودہ
 سے کہ احوام سہی عورت کو ہوا جو بہت پر شہوت ہوا ورنہ منی ہی اوس کی نکلے گی ابترے ناظمین منی نکلے
 داؤد یہ انہوں نے کیا بات کہی ہے حضرت عائشہ کا یہ کہنا میرے ناظمین منی نکلے اس سے بڑا
 مقصود تھی نہ کہ سنا بلکہ انہوں سے نیک نیتی ہو یہ کلمہ کہا تھا اگرچہ اس کے بعد محض ہن سے کہ تمہیں محتاج

او تو غریب ہو جاوے پر اب محاورہ ہو گیا ہے عرب میں کہ یہ کلمہ اس وقت کہتے ہیں جب کسی بات کو سچتر
 بین یا بڑا جانتے ہیں یا جھوٹے ہیں یا خفا ہوتے ہیں (تو اپنے فرمایا اے عائشہ تیرے ہاتھ میں
 منی لگے اور ام سلمہ سے فرمایا اے ام سلمہ عورت غسل کرے اس صورت میں جب ایسا دیکھے تو انود کر
 کہا جب عورت کی منی نکلے تو اس پر غسل واجب ہے جیسے مرد پر اور علمائے اجماع کیا ہے کہ مرد اور عورت دونوں
 پر غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے سے یا دخول سے اور عورت پر حیض اور نفاس بھی غسل واجب ہوتا ہے اور جو کو
 عورت حجاز اور خون ذرا بھی زد کچھ تو اس پر بھی غسل واجب ہے صحیح قول کے موافق اسے طبع اگر بچے کو بدینے
 صرف گوشت کا لوتھر آجئے یا خون کی پیشگی اور جو غسل کو واجب نہیں کہتا وہ وضو واجب جانتا ہے
 اور ہمارا جب تک کہ غسل واجب ہوتا ہے منی نکلنے سے خواہ شہوت سے نکلے یا بلا شہوت کو ذکر نکلے یا دل
 ہی سوتے میں نکلے یا جاگئے میں معلوم ہو اسکا نکلنا یا نہ معلوم ہو عاقل ہو یا مجنون ہو اور منی نکلنے سے
 مراد ہے کہ بائیں نکل آوے اگر سوتے میں یہ دیکھے کہ جماع کیا اور منی نکلی لیکن وہ حقیقت میں نہیں نکلی تو غسل
 واجب نہ ہوگا اسے طبع اگر منی حرکت کرے اور باہر نہ نکلے تب بھی غسل نہیں اگر کسی کی منی نکلنے لگے اور وہ
 نماز میں ہو اور کپڑے کر اوپر سے ذکر کو فقام لے لے یہاں تک کہ منی رک جاوے تو اسکی نماز صحیح ہو جاوے گی اور
 عورت کا حکم رک کا ساتھ ساتھ مختصر غسل **عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ**
حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا سَأَلَتْ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْمَرْأَةِ تَوَلَّى فِي مَنَاسِكَ مَا يَرَى الرَّجُلُ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَرَأَتْ ذَلِكَ الْمَرْأَةُ فَلْتُغْتَسِلْ فَقَالَتْ أُمَّ سَلَمَةُ فَاسْتَحْيَيْتُ
مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ لَمْ أَكُنْ مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ لَمْ أَكُنْ
رَأَى الْمَرْأَةَ بَعْدَ الْمَاءِ بَعْدَ الْمَاءِ بَعْدَ الْمَاءِ بَعْدَ الْمَاءِ بَعْدَ الْمَاءِ بَعْدَ الْمَاءِ بَعْدَ الْمَاءِ بَعْدَ الْمَاءِ
الشَّيْبَةُ وَتَرَجَمَهُ قَوَادِمُ رَوَيْتُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 کہ ام سلمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر عورت خواب میں دیکھے وہ جو مرد دیکھتا ہے تو اپنے فرمایا
 جب عورت ایسا دیکھے تو غسل کرے ام سلمہ نے کہا مجھے شرم آئی میں نے کہا ایسا کیا ہوتا ہے (یعنی عورت کو بھی
 اختلام ہوتا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک ایسا ہوتا ہے ورنہ بچہ عورت کے مشابہ
 کیونکر ہوتا ہے (یعنی بچہ مرد اور عورت دونوں کے نطفہ سے ملکر پیدا ہوتا ہے پھر جبکہ نطفہ غالب ہوتا
 ہے بچہ آدمی کی صورت پر ہوتا ہے اور جب عورت کا نطفہ ہوتا ہے تو اسکا نکلنا اور اختلام ہونا ممکن ہے)

سلمۃ
 قالت

یہ کہانی کا زمانہ سفید تھا ہے اور عورت کا چننا تر و میر ہو اور یہ بات یا پڑو یا تاج یا پڑو یا تاج کے مشابہ
 ہو جاتا ہے وقت انوری نے کہا یہ حدیث اصل ظہیر ہے منی کی صفت کے بیان میں حالت صحت میں
 ظہار سے کہا ہے مرد کی منی سفید اور گاڑھی ہوتی ہے اور کو ذکر تہمت تہمت نکلتی ہے اور شہوت کے ساتھ
 نکلتی ہے اس کے نکلنے میں لذت آتی ہے اور حیل نکل چکتی ہے یہ عیون وقت شہوت نفع ہو جاتی ہے اور اسکی
 پراسی ہوتی ہے جیسے جوڑ کے گا بہہ کی ترقیت آئے کی بے اور سوکھ کر بعض دن سے کہا پیشاب کی سی
 ہو جاتی ہے یہ تو اصل حالت ہے منی کی جب مرد صحیح اور سالم ہو کسی بیماری میں مبتلا نہ ہو اگر بیماری ہو تو مرد
 کی منی بھی نر و اور قریب ہر جاتی ہے یا آلات منی ضعیف ہو جاتی ہیں تو وہ کو ذکر نہیں نکلتی بلکہ ہتی ہے بغیر
 اور شہوت کے یا کثرت جماع سے سرخ ہو جاتی ہے منی کی طرح اور کبھی خالص خون کی طرح نکلتی ہے لیکن اگر منی
 سرخ بھی نکلتے تب بھی وہ پاک ہے اور اس سے غسل واجب ہو گا اور منی کے تین خاصے ہیں ایک تو یہ کہ شہوت
 کے ساتھ نکلے اور اس کے نکلنے کے بعد سستی ہو جاوے دوسری جو کچھ کے گاہے کی طرح تیسری تہمت آئے کسی بار
 میں نکلے ان میں سے ہر ایک بات کافی ہے اور کسی منی ہونے کے لیے اور تینوں باتوں کا ہونا ضرور نہیں اگر ان
 تینوں میں سے کوئی امر نہ ہو تو گمان غالب ہو گا کہ وہ منی نہیں ہے اور عورت کی منی نر و اور قریب ہوتی ہے
 اور کبھی سفید بھی ہوتی ہے اسکی پہچان وہ اور دانستے ہو ایک تو یہ جو مرد کی منی کی جو کی طرح دوسرے لذت اسکی
 نکلتے وقت اور اسکے نکلنے کے بعد شہوت کم ہو جانا چہرہ کی جسطرح اور جس حال میں نکلے اس کے نکلنے سے غلظت
 ہو گا انتہہ با قال النودی عن انس بن مالک قال سألته امرأة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عن
 المرأة ترى في منامها ما يرى الرجل في منامه قال إذا كان منامها ما يكون من الرجل فلتغتسل
 ترجمہ انس بن مالک روایت ہر ایک عورت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا اگر عورت خواب میں وہ دیکھ جو مرد
 دیکھتا ہے یا اپنے فرمایا اگر اس میں سے وہی چیز نکلے جو مرد سے نکلتی ہے (یعنی منی نکلے) تو غسل کرے و غسل کرے اُم سلمہ
 قالت جاءني أم سلمة إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله إن الله عز وجل قال
 يستحي من الحي فحي على المرأة من غسل إذا احتلمت فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 نعم إذا احتلمت أو إذا جاءك الماء أو إذا جاءك الحي فغسل ما احتلمت أو إذا جاءك الماء أو إذا جاءك الحي فغسل ما احتلمت
 فقلت يا رسول الله ما احتلمت وما احتلمت فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا أم سلمة ما احتلمت وما احتلمت
 فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا أم سلمة ما احتلمت وما احتلمت فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا أم سلمة ما احتلمت وما احتلمت

فغسل ما احتلمت

جب وہ پانی دیکھے (یعنی منی کو) ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ کیا عبرت کو بھی حشام بتاتا ہے آپ نے فرمایا تیرے ہاتھوں کو منی لگے احتلام نہیں ہوتا تو پھر سچ عورت کے مشابہ کیسے ہوتا ہے وہ سب سے اور اور کسی حدیثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حیا اور شرم یہ بھی السجل حسنا کی ایک صفت ہے پھر سچ اسکی اور صفتیں مخلوقات کی عقول کو بھی نہیں ہیں اسکی صفت یہ صفت بھی مخلوق کی طرح نہیں ہے سلف کا بھی عقدا ہے اور پھر بعض متکلمین نے جو اللہ تعالیٰ کی صفات میں تاویل کا طریقہ اختیار کیا ہے وہ خوب نہیں ہے بلکہ ایک طرح کی بدعت ہے دین میں ابوحدیث نے تاویل کرنا واللہ ان کو بہت برا سمجھا ہے حسن حشام بن عمر وہ یہذا الاستاد مغل مغلہ و زاد قال قلت فقصت الشیخہ ترجمہ دوسری روایت کا بھی ہی جو اور گندرا میں تنا زیادہ ہے کہ بی بی ام سلمہ نے کہا تو نے سو گوارا عورتوں کو حسن عائشہ رضی اللہ عنہا علیہ وسلم ان ام سلمہ ام بنی امیہ علیہ وسلم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معنی حدیث حشام غیر ان فیر قال قالت عائشہ رضی اللہ عنہا انک انوی لراۃ ذلک ترجمہ حضرت عائشہ نے بھی ایسا ہی روایت کیا کہ ام سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بن امیہ تنا زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ نے کہا امی نوح کیا عورت بھی ایسا دیکھتی ہے حسن عائشہ ان لراۃ قالت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هل تنسئل المرأة اذا احتلمت و البصر لالماء فقال نعم فقالت لها عائشہ تربیت بدن الیہ قالت قال فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعیہا و هل ینکون الشبہ لاکامن قبل ذلک اذا اعلما و اعلما ماء الرجل اخبہ الولد اعلما و اذا اعلما و الرجل ماء ما شبہ اعلما ترجمہ ام المؤمنین عائشہ نے روایت ہے ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا عورت غسل کرے جب اسکو قلام ہو ہو اور پانی دیکھے (یعنی منی) آپ نے فرمایا نہیں کہ حضرت عائشہ نے کہا تیرے ہاتھوں کو منی لگے اور وہ کو کچھ جاوین تمھارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دے اسکو آخر یہی جو مشابہ ہوتا مان باب کو وہ کا ہے یہ ہوتا ہے جب عورت کا نطفہ مرد کے نطفے پر غالب ہو تو یہی اپنے نہیں بلکہ مشابہ ہوتا ہے اور جب مرد کا نطفہ عورت کے نطفے پر غالب ہو تو یہی دو میال پر پڑتا ہے حدیث میں آت کا نطفہ ہے اسکا ترجمہ وہی ہے جو بیات ہوا یعنی ماہ زخمی کیے جاوین اور کچھ جاوین آت سے جو ایک ہیسا ہے نووی نے اسکو صحیح کہا ہے لیکن مجہم البخاری میں ہے کہ صحیح آت ہے یعنی صحیح ماری

میں اسی زمین پر لکھ کر بھیجی (جیسے کوئی سوچے وقت ایسا کرتا ہے) اور فرمایا بوجھ یہودی نے کہا جس میں تیرا
 حکم دوسری زمین ہوگی اور دوسرے آسمان لوگ اس وقت کہاں ہوں گے رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا
 لوگ اس وقت اندر میرے میں بل صراط کے پاس کھڑے ہوں گے اس نے پوچھا پھر سے پہلے کون لوگ اس
 بل پر سے پار ہوں گے آپ نے فرمایا مہاجرین ہیں جو معراج میں (مہاجرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو نبی کے
 ساتھ مکہ بارگھر کو نکل گئے اور فقر و فاقہ کی تکلیف پر صبر کیا اور دنیا پر بات ماری) یہودی نے کہا پھر جب وہ لوگ
 جنت میں جاویں گے تو انکو پہلا ناستہ کیا ہوگا آپ نے فرمایا ان کے لیے جو جنت میں جا کر اٹھا پھر دوسرا دیکھا پھر تیسرا
 اس کو کہا پھر چم کا کھانا کیا ہوگا آپ نے فرمایا وہ بیل کا ٹھاجا دیگا ان کے لیے جو جنت میں جا کر اٹھا پھر دوسرا دیکھا پھر تیسرا
 کیا پسنگے آپ نے فرمایا ایک شے کا پانی جس کا نام مسبل ہے اس یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا اور میں آپ سے ایک
 ایسی بات پوچھتا ہوں جس کو کوئی نہیں جانتا دنیا میں سوارشی کے شاہ ایک دو آدمی جانتے ہوں آپ نے فرمایا
 اگر میں وہ بات پوچھتا ہوں تو تجھے فائدہ ہوگا اس نے کہا میں اس پر کان سے سن لوں گا پھر اس نے کہا میں اس پر
 کو پوچھتا ہوں آپ نے فرمایا مرد کا پانی سفید ہو اور عورت کا پانی زرد ہے جب یہ دونوں اکٹھا ہوتے ہیں اور مرد
 کی سنی عورت کی سنی یہ غالب ہوتی ہے تو اس کے حکم سے رکھ کا پیدا ہوتا ہے اور جب عورت کی سنی غالب ہوتی
 ہے مرد کی سنی پر تو لڑکی پیدا ہوتی ہے اس کے حکم سے یہودی نے کہا آپ نے سچ فرمایا اور بیشک آپ پیغمبر ہیں
 حضرت علیؑ پھر کہ جب رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا اس پر جو باتیں مجھے پوچھیں وہ مجھے کوئی معلوم
 نہیں رہتا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تبارین عجل معاویہ بن سہلؓ فی ہذا الکتاب میں لکھا ہے
 اِنَّہٗ قَالَ کُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ رَسُوْلِہِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وَاَمَّا ذَاکَ کُنْتُ
 اَشْفَقُ فَمِنْ یَقُوْلُ اَذْکُرُ وَاَنْتَا تَرْجِمُہٗ دِی جہاد پر گنہگار سمین یہ ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 بیٹھا تھا اور کچھ غفلتوں کا فرق ہے کَافٍ بِمَقْوَعِ غُسْلِ الْجَنَابَةِ غُلْ جنابت کیونکر کرے عجل
 عَائِشَہ فَالْتَمَسَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِذَا اَغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ وَنِیَّ غُسْلَ یَدَیْہِ
 ثُمَّ یَقْرَأُ بِمِیْسِرَہٗ عَلٰی ثَمَنِہِ فِیْ غُسْلِہِ رَجَعْتُ ثُمَّ یَقُوْصُ وَصُوْءُہٗ لِّلصَّلَاۃِ ثُمَّ یَاْخُذُ الْمَاءَ
 فِیْ فِیْضٍ اَصَابَہُ فِیْ اَصُوْلِ الشَّعْرِ اِذَا رَاَ اِیَّیْ اَنْ قَدْ اسْتَبَدَّ حَفْصٌ عَلٰی رَاسِہٖ ثَلَاثَ حَفَافَاتٍ
 ثُمَّ اَقَاصَ عَلٰی سَائِرِ جَسَدِہٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَہٗ ثُمَّ جَمَعَ اَمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ عَائِشَہُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا ہر روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 جنابت کا غسل کرتے ہیں دو نوٹا تھو دھو کر پھر دھو کر ہاتھ سر پانی ڈالتا اور بائیں ہاتھ سر شکر کا دھو کر پھر دھو کر

طہارت کرنا عورت کی طہارت سے بچہ جو سنے پانی سے ہوا اور ماکہ اور ابو صفیہ اور جوہر علماء کہ نزدیک ہے
اور ہمیں کہہ رہے ہیں یہی نہیں ہے بدلیل احادیث صحیحہ کے اور احمد بن حنبل اور داؤد و ظاہری کے نزدیک عورت
بچہ جو پانی سے مرد کو طہارت درست نہیں بشرطیکہ عورت اس پانی کو طہارت میں لے گئی ہو اور اسکو مستحکم
کیا ہو اور عبد العزیز بن عمر بن الخطاب اور امام احمد سے ایک روایت ہے کہ عورت کو طہارت
پانی سے اور سعید اور حسن سے شافعی کہہ رہے ہیں منقول ہے اور مختار جوہر علماء کا قول ہے کہ چونکہ احادیث صحیحہ میں
یہ امر ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بیوں کے ساتھ غسل کیا ہے اور ایک سے دوسرے کا پانی پانی
استعمال کیا اور عادت کو امین کوئی دخل نہیں اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
ایک بی بی کو کچھ ہوئے پانی سے غسل کیا روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور صحابہ سننے کے بعد بھی
کہہ رہے ہیں حدیث حسن صحیحہ ہے اور وہ جو ممانعت کی حدیث حکم بن عمر سے منقول ہے وہ ضعیف ہے ائمہ حدیث سے ابویہ
بخاری وغیرہ کا ضعیف کہہ رہے ہیں یا مروا اس سے ہے کہ جو پانی عورت کے اعضا کو گریوے تو مستعمل ہے اس سے غسل
درست نہیں یا وہ ممانعت استحباب کے ہے جو ہر والد علمائے متقدمین نے اس سے منع کیا ہے **عَنْ ابْنِ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا**
عَلِيٌّ قَاتِنَةُ اَنَا وَاحِقُهَا عَنِ الرَّضَاءِ قَالَا عَنْ شَيْخِ الشَّيْخِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ابْنِ الْحَنَابَةِ نَعَتْ
يَا نَارَ فَكَرِهُوا الصَّاعَ فَاعْتَسَلَتْ وَبَيْتًا وَبَيْتًا شَرَفًا فَرَعَتْ عَلَى دَائِمَةٍ فَلَا تَأْفَالُ وَكَانَ اَنْذَارُ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُ مِنْ دُوسِيهِمْ حَتَّى يَكُونُوا كَالْوَفْرِ ترجمہ ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے
میں اور حضرت عائشہ کا رضاعی (دودھ کے نانے کا) بھائی (عبد العزیز بن زید) اُنکے پاس گئے اور غسل نہایت کو کچھا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر کرتے تھے انہوں نے ایک برتن منگوا یا حسین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھرا پانی اتا تھا اور نہایت ہمار
انکے چہرے پر دوتھا انہوں نے اپنی سر پر نہیں بار پانی ڈال دیا **ظاہر حدیث** سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوسلمہ اور
عبد العزیز بن زید نے انکا سر اور اوپر کا بدن دیکھا ورنہ اُنکے سامنے پانی منگوا سے منگوا رہتے تھے اور نہایت سے کو کو فائدہ نہ تھا
عبد اللہ بن زید رضاعی بھائی تھے اور ابوسلمہ رضاعی بھائی تھے کیونکہ اُنکا کلمہ ثبوت الی بکرنے انکو دودھ پلایا تھا اور یہ دونو
عمر میں اور محرم کو اوپر کا بدن دیکھنا درست ہوتا ابوسلمہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی بیان
بال کسرائی تھیں اور کانون کبال رکھتے تھیں **حدیث میں** فرقہ کا لفظ ہے اہم معنی نے کہا ورنہ سے بڑھ کر ہے
اور لہذا ان بانون کو کہتے ہیں جو منڈھوں تک ہوں اور ان سے کہا ورنہ لہ سے کم ہے یعنی جو بال کا ٹولن تک
ہوں ابو حاتم نے کہا ورنہ وہ بال ہیں جو کانوں پر ہوں قاضی عیاض نے کہا عرب کی عورتیں تو چونچٹیاں نکال کر لکڑی

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں نے آپ کی وفات کی بعد شاید ایسا کیا ہو نہایت کے ترک کر لیا ہو تو فرمایا ہے
 کہا قاضی عیاض کی طرح اور علماء اسے بھی کہا ہے اور یہ گمان نہیں ہونا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی حیات میں ایسا کیا ہو اور اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ عورت کو بال کم کرنا درست ہو نہایت
 حسن **عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ
 بَدَنَهُ يَمْسُحُ بِرَأْسِهِ فَصَبَّ عَلَيْهِ مَاءً فَغَسَّاهُ ثُمَّ صَبَّ الْمَاءَ عَلَى الْإِدْيِ الَّذِي بِهِ يَمِينُهُ وَغَسَلَ عَنْهُ
 شَيْئًا بَرَحْتُ أَنْ أَفْرَعَهُ مِنْ ذَلِكَ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ قَالَتْ عَائِشَةُ كُنْتُ اغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرَمٍ مِنْ
 أَنَاءٍ وَاحِدَةٍ لَخْنُ وَجْبَانِ تَرَجِمَهُ ابْنُ أَبِي بَرْزَةَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ سُرَّوْهِيَتْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
 اور عیاض سلم حبیب غسل کرتے تو دہانے ہاتھ سے شروع کرتے پہلے سر پر پانی ڈالتے اور اس کو دھوئے پھر دہانے
 ہاتھ سے پانی ڈالتے اور بائیں ہاتھ سے جو بائیں نہایت ہوتی اس کو دھوئے جب اس سے فراغت ہوتی تو سر پر پانی
 ڈالتے حضرت عائشہ نے کہا میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کا غسل ایک مرتبہ سے کرتے تھے **عَنْ عَائِشَةَ
 لَهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ هِيَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آئَةٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ تَلَاةُ امْلَأْ أَوْ قُمْ بِنَاءٍ مِنْ ذَلِكَ**
 ترجمہ ائمہ المؤمنین عائشہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی مرتبہ سے غسل کیا کرتے جس میں تین یا کچھ ایسا ہی
 پانی تھا **قَالَ قاضی عیاض** نے کہا مراد یہ ہے کہ ایک ہی مرتبہ میں پانی لیا جائے یا سر و دھوا سے ناکہ اس وقت
 ہو اس حدیث کے جس میں سرق کا ذکر ہے ایسا ہی کسی مرتبہ میں ہو اور گناہوں کی ناکہ اس حدیث میں تین یا کچھ ایسا ہی
 ہے اور دوسری روایت میں یہ کہ ایک فرق سے آپ غسل لے اور ایک روایت میں کہ حضرت عائشہ ایک صاع سے
 غسل کیا اور ایک روایت میں پانچ کوک کا بیان ہے غسل اور ایک ٹمک کا وضو میں اور ایک روایت میں ایک صاع غسل کے بعد
 اور ایک وضو کو کیے ایسا اور ایک روایت میں ایک سے وضو اور غسل ایک صاع سے پانچ یا ایک نام شافعی اور اور علماء ان کا ہاں
 کہ اختلاف اعتبار مرقم اور حالت او قلمت اور کثرت پانی کے تھا بہر حال طہارت کے بعد پانی کا کوئی مقدار مقرر نہیں ہے
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ خَلْفَ
بَيْتِنَا فَرَمَّ يَمِينُ تَرَجِمَهُ ابْنُ أَبِي بَرْزَةَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَائِشَةُ سُرَّوْهِيَتْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرَمٍ مِنْ
 دونوں کے ہاتھ سے پانچ سے اور یہ غسل جنابت کا تھا **عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى**
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَبَيْتِنَا فَرَمَّ يَمِينُ تَرَجِمَهُ ابْنُ أَبِي بَرْزَةَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَائِشَةُ سُرَّوْهِيَتْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرَمٍ مِنْ
 ائمہ المؤمنین عائشہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی مرتبہ سے غسل کیا کرتے جس میں تین یا کچھ ایسا ہی

بَابُ غَسْلِ الرَّأْسِ وَالْأُذُنَيْنِ وَالْأَنْفِ وَالْإِصْبَاحِ وَالْمَسَامِ وَالْأُصْبَاحِ وَالْمَسَامِ وَالْأُصْبَاحِ وَالْمَسَامِ

آپ جلدی جلدی پانی لیتے یہاں تک کہ میں کہتی تھی پھر پانی میرے لیے چھوڑ دیتے یہ چھوڑ دیتے
 اور دونوں جنب ہوئے **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مِمَّنْ رَوَى اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ**
تَغْتَسِلُ فِي وَالتَّيِّبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِنْاءٍ وَاحِدٍ ترجمہ میمونہ سے روایت ہے وہ
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے ایک برتن سے **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ**
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ بِفَضْلِ مِائُونَةٍ ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میمونہ کے غسل سے جو پانی بچتا اس سے غسل کرتے **عَنْ أَنَسٍ**
سَلَّمَ قَالَتْ كَانَتْ فِي وَرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ لَهَا فِي إِذْنَاءِ الْوَاحِدِ
عَنِ الْجَنَابَةِ ترجمہ ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے وہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 جنابت کا غسل ایک برتن سے کرتے **عَنْ أَنَسٍ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
يَغْتَسِلُ بِخَمْسٍ مَكَائِثَ وَيَتَوَضَّأُ بِمَكُونَةٍ وَقَالَ أَبُو مُلَيْكَةَ بِخَمْسٍ مَكَائِثَ ترجمہ انس سے
 روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بائچہ مکوک سے غسل کرتے اور ایک مکوک سے وضو
 کرتے (مکوک سے مراد وہ ہے) **عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ**
بِالْمَدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ الْخَمْسَةِ أَمْذَادٍ ترجمہ انس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اور ایک مد سے وضو کرتے اور ایک صاع سے یکبارہ بائچہ مکوک سے غسل کرتے **عَنْ سَفِينَةَ**
قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ الصَّاعَ مِنَ الْكَاءِ مِنَ الْجَنَابَةِ وَيَتَوَضَّأُ
الْمَدَّ ترجمہ سفینہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک صاع پانی غسل جنابت کے لیے اور ایک
 پانی وضو کے لیے کہ فی تھا **عَنْ سَفِينَةَ صَاحِبَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ**
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ وَيَتَوَضَّأُ بِالْمَدِّ ترجمہ
 سفینہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع پانی سے غسل کرتے
 اور ایک مد پانی سے وضو کرتے **وَالْإِمَامُ سَلَمَةُ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ** سفینہ
 کو صحابی کہا اور ابو یحیٰی نے کہا کہ وہ بوڑھا ہو گیا تھا سفینہ اور مجھے اسکی روایت کا اعتبار
 نہیں نووی نے کہا اس صورت میں امام سلمہ نے اس حدیث کو اور حدیثوں کے متابعت
 کے طور پر نقل کیا نہ اس پر اعتماد کر کے **بَابُ اسْتِحْبَابِ إِفَادَةِ الْكَاءِ**

۴۹۲

۴۹۲

۴۹۲

باب فی غسل الجنابة
قال
تفصیل

جسے زیادہ تھے اور مجھے بہتر ہے **باب** حکم صفاء المفسكة عورتین چوٹیاں غسل میں
 کھولیں یا نہ کھولیں **عن** اُمّ سلمة قالت قلت يا رسول الله اني امرأة أشد صفرة
 أفالقضبة لأغسل الجنابة فقال لا إنما يكفيك أن تحثي على رأسك ثلاث
 حثيات ثم تشفين عليك الماء فتطهرين **ام المومنین** ام سلمہ سے روایت ہو میں نے کہا
 یا رسول اللہ میں اپنے سر پر جوٹی باندھتی ہوں کیا جنابت کے غسل کے لیے اسکو کھولوں آپ نے فرمایا
 نہیں تجھ کو کافی ہے سر پر تین حلیہ بھر ڈالنا پھر سارے بدن پر پانی بہانا تو پاک ہو جاوے گی
عن أيوب بن موسى في هذا الاستناد وفي حديث عبد الرزاق قال قضية الحصة
 والجنابة فقال لا ثم ذكر عينا حديث ابن عينة ترجمه دوسری روایت کا بھی یہی
 ہے جو اب پر گزرا امین یہ ہے کہ میں کھولوں اسکو حیض اور جنابت کے لیے **عن** أيوب بن موسى
 بهذا الاستناد وقال أفأحله فأعسله من الجنابة ولم يكن الحصة ترجمہ وہی جو
 اوپر گزرا امین یہ ہے کہ میں کھولوں اسکو اور دھوون جنابت سے اور حیض کا ذکر نہیں ہے
فت نووی نے کہا ہمارا اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ چوٹی میں جب بالوں کو پانی پہنچ
 جاوے اور باہر باہر اسکا کھولنا ضرور نہیں اور جو بن کھولے پانی نہ پہنچے تو کھولنا چاہیے اور
 شخص سے منقول ہے کہ ہر حال میں کھولنا ضرور ہے اور حسن اور طاہر سے مروی ہے کہ حیض
 کے غسل میں کھولنا چاہیے اور جنابت کے غسل میں ضرور نہیں اور ہماری دلیل ام سلمہ کی حدیث
 ہے اور اگر مرد کے سر پر جوٹی ہو تو اسکا بھی حکم عورت کا سا ہے **عن** عائشة أن عبد الله
 بن عمر فياهما النساء إذا اغتسلن أن ينقضن رؤسهن فقالت يا عجباً لئن عمر
 هذا يا هرا النساء إذا اغتسلن أن ينقضن رؤسهن أفلا يامرهن أن يخلفن
 رؤسهن لقد كنت أعجل أنا ورسول الله صلى الله وسلم من إناؤه وإحيد ومأذنه
 على أن أفرغ على رأسي ثلاثاً فإرا عات ترجمہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو
 عبد اللہ بن عمر عورتوں کو غسل کے وقت سر کھولنے کا حکم دیتے حضرت عائشہ نے کہا عجیب ہے
 ابن عمر سے وہ سر کھولنے کا حکم کرتے ہیں غسل کے وقت تو کمر نہ اسنے کا حکم کیوں نہیں دیتے
 میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک ہی چیز سے غسل کرتے اور میں فقط اپنے سر پر

باب فی غسل الجنابة

تین چلو وال لیتی وقت نودی نے کہا عبداللہ بن عمر نے جو سر کھولنے کا حکم دیا یا اس صورت
 میں بہت جب سارے بالوں میں پانی نہ پہنچ سکے یا ان کا مذہب یہی ہو گا کہ سر کھولنا چاہیے
 جیسے ننھی سے ہم نے نقل کیا اور انکو ام سلمہ اور عائشہ کی حدیث نہ پہنچی ہوگی یا یہ حکم بطور استحباب
 اور احتیاط کے ہوگا **باب استحباب استعمال المغتسلۃ من المیض فی وضوء من وضوء**
صوفیہ اللہم ترجمہ جو عورت حیض کا غسل کرے وہ ایک ٹکڑا کپڑے یا رولی کا مشک لگا کر خون کے
 مقام پر استعمال کرے مستحب ہے **ف** یہ حکم نظافت اور طہارت اور پاکیزگی کے لیے ہر نہ بطور وجوب
 کے اور نفاس کے بعد بھی ایسا ہی مستحب ہے بعضوں نے کہا کہ مشک کی استعمال سے لطفہ جلد پر
 ٹھیرتا ہے جب مشک نہ ملے تو اور کوئی خوشبو استعمال کرے اور یہ استعمال غسل کے بعد چاہیے اگر کوئی
 خوشبو نہ ملے تو صرف پانی سے پاک کرنا کافی ہے لیکن بکرو فح اندر پانی پہنچانا ضرور نہیں اور
 ثبہ کو اتنی دور تک پانی پہنچانا واجب ہے بقدر حاجت کے پیر بیٹھنے میں کھانا بہت کھان
عائشہ قالت سألت امرأة النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیف تغتسل من حیض؟ **قالت**
تذکرت أنه علمہا یغتسل ثم تأخذ فیوضہ من میناء فتطهر بها قالت کیف تطهر بها
قال تطهری بها وسبحان اللہ واستأذنا سفیان بن عیینہ یدہ علی وجہہ قال
قالت عائشہ واجتدیتہا لی وعرفت ما أذاذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت تبیی
بها أنزلہم وقال ابن ابی عمر فی ذلک فقلت تبیی ہا أنزلہم ترجمہ ام المومنین عائشہ نے
 روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حیض سے کیونکر غسل کروں اپنے
 سکھایا کہ غسل کرنا پھر نہ مایا مشک لگا ہو ایک پھانٹا لے اور اس سے پاکی کر وہ بولی کیونکر
 پاکی کروں آپ نے فرمایا سبحان اللہ تعجب ہے کہ ایسی ظاہرات بھی نہیں جہتی آپ کی اس سے
 اور آکر لی آپ نے سفیان بن عیینہ کو ہاتھ اپنا سنہ پر رکھ کر (یعنی شرم سے آپ نے ایسا کیا)
 حضرت عائشہ نے کہا میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب
 میں پہچان گئی تھی میں نے کہا اس عورت کو خون کے مقام پر لگا (یعنی شہ رکھا یہ) **عن عائشہ**
أن امرأة سألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیف آغتسل عند الطھر فقال خذنی
فیوضہ ثم مسکرت فوضتہا ثم دکر غو جہد ثم سفیان ثم حبہ ام المومنین عائشہ

سے روایت ہے ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میں جس سے پاک
 ہوں تو کیونکر غسل کروں آپ نے فرمایا ایک پیمائش مشک لگا ہوا اور اس سے پاکی کریم
 بیان کیا اور سید طرح جیسے اور بگڑا غسل
 وَكَانَ عَنْ غُسْلِ الْبَيْضِ فَقَالَ تَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مَاءً يَدْرِيهَا فَتَطْفُرُ فِيهِ فَتُحْسِنُ الطَّهْرَ وَتُغْسِلُ
 رَأْسَهَا عَلَى رَأْسِهَا فَتَدْلِكُ لَكَ دَلِكَا شَهْدَ بِلَا حَقِّ تَبْلِغُ شَوْوُونَ رَأْسَهَا ثُمَّ تَنْصَبُ عَلَيْهَا الْمَاءَ
 ثُمَّ تَأْخُذُ فَرْصَةً فَتَسْكُرُ فَتَطْفُرُ بِهَا فَقَالَتْ أَيْمَاءُ وَكَيْفَ تَطْفُرُ بِهَا فَقَالَ سُبْحَانَ
 اللَّهِ تَطْفُرُ مِنْ يَهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ كَأَنَّهَا خُفِيَ ذَلِكَ فَتَبْعَنَ أَثَرُ الدَّمِ وَسَأَلَتْ
 عَنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ تَأْخُذُ مَاءً فَتَطْفُرُ فَتُحْسِنُ الطَّهْرَ وَتُغْسِلُ رَأْسَهَا وَتَبْلِغُ الطَّهْرَ وَتَدْلِكُ
 رَأْسَهَا عَلَى رَأْسِهَا فَتَدْلِكُ لَكَ حَتَّى تَبْلِغَ شَوْوُونَ رَأْسَهَا ثُمَّ تَنْصَبُ عَلَيْهَا الْمَاءَ
 فَقَالَتْ عَائِشَةُ نَعَمْ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ لَمْ يَكُنْ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ
 يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ تَرْجَمَهُ امُ الْمَوْنِينَ عَائِشَةُ رَوَيْتُ هَذَا رِشْلُ كِي مِثْلِي يَزِيدُ بِن
 شَكْنِ كِي مِثْلِي سَنِي پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کا غسل کیونکر کروں آپ
 نے فرمایا پہلے پانی بری کے پتوں کے ساتھ لیوے اور اس سے اچھی طرح پاکی کرے (یعنی
 حیض کا خون جو لگا ہوا ہو دھو دھوے اور صاف کرے) پھر سر پر پانی ڈالے اور خوب زور سے
 سے یہاں تک کہ پانی مانگن (بالون کی جڑوں) میں پہنچ جاوے پھر اپنے اوپر پانی ڈالے اور
 سارے پیرا پیرا ایک پیمائش (دو لی یا کیڑے کا) مشک لگا ہوا کے کر اس سے پاکی کرے ہما
 کے کہا کیونکر پاکی کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ پاکی کرے
 حضرت عائشہ نے چپکے سے کہہ دیا خون کے مقام پر لگا دے پھر اس نے جنابت کے غسل کو
 پوچھا آپ نے فرمایا پانی سے کراچی طرح طہارت کرے پھر سر پر پانی ڈالے اور سے یہاں تک کہ
 پانی سب مانگن میں پہنچ جاوے پھر اپنی سارے پیرا پیرا پانی ڈالے حضرت عائشہ نے کہا انسا
 کی عورتیں بھی کیا عمدہ عورتیں تھیں وہ دین کی بات پوچھتے ہیں شرم نہیں کرتی تھیں راوی بھی امام
 سے کہہ کر شرم نہ لیا اور حدیث میں ہے اور دین کی بات پوچھنا ثواب اور اجر ہے (مصحف)
 شَعْبَةُ يَهْدِي الْإِسْمَاءُ شَوْوَةً وَقَالَ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ تَطْفُرُ بِهَا وَأَمَّا تَدْلِكُ فَرَجُ

سید
 یلع

سید
 شہر

وہی جو اوپر گذرا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے منہ پر آؤ کی شہر سے حکم عایشہ
 قَالَتْ دَخَلْتُ أَمَّا كُنْتُ شَيْكِلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا
 رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ لِحَدَانَا إِذَا أَهْضَمْتَ مِنَ الْخَيْضِ وَسَأَلِي الْحَدِيثَ وَ
 لَا يَذْكُرُ فِيهِ غَسْلُ الْجَنَابَةِ ترجمہ وہی جو اوپر گذرا اس میں ایسا میں غسل جنابت کا ذکر
 نہیں ہے **بَابُ السُّحَاظَةِ وَغَسْلِهَا وَصَلَوَتِهَا** استحاضہ کا بیان اور اسکے غسل
 اور نماز کا حال **سُحَاظِ** استحاضہ اس عورت کو کہتے ہیں جو استحاضہ میں مبتلا ہو اور اتنا غصہ کہتے
 ہیں اس خون کو جو بے وقت عورت کی شہرگاہ سے جاری ہو اور یہ خون ایک رگ میں
 سے نکلتا ہے جسکو عاذل کہتے ہیں اور حیض کا خون رحم کی قعر میں سے نکلتا ہے۔ استحاضہ سر
 وطی درست ہے اگر یہ خون جاری ہو بہار اور جمہور علما کا مذہب یہی ہے اور حضرت عائشہ سے
 اسکی ممانعت منقول ہے نخی اور حکم کا یہی قول ہے اور ابن سیرین کے نزدیک جماع مکروہ ہے
 اور احمد نے کہا کہ اسوقت جماع کر لے جب خاوند کو زمانہ میں پڑ جائیگا ڈر ہو اور صحیح جمہور کا قول
 ہے اور دلیل اسکی وہ ہے جو عکرمہ نے روایت کیا جمنہ نبی جش سے کہ وہ استحاضہ تہمین اور انکے
 خاوندانے جماع کرتے تھے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور بیہقی نے اور نماز اور روزے اور عسکاف
 اور قرأت قرآن اور مس صحف و سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر میں اور ساری عبادات میں مثل
 پاک عورت کے ہی بالاتفاق لیکن جب نماز کا قصد کرے تو اپنی شہرگاہ کو دھو لیوے اور ہر
 میں ایک کپڑا روئی رکھ لیوے اگر خون بہت بہتا ہو اور یہ کپڑا کافی نہ ہو تو اوپر سے لنگوٹ
 باندھے پھر وضو کرے ہی وقت دیر نہ کرے یا تیمم کرے اگر پانی نہ ملے یا عذر ہو اور فرض پڑھنے
 کے بعد جتنے نفل چاہے پڑھے لیکن ہمارے نزدیک ایک وضو سے فرض ایک بھیجا ہوا ہو یا
 قضا اور ابو حنیفہ کے نزدیک ہر وقت پر نماز کے وضو کرے اور وقت کے اندر جتنی فرضیں چاہے
 پڑھے اور ربیعہ اور مالک کے نزدیک استحاضہ کے خون سے وضو نہیں ٹوٹتا موجب تک اور کسی
 قسم کا حدیث نہ ہو جتنے فرض اور نفل چاہے پڑھے اور وقت آنے سے پہلے استحاضہ کا وضو اس نماز
 کے لیے ہمارے نزدیک درست ہے اور استحاضہ پر غسل واجب نہیں کسی نماز کے وقت پر اور
 جمہور علما کا یہی قول ہے اور ابن عمر اور ابن زبیر اور عطاء بن ابی رباح سے منقول ہے کہ وہ ہر نماز

الخصیض
 آتہ

حائضہ اور عقیقہ کے نزدیک

سید

سید محمد

عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ قَالَ الْكَلْبُ بْنُ سَعْدٍ أَمَّا بَنُو كُرَيْبٍ شَهَابٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأَ امَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ أَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَلَكِنَّهُ اشْفَى فَقَدَّتْهُ هِيَ وَقَالَ ابْنُ رَجْحٍ فِي رِدَائِهِ وَابْنَةُ جَحْشٍ وَأَمَّا يَنْ كَرَامَ حَبِيبَةَ مَرْجُمَةٌ اِمُّ الْمُؤْمِنِينَ عَالِيَةُ رَضِيَ
روایت ہوا ام حبیبہ بنت جحش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا مجھے استحاضہ ہے آپ نے فرمایا یہ خون ایک درگ کا ہے تو غسل کر اور نماز پڑھ پھر وہ غسل کرتی تھیں ہر نماز کے لیے یوریت نے کہا ابن شہاب نے یہ نہیں بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو حکم کیا ہر نماز کے لیے یور غسل کر نیکو بلکہ ام حبیبہ نے خود ایسا کیا ابن رجح کی روایت میں ام حبیبہ کا نام نہیں ہے بلکہ صرف جحش کی بیٹی کا ذکر ہے عَلَائَةُ رَضِيَ دَوْدُ بْنُ الشَّيْخِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ امَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ خَتَنَتْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ اسْتَحْيَضَتْ سَبْعَ سِنِينَ فَاسْتَفْقَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هَذِهِ كَانَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلَكِنْ هَذَا غِرَقٌ فَأَغْتَسَلْتُ بِهَا وَصَلَّى قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ فِي دُرْكَيْنِ فِي شَجَرَةٍ أُسْفَهَا زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ حَتَّى تَعْلُقَ حُمْرَهُ الدَّمَاءُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَعُدْتُ ذَلِكَ أَبَا بَكْرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ هَشَامٍ فَقَالَ يَرْحَمُ اللَّهُ هُنَذَا الْقَوْمُ يَعْتَفُونَ هَذِهِ النِّفَاتِ وَاللَّهُ إِنْ كَانَ لَكَ تَشَبُّهٌ بِهَا فَهِيَ كَأَنَّكَ لَا تُصَلِّيَ مَرْجُمَةٌ اِمُّ الْمُؤْمِنِينَ عَالِيَةُ رَضِيَ
ہے ام حبیبہ بنت جحش کو جو سالمی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بی بی تھیں عبد الرحمن بن عوف کی سات برس تک استحاضہ رہا انہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا یہ حیض نہیں ہے بلکہ ایک درگ کا خون ہے تو غسل کر اور نماز پڑھ حضرت عائشہ نے کہا وہ ایک کپڑے میں غسل کرتی اپنی بھین زینب بنت جحش کی کوٹھری میں تو خون کی سرخی پانی پر آجاتی (اس قدر خون بہا کرتا) ابن شہاب نے کہا میں نے یہ حدیث ابو بکر بن عبد الرحمن سے بیان کی انہوں نے کہا خدا رحم کرے ہندہ پر کاش وہ یہ فتویٰ سن لیتی قسم خدا کی وہ روتی تھی نماز نہ پڑھتی تھی (یعنی ایک شبی استحاضہ تھا اور یہ مسئلہ معلوم نہ تھا تو نماز نہ پڑھتی اور نماز کے جانے پر رویا کرتی تھی)
عَائِشَةُ قَالَتْ جَاءَتْ امَّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ

ایک عورت نے حضرت عائشہ سے پوچھا کیا عورت قضا کرے میسر کے دنوں کی نماز کو انہوں نے کہا
 کیا تو حورو ہے **فت** حرومی نسبت جو حورو کی طرف اور حورو ایک گائون ہے کو فے سو درمیں چھلے
 پہل خارجی وہیں اٹھا میرے مقرران خاجیوں نے سارے اہل اسلام کے خلاف یہ بات اختیار کی ہے
 کہ حائضہ کو نماز کی قضا کرنا چاہیے ان کے سوا تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ حائضہ پر نماز کی قضا واجب
 نہیں ہے پر روزوں کی قضا واجب ہے **فت** ہم میں سے جسکو حیض آتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 زمانے میں اسکو نماز کی قضا کا حکم نہ ہوتا **حسن** **مُعَاذَةَ اللَّهِ مَا كُنْتَ عَائِشَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْضُ**
الصَّلَاةَ قَالَتْ عَائِشَةُ أَحَرُّ وَرِيَّةُ أَنْتِ قَدْ كُنْ نِسَاءُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْضُ
أَقَامَرَهُنَّ أَنْ يَخْجُرْنَ مَرَجِمَ مَعَانَهُ پوچھا حضرت عائشہ سے کیا حائضہ نماز کی قضا کرے انہوں
 نے کہا کیا تو حرومی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیان حائضہ بتبین یہ کیا آپ انکو نماز کی
 قضا کا حکم کرتے **حسن** **مُعَاذَةَ اللَّهِ قَالَتْ مَا كُنْتَ عَائِشَةُ قُلْتُ مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي**
الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ فَقَالَتْ أَحَرُّ وَرِيَّةُ أَنْتِ قُلْتُ لَسْتُ بِحَرٍّ وَرِيَّةٍ عَوَّلِكِي
اسْأَلْ قَالَتْ كَانَ يُصْنِئُ ذَلِكَ فَتَوْصُرُ بِقِصَابِ الصَّوْمِ وَلَا تُؤْمَرُ بِقِصَابِ الصَّلَاةِ
 ترجمہ معاذ سے روایت ہو میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کیا وجہ جو حائضہ روزوں کی قضا کرتی ہے
 اور نماز کی قضا نہیں کرتی انہوں نے کہا تو حرومی تو نہیں میں نے کہا نہیں میں پوچھتی ہوں انہوں
 نے کہا ہم لوگوں کو حیض آتا پھر حکم ہوتا روزوں کی قضا کرنے کا اور نماز کی قضا کا حکم نہ ہوتا **فت**
 یغنا میت ہو پروردگار کی جو نماز کی قضا معاف کر دی ورنہ بڑا حرج ہوتا کس لیے کہ نماز ہر روز پانچ بار فرض
 ہے سال بھر میں صد نمازوں کی قضا کرنی پڑتی اور رمضان تو ہر سال میں ایک بار آتا ہے پانچ
 چار روزوں کی قضا کچھ شکل نہیں **کباب** **سُئِلَ الْمُغْتَسِلُ بِثَوْبٍ وَخُجْرٍ عَنِ الْمَاءِ**
كَيْفَ يَغْتَسِلُ وَغَيْرُكَ أَذْكَرُ عَنِ أُمِّ هَانِئِ بِنْتِ ابْنِ طَالِبٍ تَقُولُ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يُغْتَسِلُ وَقَاطِعُهُ ابْنُ سُرَّةَ بْنِ ثَوْبٍ
 ترجمہ ام ہانی بنت ابی طالب سے روایت ہو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس گئی جس
 سال کو فتح ہوا آپ غسل کر رہے تھے اور فاطمہ آپ پر ایک کپڑے کی آڑی پہنی تھیں **حسن** **أُمُّ هَانِئِ**
بِنْتِ ابْنِ طَالِبٍ آتَتْهُ لَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ولكن

وَصَوَّبَا عَلَى مَكَّةَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغُسْلُ قَسَدَتْ عَلَيْكَ قَاطِرٌ
حُمُ أَخَذَ ثَوْبَهُ فَأَلْتَفَ بِهِ ثُمَّ صَلَّى تَمَارًا لَكَ لَتِ سَجْدَةُ الصُّحَى تَرْجَمُهُ مَالِي بَنَتْ إِلَى طَالِبِ
سے روایت ہے جس سال مکہ فتح ہوا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئیں آپ کے کہ بلند باندھیں
تھے غسل کرنے کو بیٹے اوٹھ کر حضرت فاطمہ نے ایک کپڑے کی آڑ کی آپ پر پھیرا ہے اپنا کپڑا ایک پر تھپا
پھیر کر کتین چاشت کی پڑھیں **ف** نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ چاشت کی آیت
رکتین ہیں اور یہ نماز سنت ہے **مَحَلِّ** سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو سَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
قَاطِرٌ يَتَوْبُهُ فَلَمَّا اغْتَسَلَ أَخَذَهُ فَأَلْتَفَ بِهِ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى تَمَارًا لَكَ لَتِ سَجْدَةُ الصُّحَى تَرْجَمُهُ
صُحَى تَرْجَمُهُ وہی جاوہر گذر آئین یہ ہے کہ اپنی صاحبزادی فاطمہ نے کپڑے کو آپ پر آڑی جب آپ
غسل کر کے تو اسی کپڑے کو لیکر لپٹیا پھر کھڑے ہو کر اور اٹھ کر کتین چاشت کی پڑھیں **مَحَلِّ**
مَيِّمُونَةُ قَالَتْ وَصَحْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ فَغَسَّلَ تَرْجَمُهُ
ام المؤمنین میمونہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پانی رکھا اور آڑ کی آپ نے
غسل کیا **بَابُ تَحْرِيمِ النَّظَرِ إِلَى الْعَوْدَاتِ** دوسرے کو شکر طواف دیکھنا حرام ہے **مَحَلِّ**
أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْدَةِ
الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْدَةِ الْمَرْأَةِ وَلَا يَفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي تَوْبٍ وَاحِدٍ وَلَا تَفْضِي
الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي التَّوْبِ الْوَاحِدِ تَرْجَمُهُ البُخَارِيُّ حَدَّثَنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عليہ وسلم نے فرمایا مرد دوسرے مرد کو ستر کو (یعنی عورت کو جبکہ چھپانا فرض ہے) نہ دیکھے اور نہ عورت
دوسری عورت کے ستر کو دیکھے اور مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ لیٹے اور نہ عورت دوسری
عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے **ف** ایسے اس طرح کہ دونوں ننگے ہوں اور دونوں کھڑے
میں کوئی چیز نہ حال نہ ہو تو دوسری نے کہا جیسے مرد کو مرد کا اور عورت کو عورت کا ستر دیکھنا حرام ہے
اسی طرح مرد کو عورت کا اور عورت کو مرد کا ستر دیکھنا حرام ہے بالاجماع مگر اسمین سو خاوند اور نوہد یکجا
مانا کہ تثنیٰ ہے خاوند کو اپنی بی بی کا اور بی بی کو خاوند کا تمام ستر دیکھنا درست ہے سوا شرمگاہ کے
اسمین تین قول ہیں ایک یہ کہ ہر ایک کو دوسرے کی شرمگاہ بغیر ضرورت کے دیکھنا مکروہ ہے حرام
نہیں ہے دوسری یہ کہ حرام ہے دونوں پیر میں سے ایک کو مرد پر حرام ہے اور عورت کو مرد پر حرام ہے

عورت کی شرکاء کے اندر دیکھنا بھی مکروہ ہے اور لونڈی کا مالک اگر اس سے وطی کر سکتا ہے تو وہ دونوں مثل جبر و اور خاندان کے مین اور اگر محرم ہے جیسی بھین یا بھوپھی یا خالہ وغیرہ تو وہ مثل آزاد عورت کے ہو اور اگر لونڈی نجسی ہے یا قتر یا بیت پرست یا معتدہ یا مسکاتہ تو وہ مثل غیر کی لونڈی کے ہو آپ مرو کو اپنے محرم عورتوں کا دیکھنا ناف سے اوپر اور گھٹن سے نیچے کے بدن کا درست ہے اور بعضوں نے کہا اتنا ہی بدن کو دیکھنا درست ہو جتنا کام کاج کرنے میں مکمل جاتا ہے اب مرد کا ستر مرد و اور عورت کا ستر عورت کی ناف کے نیچے سے گھٹن تک ہے اور گھٹن اور ناف میں تین قول ہیں ایک یہ کہ وہ ستر نہیں ہیں یہی صحیح ہے دوسرے یہ کہ وہ ستر ہیں داخل ہیں تیسری یہ کہ ستر ہے پر گھٹنا ستر نہیں اور حقیقہ کے نزدیک ناف ستر نہیں پر گھٹنا ستر میں داخل ہے اور مرد کو غیر عورت کا دیکھنا اسی طرح عورت کو غیر مرد کا دیکھنا بالکل حرام ہے خواہ یہ نظر شہوت سے ہو یا بغیر شہوت کے اور بعضوں کے نزدیک عورت کو غیر مرد کا منہ دیکھنا بغیر شہوت کے درست ہے مگر یہ قول ضعیف ہے اور جب عورت اجنبی ہو تو کچھ ہنس رق نہیں آزاد اور لونڈی میں اور حقیقہ کے نزدیک غیر لونڈی مثل محرم عورت کے اگر کسی طرح حرام ہے مرد کو خوب صورت پریش رٹس کے کا منہ دیکھنا خواہ یہ نظر شہوت سے ہو یا بغیر شہوت کے خواہ فت نہ کا ڈر ہو یا نہ ہو صحیح اور مختار یہی مذہب ہے مگر یہ جتنی حرمت نظر کی اور پر بیان ہوئی اسی صورت میں ہے جب حاجت اور ضرورت نہ ہو ورنہ حاجت کے وقت نظر درست ہے جیسے چوڑھویں علامہ گواہی کے وقت پر شہوت اس وقت بھی حرام ہے ہمارے اصحاب نے کہا کہ شہوت سے نظر کرنا تو بے شخص پر حرام ہے سو اپنی بی بی اور لونڈی کے یہاں تک کہ اگر کوئی اپنی بیٹی یا ماں کو بھی شہوت سے دیکھے تو وہ حرام ہے اور یہ جو مرد کو مرد کے ساتھ اور عورت کو عورت کے ساتھ ایک کپڑے پوشی کی ممانعت کی یہ ممانعت تحریمی ہے اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ دوسرے کے ستر کا چھونا بھی ناجائز ہے اور لوگ حمام میں اکثر ایسی خرابیوں میں پڑ جاتے ہیں حالانکہ بچنا چاہیے ان باتوں سے اور جو کوئی ایسا کرے اسکو منہ کرنا چاہیے اگر یہ ماننے کی امید نہ ہو اور تنہائی میں آدمی تنگ ہو سکتا ہے پر بلا ضرورت مکروہ بلکہ حرام ہے (نوروی) **عَنْ الصَّخَّالِيِّ بْنِ عَفَّانَ** **يُضَنُّ اِنْ سَكَدَ وَ قَاكَ مَكَانَ عَوْدَةِ عِمْرَانَةَ الرَّجُلِ وَ عِمْرَانَةُ اَنَّ تَرَجَّمَهُ وَ هِيَ بَوْدِي كَزَا** **اِهْنِ عَوْرَتَكَ بِرِئِ عَرِيكَ كَالْفَطَمَةِ** اور معنی وہی جو اوپر بیان ہوا **بَابُ بَحْوَانِ غُفَّتَا**

آپ نے انہیں کھولی اور منہ پر ڈالی اسی وقت غش کھا کر گئے پھر بدن سے آپ کو نکلتا نہیں دیکھا
 مکن السورین تخرمه قال قلت لحي بن يقبل وعلى اذ خفيف قال فاحملوا ذاري
 ومضى فجعلوا استطران اصغر حتى بلغت به الى موضعه فقال رسول الله صلى الله
 عليه وسلم ارجع الى قبيلك فخذ ذلكا تمشوا عمرا ثم جہ سورین مخرم سے روایت ہے
 میں ایک بار بھی پتھر اٹھائی ہوئے رہا تھا اور ہلکی ازار پہنا تھا وہ کھل گئی اور میں پتھر کو زمین پر
 رکھ نہ سکا یہاں تک کہ اسکی جگہ پر گئے گیارہ سال بعد صلوات اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اپنا کپڑا اوٹھا
 اور ننگے ست چلا کر و یا فی التمدد عند البؤلہ پشیا کرتے وقت ستر کر چھپا یا مکن
 عبد الله بن جعفر قال اردني رسول الله عليه وسلم ذات يوم خلف فاستل حديد
 له احبته به احدا من الناس وكان احب ما استند رسول الله صلى الله عليه وسلم
 لاحتاجته هذ في حاشي خيل قال ابن اسما في حديثه يعني خايط خيل ترجمہ عبد البز
 جعفر سے روایت ہے ترجمہ ایک بار رسول اللہ علیہ وسلم نے سواری پر اپنے پیچھے بیٹھا لیا پھر یہ
 کان میں ایک بات کہی وہ بات کسی بیان نہ کر دئی اور آپ کو حاجت کے وقت ٹیلے کی ایک کھجور
 کے دو تھون کی آڑ پڑ گئی (تاکہ ستر کو کوئی نہ دیکھے) یا فی بیان ان الجمعاء کان فی اقل
 الا سلام کہ یوجب الغسل ان یزول المدی ویکان تسبیح فان الغسل یجب بالجماع
 او اهل سلام میں جماع سے غسل واجب نہ ہوتا جب تک سنی نہ نکلتے لیکن وہ حکم منسوخ ہو گیا
 اور جماع سے غسل واجب ہو جائے مکن ان یسجدوا الخذ دیت قال خرجت مع رسول الله صلى
 الله عليه وسلم يوم الاثنين الى قباء حتى اذا كنا في بني سلم وقف رسول الله صلى الله عليه
 وسلم باب غيبان فصرخ به فخرج فبجاءه فاداه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يحزننا
 الا رجل فقال عتبان يا رسول الله اذيتنا لو جعل نجل عن امرائهم ذلکم من ماذا عليك فقال رسول
 الله صلى الله عليه وسلم انما الماء من الماء ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہے ہر مین پر کے ن رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا مسجد قبا کی طرف جب ہم نبی سالم کے محل میں پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم عتبان بن مالک کے دروازہ پر کھڑے ہوئی اور اسکو آواز دی اپنی ازار گھسیٹتا ہوا نکلا آپ نے فرمایا ہم نے
 اسکو بلایا مین و الا عتبان نے کہا یا رسول اللہ اگر کوئی شخص جلدی اپنی عورت سے الگ ہو جاوے

اور ہنی نہ لکھے تو اسکا کیا حکم ہے (یعنی غسل کرے یا نہیں) آپ نے فرمایا پانی (یعنی نہانا) پانی سے (یعنی منی
 نکلنے سے) واجب ہوتا ہے فتا نووی نے کہا اب است کا اجماع ہے اس پر کہ جماع سے غسل واجب ہوتا ہے
 اگرچہ انزال نہ ہو سیلحہ انزال سے غسل واجب ہوتا ہے اور کیا جماعت صحابہ کا یہ قول تھا کہ غسل بغیر انزال کے واجب
 نہیں ہوتا پھر بعضوں نے جرح کیا اس قول کو اور اجماع ہو گیا جماع سے غسل واجب ہو چکا ہے یہ حدیث انما الما من
 الما کی منسوخ ہے یعنی اول اسلام ایسا حکم تھا کہ اگر جماع کرے اور انزال نہ ہو تو غسل واجب نہ ہوتا لیکن بعد کہ
 غسل واجب کیا گیا اور ابن عباس کے نزدیک یہ حدیث منسوخ نہیں ہے بلکہ مراد اس سے تسلیم کجاست
 یعنی اگر کوئی خواب میں جماع کرے لیکن تری نہ دیکھو تو ہمیں غسل نہیں ہے **عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ**
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّمَا الْمَاءُ مِنْ الْمَاءِ مَرَّجَمَهُ ابُو سَعِيدٍ خُدْرِي سے روایت
 ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی سے پانی واجب ہوتا ہے **عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ بْنِ**
الشَّخْرِيقِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحْضِرُ حَدِيثَهُ بَعْضُهُ بَعْضًا كَمَا يَسْتَحْضِرُ الْقُرْآنُ
بَعْضُهُ بَعْضًا مَرَّجَمَهُ ابُو الْعَلَاءِ بْنِ شَخْرِيقٍ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک حدیث کو دوسری
 حدیث سے منسوخ کر دیتے جیسے قرآن کی ایک آیت دوسری آیت سے منسوخ ہو جاتی ہے فتا نووی
 نے کہا امام مسلم کی غرض اس حدیث کے یہاں لائے یہ ہے کہ انما الما من الما کی حدیث منسوخ ہے دوسری
 حدیثوں سے اور حدیث کا نسخہ حدیث سے جائز ہے اور اسکی چار صورتیں ہیں ایک تو حدیث متواتر
 کا نسخہ حدیث متواتر سے دوسری خبر واحد کا نسخہ خبر واحد سے تیسری خبر واحد کا نسخہ حدیث متواتر سے
 چوتھوں صورتیں تو بالاتفاق جائز ہیں چوتھی خبر متواتر کا نسخہ خبر واحد سے اس میں اختلاف ہے جمہور کے
 نزدیک جائز نہیں اور بعض ظاہر یہ کہ نزدیک جائز ہے **عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ**
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الرَّجُلِ مِنْ الْأَنْصَارِ فَدَاسِلَ إِلَيْهِ فَنَسَحَ وَدَاسَهُ يَقْطُرُ فَقَالَ
لَعَلَّنَا أَعْجَلْنَاكَ قَالَ لَعْمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِذَا أُعْجِلْتَ أَوْ أُخْطِطْتَ فَلَا غُسْلَ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ
الْوُضُوءُ وَكَانَ ابْنُ بَشَّارٍ إِذَا أُعْجِلْتَ أَوْ أُخْطِطْتَ مَرَّجَمَهُ ابُو سَعِيدٍ خُدْرِي سے روایت ہے رسول صلی
 اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے مکان پر گذرے اسکو بلایا وہ نکلا اور اس کے سر میں سی پانی ٹپکا ہاتھ آپ نے
 فرمایا ہماری وجہ سے تم نے جلدی کی اس کو کہا مان یا رسول اللہ آپ نے فرمایا جب تو جلدی کرے اور بغیر انزال
 کے اٹھ کھڑا ہو یا پھر اساک ہو اور ہنی نہ لکھے تو تجھ پر غسل واجب نہیں ہے صرف وضو کر کے غسل کرے

مرد و بیباک و بی شرم و بی وقار و بی اختیار است کسی طرح اگر سورتا ہو اور عورت اسکا ذکر کرے
 فرج کے اندر سے نہ نود و ذکر کیا انتشار ہو یا نہ ہو غسل واجب ہوگا خواہ ننگہ ہو یا نہ ہو اور ان سب صورتوں
 میں فاعل اور مفعول اور فاعل و مفعول واجب ہے مگر جب کوئی نہیں سے باہر نہ ہو تو اس پر واجب نہیں لیکن وہ جب ننگہ
 و جود و غیر وار ہو تو اس کے دل پر لازم ہے کہ حکم کرے اسکو غسل کی جیسے حکم کرنا ہو وضو کا اگر وہ بغیر غسل کے نماز پڑھے
 تو اسکی نماز صحیح نہیں ہوگی اور دخول کے لیے صرف شطہ کا غائب ہونا کافی ہو تمام ذکر کا غائب ہونا ضرور نہیں اور
 جو ذکر پڑھنا وغیرہ واجب کر و غسل کرے تو اس میں تین قول ہیں صحیح یہ ہے کہ غسل واجب ہے دو نوپرا نہ ہو شطہ
سُئِلَ عَنْ تَتَادَةِ يَهْدِيهِمْ إِلَى سَنَادِ مَثَلِهِ عِيَانًا فِي حَدِيثِ سَجْدَةِ عَمَّ أَجْهَدَ وَكَمْ يُقَالُ فَإِنْ لَمْ يَنْزِلْ
تَرَجَّحَ وَدُورِي رُوَيْتَ كَذَا بَعْضُ هِيَ جَوَابُ كَذَا عَمَّنْ أَيْ مَوْسَى قَالَا ائْتَفَقْنَا مِنْ ذَلِكَ فَقُمْتُ فَاسْتَأْذَنْتُ
الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ فَقَالَ الْأَنْصَارُ نَوَكُ لَا يَحِبُّ الْفُكْلَ لَا مِنَ الدَّفْنِ أَوْ مِنَ الْمَاءِ وَقَالَ الْمُهَاجِرُونَ
بَلَى إِذَا خَالَطَ قَعْدَ وَجِبَ الْغُسْلُ قَالَ فَقَالَ أَبُو مَوْسَى قَالَا ائْتَفَقْنَا مِنْ ذَلِكَ فَقُمْتُ فَاسْتَأْذَنْتُ
عَلَى نَائِشَةٍ فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْتُ لَمْ آيَا أَمَّا الْمُؤْمِنُونَ أَيْ أُرِيدُوا أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ شَيْءٍ وَارْتَبَعَتْ
أَسْئَلَتِي فَقَالَ لَمْ يَفْعَلُوا أَنْ تَسْأَلَنِي عَمَّا كُنْتُ سَائِلًا عَنْهُ أَمَّا لَائِي وَكَدُنْتُ فَإِنَّمَا أَنَا أَمَّا
ذَلِكَ فَسَأَلُوا بَعْضُ الْغُسْلِ قَالَتْ عَلَى نَائِشَةٍ سَقَطَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا احْتَلَسَ بَيْنَ
شَجَرَتَيْنِ أَوْ بَيْنَ شَجَرَتَيْنِ أَوْ بَيْنَ شَجَرَتَيْنِ فَقَدْ وَجِبَ الْغُسْلُ تَرْجَمَهُ أَبُو سَعْدٍ رُوَيْتَ هُوَ خَلَّافٌ كَمَا اس
 سنے میں مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت نے انصار سے کہا غسل جب ہے واجب ہوتا ہے کہ سنی کو ذکر
 نکلے اور انزال ہو اور مہاجرین نے کہا جب عورت سے صحبت کرے تو غسل واجب ہے ابو موسیٰ نے کہا میں نہیں ہی
 تسلی کیے دیتا ہوں شہرو میں اٹھا اور حضرت عائشہ کے مکان پر جا کر ان سے اجازت مانگی انہوں نے اجازت
 دی میں نے کہا احوال یا مان سلمانوں کی میں تم کو کچھ پچھنا چاہتا ہوں لیکن مجھ پر شرم آتی ہے حضرت عائشہ
 نے کہا است شرم کر تو اس بات کو پوچھو سے جو اپنی سلی ان سے پوچھ سکتا ہو جسے پیٹ سے تریبا ہو میں بھی پڑھی
 ان ہوں اکیڈ کہ حضرت ام کی بی بیان مومنین کی مائیں ہیں) میں نے کہا غسل کس سے واجب ہوتا ہے
 انھوں نے کہا نائشہ چھو و نفث کا ر سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد و عورت کے
 چاروں کو نون میں بیٹھے اور قنہ قنہ سے لمجاوے (یعنی ذکر نرجہ میں داخل ہو جاوے) تو غسل
 واجب ہو گیا **ف** خواہ انزال ہو یا نہ ہو تو وہی سنے کہ نائشہ قنہ سے نہ مراد اس سے دخول ہے ورنہ عورت کا

ختر اور بنو تہامہ جماع میں نہیں لگتا اور جماع کیا ہے علماء نے اس پر اگر ذکر کو صرف فرج سے چھڑا دی اور اس
 ذکر کے تو نسل واجب نہیں **حسن** عائشہ زوہر التَّحِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَانِ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الرَّجُلِ يَجَامِعُ أَهْلَهُ فَتَمَّ بِكَيْسِلٍ هَلْ عَلَيْهِ الْغُسْلُ وَعَائِشَةُ جَالِيسَةٌ
 فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ أَنَا وَهَذِهِ ثُمَّ تَقَنَّنَ لَهُ ثُمَّ رَجَعَهُ إِلَى الْمَنِينِ
 عائشہ رضی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر کوئی مرد جماع کرے یا اپنی عورت کو بغیر
 انزال سے پہلے ذکر کو نکال لے کیا غسل واجب ہے دو نو تیر آپ فرمایا میں اور یہیہ (حضرت عائشہ کو فرمایا) ایسا کرنا
 میں بھی غسل کرتے ہیں **حسن** نووی نے کہا ایسی باتیں آدمی بی بی سے کر سکتا ہے اگر اس میں کوئی مضمت ہو
 اگر کسی کو رنج نہ ہوا ہے یہ اس لیے فرمایا کہ اس شخص کو تشفی ہو جاوے **قَابِ** الْوُضُوءِ وَمَا مَسَّتِ الْيَدُ
 جو کھانا لگ سے بچا ہوا اس کے کھانے وضو ٹوٹ جاتا ہے **حسن** نووی نے کہا امام سلم نے اس باب میں پہلے
 وہ حدیثیں بیان کیں ہیں جن سے وضو کا لازم ہونا لگ کے بھر ہوئے کفار سے ثابت ہوا ہے جو حدیثیں بیان کیں جن سے
 وضو کا لازم نہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور اس سے بغیر اس ہے کہ پہلی حدیثیں منسوخ ہیں اور جو ہر سلف اور خلف اور صحابہ و تابعین
 کا یہی قول ہے کہ لگ سے بچے ہو کھانا کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی مذہب ہے ائمہ اربعہ اور حنفی اور شافعی اور مالکی
 اور ابو حنیفہ کا اور ایک جماعت اس طرف گئے ہیں کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی بقول ہے عمر بن عبد العزیز اور جن بھیری اور زہری
 اور ابو قلابہ اور ابو جلیس (نووی مختصراً) **حسن** زید بن ثابت قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول
 سلم يقول الوضوء مما مسبت يداك قال لمن شهايب خبرني عن عمر بن عبد العزيز ان عبد الله بن
 ابراهيم بن قاري اخبره انه وجد ابا هريرة يقول ما على المجد فقال اما التوضؤ من كفرا او طم
 اكلها او كاذبي سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول توضؤ مما مسبت يداك قال ابن
 شهايب خبرني مبعث بن خالد بن عمر بن عثمان وانا اخبرته هذا الحديث انه سأل حمزة
 ابن الزبير عن الوضوء مما مسبت يداك فقال حمزة سمعت عائشة زوهر التَّحِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 سلم تقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم توضؤ مما مسبت يداك ثم جهم زيد بن ثابت
 روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتا کہ وضو لازم آتا ہے اس کہانے سے جو لگ سے بچا ہوا اس میں
 نے عمر بن عبد العزیز سے سنا انہوں نے عبد اللہ بن ابراہیم سے انہوں نے ابو ہریرہ کو مسجد میں وضو کرتے دیکھا انہوں نے
 نے کہا میں نے پیر کے ٹکڑے کہا میں اس سے وضو کرتا ہوں میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے

وضو کرو اس کہانے سے جو اب تک کہ کیا ہو اس شہاب بن سعید بن خالد سے سنا اور وہ اسے حدیث بیان کرتے تھے
 سعید کہا میں نے عمرو بن ابی اسیر سے پوچھا وضو کو اگے پیچے ہوئے کھانے نہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ
 سے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو کرو اس کھانے سے جو اب تک کہ کیا ہو **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ**
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ كَيْفَ شَاءَ ثُمَّ صَلَّى لَمْ يَتَوَضَّأْ ثُمَّ جِئَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ سے روایت ہو
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کے دست کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ**
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ عَرَقًا أَوْ كَحْأًا ثُمَّ صَلَّى لَمْ يَتَوَضَّأْ أَوْ لَمْ يَتَوَضَّأْ مَاءً ثُمَّ جِئَهُ ابْنُ
 عباس سے روایت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بٹی پر لگا ہوا گوشت کھایا یا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی
 اور وضو نہیں کیا یا پانی نہیں چھڑا **عَنْ عُمَرَ بْنِ أُمَيَّةَ الظَّمْرِيِّ أَنَّهُ دَاوَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ**
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْتَرُ مِنْ كَيْفٍ يَأْكُلُ مِنْهَا ثُمَّ صَلَّى لَمْ يَتَوَضَّأْ ترجمہ عمرو بن امیہ ضمری سے روایت
 ہے انھوں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دست کا گوشت چھری سے کاٹ کر کھا رہے تھے پھر
 نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا **فَإِنْ نَوَى لَمْ يَكُنْ** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گوشت کا چھری سے
 کاٹ کر کھانا درست ہے جب ضرورت ہو مثلاً گوشت سخت ہو یا بڑا سا ٹکڑا ہو اور بے ضرورت نہ کر وہ **عَنْ**
عُمَرَ بْنِ أُمَيَّةَ الظَّمْرِيِّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْتَرُ مِنْ كَيْفٍ شَاءَ فَكَانَ
عِنْدَهُ قَدْ دُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ وَقَامَ وَطَرَحَ التَّيَكِينَ وَصَلَّى لَمْ يَتَوَضَّأْ ترجمہ عمرو بن امیہ ضمری
 سے روایت ہو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ایک بکری کا دست چھری سے کاٹ کر کھا رہا
 تھے آخر میں نماز کے لیے بلا لگے آپ نے چھری ڈال دی اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ**
وَمِنْهُنَّ ذَوِجِرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ عِنْدَهَا
كَيْفَ شَاءَ ثُمَّ صَلَّى لَمْ يَتَوَضَّأْ ترجمہ ابن عباس سے اور ام المؤمنین میمونہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ان کے بس دست کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ**
قَالَ إِنَّهُ كَانَ كُنْتُ أَشْهَى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَطَ الشَّيْءَ ثُمَّ صَلَّى لَمْ
يَتَوَضَّأْ ترجمہ ابن عباس سے روایت ہو میں نے گواہ ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بکری
 کی کبھی پہنٹا (آپ سین سے کھاتے) پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ**
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَّرَ بِسَأْئِلِهِمْ عَائِدَةً فَتَضَمَّنَ وَقَالَ إِنَّ كَرْدًا سَأَلَ

باب فی الوضوء وکتاب المسائل الثانی

حدیث

فی المسائل

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا پھر پانی منگوا یا اذہ بکلی کی اور فرمایا
 دودھ سے نہ چکنا ہو جاتا ہے **ف** تو کھلی کرنا اسکے بعد استحب ہے اس طرح ہر ایک کھانی پیش کی
 چیرے تاکہ غار میں کچھ نہ مین نہ رہ جاوے جسے ننگہ کی حاجت پڑے اور نہ صاف ہو جاوے اور ختم
 کیا ہے علماء نے کھانے سے پہلے در کھانے کو بعد اذہ دھونا استحب ہے یا نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ کھانے
 سے کھانے سے پہلے مگر سب ماہقہ کی صفائی کا یقین ہو میں کچھ اور نجاست ہر اس طرح کھانے کو بعد مگر حسب
 ماہقہ کھانے کا اشارہ بہت لاکھا ناشک ہو اور امام مالک کہہ کر کھانے کے بعد اذہ دھونا استحب نہیں
 مگر حسب ماہقہ میں کوئی نجاست لگی ہو تو دھونا ضرور ہے (نوی) **حکم الزہری رحمہ اللہ** ترجمہ ہے کہ زہری
 ابن عباس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع علی بن ابیہ تم خرجوا الى الصلوة فاني يهديه خبز وكم فاكل
 فحدثكم ثم صلى بالناس ومأصص ماء ترجمہ ابن عباس سے روایت ہر رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے کپڑے پہن کر پھر نماز کو نکلے اس وقت ایک شخص آپ پاس حصہ لا گیا گوشت اور روٹی آپ نے
 تین تہے کھائے پھر نماز پڑھائی اور پانی کو ماہقہ نہیں لگا یا **عن** محمد بن عمرو بن عطاء قال كنت
 مع ابن عباس وسمعت الحديث بمعني حديثه ان خذوا من خبزك وفيه ان ابن عباس شهد
 ذلك من النبي صلى الله عليه وسلم وقال صلى الله عليه وسلم ان يفتل بالناس ترجمہ دی جواوہر گندہ
باب الوضوء من الحوم الاصيل اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنا **ف** نوی نے کہا اکثر علماء
 اس طرف نہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور
 یحییٰ اور ابن مسند اور ابن خزیمہ اور اہل حدیث کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے **عن** جابر بن سمیر
 ان رجلا سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم اتوضأ من حوم الغنم قال ان شئت
 متوضأ وان شئت فلا متوضأ قال اتوضأ من حوم الاصيل قال نعم فتوضأ من حوم الاصيل
 قال اصلي في حرايض الغنم قال نعم قال اصلي في مبارك الاصيل قال لا ترجمہ جابر بن
 سے روایت ہر ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا بکری کا گوشت کھا کر میں وضو
 کروں آپ نے فرمایا چاہے نہ کرے چاہے نہ کرے پھر اسے پوچھا اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کروں آپ نے فرمایا
 ہاں وضو کر اونٹ کے گوشت سے اس کو کہا بکریوں کے تہاں میں میں نماز پڑھوں آپ نے فرمایا ہاں اور بکری
 اونٹوں کے تہاں میں آپ نے فرمایا نہیں **ف** کیونکہ اونٹ زبردست اور شریر ہے ایسا نہ ہو

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

کہ نمازی کو کچھ صدمہ پہنچے اور بکرون کے تھان میں اسکا در زمین کو وی نے کہا یہ مانعت تشریہی ہے۔
 عَنْ حَازِمِ بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ الشَّيْخِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَلِّ حَدَّثَ ابْنُ كَامِلٍ عَنْ أَبِي عَوَّانَةَ
 رَجُلٍ مِنْ جَوَابِ بَكْدَرٍ قَابُ الدَّيْلِيلِ عَلَى أَنَّ مَنْ يَقْنُ الطَّهَّارَةَ ثُمَّ سَكَتَ فِي الْحَدِيثِ
 فَكَانَ يُسَمَّى بِطَهَّارٍ ذَلِكَ جَسْأُ كُفَّارَاتٍ كَالْقَيْنِ فِي بَحْرِ حَدِيثٍ مِنْ شَكٍّ بِوَرُوهِ اسْطِ
 سے نماز پر یہ کہتا ہے عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمِّهِ شَيْكَا إِلَى الشَّيْخِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ الْوَجَلُ خَيْلُ الْبَرِّ لَكِنَّهُ يُجَدُّ الشَّيْءُ فِي الصَّلَاةِ قَالَ كَيْفَ يُصْرَفُ الْحَقُّ بِمَعْمُومًا أَوْ يُجَدُّ
 رِيحًا قَالَ الْوَجَلُ وَذَهَبُ حَرْبٍ رَوَيْتُهَا هُوَ عَيْدُ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَجُلٍ مِنْ جَوَابِ بَكْدَرٍ
 عباد کے چما سے روایت کیا اوہوں نے شکایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں آدمی کو معلوم
 ہوتا ہے نماز میں کراسکو حدت ہوا (یعنی گمان ہوتا ہے) آپ نے فرمایا وہ نماز کو توڑے جب تک حدت
 کی آواز نہ سنے یا بوند نہ سونگے (نمازی نے کہا یہ حدت ایک بڑا قاعدہ ہے سلام کے بعد ہر
 سے اس سے یہ لکھتا ہے کہ ہر ایک چیز جبکہ بروجہ کا یقین ہو وہ شک سے دفع نہیں ہو سکتی جیسے طہارت
 جو یقینی تھی حدت گمان سے مٹ نہیں سکتی ہمارا اور جوہر علما کا یہی مذہب ہے اور امام مالک سے
 آپس میں دور و تین میں ایک نوید کہ دنہ و لازم ہے اگر شک نماز کے باہر ہو اور جو نماز کے اندر ہو تو لازم ہے
 اور دوسری یہ کہ دونوں صورتوں میں پھر وظو کرنا چاہیے (انتہ مختصراً) ابوبکر اور زبیر
 اپنی روایتوں میں عباد کے چما کا نام لیا یعنی عبداللہ بن زید عَنْ ابْنِ مَرْثَدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَجَدَ الْحَدَّ كَمْ فِي بَطْنِهِ شَيْئًا كَأَشْكَالٍ عَلَيْهِ أَخْبَرَهُ مِنْهُ شَيْئًا
 أَكْمَهُ فَلَا يَحْرُجُ مِنَ الصَّلَاةِ حَتَّى يَمُوتَ أَوْ يُجَدِّدَ بِهَا ثُمَّ جَمَعَ أَبُو بَكْرٍ رَوَى عَنْهُ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو اپنے پیٹ میں غلٹ معلوم ہو پھر اسکو
 شک ہو کہ پیٹ میں سے کچھ نکلا یا نہیں (یعنی دوسری یا نہیں) تو سجدہ نہ کرے جب تک آواز نہ سنے
 یا بوند نہ سونگے (یعنی یقین نہ ہو حدت ہونے کا) قَابُ الدَّيْلِيلِ ابْنُ كَامِلٍ عَنْ أَبِي عَوَّانَةَ
 مرد سے جانور کی کھال بابت سے پاک ہو جاتی ہے عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَصَّدَّقَ عَلَى مَكَّةَ
 لِمَقْبُورَةٍ بِشَاةٍ فَمَاتَتْ ثُمَّ نَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَذَا أَخَذَ ثُمَّ جَاءَهَا
 فَدَخَمَتْهُ فَانْتَفَعَتْ ثُمَّ مَاتَتْ فَقَالَ إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ إِنَّهَا حَيَّةٌ ثُمَّ جَمَعَ أَبُو بَكْرٍ رَوَى عَنْهُ

باب فی الذی یحکم فی الصلوة

باب فی الذی یحکم فی الصلوة

سے روایت ہے جو میمونہ کی لونڈی کو کسی نے ایک بکری صدقہ دی وہ مگر ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم
 فرمایا تم نے اسکی کھال کیوں نہ لی دباغت کر کے کام میں لاتے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ وہ
 مردار تھی آپ نے فرمایا مردار کا کھانا حرام ہے **۱** نہ اسکی کھال سے فائدہ اٹھانا تو اسی نے کہا اسباب
 علماء کے سات مذہب میں ایسا شافعی کا وہ یہ ہے کہ دباغت سے ہر ایک مرد مرد جانور کی کھال پاک حال
 ہے اندر اور باہر اور تر اور خشک ہر ایک چیز میں اسکا استعمال درست ہے سوا کتے اور سور کے دوسری یہ کہ کوئی
 کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی احمد اور مالک سے یہی مروی ہے تیسری یہ کہ حلال جانور کی کھال پاک
 ہو جاتی ہے اور حرام کی پاک نہیں ہوتی آوزاعی اور ابن مبارک اور ابو ثور اور اسحاق کا یہی قول ہے چوتھی
 سب مردار جانوروں کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے سوا سور کے ابو حنیفہ کا یہی مذہب ہے یا نحوین
 یہ کہ سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں مگر صرف باہر سے اور تر چیز میں اسکا استعمال درست نہیں مالک کا
 مشہور مذہب یہی ہے چوتھی یہ کہ سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ کتے اور سور کی بھی اندر اور باہر
 اور یہی قول ہے داؤد ظاہری اور ابو یوسف کا ساتویں یہ کہ مردار جانور کی کھال سے فائدہ اٹھانا درست
 ہے اگرچہ اسکی دباغت نہ ہو دہر کیا یہی قول ہے ابو مختار **۲** **۳** **۴** **۵** **۶** **۷** **۸** **۹** **۱۰** **۱۱** **۱۲** **۱۳** **۱۴** **۱۵** **۱۶** **۱۷** **۱۸** **۱۹** **۲۰**
 اللہ علیہ وسلم **وَجَدَ شَاةً مَيِّتَةً أُعْطِيَتْهَا مَوَالٌ لَا يَمُوتُونَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ**
هَذَا نَسْفَعُكُمْ بِحِلِّهَا قَالُوا إِنَّمَا مَيِّتَةٌ قَالَ إِنَّمَا حَرَّمَ أَكْلَهَا **۲۱** **۲۲** **۲۳** **۲۴** **۲۵** **۲۶** **۲۷** **۲۸** **۲۹** **۳۰**
 ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مردار مری دیکھی جو میمونہ کی لونڈی کو صدقہ ملی تھی آپ نے
 فرمایا تم نے اسکی کھال سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا لوگوں نے کہا وہ مردار ہے آپ نے فرمایا مردار
 کا کھانا حرام **۳۱** **۳۲** **۳۳** **۳۴** **۳۵** **۳۶** **۳۷** **۳۸** **۳۹** **۴۰** **۴۱** **۴۲** **۴۳** **۴۴** **۴۵** **۴۶** **۴۷** **۴۸** **۴۹** **۵۰**
بَنِي إِسْرَءِيلَ وَخِزْيَانُهُمْ مَوَالٌ لَا يَمُوتُونَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَا أَخَذُوا
إِذَا بَيَّعُوا فَدَبَّحُوا قَاتَسَفَحُوا **۵۱** **۵۲** **۵۳** **۵۴** **۵۵** **۵۶** **۵۷** **۵۸** **۵۹** **۶۰**
 دیکھی پڑی ہوئی جو میمونہ کی لونڈی کو صدقہ میں مل تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں
 نے اسکی کھال کیوں نہ لی دباغت کر کے فائدہ اٹھاتے **۶۱** **۶۲** **۶۳** **۶۴** **۶۵** **۶۶** **۶۷** **۶۸** **۶۹** **۷۰**
أَنَّ دَابَّةً كَانَتْ لِبَعْضِ نِسَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَتْ فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَا أَخَذَتْهُمُ إِذَا بَيَّعُوا قَاتَسَفَحُوا **۷۱** **۷۲** **۷۳** **۷۴** **۷۵** **۷۶** **۷۷** **۷۸** **۷۹** **۸۰**
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت ہے جو میمونہ کی لونڈی کو صدقہ ملی تھی آپ نے

فَقَالَ
 قَالَ

ہے یہی وہ ہے جو بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بی بی کے گھر میں ایک جانور رہا تھا وہ مر گیا تو آپ نے
 فرمایا تم نے اس کی کھال کپڑوں کی اس کو کہ میں لائے تھیں ابن عباس ان التبی صلی اللہ علیہ وسلم
 وَمَرَّ بِشَاةٍ لِّمَوَكَّةَ مَيِّمُونَ فَقَالَ اَكَلَتْ اَنْتُمْ طَرَفًا يَافَايَا ثُمَّ جِئْتُمْ بِرِجْلِهَا مِنْ رِوَيْتِ
 ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی وہ بی بی کی بکری کو دیکھا وہ مری پڑی تھی آپ نے ہر سے نکلی
 فرمایا اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا **عجل** عبد اللہ بن عباس قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ اِذَا دُبِغَ الْاَكْهَابُ فَقَدْ طَهَّرَ رَجُلٌ عَمَّا بَيْنَ يَدَيْهِ
 ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب کھال بدباعت ہو گئی تو وہ پاک
 ہے **ف** انوی نے کہا دیباغت ہر ایک چیز سے درست ہو جو کھال کی طہارت کو سکھا دے اور اس کی
 بدبو بلی دور کرے اسطرح سے کہ کچھ کھال ٹٹے کے لائق نہ رہے جیسے انار کے چھلکے پہلے پانی وغیرہ دواؤں
 سے اور صرف وہی پین سکھائے نہ دیباغت نہیں ہوتی اور خفیدن کے نزدیک ہو جاتی ہے اور جب
 کھال دیباغت ہو پاک ہو گئی تو اس کا جینا بھی جائز ہے اور اس کے کھانا میں تین قول ہیں صحیح یہ ہے کہ
 کھانا پاک جائز نہیں (نوی مختصر) **عجل** ابن عباس رَضِيَ اللہ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ اِذَا دُبِغَ الْاَكْهَابُ
 لَيْسَ لَهَا خِلَافٌ اِلَّا عَلَى مَن وَعَلَهُ التَّبَايُ ثُمَّ تَابَتْ سَائِلَةٌ عَبْدَ اللہ بن عباس فَقُلْتُ اَنَا كُنْتُ بِالْمَغْرِبِ وَمَعَنَا
 الْكَبِيرُ وَالْجَنُّ وَفِي الْكَبْرِ قَدْ دَخَلُوا وَخَلَّوْا نَاحِلَ ذِي الْحِجْمِ وَيَا تَوَنَّا يَا لَيْسَاءُ يَجْعَلُ
 فِيهِ الْوَدَّ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ
 دِبَاغُهُ طَهُوْرٌ ثُمَّ جِئْتُ بِالْمَغْرِبِ مِنْ رِوَيْتِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ
 اس کو چھو انہوں نے کہا کیوں کیا چھوئے ہو یعنی کیا اس کو بخش جاتے ہو امین نے عبد اللہ بن عباس سے
 کہا ہم سب کے ملک میں رہتے ہیں وہاں بربر کے کاؤتش پرست بہت ہیں وہ بکری لاتے ہیں اور
 کر کے ہم تو ان کا ذبح کیا ہوا جانور نہیں کھاتے اور شکین لاتے ہیں چربی ڈال کر ابن عباس نے کہا ہم نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو پوچھا آپ نے فرمایا وہ دیباغت ہو پاک ہو جاتی ہیں (یہی چڑ سے پر
 جب دیباغت ہو گئی تو وہ پاک ہے اگرچہ کہ فہرے دیباغت کی ہو) **عجل** ابن عباس رَضِيَ اللہ عَنْہُ
 قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللہ بن عَبَّاسٍ فَقُلْتُ اِنَا كُنْتُ بِالْمَغْرِبِ فَيَا بَيْتَ الْجَنُّ يُلَا سَقِيَّةَ
 فِيهَا الْمَاءُ وَالْوَدَّ فَقَالَ اشْرَبْ فَقُلْتُ اَرَأَيْتَ تَرَاكَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللہ

بن
 مکتوبہ

ن
 ما اذ بدع الاكهار فقد كثر

